Truth in Love
گاڈز کنگڈم منسٹریز
آمدِ ثانی کے بھید
مصنف
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز
مترجم
ڈاکٹر فیاض انور

آمدِ ثانی کے بھید

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

ڈاکٹر فیاض انور

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

ناشرین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فیاض انور

معاونین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینت ناز، جینفر فیاض، مریم ناز

پروف ریڈنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پادری ایڈورڈ سن منیر، روبن جان

نظر ثانی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فنی ایل رشید، پروفیسر شاہد صدیق گل

دُعا گو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پادری محبوب ناز، پادری مالک الماس

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فیاض انور

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۳۰۰۰

بار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اول

اپریل ۲۰۲۴ء

پتہ: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ: 03007499529، 03462448983

انتساب

ڈاکٹر جان ایف مارکس اور پروفیسر دانی بخش کے نام

مترجم

فہرست مضامین

بیش بہا خزانہ

یسوع المسیح کی زندگی، خدمات اور آمدِ ثانی کے بارے میں سیکھتے رہنے کا میرا شوق اور تجسس کبھی بھی کم نہیں ہوا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ لیکن یہ بدقسمتی بھی ہمیشہ ساتھ رہی ہے کہ بہت سے مضامین پر مواد دستیاب نہیں ہے۔

ہمارے ملک میں ایسا کتابی مواد نہ ملنے کی ایک وجہ سنجیدہ قاری کا نہ ہونا بھی ہے تو ایسی صورت حال میں کتاب سے وابستگی کا رواج دن بدن کم زور ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن کمال ہیں وہ لوگ جو انتھک محنت سے گنے چنے قارئین کے لیے کتب چھاپ رہے ہیں اور قاری اور کتاب کے رشتے کو مضبوط کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

اُنھی لوگوں میں سے ایک ڈاکٹر فیاض انور بھی ہیں جو اپنی تعلیمی اور پاسبانی خدمات میں سے وقت نکال کے کتاب کے ترجمے اور چھپائی کے تمام مراحل سے گزر کے پورے اہتمام کے ساتھ کتاب قارئین تک پہنچاتے بھی ہیں۔ اب تک اُن کی ترجمہ شدہ کتابوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جس کے لیے میں ذاتی طور پر اُن کا شکرگزار ہوں اور اُن کے لیے خُداوند سے بہت برکت کی دُعا کرتا ہوں۔

اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں کتاب ''آمدِ ثانی کے بھید'' اپنے مضمون کے اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ آمدِ ثانی کی ترتیب، اوقات اور واقعات کے بارے میں ہمارے ہاں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہی تعلیم دی گئی ہے جس کی وجہ سے ''آمدِ ثانی کے بھید'' کے مطالعے سے اجنبیت بھی محسوس ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک سنجیدہ قاری کے لیے یہ تعلیم ایک بیش بہا خزانہ ہے جو الٰہی منصوبے کی سمجھ کے دروازے کھولتا ہے اور مسیح یسوع کی پہچان میں مدد دیتا ہے۔

آمدِ ثانی ایک ایسا مضمون ہے جس پر ہمارا ایمان تو ہے لیکن اِس موضوع پر زیادہ مستند معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ہم دُوسروں کو سمجھانے میں زیادہ تر مددگار ثابت نہیں ہو سکتے، اِس لیے ''آمدِ ثانی کے بھید'' کا مطالعہ یوں تو سب کے لیے مفید ہے لیکن سکھانے والوں کے لیے بہت ضروری ہے تا کہ وہ کلیسیا کی بہتر راہنمائی کر سکیں۔

میری دُعا ہے کہ وطن عزیز میں ایمان داروں میں کتابی مطالعے کا ذوق ترقی کرے اور ہم خداوند کی پہچان میں مزید آگے بڑھ سکیں۔ آمین

ڈاکٹر نعیم سلیم

لاہور

۸ مارچ ۲۰۲۴ء

منفرد کتاب

خدائے ذُوالجلال کی تمجید ہو جو ہمارا خالق، مالک اور رازِق ہے۔ وہ رُوئے زمین کے تمام اِنسانوں سے پیار کرتا ہے اور اِسی وجہ سے وہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔

اِس کتاب ”آمدِ ثانی کے بھید“ کے مصنف ڈاکٹر سٹیفن ای۔ جونز بائبل مقدس کے ایک منفرد، مایہ ناز اور بال کی کھال نکالنے والے محقق، مفسر، اُستاد اور اسکالر ہیں۔ آپ کا طرزِ اِستدلال نہایت دِل کش، جامع، متاثر کن، مفصل اور قاری کو اپنی گرفت میں لے لینے والا ہے۔ اگرچہ خداوند مسیح کی آمدِ ثانی کے موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، تاہم اِس پائے کی جامع اور تفصیلی کتاب اُردُو زبان میں آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔ تحقیق و تصنیف کے ضمن میں ہمارے مقامی لکھاریوں کے لیے یہ کتاب ایک نمونے کی حیثیت رکھتی ہے۔

اِس کتاب کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ پرانے عہدنامے کی عیدیں (خصوصاً عیدِ فسح) اور پیش گوئیاں کس طرح یسوع مسیح کی ذاتِ اقدس میں تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ اِسی سچائی کو پولس رسول نے خلاصے کے طور پر یوں بیان کیا ہے: ”ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قربان ہوا“ (۱۔کرنتھیوں ۵:۷)۔ ”پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا اُستاد بنی تاکہ ہم اِیمان کے سبب سے راست باز ٹھہریں“ (گلتیوں ۳:۲۴)۔

اِس کتاب کے یہ اَوصاف اِسے اِس موضوع پر دیگر تمام کتب سے ممتاز کرتے ہیں: پاک کلام کی پیچیدہ آیات کی وضاحت کی گئی ہے، خواہ اس کے لئے بائبل کے مختلف تراجم ہی اِستعمال کرنا پڑے۔ آبائے کلیسیا اور مورخین کی تحارِیر سے موزوں اِقتباسات۔ آمدِ ثانی کے بارے میں تمام غلط فہمیوں، نظریات وعقائد اور تعلیمات کا ازالہ۔ اِیمان داروں، غیر اِیمان داروں اور کائنات کے لیے آمدِ ثانی کے اثرات۔ تارِیخ، علم الافلاک، علم الاعداد، حیاتیات، تقویم، نباتات، آثارِ قدیمہ، عبرانی اور یونانی الفاظ کا اِستعمال۔۔ مصنف نے جس کو بھی ہاتھ لگایا ہے اُسے ادھورا نہیں چھوڑا بلکہ قاری کی تسلی کروائی ہے۔ یہ منفرد کتاب اُردُو مسیحی ادب میں ایک شان دار اضافہ ہے...

خیر اندیش

یونس عامر

چیف ایڈیٹر ایم۔آئی۔کے

۱۱ مارچ ۲۰۲۴ء

بھید کی باتوں کی سمجھ

مسیح خداوند کا فرمان ہے کہ اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے ہمارا کام نہیں ہے۔ یقیناً ہم ایسا نہ ہی کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اتنا علم اور طاقت رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے کی کوشش کریں۔لیکن ہم مسیح کو جاننے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں اور مسیح کو جاننے کا بہترین اور اعلیٰ ذریعہ بائبل مقدس ہے۔ بائبل مقدس کی ہر کتاب ہمیں مسیح کے بارے میں بتاتی ہے۔ مسیح جو سبت کا مالک ہے۔ مسیح جو شریعت کو پورا کرنے والا ہے۔ مسیح جو پرانے اور نئے عہد کا مرکز ہے۔ مسیح جو وقتوں اور معیادوں کا جاننے والا ہے اور مسیح جو ترتیب کا مالک اور ترتیب کا الہام فراہم کرنے والا ہے۔

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز نے اپنی کتاب بعنوان ''آمد ثانی کے بھید'' میں عرق ریزی اور گہرائی کے ساتھ اُن خاص موضوعات پر بحث کی ہے جو شریعت میں دی گئی بنی اسرائیل کی عیدوں اور مسیح سے متعلق ہیں اور کئی ایک بھید کی باتوں کو سمجھنے اور سیکھنے میں آسانی پیدا کی ہے۔

بنی اسرائیل کی عیدوں کا نئے عہد نامے اور مسیح کی پیدایش سے آمد ثانی تک گہرا تعلق ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارا خُدا ترتیب، نظم اور منطق کا خدا ہے۔کوئی بات بے ترتیب یا اتفاقی نہیں ہے۔ ہر ایک بھید جو عہدِ عتیق میں ایک قوم تک محدود نظر آتا ہے نئے عہد میں مسیح خداوند نے اس کو کھولا ہے اور وہ صرف ایک قوم تک نہیں بلکہ ہر ایک قوم، اُمت، قبیلہ اور اہل زبان کے لیے ہے۔ یہی نظم وضبط اور ترتیب ہمیں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق کئی ایک بھیدوں سے آشنا کرتی ہے۔

متی 33:24 ''اسی طرح جب تم ان سب باتوں کو دیکھو تو جان لو گے کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے''۔

یہ کتاب نا صرف مسیحی خدام کے لیے نہایت مفید اور روح پرور کتاب ہے بلکہ علم الٰہی کے طالب علموں، نوجوانوں بلکہ تمام کلیسیا کے لئے نہایت مفید اور معلوماتی ہے۔کئی ایک باتیں اور پہلو جو شریعت میں موجود ہیں یا عہدِ عتیق کی دیگر کتب میں موجود ہیں عام طور پر عام مسیحیوں کے لئے مشکل ثابت ہوتے ہیں لیکن اس کتاب کے مطالعے کے بعد ایسے پہلو نہایت دل چسپ اور آسان معلوم ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی عیدیں کون کون سی ہیں اور ان کے کیا مقاصد و معنی ہیں اس کتاب میں نہایت سادگی اور سہل طریقے سے بیان کیے گئے ہیں۔ بنی

اسرائیل کی قومی زندگی میں اُن کی کیا اہمیت تھی، انبیا کی زندگیوں میں اس کی کیا اہمیت تھی۔ مسیح کی زمینی زندگی میں اُن کی کیا اہمیت تھی اور کلیسیا میں اُن کی کیا اہمیت ہے۔ یہ تمام باتیں اِس کتاب میں بیان کی گئیں ہیں۔

نہایت قابل اور علم دوست شخصیت ڈاکٹر فیاض انور نے اس کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور نا صرف کتاب اعلیٰ معیار کی ہے اس کا ترجمہ بھی نہایت اعلیٰ معیار کا ہے اور ڈاکٹر صاحب اس بات پر خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کیوں کہ کسی بھی کتاب کا ترجمہ اس کو ترجمہ شدہ زبان میں یا تو اعلیٰ مقام دلوا سکتا ہے یا اس کو گمنامی کے اندھیروں میں ڈبو سکتا ہے۔ اور ڈاکٹر فیاض انور نے اِس کتاب کو اُردو مسیحی ادب میں اعلیٰ مقام دلوانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ہے۔ یہ دعویٰ اس لیے بھی کیا گیا ہے کیوں کہ اِس کتاب کی اصل زبان یعنی انگریزی زبان اور اس کے ترجمے کا مطالعہ کرنے کے بعد بندہ اس نتیجے پر پہنچا ہے۔

ہمیں مسیح کی آمد ثانی کے لیے ہر وقت تیار رہنا ہے کیوں کہ وہ اپنی مقدس قوم کو لینے جلد آنے والا ہے۔ آمین۔

کامل ناصر

ایڈمنسٹریٹر فیتھ تھیولاجیکل سیمنری، گوجرانوالہ

۲ مارچ ۲۰۲۴ء

گراں بہا معلومات

خُدا کے نجات کے منصوبے کا گہرا بھید عام لوگوں کی سمجھ سے کبھی کبھی بالاتر ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات میں دو اہم ترین یہ ہیں۔ اولاً آمدِ ثانی کے موضوع پر تفصیل کے ساتھ بہت کم لکھا گیا ہے، ثانیاً لوگ ابھی تک بغیر گہرے مطالعہ اور تحقیق کے کلام کے گہرے بھیدوں کو بیان کرتے ہیں،

زیرِنظر کتاب ''آمدِ ثانی کے بھید'' ایک خاص تحقیق پیش کرتی ہے، تاکہ واعظین کلام سننے والوں کو دُرست تعلیم سے آگاہ کریں۔ اِس کتاب کا بنیادی مقصد بلخصوص کلام کی تحقیق کرنے والوں اور بلعموم سننے والوں کو دُرست تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔

اِس کتاب میں جو بنیادی نکات بیان کیے گئے ہیں وہ فسح کی شریعت اُس کی موت اور جی اُٹھنے کے متعلق ہیں۔ اِس بھید کے خلاصے اور تفصیل کو المسیح خود بیان کرتے ہیں تاکہ عام قاری تک بھی یہ بھید آسان لفظ میں پہنچ سکے۔ عیدِ فسح اور صلیب کے تعلق کو یسوع نے خود بیان کیا ہے، اِس کتاب کی اہمیت اُس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب یہ پرانے عہد کی عیدوں اور خصوصاً عیدِ فسح کو صلیب کی عملی شکل میں پیش کرتی ہے، کیوں کہ صلیب ہی وہ عمل ہے جو مشکل سے مشکل راز کو افشاں کرتا ہے۔

کتاب نہایت اہم نکات کو تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نئی اور گراں بہا معلومات بھی فراہم کرتی ہے، جیسے ایک ہی دن میں سورج گرہن اور چاند گرہن کا ہونا، عددی علوم کے ذریعے جسمانی اور رُوحانی پیدائش کو بیان کرنا اور اِس کے ساتھ ساتھ سائنسی معلومات کو بھی بیان کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی واقعہ اتفاقاً معلوم نہ ہو۔

اِس کتاب میں بہت سے گہرے بھیدوں کو کھول کر بیان کیا گیا ہے اور یہ قاری کو مجبور کریں گے کہ وہ اِس کتاب کا مطالعہ کریں۔

یہ کتاب مصنف اور مترجم کی ایک ایسی کاوش ہے جو بائبل مقدس کے طالب علموں اور رُوحانی ترقی کے خواہاں لوگوں کے تمام سوالوں کا جواب دے گی۔ مترجم نے اِس ترجمے کے وسیلے قومی زبان اور اُردو ادب کی بھی خدمت کی ہے۔ ترجمہ کی فنی مہارت کو استعمال کرتے ہوئے سادہ الفاظ کو استعمال کیا ہے، تاکہ عام قاری بھی اِسے آسانی سے پڑھ سکے۔

خُداوند مصنف اور مترجم کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین

ڈاکٹر لعزر پال
گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

۲ مارچ ۲۰۲۴ء

کارآمد کتاب

ہر طرح کی تعریف وتوصیف اور حمد وتمجید اُس خُدائے بزرگ و برتر اور قادرِ مطلق، بے ہُمال کی ہو جو تمام معبودوں میں اپنے تقدّس کے باعث جلالی، اپنی مدح کے سبب سے رُعب والا اور صاحبِ کرامات ہے۔جس کے اِکلوتے بیٹے کی صلیبی موت، بہائے گئے خون، مردوں میں سے جی اُٹھنے اور رُوح القدس کو اِنعام میں پانے کے وسیلہ سے ہم اُس خُدائے ذُوالجلال کے عظیم اُلشان تخت اور پُر جلال ہستی تک رسائی کو حاصل کرتے ہیں۔اُسی کی تعریف وتوصیف اَبدالآباد تک ہوتی رہے۔آمین!

دُنیا میں پائی جانے والی ہر ایک کتاب اپنا ایک الگ وجود، مواد، طرز، اسباق، نظریات اور نتائج رکھتی ہے۔اسی طرح ہذا کتاب بنام ''آمدِ ثانی کے بھید'' میں مسیح کی آمدِ ثانی کے بھیدوں کو سہل طریقوں اور یہودی عیدوں کے تناظر میں بڑی ہی عمدگی اور وضاحت سے پیش کِیا گیا ہے۔ یہ کتاب اپنے آپ میں ایک شان دار، منفرد مواد کی بدولت اعلیٰ درجے کی حامل ہے۔جس میں اُن بھیدوں سے پردہ اُٹھایا گیا ہے جن سے لوگ ابھی تک بے بہرہ ہیں اور یہ کتاب مسیحی علمِ الٰہیات کے سنجیدہ قارئین کے لیے بڑی ہی کارآمد کتاب ہے۔

اس کتاب پر ڈاکٹر فیاضؔ انور نے بڑی محنت اور باریک بینی کے ترجمہ کاری کا کام کِیا اور کوشش کی ہے کہ مصنف کے خیالات کو مشرقی تہذیب وتمدن اور ادبی لحاظ سے پیش کِیا جا سکے۔مَیں ڈاکٹر فیاض انور کا نہایت ہی سپاس گزار ہوں جنھوں نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی کہ مَیں اس کتاب پر نظرِ ثانی کا کام کرسکوں۔دُعا ہے کہ یہ کتاب صرف مقررہ پاسبانوں یا مُبلّغین تک ہی محدود نہ رہے، بلکہ اِس کی جلدیں عام کلیسیائی شرکا اور کتابِ مُقدس کے مختلف مدارس کے اَساتذہ اور متلاشیانِ حق کی دسترس میں ہوں اور اُن کی علمی آبیاری کریں۔خاص کروہ جو کتابِ مقدس کی تواریخ، مستقبل کی پیشین گوئیوں اور نظریات کی علمی بلکہ عملی نمایش میں دلچسپی رکھتے ہیں۔کتاب ہذا ''آمدِ ثانی کے بھید'' کلیسیائی اور دِیگر عہدیدران اور مشن کے کارکنان کے ہاتھوں میں باآسانی سے کتابِ مُقدس کے اُن وقتوں اور میعادوں کو جو مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے ہیں اُن کو سمجھنے کے لیے ایک اَنمول، قیمتی اور گراں قدر اور گراں بہا زبدہ تحفہ ثابت ہو سکے۔آمین اور ثم آمین!

احقر العباد

ڈاکٹر فنی ایلؔ رشید

لاہور بائبل انسٹیٹیوٹ، شیخوپورہ

۲۲ مارچ ۲۰۲۴ء

تحسین

کتاب ''آمدِ ثانی کے بھید'' ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کی نابغہ روزگار شخصیت کی منفرد کاوش ہے۔ جو خُداداد حکمت آمیزی اور بصیرت افروزی کا ثمر شریں ہے۔ چودہ ابواب پر مشتمل اِس کتاب میں اُنھوں نے بائبل مقدس کی روشنی میں آمدِ ثانی کے بھیدوں کی عقدہ کشائی کی ہے۔ موصوف اِس تصنیف سمیت قریبا سو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ خُدائے ذوالجلال نے اُنھیں زورِ بیان اور زورِ زبان سے خوب نواز رکھا ہے۔ بلا مبالغہ وہ انگریزی زبان کے ایک عظیم محقق، مفسر، مصنف اور مدرس ہیں۔ ایسے میں محض اردو زبان لکھنے پڑھنے والے جوئندگانِ علم ڈاکٹر اسٹیفن کے خیالات سے استفادہ کرنے سے قاصر تھے۔ لہٰذا اُن قارئین کی تشفی کے لیے اُردو ترجمہ ناگزیر ہو گیا تا کہ وہ بھی آمدِ ثانی کے الٰہی مکاشفات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ آپ جانتے ہیں ترجمہ کاری ایک مشکل، ادق اور کٹھن عمل ہے۔ یہ ایک علمی و ادبی پیکر کو دُوسرے علمی و ادبی پیکر میں ڈھالنے کا نام ہے۔

ترجمے میں صرف ایک زبان سے دُوسری زبان کہہ دینا ہی کافی نہیں ہوتا، اِس کا مطلب ہوتا ہے ''پار لے جانا'' یہ نقلِ مکانی سے نقلِ معنی تک اور فن پارے میں موجود جذبات اور تاثرات کی منتقلی تک پھیلا ہوتا ہے۔ بقول رفیق خاور:

''ترجمہ نہایت صبر آزما بھی ہے اور مرد آزما بھی۔''

مترجم کی مصنف سے نفسیاتی مماثلت بھی ضروری ہے کیوں کہ مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر اور اُسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ اِسی لیے امریکہ میں ترجمہ کے لیے ''دوبارہ تخلیق'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اب اِسے خوش بختی سمجھ لیجئے یا سونے پہ سہاگا کہیے کہ اِس کتاب کو اُردو کا سنجیدہ طالب علم، پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر ڈاکٹر فیاض انور جیسا علم دوست، علم پرور اور علم نواز مترجم میسر آ گیا۔ جنھوں نے اُردو قارئین کے لیے بڑی عرق ریزی سے انگریزی کتاب کو اُردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ اِس فن میں کمال پیدا کرنے کے لیے خونِ جگر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یقیناً ڈاکٹر فیاض انور نے خونِ جگر دے کر ترجمے کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اس لیے اِس پر اصل کا گمان گزر رہا ہے۔

''آمدِ ثانی کے بھید'' گنجینہ گوہر ہے۔ یہ کتاب حامیانِ زبانِ اردو اور متلاشیانِ حق کے لیے یکساں طور

پر موثر ہے۔

اُمید واثق ہے کہ ترجمہ شدہ کتاب تشنگانِ علم کی آبیاری کے ساتھ ساتھ اُن کی رُوحانی بالیدگی کا سبب بھی ٹھہرے گی اور کلام مقدس کے گہرے بھیدوں کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی۔

مصنف اور مترجم کی صحت، سلامتی اور سرفرازی کے لیے دُعا گو۔

بصد اخلاص

شاہد صدیق گل

قائداعظم ڈویژنل پبلک کالج، گوجرانوالہ

۱۳ اپریل ۲۰۲۴ء

فضائے بسیط

تعریف وتوصیف کے لائق وہی واجب تعالیٰ ہے جوخُدائے واحدِ حقیقی وعالم وتدبراوراقانیم ثلاثہ میں مظہر، بسیط واحد، قائم بالذات حکمت و دانائی کا سرچشمہ اور معلومات کثیرہ کا مالک ہے۔ اُسی نے نوع بشر کو حکمت ودانائی اورفہم سے تاجدار کر کے اپنے عمیق بھیدوں تک رسائی بخشی۔ اُس کی حمد تاابد ہوتی رہے۔ آمین!

زمانہ قدیم سے مذاہب عالم کی طرف سے یہ صدائیں سربلندر ہیں کہ المسیح جس کے متعلق صحائف الانبیا اورخوداُن کے اپنے دہانِ مبارک سے صادر ہونے والی وہ پیشین گوئیاں جومنجی کونین کی آمد ثانی سے متعلق ہیں، ماضی بعید میں کہیں گم صم ہوگئیں اوراُن کی تکمیل کے مواقع گھنگھورگھٹاؤں کی نظر ہو چکے ہیں۔

اِس خاص مضمون سے متعلق جب ہم اُردو زبان کا دامن ٹٹولتے ہیں تو چشم پُرنم اور قلب رنج وملال سے چھد جاتا ہے۔ معدودے چند لکھاریوں نے اِس پر مدلل ومفصل بحث سے اُردُوقارئین کی تشنگی کو رفع کرنے کی کوشش کی، جوتاحال مشتاق دیدار ہے۔ اِسی اثنا خمسون میں مجھے ایک ایسی کتاب کی نظر ثانی کے فرائض سونپے گئے جس نے صدیوں پر پھیلی ہوئی تاریخ کوفقید النظر اور عدیم اُلمثال انداز میں یکجا کیا۔ مصنف نے نہایت عمدہ انداز میں مسیح کی آمد ثانی کو کتابِ مقدس میں مندرج خزاں کی عیدوں اور عہد عتیق کے معروف کرداروں جن میں یعقوب، ایلیاہ، یوناہ اور یوسف اور تاریخی کتب (بالخصوص آشر کی کتاب) کے حوالہ جات سے مسیح کی آمد ثانی کو منسلک کر کے اِس راز کو افشاں کیا۔ نیز منصف کی لسانیات اور تاریخ پر اعلیٰ قسم کی دسترس، وسیع مطالعہ کی مسلم اُلثبوت ہے۔

ترجمہ نگاری جان جوکھوں میں ڈالنے والا دقیق عمل ہے جس میں ترجمہ کار ایسی ثقافت کو جو نہ صرف بعید النظر بلکہ سات سمندر پار ہے، اپنی ثقافت اور زبان کا لباس پہناتا اور کسی کے عمیق خیالات کی عکاسی کرتا ہے۔ اگر ترجمہ کار متن کی زبان اور مصنف کے نظریات تک رسائی میں ناکام رہے تو یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ میرے نزدیک ترجمہ نگاری کا درجہ اُتم یہ ہے کہ قاری کو دوران مطالعہ اِس بات کا قطعی احساس نہ ہو کہ وہ کسی ایسی تحریر کا مطالعہ کر رہا ہے جس کی متنی زبان فرق ہے۔ مترجم نے اپنی اِس ذمہ داری کو نہایت احسن انداز سے نبھایا ہے۔ اِس قدر مفصل کتاب ہونے کے باوجود، قاری اِس کی لطافت میں شاداں ہوجاتا، زمانہِ ماضی کے دامن میں آنکھ کھولتا اور پھر مسیح کی آمدِ ثانی جیسے عمیق درعمیق بھید میں غوطہ زن ہو کر اُن

گہرے رازوں سے شناسائی پاتا ہے جو مدتِ مدید سے بندش اور بہتان کا شکار ہیں۔ ڈاکٹر فیاض انور کلیسیائے پاکستان کا وہ درخشاں ستارہ ہیں جنھوں نے شب وروز کی پرواہ کیے بغیر، انتھک محنت ولگن سے ایسی متعدد کتب ترجمہ کی ہیں جو آنے والی نسلوں کی قیمتی اثاثہ ہیں۔

مصنف اور مترجم دونوں کے لیے زورِ قلم کی دُعا ہے، اور پروردگار عالم سے دست بستہ ملتجی ہوں کہ یہ کتاب مسیح کی آمد ثانی کے گہرے مضمون سے پردہ کشائی کرتی ہوئی کلیسیائے پاکستان کے لیے افہام وتفہیم کا سبب بنے۔آمین!

خیر اندیش

روبن جون

۱۲ مارچ ۲۰۲۴ء

سپاس گزاری

آمدِ ثانی، مسیحیت کے بنیادی موضوعات میں سے ایک ہے اور مسیح خداوند کی دُوسری آمد کی اُمید ہی کلیسیائے عالم گیر کو روز بروز اُس کے قریب تر کرتی جارہی ہے۔ چند سال قبل زیرِ نظر کتاب کا انگریزی مسودہ بندہ احقر تک پہنچا، جس کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے کے بعد میرے دِل میں کلیسیائے پاکستان اور اُردو قارئین کے لیے گہرے احساس نے شدت اِختیار کی کہ جہاں تک ممکن ہو اِس کتاب کو اُردو زُبان کا لباس پہنایا جائے تا کہ اِس میں موجود مصنف کی گہری فکر، عمیق بھیدوں اور صداقتوں سے پردہ ہٹا کر اِس کو اُردو قارئین کے ہاتھوں میں تھمایا جائے۔ اِسی جذبے کو قلب میں سموئے ترجمہ نگاری کے لیے مصنف سے اِجازت طلب کی گئی، جسے اُنہوں نے بڑی فراخ دِلی سے قبول کیا۔ اِس کتاب کو موجودہ صورت میں لانے کے لیے کئی مراحل سے گزرنا پڑا جس میں میرے خاندان اور حلقہ احباب کے کئی ساتھیوں نے میری مدد و معاونت فرمائی، جن کا ذِکر کرنا میرے لیے باعثِ فخر بات ہے۔

حمد و ثنا، بزرگی اور شکر گزاری کے لائق وہی ذاتِ اقدس، منجی کونین یسوع مسیح ناصری ہے جس کی بدولت بنی آدم کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے خدائے ذوالجلال سے بحال ہوا۔

میں اِس کتاب کے مصنف ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کا ممنون احسان ہوں جو ہمیشہ ہی کشادہ دِلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے اپنی کتابوں کا ترجمہ کرنے کی اِجازت دیتے ہیں۔ دُعا ہے کہ خداوند اپنے بندہ کو مزید زورِ قلم بخش کر گہرے مکاشفات سے ہم کنار کرتا رہے۔ آمین!

میں اپنی شریکِ حیات زینت ناز، اپنی بیٹیوں جینیفر فیاض اور جیسیکا فیاض اور اپنے بیٹے اَبرہام یشوع کا احسان شناس ہوں جنھوں نے ترجمہ نگاری جیسے کٹھن اور سنجیدہ عمل میں مجھے پُرسکون ماحول مہیا کیا، اور میری تمام ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ میرے پاس آ کر مجھے احساس دِلایا کہ وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ آپ کی محبتیں میرے لیے سدا ہی گراں قدر رہیں گی۔ میں مریم ناز اور جینیفر فیاض کا خاص طور متشکر ہوں جنھوں نے اِس کتاب میں موجود کتابِ مقدس کے تمام حوالہ جات کو پڑھا اور اغلاط کی نشان دِہی کی۔

میں پروفیسر شاہد صدیق گل، ڈاکٹر فنی ایل رشید، روبن جون اور پادری ایڈروڈسن کا بھی سپاس گزار

ہوں جنھوں نے اِس کتاب کی پروف ریڈنگ اور نظرِثانی کے فرائض سرانجام دیئے۔
میں ڈاکٹر نعیم سلیم اور ایلڈر کامل ناصر کا بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے دورانِ ترجمہ حوصلہ منداَلفاظ سے میری ڈھارس بندھائی۔
میں پیارے بھائی زریاب گل کا شکریہ ادا کرنا قطعی نہیں بھول سکتا جو وقت بے وقت، شب و روز اور کسی بھی موسم کی پرواہ کئے بغیر میرے ساتھ پرنٹنگ پر جاتا اور کئی گھنٹوں تک وہاں میرے ہمراہ رہتا۔

آخر میں میں اُن قارئین کا بے حد سپاس گزار ہوں جو وقتاً فوقتاً میری ترجمہ شدہ کتب کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے اُن مضامین پر ترجمہ نگاری کی تحریک دیتے، جن پر اُردُو زبان میں بہت کم خامہ فرسائی کی گئی۔ اِس کتاب کو ترجمہ کرتے ہوئے میں نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ پیچیدہ اور مشکل اَلفاظ کو بالائے طاق رکھ کر اِس کو سہل اور عام فہم زُبان میں ڈھالا جائے تا کہ ہر خاص و عام اِس کے گہرے بھیدوں سے مستفید ہو سکے۔ تاہم جہاں ضرورت محسوس ہوئی، وہاں چند دقیق اِصطلاحات کا اِستعمال بھی کیا گیا ہے۔ جہاں تک کتاب مقدس کی اصل زبانوں یعنی عبرانی اور یونانی کا تعلق ہے اُن کو انگریزی زُبان میں اِس غرض سے نقلِ حرفی کیا گیا ہے تا کہ قارئین با آسانی اُس کے تلفظ کو سمجھ کر پڑھ سکیں۔ مذکورہ بالا تمام بحث کے باوجود میں یہی کہنا چاہوں گا کہ ”خطا بشریت کا خاصہ ہے“ اِس لیے گزارش یہ ہے کہ دورانِ مطالعہ اِس کی لغزشوں اور کمزوریوں سے نظریں ہٹا کر اِس کے موضوعِ سخن کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔

اُمید واثق ہے کہ یہ اَدنیٰ کاوش کلیسیائے پاکستان کے لیے مسیح کی آمدِ ثانی جیسے گہرے موضوع کو سمجھنے میں معاون و مددگار ثابت ہو گی۔ آمین!

اِنجیل کا قرض دار
فیاض انور (پی۔ایچ۔ڈی اسکالر)
۸ اپریل ۲۰۲۴ء

پہلا باب

اِسرائیلی بہار کی نبوتی عیدیں

کسی بھی بائبلی نبوت کے سنجیدہ مطالعے کو اِسرائیلی عید کے دِنوں سے شروع ہونا چاہیے، جن کا ذکر شریعت میں ہوا ہے۔ عید کے یہ دن ہمیں انسان کے لیے خُدا کے نجات کے منصوبے کا بنیادی خاکہ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ خُدا کے منصوبے کا بھی خاکہ فراہم کرتے ہیں، جیسے پولس نے کہا ''اور سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا'' (افسیوں ۱:۲۲)۔ بائبلی نبوت کی تشریح وتفسیر کرنے والی بہت سی کتابیں عید کے دنوں کے بارے میں بہت کم بات کرتی ہیں، جس کے نتیجہ میں کچھ مشہور اور گمراہ کن خیالات جنم لے رہے ہیں۔ اِس کتاب کا مقصد سب سے پہلے قارئین کو اِسرائیلی نبوتی عیدوں کے بارے میں فہم فراہم کرنا ہے، اور پھر دُوسرے قوانین کے ساتھ اُس بنیاد کو قائم کرنا ہے جو مسیح کی آمدِ ثانی کے بارے میں نبوت کرتے ہیں۔ نئے عہد نامے کی تعلیمات کو اِس کم سمجھے جانے والے مگر اہم خیال سے مربوط کرنے سے مسیح کی آمدِ ثانی ایک نیا لبادہ پہنے گی۔

یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد وہ اماؤس کی راہ پر دو شاگردوں کو نظر آیا اور اُنھیں فسح کے معنی اور مقصد کے بارے میں بتایا کہ وہ کیوں اُس دن مصلوب ہوا۔ لوقا ۲۴:۲۷ میں لکھا ہوا ہے:

> ''پھر موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔''

بعد ازاں یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوا اور اُن کو بتایا کہ کیسے عیدِ فسح کی شریعت اُس کی موت اور جی اُٹھنے کے بارے میں پیشین گوئی کرتی ہے۔ لوقا ۲۴:۴۴-۴۵ میں لکھا ہے:

> ''پھر اُس نے اُن سے کہا یہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمھارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اُس نے اُن کا ذہن کھولا تاکہ کتابِ مقدس کو سمجھیں۔''

اِس میں شک نہیں کہ یسوع نے اُن کو بتایا کہ کیسے عیدِفسح کی تکمیل کے لیے وہ صلیب پر قربان ہوا اور کیسے اُس نے اپنے جی اُٹھنے کے موقع پر ہلانے کی قربانی کو پورا کیا۔امکان غالب ہے کہ اُس نے اُنھیں یہ کہنے سے پہلے کہ یروشلیم میں ٹھہرے رہو ضرور عید پینتکست کے بارے میں بھی بتایا ہو گا۔(لوقا ۲۴:۴۹)

ہم لوگ جنھیں مکمل بصیرت دی گئی،اکثر حیران ہوتے ہیں کہ کیسے یسوع کے زمانہ کے لوگ بشمول اُس کے شاگرد فسح کے حقیقی معنی کے بارے میں بہت کم سمجھ رکھ سکتے ہیں۔بہ طور مسیحی اب اِس عید کی نبوتی اہمیت ہم پر بالکل عیاں ہے۔لیکن یہ آج بھی اُن لوگوں کے لیے واضح نہیں،جن کی آنکھیں روایتی یہودیت کی وجہ سے اندھی ہیں۔اِس سے بھی حیران کن بات یہ ہے کہ بہت کم مسیحی کتابیں ایسی ہیں جو خزاں کی عیدوں کے بارے میں بیان کرتیں اور یہ ظاہر کرتی ہیں کہ کیسے یہ نبوتیں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ہیں۔الغرض آج کی کلیسیا جو اخیر زمانے کی کلیسیا ہے،عام طور پر اُس کی آمد ثانی کی پیشین گوئیوں کے بارے میں نابلد ہے، جیسے یہودیہ کے لوگ اُس کی پہلی آمد کے بارے میں تھے،کیوں کہ وہ بائبلی عیدوں کے معنی کو نہیں سمجھتے تھے۔

یہ کتاب مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں تفہیم فراہم کرنے کے لیے لکھی گئی ہے،جس کا آغاز موسیٰ سے ہوا تھا۔جیسے عیدِفسح، ہلانے کی قربانی اور عیدِپینتکست مسیح کی پہلی آمد پر پوری ہو چکی ہیں،اُسی طرح نرسنگوں کی عید، یومِ کفارہ اور عیدِخیام اُس کی آمد ثانی کے واقعات کا پیش خیمہ ہیں۔لیکن اِس سے پہلے کہ ہم خزاں کی عیدوں اور آمد ثانی کے بارے میں بحث کریں،ہمیں ضرور بہار کی عیدوں کے بارے میں مختصراً جاننا چاہیے کہ یسوع نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد کیسے اُن کی وضاحت کی۔

یسوع کو فسح کے موقع پر مصلوب کیا گیا

یسوع کو عبرانی کیلنڈر کے پہلے مہینے کی چودھویں تاریخ کو مصلوب کیا گیا تھا۔یہ وہ دن تھا جب اسرائیلیوں نے برّوں کو ذبح کر کے اُن کا خون اپنے گھروں کے دروازوں اور چوکھٹوں پر لگایا (خروج ۱۲:۶، ۷)۔خروج ۱۲:۶ میں یہ واضح کیا گیا ہے لوگ برّے یا بکرے کو سہ پہر اور شام ڈھلنے کے درمیان ذبح کریں، یا ''زوال اور غروب کے درمیان''۔پہلی شام دوپہر کے وقت ہوتی،جب سورج ڈھلنا شروع کرتا؛ اور دُوسری غروب آفتاب کے وقت ، جب اصل میں سورج غروب ہو جاتا ۔ الفریڈ ایڈرشیم (Alfred Edersheim)اپنی کتاب ''The Temple'' کے صفحہ ۲۱۱ پر لکھتا ہے:

''سامریوں، اہلِ توریت (Karaite Jews) اور بہت سے جدید مفسرین کے مطابق، اِس کا مطلب اصل میں غروبِ آفتاب اور مکمل اندھیرے کے درمیان ہے (یا کہا جا سکتا ہے کہ چھ اور سات کے درمیان)۔ لیکن یوسفیس کی معاصرانہ گواہی اور تلمودی صاحبِ اختیار کے بیان پر شک نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے خُداوند کے مصلوب ہونے کا وقت سورج کے ڈھلنے اور اِس کے مکمل غائب ہونے کا وقفہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ متعدد برّوں کے لیے مناسب وقت کی اجازت دے دیتا ہے جن کو ذبح کیا گیا، اور اُس روایتی بیان کے ساتھ متفق ہوتا ہے کہ فسح کی شام روزانہ کی شام کی قربانی ایک گھنٹہ کی جاتی یا اگر یہ جمعہ کو کی جاتی تو اصل وقت سے دو گھنٹے پہلے کی جاتی تھی۔''

لوگ اپنے برّوں کو ہیکل میں شام کی قربانی سے پہلے ذبح نہیں کرتے تھے۔ شام کی قربانی عام طور پر سہ پہر ۲:۳۰ بجے قربان کی جاتی تھی (دن کے نویں گھنٹے کے درمیان) اور اِسے خُدا کے سامنے ایک گھنٹہ بعد سہ پہر ۳:۳۰ بجے پیش کیا جاتا۔ تاہم فسح کی شام (ابیب ۱۴) شام کی قربانیاں ایک گھنٹہ پہلے ذبح کی جاتیں، تاوقتیکہ یہ سبت کی تیاری کا دن جمعہ نہ ہو جس میں یہ دوپہر ۱۲:۳۰ بجے ذبح کیا جاتا۔

اپنے اگلے حصے میں ہم کلیسیا کی ابتدائی تحریرات کے ذریعے ظاہر کریں گے کہ یسوع جمعہ کے روز مصلوب ہوا۔ کچھ لوگوں کے نزدیک یہ متنازعہ ہے، لیکن ہم اِس کا ذکر یہاں پر صرف اِس بات کو ظاہر کرنے کے لیے کر رہے ہیں کہ یسوع کی تصلیب کے وقت شام کی قربانی دو گھنٹے پہلے قربان کی جا چکی تھی جو ساڑھے بارہ کا وقت تھا۔ اگر ابیب کی چودہ تاریخ جمعہ کو آ جاتی تو یہ ایک عام معمول تھا۔ صرف تب ہی برّوں کو قربان کرنا شروع کر دیا جاتا تھا۔ تاہم برّوں کو یقیناً سہ پہر کے وسط میں قربان کیا جاتا تاکہ اُنھیں شام سے پہلے پکا لیا جائے، کیوں کہ سب کو اِس وقت اپنے گھروں میں ہونا ضروری ہوتا تھا۔ خروج ۱۲:۲۲ میں بیان کیا گیا ہے:

''اور تم زُوفے کا ایک گچھا لے کر اُس خون میں جو باسن میں ہوگا ڈبونا اور اُسی باسن کے خون میں سے کچھ اُوپر کی چوکھٹ اور دروازہ کے دونوں بازوؤں پر لگا دینا اور تم میں سے کوئی صبح تک اپنے گھر کے دروازہ سے باہر نہ جائے۔''

یہ قانون لوگوں کے اُس سوال کا تصفیہ کرتا ہے جو وہ آخری فسح کے وقت کے بارے میں کرتے تھے، جسے یسوع نے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھایا۔ کچھ لوگ اُس آخری فسح کے بارے میں جو یسوع نے اپنے

شاگردوں کے ساتھ کھائی، کہتے ہیں کہ وہ فسح کا کھانا تھا جو برّوں کو ذبح کرنے کے بعد ابیب کی چودہ تاریخ کو کھایا جاتا تھا۔ یہ نظریہ ظاہر کرتا ہے کہ یسوع اگلے دن ابیب کی پندرہ تاریخ کو مصلوب کیا گیا۔ اِس نظریہ کی بنیاد یسوع کے لوقا ۲۲: ۱۵ میں کہے گئے بیان پر ہے، ''اُس نے اُن سے کہا مجھے بڑی آرزُو تھی کہ دُکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمھارے ساتھ کھاؤں۔'' یقیناً یہ فسح کا کھانا تھا لیکن یہ صرف تیرہ ابیب کی شام کو کھایا گیا، کیوں کہ اِس کھانے کے بعد وہ گیت گا کر باہر زیتون کے پہاڑ پر گئے (مرقس ۱۴: ۲۶)، جہاں یسوع کو گرفتار کیا گیا۔ اگر اُنھوں نے فسح کا کھانا ابیب کی چودہ تاریخ کے بعد کھایا تو اُن کے لیے گھر سے باہر نکلنا غیر شرعی تھا۔

ایڈرشیم (Edersheim) اپنی کتاب ''The Temple'' کے صفحہ ۲۱۳ پر لکھتا ہے کہ ''پہلی فسح کے موقع پر کہا گیا کہ تم میں سے کوئی بھی صبح تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے، اِس کا اطلاق بعد کے زمانوں پر نہیں ہوتا تھا۔'' شاید اِس قانون کا اطلاق یہودی روایات پر نہیں ہوتا تھا۔ کوئی بھی ایڈرشیم جیسے قابلِ اعتبار اور باعلم شخص سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ اِس لیے شاید فسح کی شام اپنے گھروں سے باہر نکلنا لوگوں کے لیے ایک عام بات تھی۔ تاہم یہاں پر اصل سوال یہ ہے کہ آیا یسوع نے فسح کے متعلق تمام شریعت کو پورا کیا۔ ہم اِس بات پر یقین نہیں کرتے کہ یسوع نے اُن یہودی روایات پر عمل کیا جو خروج ۱۲: ۲۲ کی خلاف ورزی تھیں، خاص طور پر اِس حقیقت کے پیشِ نظر کہ اِس فسح کو من وعن بائبلی قانون کے مطابق پورا ہونا تھا۔

لہٰذا ہمیں ضرور یہ نتیجہ اَخذ کرنا چاہیے کہ آخری فسح اور بعد ازاں یسوع کا گرفتار کیا جانا جمعرات کی شام کو ہوا جو چودہ (۱۴) ابیب کا آغاز تھا (جیسا یہودی شمار کرتے تھے)۔ اُس کی پیشی اُسی رات ہوئی اور اُسے صبح یا دوپہر کو مصلوب کیا گیا۔

یسوع کو اُسی رات سنہیڈرین (Sanhedrin) کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور اگلے دن اُسے مصلوب کر دیا گیا۔ مرقس ۱۵: ۲۵ میں لکھا ہے، ''اور پہر دن چڑھا تھا جب اُنھوں نے اُس کو مصلوب کیا'' جب پیلاطس نے اُسے مصلوب کرنے کی سزا سنائی۔ اِس کے بارے میں انطاکیہ کے بشپ (اُسقف) اغناطسیوس (Ignatius) نے کچھ دہائیوں بعد لکھا کہ پیلاطس نے یسوع کو دن کے تیسرے پہر سزائے موت سنائی، لیکن دراصل یسوع کو چھٹے پہر صلیب پر چڑھایا گیا یعنی دوپہر کے وقت۔ دن کا تیسرا پہر صبح نو بجے ہوتا تھا، جو کہ ہیکل میں صبح کی قربانی کا وقت ہوتا تھا۔

اُس دن اندھیرا چھا گیا

اُس دن دوپہر یا چھٹے گھنٹے ایک عجیب واقعہ رُونما ہوا۔آسمان اچانک سیاہ ہو گیا۔اغناطسیوس کے خط کے مطابق جس کا اقتباس ہم بعد میں کریں گے کہ آسمان تین گھنٹے سیاہ رہا، اصل میں یہی وہ وقت تھا جب یسوع صلیب پر تھا۔متی ۲۷:۴۵ میں لکھا ہے:

''اور دوپہر (12:00 pm) سے لے کر تیسرے پہر (03:00 pm) تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا۔''

یہ قدرتی سورج گرہن نہیں تھا، کیوں کہ ماہرِ فلکیات مشرق وسطیٰ کے پچھلے پانچ ہزار سالوں کے سورج اور چاند گرہن کے بارے میں جانتے ہیں۔ چوں کہ عیدِ فسح ہمیشہ پورے چاند پر ہوتی تھی اِس لیے عیدِ فسح پر سورج گرہن ہونا ناممکن تھا، کیوں کہ سورج گرہن صرف نئے چاند کے وقت ہی ہو سکتا تھا (یعنی جب رات کے وقت چاند دکھائی نہیں دیتا)۔ اِسی طرح چاند گرہن صرف پورے چاند کے وقت ہی دیکھا جا سکتا ہے۔اور پوری تاریخ میں عیدِ فسح کے موقع پر محض چاند گرہن ہی ہوا، اِس دن کبھی بھی قدرتی سورج گرہن نہیں ہوا۔ جب یسوع صلیب پر تھا تو اُس وقت جو اندھیرا ہوا وہ مافوق الفطرت تھا، نہ کہ قدرتی۔

ماہرِ فلکیات ہمیں بتاتے ہیں کہ ۳اپریل ۳۳ء کی فسح کے بعد جب ارمیتاہ کا یوسف اور نیکدیمس یسوع کے بدن کو دفنانے کے لیے جلدی کر رہے تھے اُس وقت چاند گرہن بھی تھا۔ چاند گرہن سہ پہر تین بج کر ایک منٹ پر یورپ میں شروع ہوا۔ جب یسوع مر گیا، اور اُس شام جب چاند پانچ بج کر دس منٹ پر یروشلیم پر طلوع ہوا تو یہ پہلے سے ہی گرہن زدہ تھا۔

ایک ہی دن میں سورج گرہن اور چاند گرہن ہونا ناممکن ہے، کیوں کہ اِس قسم کے گرہن کے لیے چاند اور سورج کو لازماً آسمان پر مخالف سمتوں میں ہونا چاہیے۔تاہم تاریخ میں اُس عظیم دن کے موقع پر خُدا نے سب کو ایک شان دار معجزہ دیکھنے کا موقع فراہم کیا۔ بونی گانٹ (Bonnie Gaunt) کی کتاب The Bible's Awesome Number Code کے صفحہ ۵۵ پر ہم پڑھتے ہیں:

''وہ آسمانی یروشلیم کی دیواروں کے باہر ایک تنہا پہاڑی پر تھا، جو زمین پر پیدا ہوا، تکلیف اُٹھائی اور بہ طور انسان جان دی اور اُس سہ پہر بے رحم صلیب پر لٹکا تھا۔اُس پہاڑی کو کلوری کہا جاتا تھا۔اُس کا یونانی نام 'Kranion' تھا، جس کی عددی قیمت

تین سوایک (۳۰۱) ہے۔"

سہ پہر تین بج کر ایک منٹ پر جیسے ہی اُس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، "تمام ہوا" تو چاند گرہن شروع ہو گیا۔ گرین وچ کے وقت کے مطابق یہ تین بج کر ایک منٹ تھا جب چاند گرہن شروع ہوا۔ خُدا اپنے وقت میں کبھی بھی غلطی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اتفاقات پر بھروسا کرتا ہے۔ نئے عہد نامہ میں چاند کے لیے یونانی لفظ "Selene" استعمال ہوا ہے اور اِس کی عددی قیمت ۳۰۱ ہے۔ جی ہاں، اُس نے چاند کو بنایا اور زمین کے چوگرد اُس کے مدار میں رکھ دیا، اب تین بج کر ایک منٹ پر اپنی انسانی زندگی دے دی، کلوری (۳۰۱) کے پہاڑ پر عین اُس وقت جب چاند (۳۰۱) کو گرہن شروع ہوا۔ یہ وہی وقت ہوتا جب کاہن فسح کے برّے ذبح کرتے۔ عبرانی میں "برّوں" کی عددی قیمت ۳۰۱ ہے۔

اُن لوگوں کے لیے جو عددی قیمت (gematria) سے ناواقف ہیں، عبرانی اور یونانی حروف بہ طور حروف اور اعداد دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر ایک حرف کی ایک عددی قیمت ہوتی ہے، بائبل کے کسی بھی جملے یا لفظ کی عددی قیمت معلوم کرنے کے لیے ہر ایک حرف کی عددی قیمت کو آپس میں جمع کر لیا جاتا ہے۔ بونی گانٹ ریاضی کے لحاظ سے خُدا کے وقت کی دُرستی کو ظاہر کرتا ہے کہ تین بج کر ایک منٹ پر یسوع کی موت ہوئی، جب چاند (۳۰۱) گرہن شروع ہوا اور یہ کلوری کے پہاڑ پر ہوا، جس کی عددی قیمت ۳۰۱ ہے۔ اُس کی موت فسح کے "برّوں" کے ساتھ ہوئی جو عین اُسی وقت ذبح کیے جاتے تھے۔

جس دن یسوع کو مصلوب کیا گیا خُدا نے دوپہر کے وقت سورج کو کیوں چھپا دیا؟ ماہرِ فلکیات ہمیں بتاتے ہیں کہ ۱۴ ابیب ۳۳ء کی دوپہر سورج برج حمل جس کی شکل مینڈھے جیسی ہے اُس کے ایک ستارے "ایل ناتھ" (El Nath) کے سر پر واقع تھا۔ ایل ناتھ کا مطلب "زخمی یا ذبح" کے ہیں۔ اُس لمحہ سورج تاریک ہو گیا تھا۔ فرض کریں اگر وہاں پر بادل نہیں تھے تو اِس صورت میں اگر یروشلیم کے لوگ سورج کو دیکھنے کے لیے آسمان کی طرف دیکھتے تو وہ "ایل ناتھ" یعنی ذبح کیے ہوئے برّے کو دیکھ سکتے تھے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت اندھیرا غم میں تخلیق کا نشان تھا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ہی تھا، لیکن الٰہی شریعت اِس واقعے پر مزید روشنی ڈالتی ہے۔ اگر ہم اِس واقعہ کو موسیٰ کے آغاز سے دیکھیں تو ہم غور کریں گے کہ کسی کو بھی اُس وقت فسح کے برّے کو ذبح کرنے کی اجازت نہ تھی جب اندھیرا ہو جاتا۔ اگر سہ پہر کے وسط تک اندھیرا ختم نہیں ہوتا، تو لوگ اُس سال فسح نہیں منا سکتے تھے، کیوں کہ اُن کو شام کے بعد برّے

ذبح کرنے سے منع کیا گیا تھا۔لیکن اندھیرا محض نوے گھنٹے یا سہ پہر کے وسط تک رہا۔سورج نکل آیا اور لوگوں نے اپنے فسح کے برّے ذبح کرنے شروع کردیئے۔

اُس وقت یسوع نے اپنے آخری الفاظ کہے اور جان دے دی (متی ۲۷:۴۶-۵۰)

خُدا نے اندھیرا کر دیا تاکہ کوئی بھی یسوع کے مرنے سے پہلے اپنے برّے ذبح نہ کر سکے۔ اِس بات نے اُسے یقینی طور پر فسح کا برّہ بنا دیا۔اور جیسے یوحنا اصطباغی نے اعلان کیا''یہ خُدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے''(یوحنا۱:۲۹)۔ یہ بات خُدا کے منصوبے میں بہت اہمیت رکھتی تھی کہ یسوع کے صلیب پر جان دینے سے پہلے کوئی بھی اپنے فسح کے برّے ذبح نہ کر سکے۔ یسوع چودہ ابیب کے علاوہ اور کسی دن نہیں مر سکتا تھا، کیوں کہ فسح کے نبوتی قانون کے مطابق یہی مقررہ وقت تھا۔

مزید برآں، خُدا نے سورج کو تین گھنٹے کے لیے چھپا دیا، تاکہ یسوع کے صلیب پر جان دینے سے پہلے لوگوں کو فسح کے برّہ کو ذبح کرنے سے روکا جائے۔ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا، یہودی روایت کے مطابق اُن کو اجازت تھی کہ وہ جمعہ کے دن ۱۲:۳۰ بجے سے پہلے فسح کے برّے کو ذبح کریں یعنی شام کی قربانی کے ذبح ہونے کے بعد۔اس لیے خُدا زمین پر اندھیرا لایا تاکہ اُنھیں یسوع کی موت کے وقت کو فسح کی قربانی کے ساتھ مماثل کرنے پر مجبور کیا جائے، جیسا شریعت میں لکھا ہے''زوال اور غروب کے درمیان''(خروج ۲۹:۳۹)۔ یہ تاریخ کا معین وقت تھا جب خُدا کے برّہ کو دُنیا کے گناہ کے لیے مرنا مقصود تھا۔

ہلانے کی قربانی

شریعت میں کہا گیا کہ کاہن فسح کے بعد پولے کو اُوپر نیچے ہلائے (احبار ۲۳:۱۱)۔فریسیوں کے مطابق یہ قربانی فسح کے بعد سبت کے دُوسرے دن سولہ ابیب کو ایک مقررہ دن پر ہوئی۔ دُوسری طرف صدوقیوں کا خیال تھا کہ جو کا پولا ہفتہ وار سبت کے بعد ہلایا جاتا جسے رومی اتوار کا دن کہتے تھے۔

۳۳ عیسوی میں چودہ ابیب جمعہ کے دن آیا اور فسح کا دن پندرہ ابیب کو تھا، جو کہ اُس سال کا ہفتہ وار سبت بھی تھا۔لہٰذا ہلانے کے قربانی اتوار کے روز سولہ ابیب کو ہوئی۔ اُس سال ہلانے کی قربانی فریسیوں اور صدوقیوں دونوں کے نظریات پر پوری اُتری۔ یہ اُن دونوں کے لیے معقول تھی، لیکن ہمارے لیے غیر معقول، کیوں کہ اُس دن یسوع مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا قانونی بحث کو حل نہیں کرتا اور نہ ہی ہمیں بتاتا ہے کہ

شریعت میں کس سبت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ابتدائی کلیسیا کے دَور میں انطا کیہ کے بشپ اور یوحنا عارف کے شاگرد اغناطسیوس نے بہت سے خط لکھے جو ہمیں اِس موضوع پر کچھ مفید معلومات فراہم کرتے ہیں۔ٹریلینز (Trallians) کو لکھے گئے اپنے خط کے نویں باب میں وہ لکھتا ہے:

''پھر تیاری کے دن (جمعہ) تیسرے پہر اُسے پیلاطس نے سزا سنائی، باپ نے ایسا ہونے دیا اور چھٹے گھنٹے اُسے مصلوب کر دیا گیا۔نویں گھنٹے اُس نے اپنی رُوح باپ کے ہاتھوں میں سونپ دی اور غروب آفتاب سے پہلے اُسے دفن کر دیا گیا۔سبت (ہفتہ) کے دوران اُس کا جسم قبر میں رہا جسے اریمتاہ کے یوسف نے اپنی قبر میں رکھا تھا۔اور سبت کے پہلے دن (اتوار) کو وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا، جیسا اُس نے کہا، کہ جیسے یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔پھر تیاری کا دن بڑے جوش پر مشتمل تھا۔تدفین سبت کے ساتھ بغل گیر ہوئی اور خُداوند کے دن وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔''

مندرجہ بالا اقتباس میں ہم دیکھتے ہیں کہ انطا کیہ کے بشپ اغناطسیوس اور ایک یہودی مسیحی کو اِس حقیقت میں کوئی تضاد نظر نہ آیا کہ یسوع اپنی مصلوبیت کے تیسرے دن جی اُٹھا، بجائے اِس کے بہتر (۷۲) گھنٹوں کے بعد جو بہ ظاہر تین دن اور تین رات ہوتے ہیں۔اُس نے تین دن اور تین رات کو ایک عبرانی محاورہ سمجھ لیا ہوگا جس کا مطلب جاری وقت یا مسلسل وقت ہے اور یہ بہت سی دُوسری جگہوں سے ہرگز متصادم نہیں ہوگا جہاں یسوع نے کہا کہ وہ تیسرے دن جی اُٹھے گا۔لامسا (Lamsa) اپنی کتاب <u>Idioms in the Bible Explained</u> کے صفحہ ۴۶ پر لکھتا ہے اگر مشرق میں کوئی شخص ''مشکل یا مخمصے میں ہوتا'' تو اُس کے بارے میں کہا جاتا کہ وہ ''مچھلی کے پیٹ میں ہے''۔اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک عبرانی محاورہ ہے جو یونانی کہانی سے اَخذ کیا گیا ہے۔

انگریزی میں اِس محاورہ کے مترادف ''اچار میں'' یا ''مربہ میں'' ہوتا ہے۔باغ گتسمنی سے جہاں اُسے پکڑوایا گیا، یسوع تین راتیں اور تیسرے دن کے کچھ حصہ تک ''مچھلی کے پیٹ میں (یعنی زمین کے اندر)'' رہا اور آخر کار وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔یہ ''زمین کے اندر'' بھی ہونا ہے، کیوں کہ عبرانی لوگ

یروشلیم کو زمین کا مرکز اور اُس کا دل مانتے تھے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یوناہ کی طرح، یسوع بھی زمین کے مرکز یروشلیم میں تین دن اور تین رات تکلیف میں رہا۔

اغناطسیوس (Ignatius) کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ وہی بچہ تھا جسے یسوع نے متی ۱۸: ۲ میں اپنے شاگردوں کے درمیان پیش کیا اور یہ مثال دی کہ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے کسی کو بھی لازماً بچے کی مانند بننا پڑے گا۔ اگرچہ کچھ لوگ اِس خیال کو فرضی تصور کرتے ہیں، لیکن تمام مورخین اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اغناطسیوس تیس (۳۰) عیسوی کو پیدا ہوا اور بچپن میں یسوع سے انفرادی طور پر ملا تھا۔ دراصل وہ اپنے سمرنا کی کلیسیا کو لکھے گئے خط کے تیسرے باب میں خاص طور پر اِس بات کا ذکر کرتا ہے کہ وہ یسوع سے ملا تھا۔ جیروم جس نے کچھ صدیوں بعد اُس کے خط کا لاطینی میں ترجمہ کیا تھا، کچھ یوں اقتباس کرتا ہے:

> ''اُس (اغناطسیوس) نے یسوع کی گواہی دی، جس کا میں نے ترجمہ کیا۔ مسیح کی شخصیت کے بارے میں اُس نے کہا میں نے واقعی اُسے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد دیکھا، اور میرا ایمان ہے کہ وہ زندہ ہے۔''

یوں اغناطسیوس نہ صرف اُس کے مصلوب ہونے سے پہلے بلکہ اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد بھی یسوع مسیح کا چشم دید گواہ تھا۔ جوان ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اُن پانچ سو لوگوں میں سے ایک تھا جنھوں نے اُس کے جی اُٹھنے کے بعد اُسے دیکھا (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۶)۔ بعد میں وہ یوحنا کا شاگرد بن گیا، جسے یسوع پیار کرتا تھا اور آخر کار ۱۰۷ عیسوی میں وہ شہادت کا رتبہ حاصل کر کے اِس دُنیا سے رخصت ہو گیا۔ یوں یہ ممکن نہیں کہ اغناطسیوس کو یسوع کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے کے بارے میں غلطی لگی ہو۔

جسٹن مارٹر (۱۴۴ء۔ ۱۶۵ء) ابتدائی کلیسیا کا ایک اور لکھاری تھا۔ اُس نے اپنی کتاب First Apology کے ۶۷ باب میں یسوع کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے کے بارے میں اِس طرح سے لکھا:

> ''اور اتوار کے دن وہ تمام لوگ جو شہروں یا دیہاتوں میں رہتے اور جتنا وقت اُن کو میسر ہوتا ایک جگہ جمع ہوتے، جہاں تک وقت اجازت دیتا۔۔۔ لیکن اتوار کے دن ہم سب مشترکہ طور پر اکٹھے ہوتے، کیوں کہ یہ پہلا دن ہے جس دن خُدا نے مادے اور تاریکی میں تبدیلی کر کے دُنیا کو تخلیق کیا، اور اِسی دن ہمارا نجات دہندہ یسوع مسیح مُردوں میں

سے جی اُٹھا۔اُسے سینچر سے (یعنی ہفتہ سے ایک دن پہلے) پہلے مصلوب کیا گیا اور سینچر
کے بعد، جسے سورج کا دن (Sunday) کہا جا تا ہے وہ اپنے شا گردوں پر ظاہر ہوا،
اُس نے اُنھیں وہ تعلیم دی جو ہم نے آپ کے لیے بھی پیش کی ہے۔''

اپنے سامعین سے موافقت پیدا کرنے کے لیے رومی ہفتے کے دنوں کو استعمال کرتے ہوئے، جسٹن ہمیں خاص طور پر بتا تا ہے کہ یسوع ہفتے سے ایک دن پہلے جمعہ کو مصلوب ہوا۔ وہ ہمیں یہ بھی بتا تا ہے کہ یسوع اتوار کو مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ اِس سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ یسوع ۳۳ عیسوی کو مصلوب کیا گیا، کیوں کہ اُسی سال ۱۴ ابیب جمعہ کے دن تھا۔ جسٹن ابتدائی کلیسیا کے دُوسرے تمام مصنفین سے بھی اتفاق کرتا ہے جو ہمیں بتاتے ہیں کہ یسوع اتوار کو مُردوں میں سے جی اُٹھا تا کہ ہلانے کی قربانی کو پورا کرے۔

ایک بار پھر وہ ٹریفو/Trypho (یہودی) کے ساتھ اپنے مکالمے کے ۱۰۷ویں باب میں وہ یوناہ کے نشان کے بارے میں بات کرتا ہے، جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ''تین دن اور تین رات'' کا مطلب ''تیسرا دن'' ہے۔

''اور یہ کہ وہ مصلوب ہونے کے تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا، یہ یادداشتوں میں لکھا ہے کہ آپ کی قوم کے کچھ لوگوں نے اُس سے سوال پوچھتے ہوئے کہا 'ہمیں کوئی نشان دکھا' اور اُس نے اُنھیں جواب دیا 'اِس زمانے کے بُرے اور زِنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔' چوں کہ اُس نے یہ بات مبہم طور پر کہی، اِس لیے سامعین کو سمجھنا چاہیے تھا کہ مصلوب ہونے کے بعد اُسے تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھنا چاہیے۔ اور اُس نے ظاہر کیا کہ آپ کی نسل نینوہ سے زیادہ بدکار اور زِنا کار ہے۔ بعد میں جب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہنے کے بعد باہر آ کر اُن کو منادی کی تو۔۔۔''

اگر چہ جسٹن ایک یونانی فلسفی تھا اور اُس نے دُوسری صدی میں مسیح کو قبول کیا، اُس نے رُسولوں کے شاگردوں سے صحائف کی تعلیم پائی۔ اُس کا نظریہ ابتدائی کلیسیا سے منفرد نہیں تھا اور نہ ہی وہ نئے عہد نامے سے متصادم تھا۔

اتوار ۱۶ ابیب کو یسوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہمیں یہ نہیں بتا تا کہ سبت کے بعد جو کے پولے کو

ہلانے کی شریعت کی کیسے تشریح کی جائے، کیوں کہ اُس سال فسح کا سبت اور ہفتہ وار سبت بیک وقت تھے۔ بہرحال، ابتدائی کلیسیا کی تحریریں واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ اُنھوں نے پہلی صدی میں ہی اتوار کے دن کو یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی یاد میں مقدس دن کے طور پر قبول کرلیا تھا۔ برنباس کے خط (اپاکرفائی کتاب) کے ۱۳ اباب میں ہمیں ایک واضح بیان ملتا ہے:

''علاوہ ازیں وہ اُن سے کہتا ہے 'تمھارے سبتوں اور نئے چاندوں کی میں برداشت نہیں کرسکتا'، تمھیں معلوم ہے کہ وہ کیسے بات کرتا ہے: تمھارے موجودہ سبت مجھے قبول نہیں، لیکن یہ وہی ہے جسے میں نے بنایا تھا، جب میں نے سب چیزوں کو آرام دیا، میں آٹھویں دن ایک نیا آغاز کروں گا یعنی ایک دُوسری دُنیا کا آغاز۔ اِس لیے ہم آٹھویں دن کو خوشی کے ساتھ مناتے ہیں اور وہ دن بھی جب یسوع مردوں میں سے جی اُٹھا اور جب اُس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا اور آسمانوں پر چڑھ گیا۔''

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مختلف نظریات کی بنا پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ یسوع ہفتے کی سہ پہر سورج غروب ہونے سے پہلے مُردوں میں سے جی اُٹھا اور اگلی صبح تک کسی کو اِس کا علم نہیں تھا جب تک وہ خوش بودار چیزیں لے کر قبر پر نہ گئیں۔ لیکن ایسا ہونا بالکل ناممکن ہے، کیوں کہ کاہنوں نے اُس کے جی اُٹھنے سے پہلے قبر پر مہر کردی اور اُس پر پہرے دار بٹھا دیئے گئے۔ دُوسرے لفظوں میں، جب یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا تو اُس وقت پہرے دار قبر کی حفاظت کررہے تھے۔ ہم متی ۲۷:۶۲ سے ۲۸:۱ میں پڑھتے ہیں:

''دُوسرے دِن (Saturday) جو تیاری کے بعد کا دِن (that is, the day after Friday) تھا سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطس کے پاس جمع ہوکر کہا۔ خُداوند! ہمیں یاد ہے کہ اُس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا میں تین دن کے بعد جی اُٹھوں گا۔ پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کے شاگرد آکر اُسے چرا لے جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بُرا ہو۔ پیلاطس نے اُن سے کہا تمھارے پاس پہرے والے ہیں۔ جاؤ جہاں تک تم سے ہوسکے اُس کی نگہبانی کرو۔ پس وہ پہرے والوں کو ساتھ لے کر گئے اور پتھر پر مہر کرکے قبر کی نگہبانی کی۔ اور سبت کے بعد ہفتہ کے

پہلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دُوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔''

جیسے آج ہم اپنی بائبلوں میں آیات اور ابواب کی تقسیم دیکھتے ہیں یہ اصلی زبان میں نہیں تھے۔ بائبل میں آیات اور ابواب کی تقسیم اسٹیفن لینگٹن (Stephen Langton) نے ۱۲۲۸ء میں کی، تاکہ حوالہ جات کو آسانی سے تلاش کیا جا سکے۔ اِسی طرح اصل یونانی میں حروف اور لفظوں کے درمیان خالی جگہ اور رموزِ اوقاف بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا رموز اوقاف بھی محض ایک سہولت ہے تاکہ صحائف کو پڑھنا ہمارے لیے آسان ہو جائے۔ تاہم بعض اوقات مترجمین غلط جگہوں پر اوقاف لگا دیتے ہیں۔ یہ اُن میں سے ایک ہے۔ مندرجہ بالا دو آیات کو اِس طرح پڑھنا اور اُن پر اوقاف لگانے چاہئیں:

''پس وہ پہرے والوں کو ساتھ لے کر گئے اور پتھر پر مہر کر کے قبر کی نگہبانی کی۔ اور سبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دُوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔''

بالفاظ دیگر، وہ سبت کے بعد شام کو قبر پر مہر لگاتے ہیں۔ اُن کے پاس جمعہ کی سہ پہر کو اُس کی تدفین کے بعد وقت نہیں تھا، کیوں کہ سبت شروع ہونے والا تھا۔ اِس لیے اُنھیں اگلی شام تک انتظار کرنا پڑا جب تک سبت گزر نہیں جاتا۔ اگر اُس وقت سے پہلے یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھتا تو پتھر لڑھکا ہوا ہوتا اور سپاہی فوراً اِس بات کی خبر دینے کے لیے دوڑے آتے۔ لیکن قبر کھلی نہیں تھی، اِس لیے اُنھوں نے پتھر پر مہر لگا دی۔

پھر سپاہیوں نے اُس رات قبر کی نگہبانی کی اور اِس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی یسوع کی لاش کو چرا کر نہ لے جائے۔ پھر جب اگلے دن پو پھٹتے وقت مریم مگدلینی اور دُوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں، تو اُنھوں نے دیکھا کہ قبر خالی ہے اور وہاں کوئی بھی پہرے دار موجود نہیں۔ سپاہی پہلے ہی یسوع کے جی اُٹھنے کی خبر پیلاطس کو بتانے کے لیے جا چکے تھے۔

پیلاطس نے خود قیصر تبریاس کو اِن واقعات کے بارے میں ایک خط کے ذریعے خبر دی، وہ خط اب میسر نہیں لیکن یہ کئی صدیاں ابتدائی کلیسیا کے پاس موجود رہا۔ ایک دستاویز جسے ''Acta Pilati'' کے نام سے جانا جاتا ہے، اُسے انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ریورنڈ ماہن نے شائع کیا جو ویٹی کن کی لائبریری میں دریافت ہونے والی اصل دستاویز ہے۔ تاہم بعد میں آنے والے محققین نے اُس کے اُن دعوؤں کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ وہ روم اور قسطنطنیہ میں ہوتے ہوئے ایسا کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔ ایڈگر

ج۔گڈسپیڈ کی کتاب Strange New Gospels (۱۹۳۰) کے مطابق:

''ماہن نے مخطوطات کے نمبروں کا کوئی حوالہ نہیں دیا جو کسی کو بھی اُن کتابوں کو تلاش کرنے میں مدد دیتے جن کا اُنھوں نے دعویٰ کیا ہے۔ ہلڈریم (Hilderium) کے ساتھ شمائی اور ہلیل کا تذکرہ شاید'بن حور' میں ایلڈریم (Ilderim) کی یاد تازہ کرنا ہوسکتا ہے۔ ہمیں ایسا کوئی بھی یہودی نام نہیں ملتا۔ 'بن حور' میں مجوسی یونانی، ہندی اور مصری ہیں۔ مصلوبیت کی سہ پہر بالتھاسر (Balthasar) کی موت کی کہانی بھی اصل خبر میں موجود نہیں، جو بہت اہم نتیجہ ہے۔

ماہن کے ہم خدمت ساتھیوں نے ۱۸۸۴ء میں شائع ہونے والی ''Story of the Magi'' اور ۱۸۸۰ء میں شائع ہونے والی ''بن حو'' کی ممنونیت کو سمجھنے میں سست روی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اُن ساتھیوں میں سرفہرست ریونڈر جیمز اے۔ کوارلس (Rev. James A.Quarles)، اِس کے بعد لیکسنگٹن (Lexington) میں اُل (Aull) سیمنری کے سربراہ اور اِس کے بعد واشنگٹن اور لی (Lee) یونیورسٹی میں پروفیسر۔۔۔

کوارلس نے ماہن کی تحقیقات کی حقیقت پر Boonville Weekly Advertiser میں بڑی شدت سے تنقید کی۔ اُنھوں نے نشان دہی کی کہ ماہن ۶ نومبر ۱۸۸۳ء کو بون ویل میں واپس آ گیا تھا، جب کہ اُنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو قسطنطنیہ مخطوطات پر تحقیق کر رہے تھے۔ آج بون ویل کے متعلق ہم اِس رائے کو شامل کر سکتے ہیں کہ ماہن روم، الینوائے سے پیوریہ کے شمال کے ایک چھوٹے گاؤں سے زیادہ دُور نہیں گیا تھا، اور اُس کے دُوسرے ممالک کو بھیجے گئے خطوط اِسی جگہ سے بھیجے گئے تھے۔ وہ خزاں میں بونی ویل سے کم از کم دو ماہ غیر موجود رہا جس کے بارے میں اُس نے دعویٰ کیا کہ وہ مخطوطات کی تحقیق اور اُن کی نقل کرنے روم اور قسطنطنیہ میں گیا۔''

گڈسپیڈ نے بیان کیا کہ ماہن نے کوارلس کے اعتراضات کے جواب دیئے اور اِس بات کو تسلیم کیا کہ

''کتاب میں کچھ چھپائی کی اغلاط موجود ہیں'' لیکن نہ ہی گڈ سپیڈ نے اور نہ ہی ماہن نے کہا کہ اُن تاریخوں میں اغلاط ہیں جن میں وہ روم اور قسطنطنیہ میں تھا۔ ماہن بہ ظاہر اپنے مخطوطات کی صداقت پر قائم رہا، اگرچہ اُسے دروغ گوئی اور سرقہ کے الزامات کا جواب دینے کے لیے ستمبر ۱۸۸۵ء میں لبنان کی پریسبیٹرین کے سامنے طلب کیا گیا۔ اِس تفتیش میں جنرل والیس کو قسطنطنیہ میں امریکی سفارت خانہ کے اہلکاروں اور دیگر مشنریوں سے کوئی بھی ثبوت نہ ملا کہ کسی نے ماہن کو دیکھا یا اُس سے بات کی ہو۔ دُوسرے لفظوں میں گڈ سپیڈ کہتا ہے کہ اُنھیں کوئی بھی نہ ملا جو اِس بات کی تصدیق کر سکے کہ ماہن کبھی قسطنطنیہ گیا تھا۔

مزید برآں، جب تفتیش کنندوں نے فادر پیٹر فری لینہوسین (Peter Freelinhusen) سے بات کرنے کے لیے ویٹی کن سے رابطہ کیا، جس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ اُس نے ماہن کو ''Acta Pilati'' (جسے نیکدیمس کی انجیل بھی کہا جاتا ہے) دکھائی، اُنھیں بتایا گیا کہ ویٹی کن کی لائبریری کے وقائع میں اِس قسم کا کوئی بھی نام موجود نہیں۔ گڈ سپیڈ مزید کہتا ہے:

> ''اِن باتوں اور دُوسرے شواہد کی روشنی میں ماہن کو دروغ گوئی اور سرقہ کا مرتکب پایا گیا، اور اُسے ایک سال کے لیے خدمت سے معطل کر دیا گیا۔ وہ کتاب کو شائع نہ کرنے کے وعدہ کے ساتھ پریسبیٹری کے اجلاس سے چلا گیا۔ لیکن ۱۸۸۵ء میں ڈالٹن، جارجیا میں سینٹ لوئس اور ۱۸۹۶ء میں فلدیفیہ میں اینٹیکورئین بک کمپنی (Antiquarian Book Company) نے اِس کو دوبارہ شائع کیا۔''

ہم نے ماہن کی ''Acta Pilati'' کو لکھنے کے دوران حالات کے بارے میں کچھ بیان کیا، کیوں کہ اِس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں ہم نے اُس کتاب میں سے حوالہ دیا تھا، ہمیں اِس بارے میں بالکل علم نہیں تھا کہ اِس کتاب کی اشاعت کے فوراً بعد تحقیق کی وساطت سے اِسے غیر معتبر قرار دے دیا گیا۔ ہم نے اُس غلطی کو اپنے دُوسرے ایڈیشن میں دُرُست کر لیا ہے اور ماضی کی غلطی کی وجہ سے اگر آپ کو کسی بھی قسم کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تو اُس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔

ماہن کی جعل سازی سے قطع نظر یہ حقیقت ہے کہ پیلاطس نے یسوع کی موت اور جی اُٹھنے کے بارے میں تبریاس قیصر کو ایک سرکاری اطلاع جاری کی تھی۔ ایک رومی مسیحی قانون دان طرطلیان (Tertullian) نے ۲۰۰ عیسوی کے لگ بھگ پیلاطس کی سرکاری اطلاع کا ذکر اپنی کتاب Apology V

میں کچھ یوں کیا ہے:

''چناں چہ تبریاس جس کے دنوں میں 'مسیحی' نام دُنیا میں متعارف ہوا، اُس نے فلسطین سے خود ایسے واقعات کی خفیہ معلومات حاصل کیں، جن کی وجہ سے اُس پر مسیح کی الوہیت کی صداقت واضح ہوگئی، مسیح کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے اُس نے یہ معاملہ سینٹ (senate) کے سامنے پیش کر دیا۔ سینٹ نے اُس کے فیصلہ کی منظوری نہ دی اور اُسے ردّ کر دیا گیا۔ قیصر اپنے فیصلہ پر قائم رہا اور اُس نے مسیحیوں پر الزام لگانے والے تمام لوگوں کو سنگین نتائج کی دھمکی دی۔''

کتاب The Ante-Nicene Fathers کا ایڈیٹر مندرجہ بالا اقتباس کے بارے میں کہتا ہے:

''اِس حقیقت پر بہت زور دیا گیا کہ شاید طرطلیان ایک ماہرِ قانون تھا اور وہ رومی دستاویزات سے واقفیت رکھتا تھا اور الٰہی سچائی کی قبولیت میں اُن سے متاثر تھا۔ یہ بات قابل قیاس نہیں کہ اِس طرح کا شخص اپنے اُس دلیرانہ فیصلہ کے لیے سینٹ، شہنشاہ اور اپنے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے کہ یہ شواہد ناقابل تردید ہیں۔''

طرطلیان اِسی کتاب کے اکیسویں باب میں اپنے بیان (پیلاطس کی تبریاس کو اطلاع کے بارے میں) کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے:

''یہ تمام باتیں جو پیلاطس نے مسیح کے ساتھ کیں اور وہ اب حقیقت میں مسیحی ہو چکا تھا، اُس نے اپنا پیغام اُس وقت کے قیصر کو بھیجا جو تبریاس تھا۔ جی ہاں، قیصر بھی مسیح پر ایمان لا سکتا تھا، اگر قیصر دُنیا کے لیے ضروری نہ ہوتا یا مسیحی بھی قیصر بن سکتے تھے۔''

چوتھی صدی کے کلیسیائی مورخ قیصریہ کے یوسیبئیس نے پیلاطس کی اطلاع کو اپنی کتاب History of the Church میں درج کیا ہے، وہاں وہ لکھتا ہے:

''اور جب ہمارے نجات دہندہ کے حیرت انگیز جی اُٹھنے اور صعود کا ہر سو چرچا ہو رہا تھا تو قدیم روایت کے مطابق جو صوبوں کے گورنروں میں رائج تھی کہ کسی بھی غیر معمولی واقعہ کی خبر فوراً شہنشاہ کو دی جاتی، تا کہ وہ کسی بھی بات سے بے خبر نہ رہے۔ پنطس

پیلاطس نے اُس خبر کو تبریاس تک پہنچایا جو ہمارے نجات دہندہ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی وجہ سے پورے فلسطین میں پھیل چکی تھی۔

اُس نے دُوسرے عجائبات کے بارے میں بھی اُسے بتایا جن کے بارے میں اُسے علم تھا، اُس نے اُسے یہ بھی بتایا کہ وہ کیسے مر گیا اور پھر مُردوں میں سے جی اُٹھا، اور اب بہت سے لوگ اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تبریس نے وہ معاملہ سینٹ کو پیش کیا، لیکن اُنھوں نے اُسے مسترد کر دیا، کیوں کہ اُنھوں نے اُس معاملے کو نہ سمجھا (کیوں کہ ایک قانون تھا کہ رومی کسی کو بھی سینٹ کی منظوری کے بغیر خُدا نہیں بنا سکتے تھے)، لیکن حقیقت میں الٰہی خوش خبری کی نجات بخش تعلیم کو انسانوں کی تائید اور سفارش کی ضرورت نہیں تھی۔

لیکن اگرچہ رومی سینٹ نے ہمارے نجات دہندہ کے متعلق پیش کی گئی تجویز کو مسترد کر دیا، پھر بھی تبریاس اپنے اُس فیصلہ پر قائم رہا جو اُس نے شروع میں کیا تھا، اور اُس نے مسیح کے خلاف کسی بھی قسم کے مخالفانہ اقدام سے گریز کیا۔ یہ باتیں طرطلیان نے بیان کیں، ایک ایسا شخص جو رومی قوانین کو بہت اچھی طرح جانتا اور ایک اچھی شہرت کا مالک تھا، اور خاص طور پر رومیوں میں ایک ممتاز مقام رکھتا تھا۔۔۔''

ابتدائی کلیسیا کے زمانے کی یہ گواہیاں ثابت کرتی ہیں کہ پیلاطس نے واقعی اِس واقعہ کی مکمل تفصیلات تبریاس کو بھیجیں، اگرچہ یہ باتیں کچھ عرصہ تک نامعلوم اور نظروں سے اوجھل رہیں، یا اُن لوگوں کے لیے محض ایک عوامی معاملہ تھا جن کی اُن دستاویزات تک رسائی تھی۔

یسوع نے ہلانے کی قربانی کو کیسے پورا کیا؟

نبوتی اعتبار سے یہ مسئلہ نہیں کہ یسوع ہفتے کی سہ پہر یا اتوار کی صبح جی اُٹھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا یسوع نے مقررہ دن پر ہلانے کی قربانی کو پورا کیا یا نہیں؟ یہ قربانی ہیکل میں دن کے تیسرے پہر ہلائی جاتی تھی ''کاہن اُسے سبت کے دُوسرے دن صبح کو ہلائے'' (احبار ۲۳:۱۱)۔ کیا یہ قربانی اپنی ذات میں یسوع کے جی اُٹھنے سے مماثل تھی؟ جی نہیں، یسوع پو پھٹنے سے پہلے جی اُٹھا۔ مریم مگدلینی ''ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا''

قبر پر گئی (یوحنا ۲۰: ۱)، لیکن اُس نے دیکھا کہ قبر خالی ہے ۔تاہم ہلانے کی قربانی اُس کے آسمان پر جانے اور اپنے آپ کو آسمانی ہیکل میں بہ طورِ زندہ پیش کرنے سے مماثل ہوئی۔ اِس مقصد کے لیے وہ اپنے حقیقی جی اُٹھنے کے کچھ گھنٹوں بعد آسمان پر گیا، جب سردار کاہن جو کے پولے کو ہیکل میں ہلاتا تھا۔ چناں چہ یسوع نے ہلانے کی قربانی کے قانون کو اپنے حقیقی جی اُٹھنے سے نہیں بلکہ مقررہ وقت پر اپنے آپ کو آسمانی ہیکل میں بہ طورِ زندہ پیش کر کے پورا کیا۔

یہاں جی اُٹھنے کی صبح کے واقعات کے تسلسل کو بیان کیا جا رہا ہے۔ جب مریم نے قبر کو خالی دیکھا، تو وہ بھاگتی ہوئی گئی اور پطرس اور یوحنا اور دُوسرے شاگردوں سے ملی (یوحنا ۲۰: ۲)۔ وہ سب قبر پر آئے اور اُنھوں نے دیکھا کہ یسوع کی لاش وہاں نہیں ہے۔ پھر پطرس اور یوحنا اپنے گھر کو واپس آ گئے (یوحنا ۲۰: ۱۰)۔ مریم باغ میں اکیلی رہ گئی۔ اُس وقت سورج نکل چکا تھا۔ پھر اُس کی ملاقات یسوع سے ہوئی، لیکن پہلے پہل اُس نے سوچا کہ وہ باغبان ہے۔ جب آخر کار اُس نے اُسے پہچان لیا تو اُسے چھونا چاہا، اُس نے یوحنا ۲۰: ۱۷ میں اُسے کہا ''مجھے نہ چھو کیوں کہ میں اب تک باپ کے پاس اُوپر نہیں گیا۔''

یہاں وہ جس آسمان پر چڑھنے کا ذکر کر رہا تھا وہ کوہِ زیتون پر چالیسویں دن صعود فرمانا نہیں تھا، جس کا ذکر اعمال ۱: ۳-۹ میں کیا گیا ہے ۔ہم یہ جانتے ہیں، کیوں کہ اُسی دن بعد میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو اپنے آپ کو چھونے کی اجازت دی (لوقا ۲۴: ۳۹؛ یوحنا ۲۰: ۱۹)۔ چناں چہ یسوع ضرور مریم سے بات کرنے کے کچھ دیر بعد، لیکن اُسی شام اپنے شاگردوں پر ظاہر ہونے سے پہلے اپنے باپ کے پاس گیا۔ صرف یہ ہی امکان ہے کہ وہ دن کے تیسرے پہر اپنے آپ کو آسمانی ہیکل میں بہ طورِ زندہ پیش کرنے کے لیے چڑھا۔

دراصل یسوع کاہن کے ہیکل میں پولا ہلانے سے پہلے زندہ تھا، لیکن اُس نے اُسی وقت آسمان پر اپنے آپ کو زندہ پیش نہ کیا، تا کہ وہ اُس وقت تک قانوناً اپنے زندہ ہونے کا اعلان نہ کرے جب تک کہ کاہن زمین پر قانوناً اِس بات کا گواہ نہ ہو ۔یہی وجہ ہے کہ ہلانے کی قربانی کے نبوتی تناظر میں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اگر چہ یہ اُس دن کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ یسوع کے جی اُٹھنے کے صحیح وقت کو، کیوں اُس نے اُس وقت تک اپنے آپ کو آسمان پر زندہ پیش کر کے قانونی طور پر اپنے زندہ ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا۔

اگر کوئی شخص کسی بحری جہاز میں سفر کر رہا ہے اور وہ جہاز تباہ ہو جاتا ہے اور کسی طرح سے وہ شخص بچ جاتا ہے اور وہ کسی جزیرے پر دس سال تک اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا رہے، تو اُسے قانونی طور پر سات سال کے بعد مُردہ

قرار دے دیا جائے گا۔ اگر کوئی جہاز اُس جزیرے کے پاس سے گزرتا ہے اور اُس آدمی کو بچا لیا جاتا ہے، تو وہ آدمی عدالت میں جا کر صاحبِ اختیار کے سامنے پیش ہو کر اپنے آپ کو قانونی طور پر زندہ قرار دلوا سکتا ہے۔ یہ حقیقت میں مُردہ ہونے اور قانونی طور پر مُردہ ہونے کے درمیان فرق کو واضح کرتا ہے۔ جب یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا تو حقیقت میں وہ زندہ تھا، لیکن وہ قانونی طور پر ہلانے کی قربانی کے وقت تک زندہ قرار نہیں دیا جا سکتا تھا، جب اُس نے اپنے آپ کو باپ کے سامنے الٰہی عدالت میں پیش کیا۔

یہ بائبل مقدس میں وقت کی اہمیت کی ایک اور اہم مثال ہے۔ یسوع نے شریعت کو ہر لحاظ سے پورا کیا، نہ صرف جو کچھ اُس نے کیا بلکہ جب جب اُس نے کیا اُس نے شریعت کو پورا کیا۔

کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ یسوع کو بدھ کی سہ پہر مصلوب کیا گیا اور اُس نے پورے بہتر (۷۲) گھنٹے قبر میں گزارے۔ اُن کا ماننا ہے کہ وہ ہفتہ کی سہ پہر مُردوں میں سے جی اُٹھا، لیکن اُس کے جی اُٹھنے کے بارے میں اگلی صبح تک کسی کو پتا نہ چلا۔ اِس نظریے کے ماننے والے یسوع کے اِس بیان کو بنیاد بناتے ہیں کہ وہ ''تین دن اور تین رات قبر میں رہے گا۔'' تاہم جب اِس نظریے کا بہ غور جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر یہ خیال اتوار کے دن عبادت کرنے کی بیخ کنی کرنے کے لیے گھڑا گیا، کیوں کہ ابتدائی کلیسیائی کے تمام لکھاری ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ اتوار کے دن عبادت کے لیے اکٹھے ہوتے اور ''روٹی توڑتے'' تھے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ یسوع اُس دن مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا۔

بدھ کے دن یسوع مسیح کو مصلوب کیا جانے کا نظریہ صرف اِسی صورت میں قابل قبول ہو سکتا تھا کہ اگر صدوقی ہلانے کی قربانی کی تشریح کرنے میں دُرست تھے۔ اگر فریسی اِس کے بارے میں اپنے نظریے پر ٹھیک تھے اور پولا ابیب کی سولہ (۱۶) تاریخ کو ہلایا جاتا، تو پھر بدھ کے دن مصلوب کیا جانے کا نظریہ کسی صورت بھی دُرست نہیں ہو سکتا۔ اگر یسوع کو بدھ کے دن چودہ ابیب کو مصلوب کیا جاتا تو پھر پندرہ ابیب فسح کا سبت ہوتا اور ہلانے کی قربانی جمعہ سولہ ابیب کو ہلائی جاتی۔ لیکن اگر یسوع سترہ ابیب تک قبر میں تھا تو پھر پولا ہلانے کی شریعت یسوع کے جی اُٹھنے پر پوری نہیں ہو سکتی۔

اِس نظریے کو دُرست قرار دینے کا صرف ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ صدوقیوں کے نظریہ کو اپنایا جائے کہ پولا ہلانے کی قربانی سبت کے پہلے اتوار ہوتی تھی۔ لیکن یہ موافقت یسوع کے جی اُٹھنے کو ہلانے کی قربانی سے ایک دن پہلے پیش کرتی ہے۔ یہ کسی بھی طور پر ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ یسوع کو

اُسی دن مُردوں میں سے جی اُٹھنا چاہیے جس دن ہلانے کی قربانی ادا کی جاتی، اگر چہ اپنے جی اُٹھنے کے کچھ گھنٹوں بعد اُس نے اپنے آپ کو باپ کے سامنے پیش کیا۔

کہا جاتا ہے کہ صرف ۲۸ عیسوی ہی وہ واحد سال تھا جب چودہ ابیب بدھ کے روز آیا۔ یہ سال یسوع کے مصلوب ہونے کا سال نہیں تھا، کیوں کہ یوحنا اصطباغی نے تبریاس قیصر کے پندرھویں برس ۲۹ عیسوی کے موسمِ بہار تک اپنی خدمت کا آغاز نہیں کیا تھا۔ تبریاس نے اپنے باپ قیصر اگوستس کی موت کے بعد ۱۹ اگست ۱۴ عیسوی کو حکومت کرنا شروع کیا۔ رومی تاریخ میں یہ ایک بہت مشہور دن ہے، جس پر مکمل بحث ہم نے اپنی کتاب ''وقت کے بھید'' کے نویں باب میں کی ہے۔ یسوع نے ۲۹ عیسوی میں ستمبر کے مہینے بپتسمہ لیا۔ وہ ۳۳ عیسوی میں مارا گیا۔ جب ابیب کی چودہ تاریخ جمعہ کے روز تھی۔ یوں اُس کا جی اُٹھنا تیسرے دن اتوار کی صبح سولہ ابیب کو ہوا۔

عیدِ پنتیکست (ہفتوں کی عید)

اعمال ۲:۱ میں پنتیکست کا دن اتوار کے دن آیا، اُس دن عام طور پر لوگ تاریخی اعتبار سے عید منا رہے تھے۔ بائبل مقدس کے مختلف حوالہ جات سے ہم اِس بات کو جانتے ہیں کہ ۷۰ عیسوی میں ہیکل کی تباہی سے پہلے صدوقی ہیکل میں برسرِ اقتدار تھے (اعمال ۴:۱ کو پڑھیں)۔ پال جیویٹ (Paul Jeweet) اپنی کتاب ''The Lord's Day'' کے حاشیے کے صفحہ ۱۲۸ پر لکھتا ہے:

> ''صدوقیوں کے شمار کے مطابق، پینتکست اتوار کے دن تھا، اور جب تک ہیکل قائم رہی اِسے بہ طور یہودی رسم منایا جاتا۔ اور یہاں سے ہی پینتکست کو مسیحی سال میں اتوار کے دن منایا جانے لگا جو تبدیل نہ ہوا۔ ۷۰ عیسوی کے بعد یروشلیم میں اِس عید کے تعلق سے فریسیوں کا شمار معیاری بن گیا، جس سے پینتکست کا دن ہفتے کے مختلف دنوں میں آنے لگا۔''

اگر چہ اسرائیل کے مصر سے خروج کے وقت عیدِ فسح ایک تاریخی علامت تھی، اِسی طرح عیدِ پینتکست بھی تاریخی وقت تھا جب خُدا نے کوہِ سینا سے لوگوں کو احکامِ عشرہ عطا کیے۔ ایڈرشیم کی کتاب ''The Temple'' کے صفحہ ۲۶۰ کے مطابق:

> ''متفقہ یہودی روایت کے مطابق ، جو مسیح کے دَور میں عالمی سطح پر تسلیم شدہ تھی کہ پینتکست کا دن کوہِ سینا پر شریعت دیئے جانے کی یاد تھی جسے ہفتوں کی عید کے طور پر منایا جاتا تھا۔''

یہ وہ وقت تھا جب سب لوگوں نے آگ کے درمیان اپنی زبان میں خُدا کی آواز کو سنا (استثنا ۴:۱۲)۔ تاہم اسرائیلی بقیہ شریعت کو سننے کے لیے خُدا کی آواز سے بہت خوف زدہ تھے۔ ہم خروج ۲۰: ۱۹-۲۱ میں پڑھتے ہیں:

> ''اور موسیٰ سے کہنے لگے تو ہی ہم سے باتیں کیا کر اور ہم سن لیا کریں گے لیکن خُدا ہم سے باتیں نہ کرے تا نہ ہو کہ ہم مر جائیں۔ موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم ڈرو مت کیوں کہ خُدا اِس لیے آیا کہ تمھارا امتحان کرے اور تم کو اُس کا خوف ہو تا کہ تم گناہ نہ کرو۔ اور وہ لوگ دُور ہی کھڑے رہے اور موسیٰ اُس گہری تاریکی کے نزدیک گیا جہاں خُدا تھا۔''

تمام اسرائیلی مصر چھوڑنے کے وقت ایمان رکھتے تھے اور اِسی لیے اُنھوں نے عیدِ فسح منائی، لیکن اُن میں سے بہت کم لوگ ایسے تھے جنھوں نے کوہِ سینا پر پینتکست کے ایمان کا تجربہ کیا۔ اُن کے خوف نے اُن کو دس احکام سے آگے خُدا کی آواز کو سننے سے قاصر کر دیا اور اُنھوں نے بقیہ شریعت کو سننے کے لیے موسیٰ کو پہاڑ پر بھیجا۔ موسیٰ نے اُسے پتھر کی دو تختیوں پر حاصل کیا، حالاں کہ اگر لوگ خُدا کی آواز سننے پر آمادہ ہو جاتے تو وہ اُسے اپنے دلوں پر لکھ سکتے تھے۔

اعمال ۲:۱ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ کلیسیا کو رُوح القدس پینتکست کے دن دیا گیا۔ اُس دن رُوح القدس آگ کی پھٹتی ہوئی زبانوں کی صورت میں اُن کے اُوپر آ کر ٹھہر گیا۔ اُسی طرح جیسے موسیٰ کے زمانے میں خُدا پہاڑ پر آگ کی صورت میں اُترا ویسے ہی اب وہ شاگردوں پر آگ کی صورت میں اُترا۔ یہاں بنیادی فرق یہ ہے کہ خُدا کی آتشی موجودگی پہاڑ پر ظاہری صورت میں نہیں تھی، بلکہ اب یہ باطنی صورت میں انسانوں کے اندر تھی۔ علاوہ ازیں خُدا نے پینتکست کی قربانی کو ہیکل میں آگ سے قبول نہیں کیا۔ بجائے اِس کے اُس نے خود شاگردوں کو اور اُن کے دلوں کی قربانی کو قبول کیا۔ یہ ہیکل کی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے جہاں اب خُدا رہ سکتا ہے۔ وہ اب لکڑی اور پتھر کی عمارتوں میں نہیں رہتا، بلکہ اب ہم خُدا کا مقدس ہیں (۱- کرنتھیوں ۳:۱۶)۔ ہم کہہ سکتے کہ خُدا یسوع مسیح کے وسیلے ایک نئی ہیکل بنا رہا ہے جس کے کونے کے سرے کا پتھر یسوع مسیح خود ہے اور رسول

اور انبیا اُس بنیاد کی نیو اور دُوسرے اُس پر زندہ پتھروں کی مانند ہیں (افسیوں۲: ۲۰-۲۲)۔

پینتکست کے دن شاگرد رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ کچھ دیکھنے والوں نے سوچا کہ یہ تازہ مے کے نشے میں ہیں۔ پطرس نے اعمال۲: ۱۵ میں اُن کو جواب دیا، ''یہ نشہ میں نہیں کیوں کہ ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے۔'' دن کا تیسرا پہر وہ وقت ہوتا جب کاہن ہیکل میں پہلے پھلوں کی قربانی یعنی میدہ کے دو گردے جو خمیر کے ساتھ پکائے جاتے پیش کرتا (احبار۲۳: ۱۷)۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ شاگرد اِس دن سے پہلے ہی رُوح القدس کو حاصل کرنا چاہتے تھے، لیکن خُدا نے اُن کو مقررہ وقت، صحیح دن اور دن کے اُسی پہر تک انتظار کروایا۔ اِس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خُدا کے نزدیک وقت کی کتنی اہمیت ہے۔ یہ ایک اور مثال ہے کہ کیسے عید کے دن آنے والے واقعات کی پیشین گوئی کرتے ہیں یہ نہ صرف ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ کیا واقعات ہوں گے، بلکہ اُن سے ہم یہ بات بھی جانتے ہیں کہ وہ کب پیش آئیں گے۔

تاریخی تکمیل اور وقت کی اہمیت

اگر بہار کی عیدوں کی تکمیل میں وقت کی بہت اہمیت ہے، تو پھر ہمیں یقین ہے کہ خزاں کی عیدوں کی تکمیل میں بھی وقت کو اتنی ہی اہمیت حاصل ہو گی۔ بہت سے لوگ خُدا کے وقت کو مکمل طور پر اہمیت نہیں دیتے۔ وہ چیزوں کو محض اتفاقی طور پر دیکھتے ہیں۔ لیکن کلامِ مقدس ہمیں بتاتا ہے کہ انفرادی اور شخصی اطلاق کے ساتھ ساتھ چیزوں کا ایک منظّم تاریخی متعین وقت بھی ہے۔

لوگوں کو ایمان سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنے دلوں میں فسح کا تجربہ کرنا ہو گا۔ یہ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں کی تعلیمات پر صادق آتا ہے۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ یسوع کو تاریخی طور پر مقررہ وقت پر مصلوب ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ دراصل شخصی طور پر نجات کا عمل اُس وقت تک ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا تھا اگر اِس عید کو تاریخی طور پر پورا نہ کیا جاتا۔

لوگوں کو رُوح کے وسیلے تقدیس کے لیے اپنے دلوں میں پینتکست کا تجربہ کرنا بھی لازم ہے۔ یہی عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں میں صادق آتا ہے۔ پھر بھی یہ شخصی اطلاق اعمال کے دُوسرے باب میں بیان کیے گئے تاریخی واقعے کی ضرورت کی تردید نہیں کرتا۔ دراصل رُوح القدس کبھی بھی اُس وقت تک انسان میں سکونت نہیں کر سکتا تھا جب تک پینتکست کا واقعہ اعمال کی کتاب کے دُوسرے باب میں تاریخی طور پر پورا نہ

ہوتا۔

ہماری بحث یہ ہے کہ خزاں کی عیدوں پر بھی یہ بالکل اُسی طرح صادق آتا ہے۔ کچھ لوگ اِن عیدوں کے محض شخصی اطلاق پر غور کرتے ہیں، جب کہ کچھ دُوسرے لوگ ہر سال مقررہ اوقات میں منعقد کی جانے والی ظاہری رسومات سے آگے نہیں سوچ پاتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہر عید کا انسانی دلوں پر شخصی اطلاق ہوتا ہے، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کے تاریخی واقعات خزاں کی عیدوں میں ظاہر ہوں گے۔

یقیناً بہار کی عیدوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، لیکن ہمارا مقصد محض اُن کے کچھ پس منظر کو بیان کرنا ہے جو خزاں کی عیدوں کو سمجھنے میں مددگار رہوں اور اُن کا نبوتی پیغام مسیح کی آمد ثانی سے تعلق رکھتا ہو۔

دُوسرا باب

نرسنگوں کی عید

کوہِ سینا پر بنی اسرائیل کے پینتکست کے تجربے کے بعد، خُدا نے موسیٰ کو خیمہِ اجتماع اور اُس کا سازوسامان بنانے کی ہدایات دیں۔ اُنھوں نے مصر چھوڑنے کے محض ایک سال بعد، پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو خیمہِ اجتماع کو کھڑا کر دیا (خروج ۴۰:۱۷)۔ ایک مہینے کے بعد بادل کے ستون نے خیمے کو گھیر لیا اور کنعان کی طرف بڑھنا شروع کر دیا (گنتی ۱۰:۱۱)۔ لوگوں نے اُس کی پیروی کی۔

اب خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ چاندی کے دو نرسنگے بنائے۔ بہ ظاہر اُس وقت تک کسی نے بھی چاندی کے نرسنگے بنانے کا نہیں سوچا تھا۔ پہلی صدی کا یہودی تاریخ دان یوسفیس (Josephus) اپنی کتاب Antiquities of the Jews, III,XII,6 میں ہمیں بتاتا ہے، ''موسیٰ اُن نرسنگوں کی بناوٹ کا موجد تھا جو چاندی سے بنائے گئے۔ وہ ایک تنگ نالی کے بنے ہوئے بانسری سے قدرے موٹے تھے، اُن کا اختتام ایک جرس کی شکل میں ہوتا تھا۔

یقیناً بائبل مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ خُدا نے موسیٰ کو وہ نرسنگے بنانے کی تحریک دی، اِس کا بیان گنتی ۱۰:۱-۱۰ میں ملتا ہے:

> ''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اپنے لیے چاندی کے دو نرسنگے بنوا۔ وہ دونوں گھڑ کر بنائے جائیں۔ تو اُن کو جماعت کے بلانے اور لشکروں کے کوچ کے لیے کام میں لانا۔ اور جب وہ دونوں نرسنگے پھونکیں تو ساری جماعت خیمہِ اجتماع کے دروازہ پر تیرے پاس اکٹھی ہو جائے۔ اور اگر ایک ہی پھونکیں تو وہ رئیس جو ہزاروں اسرائیلیوں کے سردار ہیں تیرے پاس جمع ہوں۔ اور جب تم سانس باندھ کر زور سے پھونکو تو وہ لشکر جو مشرق کی طرف ہیں کوچ کریں۔ جب تم دوبارہ سانس باندھ کر زور سے پھونکو تو اُن لشکروں کا جو جنوب کی طرف ہیں کوچ ہو۔ سو کوچ کے لیے سانس باندھ کر زور سے نرسنگا پھونکا کریں۔ لیکن جب جماعت کو جمع کرنا ہو تب بھی پھونکنا پر سانس باندھ کر زور سے نہ پھونکنا۔ اور ہارون کے بیٹے جو کاہن ہیں وہ نرسنگے پھونکا کریں۔ یہی آئین سدا

تمھاری نسل درنسل قائم رہے۔اور جب تم اپنے ملک میں ایسے دشمن سے جوتم کو ستاتا ہو
لڑنے کو نکلو تو تم نرسنگوں کو سانس باندھ کر زور سے پھونکنا ۔ اِس حال میں خداوند
تمھارے خُدا کے حضور تمھاری یاد ہوگی اور تم اپنے دشمنوں سے نجات پاؤ گے۔اور تم اپنی
خوشی کے دن اور اپنی مقررہ عیدوں کے دِن اور اپنے مہینوں کے شروع میں اپنی سوختنی
قربانیوں اور سلامتی کی قربانیوں کے وقت نرسنگے پھونکنا تاکہ اُن سے تمھارے خُدا کے
حضور تمھاری یادگاری ہو۔میں خُداوند تمھارا خُدا ہوں۔''

نرسنگوں کی عید مُردوں کی قیامت کی پیشین گوئی کرتی ہے۔یہودی حلقوں میں اِسے''احساسِ بیداری کا دن'' کہا جاتا ہے۔کیوں کہ یہ عید ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی، یہ نئے چاند پر ہوتی جب ہر قمری مہینے کے آغاز میں شام کے وقت آسمان پر نئے چاند کی روشنی نمودار ہونا شروع ہو جاتی ۔اِس غیر یقینی صورت حال کا خدشہ ہمیشہ رہتا کہ نیا چاند کب ظاہر ہوگا یا اُسے کب دیکھا جا سکتا ہے(اگر آسمان پر بادل ہیں)۔اِسی وجہ سے یسوع نے متی ۲۵:۱۳ میں اپنے آنے کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا''پس جاگتے رہو کیوں کہ تم نہ اُس دن کو جانتے ہو نہ اُس گھڑی کو۔'' اُس دِن اور اُس گھڑی کے بارے میں نہ جاننے کے متعلق یہ جملہ ایک مخصوص عبرانی محاورہ تھا، جسے خاص طور پر نرسنگوں کی عید کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔جس کے آغاز کے بارے میں اُس وقت تک کوئی بھی نہیں جانتا تھا جب تک چاند نظر نہیں آجاتا۔

نرسنگوں کی عید خزاں کی عیدوں میں پہلی عید ہے جو مسیح کی آمد ثانی کی پیشین گوئی کرتی ہے۔پولس رسول
۱۔ تھسلنیکیوں ۴:۱۶ میں کہتا ہے:

''کیوں کہ خُداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خُدا کے نرسنگے کے
ساتھ اُتر آئے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے۔''

نبوتی کیلنڈر میں پہلا واقعہ جو مسیح کی آمد ثانی سے متعلق ہے وہ مُردوں کی قیامت ہے۔ہمارا ایمان ہے کہ اُس واقعہ کا مقررہ وقت کسی سال نرسنگوں کی عید کا دن ہوگا۔ہم پہلے ہی اِس بات کو دیکھ چکے ہیں کہ یسوع عیدِ فسح کے علاوہ کسی بھی اور دن مصلوب نہیں ہو سکتا تھا۔اُس نے اُس وقت جان دی جب لوگ اپنے فسح کے برّوں کو ذبح کرنا شروع کرتے ،ہم اِس بات کو بھی جان چکے ہیں کہ یسوع کو باپ کے پاس جانے اور آسمانی عدالت میں اپنے آپ کو زندہ ظاہر کرنے کے لیے ہلانے کی قربانی کے دن، تیسرے گھنٹے تک انتظار کرنا پڑتا۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ رُوح القدس اُس وقت تک نازل نہ ہوا جب تک عید پینتکست کا تیسرا گھنٹہ نہ آیا۔
یہ سب مقررہ وقت تھے جن کے بارے میں شریعت میں پیشین گوئی کی گئی تھی۔ اِس بات کا جائزہ لیتے ہوئے کہ کیسے خُدا اُن مخصوص وقتوں کو استعمال کرتا ہے، ہم خزاں کی عیدوں کی اہمیت کے بارے میں جاننا شروع کر سکتے ہیں کہ کیسے یہ وقت نبوتی واقعات کے وقت کا بھی تعین کرتے ہیں۔ ماضی کے یہ نمونے بڑی شدت سے اِس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ مقرب فرشتہ کسی سال نرسنگا پھونکے گا جو مُردوں کی قیامت کی نشانی ہوگا۔

دو قیامتیں

شریعت ظاہر کرتی ہے کہ ایک سے زیادہ قیامتیں ہوں گی۔ اِسی وجہ سے خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ چاندی کے دو نرسنگے بنائے۔ جب کاہن صرف ایک نرسنگا بجاتا تو صرف لوگوں کے سردار خُدا کے سامنے حاضر ہوتے تھے۔لیکن جب کاہن دونوں نرسنگے بجاتا تو پوری قوم خُدا کے سامنے حاضر ہوتی تھی۔
یوحنا مکاشفہ کی کتاب کے بیسویں باب میں ہمیں بتاتا ہے کہ دو قیامتیں ہوں گی، نہ کہ صرف ایک قیامت۔ یوحنا کہتا ہے کہ پہلی قیامت میں صرف غالب آنے والے شامل ہوں گے۔ مکاشفہ ۲۰:۴-۶ میں اِس پہلی قیامت کے بارے میں بات کی گئی ہے:

> ''پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ اُن پر بیٹھ گئے اور عدالت اُن کے سپرد کی گئی اور اُن کی رُوحوں کو بھی دیکھا جن کے سر یسوع کی گواہی دینے اور خُدا کے کلام کے سبب سے کاٹے گئے تھے اور جنھوں نے نہ اُس حیوان کی پرستش کی تھی نہ اُس کے بت کی اور نہ اُس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی۔ وہ زندہ ہوکر ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے۔ اور جب تک یہ ہزار برس پورے نہ ہو لیے باقی مُردے زندہ نہ ہوئے۔ پہلی قیامت یہی ہے۔ مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ ایسوں پر دُوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خُدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے اور اُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔''

یہ واضح طور پر ایک جزوی قیامت ہے، کیوں کہ اُس وقت سب مُردوں کو زندہ نہیں کیا جائے گا۔ پہلی

قیامت میں صرف اُن لوگوں کو زندہ کیا جائے گا جن کو مسیح کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ باقی مُردوں کو ہزار برس کے ختم ہونے تک زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اِس لیے پہلی قیامت میں صرف وہ لوگ ہی شامل ہوں گے جن کو خیام کے عرصے میں بادشاہی میں حکومت کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولس ''نرسنگا'' (واحد) کے بارے میں بات کرتا ہے جسے فرشتہ پھونکے گا اور مُردوں کو قبروں سے بلائے گا۔ یہ موسیٰ کے ایک نرسنگا پھونکنے کی پیشین گوئی کو پورا کرتا ہے کہ اِس میں صرف لوگوں کے سرداروں کو بلایا جاتا تھا۔

جب پولس رسول مُردوں کی قیامت کی بات کرتا ہے تو وہ عموماً دُوسری قیامت کی بجائے پہلی قیامت کی بات کرتا ہے۔ اِس لیے ا۔تھسلنیکیوں ۴:۱۶ کا اقتباس پیش کیا گیا۔ جہاں مُردے آخری نرسنگے (واحد) کے ساتھ جی اُٹھیں گے۔ پولس اُن مُردوں کی شناخت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''وہ جو مسیح میں موئے'' اِس میں سب چھوٹے بڑے مُردے شامل نہیں ہیں۔ دُوسرے لفظوں میں پہلی قیامت محدود قیامت ہے، دُوسری قیامت عمومی قیامت ہے جس میں باقی تمام مُردے شامل ہوں گے۔

تمام مسیحی پہلی قیامت میں نہیں جی اُٹھیں گے

مکاشفہ کی کتاب کا بیسواں باب ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ تمام مُردے پہلی قیامت میں جی اُٹھیں گے۔ بلکہ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ صرف غالب آنے والے ہی پہلی قیامت میں جی اُٹھیں گے۔ یہ نکتہ تھوڑا خلافِ توقع لگ سکتا ہے، کیوں کہ زیادہ تر مسیحی سمجھتے ہیں کہ سب ایمان دار ایک ہی وقت پر جی اُٹھیں گے۔ لیکن دُوسرے بہت سے حوالہ جات ہمیں اِس مفروضہ پر سوال اُٹھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ یسوع نے یوحنا ۵:۲۸ اور ۲۹ میں دُوسری قیامت کے بارے میں بات کی:

> ''اِس سے تعجب نہ کرو کیوں کہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنھوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنھوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔''

یہ بات واضح ہے کہ یہاں یسوع پہلی قیامت کے بارے میں بات نہیں کر رہا تھا جو کہ صرف ایمان داروں تک محدود ہے۔ یہاں یسوع نے کہا کہ ''وقت آتا ہے'' جب تمام مُردوں کو ایک ہی وقت پر زندہ کیا

جائے گا، کچھ کو زندگی کی قیامت کے لیے، جب کہ دُوسروں کو سزا کی قیامت کے لیے۔ یہ صرف دُوسری قیامت کا حوالہ ہوسکتا ہے جو مکاشفہ کے بیسویں باب کی آخری آیات میں بیان کیا گیا ہے:

''پھر مَیں نے ایک بڑا سفید تخت اور اُس کو جو اُس پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا جس کے سامنے سے زمین اور آسمان بھاگ گئے اور اُنھیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مُردوں کو اُس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا اور کتابیں کھولی گئیں۔ پھر ایک اور کتاب کھولی گئی یعنی کتابِ حیات اور جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہوا تھا اُن کے اعمال کے مطابق مُردوں کا انصاف کیا گیا۔ اور سمندر نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور موت اور عالمِ ارواح نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور اُن میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق اُس کا انصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالمِ ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دُوسری موت ہے۔ اور جس کسی کا نام کتابِ حیات میں لکھا ہوا نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔'' (مکاشفہ ۲۰:۱۱-۱۵)

اِس بات پر خصوصاً غور کریں کہ اِس عمومی قیامت میں کتابِ حیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ پندرھویں آیت ظاہر کرتی ہے کہ وہاں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کے نام کتابِ حیات میں لکھے ہوئے تھے۔ ہمیں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ عمومی قیامت میں کسی کا نام کتاب حیات میں نہیں مل سکتا۔ اور نہ ہی یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اُس وقت اُٹھائے گئے ہر ایک فرد کو آگ کی جھیل میں ڈال دیا جائے گا۔

یوں ہم فقط یہ نتیجہ اَخذ کر سکتے ہیں کہ ہزار سالہ خیموں کے دَور کے بعد عمومی قیامت میں فرشتہ دونوں نرسنگے پھونکے گا۔ اِس میں اُن کے سوا سب لوگوں (کلیسیا) کو قبروں سے بلایا جائے گا جو سردار ہیں اور جنھیں ہزار سال پہلے بلایا گیا۔ پھر غالب آنے والوں کے علاوہ پوری کلیسیا کو ہزار برس کے اختتام پر غیر ایمان داروں کے ساتھ مُردوں میں سے اُٹھایا جائے گا۔ یہاں غیر ایمان داروں کا انصاف ''آگ'' کی جھیل سے کیا جائے گا جب کہ حکمرانی نہ کرنے والے ایمان دار زندگی (غیر فانیت) حاصل کریں گے۔

اعمال ۲۴:۱۴، ۱۵ میں فلیکس کے سامنے پولس رسول کی گواہی اِسی بات کی تصدیق کرتی ہے:

''لیکن تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں اُسی کے مطابق میں اپنے باپ دادا کے خُدا کی عبادت کرتا ہوں اور جو کچھ توریت اور نبیوں کے

صحیفوں میں لکھا ہے اُس سب پر میرا ایمان ہے۔ اور خُدا سے اُسی بات کی اُمید رکھتا ہوں جس کے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راست بازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہو گی۔''

پولس کہتا ہے کہ ایک ہی قیامت ہو گی جس میں راست باز اور ناراست دونوں شامل ہوں گے۔ یقیناً یہ پہلی قیامت نہیں ہے، بلکہ یہ صرف دُوسری قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راست باز یقیناً دُوسری قیامت میں جی اُٹھیں گے۔ لیکن کیوں کہ اُن کے نام کتابِ حیات میں لکھے ہوئے ملیں گے۔ اِس لیے اُن کو حیاتِ ابدی دی جائے گی اور اُن کو ناراستوں کے ساتھ آگ اور گندھک کی جھیل میں نہیں ڈالا جائے گا۔

اِسی لیے پولس رسول نے غالب آنے کے لیے محبت کی اور ایک بہتر قیامت کو حاصل کیا۔ اس نے فلپیوں کے خط کے تیسرے باب میں کہا کہ وہ اپنی ساری راست بازی کو کوڑا سمجھتا ہے تا کہ مسیح کو اور ''اُس کے ساتھ دُکھوں میں شریک ہونے کو جان سکے (۱۰:۳)۔ کس لیے؟ گیارھویں آیت کہتی ہے، ''تا کہ کسی طرح مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے درجہ تک پہنچوں۔'' (یونانی: exanastasis ek nekron، ''مُردوں میں سے جی اُٹھنے'') اِس آیت کے بارے میں کمپینین بائبل (Companion Bible) میں ڈاکٹر بلنگر کے نوٹ میں کچھ اِس طرح لکھا ہے:

''مُردوں میں سے جی اُٹھنے (ek nekron) سے مراد کچھ لوگوں کی قیامت ہے، دو گروہوں میں یہ گروہ پہلا ہو گا، دُوسروں کو چھوڑ دیا جائے گا۔''

دُوسرے لفظوں میں پولس نے یوحنا کی طرح دو قیامتوں کے تصور کو جانا۔ پولس رسول کی شدید خواہش تھی کہ وہ مردوں کی پہلی قیامت میں جی اُٹھے۔ اِس تناظر میں پولس فلپیوں کے خط کے تیسرے باب کی بارھویں سے سولھویں آیات میں کہتا ہے:

''یہ غرض نہیں کہ میں پا چکا یا کامل ہو چکا ہوں بلکہ اُس چیز کے پکڑنے کے لیے دوڑا ہوا جاتا ہوں جس کے لیے مسیح یسوع نے مجھے پکڑا تھا۔ اے بھائیو! میرا یہ گمان نہیں کہ پکڑ چکا ہوں بلکہ صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں اُن کو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا۔ نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تا کہ اُس انعام کو حاصل کروں جس

کے لیے خُدا نے مجھے مسیح یسوع میں اُوپر بلایا ہے۔ پس ہم میں سے جتنے کامل ہیں یہی خیال رکھیں اور اگر کسی بات میں تمھارا اور طرح کا خیال ہو تو خُدا اُس بات کو بھی تم پر ظاہر کر دے۔ بہر حال جہاں تک ہم پہنچے ہیں اُسی کے مطابق چلیں۔''

کچھ لوگوں نے اِس کی تشریح کی کہ پولس کو اپنی نجات کا یقین نہیں تھا۔ یقیناً ایسی بات نہیں ہے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ نجات حاصل کر چکا ہے اور ایک وقت آئے گا جب وہ حیاتِ ابدی میں جی اُٹھے گا۔ تاہم، وہ پہلی قیامت میں جی اُٹھنے کا قیاس نہیں کرتا جو اُس کا مقصد ہے۔ ''اُس انعام کو حاصل کروں جس کے لیے خُدا نے مجھے مسیح یسوع میں اُوپر بلایا ہے۔'' اِس اعلیٰ بلاوے کو حاصل کرنے کے لیے کسی کو بھی لازماً فرماں برداری سیکھنی پڑے گی۔ یہ تکالیف اور مصیبتوں کو آخر تک برداشت کرنے سے سیکھی جائے گی۔ اِسی لیے پولس تمام ایمان داروں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ اِس طرح کا روّیہ رکھیں۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ خُدا کی شریعت کی فرماں برداری کے لیے مسیحی اخلاقی معیار کے مطابق زندگی گزارتے رہیں۔

کیا مسیحیوں کی عدالت کی جائے گی؟

بہت سے مسیحیوں کو مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے کھڑے ہونا پڑے گا، نہ صرف اُن کے اجر کے تعین کے لیے بلکہ غیر تائب غیر قانونی روّیے کے لیے بھی پولس ا۔کرنتھیوں ۳: ۱۰-۱۵ میں اِس بارے میں بات کرتا ہے:

> ''میں نے اُس توفیق کے موافق جو خُدا نے مجھے بخشی دانا معمار کی طرح نیو رکھی اور دُوسرا اُس پر عمارت اُٹھاتا ہے۔ پس ہر ایک خبردار رہے کہ وہ کیسی عمارت اُٹھاتا ہے۔ کیوں کہ سوا اُس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دُوسری نہیں رکھ سکتا۔''

پولس اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ وہ یہاں اُن مسیحیوں کے بارے میں بات کر رہا ہے جو برّے کے خون کی وساطت سے ایمان سے راست باز ٹھہرے گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یسوع کو اپنی بنیاد سمجھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگیوں میں فسح کا تجربہ کیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو مصر (دُنیا) سے آئے ہیں اور خُدا کی بادشاہی کے شہری ہیں۔ یہاں تک کہ قدیم اسرائیلیوں کی طرح اُن کے مصر سے نکلنے کا یہ مطلب نہیں کہ اُنھوں

نے پینتکست (رُوح کی فرماں برداری) کے ذریعے فرماں برداری سیکھی ہے۔ پولس مزید کہتا ہے:

''اور اگر کوئی اُس نیو پر سونا یا چاندی یا بیش قیمت پتھروں یا لکڑی یا گھاس یا بھوسے کا ردّا رکھے۔ تو اُس کا کام ظاہر ہو جائے گا کیوں کہ جو دِن آگ کے ساتھ ظاہر ہوگا وہ اُس کام کو بتا دے گا اور وہ آگ خود ہر ایک کا کام آزما لے گی کہ کیسا ہے۔ جس کا کام اُس پر بنا ہوا باقی رہے گا وہ اجر پائے گا۔ اور جس کا کام جل جائے گا وہ نقصان اُٹھائے گا لیکن خود بچ جائے گا مگر جلتے جلتے۔'' (ا۔کرنتھیوں ۳: ۱۲-۱۵)

پس یہ واضح ہے کہ راست بازوں کو بھی اُن کے کاموں کی وجہ سے ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ جسمانی مسیحی نہ صرف پہلی قیامت میں شامل نہیں ہوں گے، بلکہ وہ ہر اُس اچھے کام کا اجر بھی کھو دیں گے جو اُنھوں نے ناپاک محرک کے تحت کیا۔ اِس کی ایک مثال یہ ہو سکتی ہے کہ اگر لوگوں نے چرچ کو سادہ ایمان اور محبت سے ہدیہ نہیں دیا، بلکہ سرمایہ کاری کی ذہنیت سے دیا کہ جتنا اُنھوں نے دیا ہے اُن کو بدلے میں اُس سے زیادہ ملے۔ یہ بونے اور کاٹنے کا قانون ہے لیکن آج بہت سے لوگوں نے اِس قدیم کیتھولک کی نفس پروری کی مشق کو پروٹسٹنٹ قالب میں ڈال دیا ہے۔ یہ لکڑی، گھاس اور بھوسا ہے۔

موسیٰ کے ماتحت ''بیابان میں کلیسیا'' (اعمال ۷: ۳۸) بے آئین تھی۔ پینتکست کے زمانے کے بیابان میں بھی کلیسیا کے ساتھ ایسے ہی ہوا۔ یسوع نے متی کی انجیل کے ساتویں باب میں اِس کی تصدیق کی:

''جو مجھ سے اے خُداوند اے خُداوند! کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اُس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اے خُداوند اے خُداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدرُوحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے (؟ متی ۷: ۲۱-۲۳)

بے شرع ہونا (anomia) خُدا کی شریعت کو حقیر جاننے کا دلی روّیہ ہے، بجائے اِس کے کہ کوئی مخصوص گناہ کیا جائے۔ خُدا کے کلام کے کسی بھی حصے کو جان بوجھ کر ترک کر دینا بے ایمانی یا ایمان کی کمی کا مظہر ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیوں کہ جو کوئی ایسا کرتا ہے وہ خُدا سے اختلاف کرتا ہے اور اُس کی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ کچھ لوگ (چوتھی صدی کے مارقیون) تو یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ پرانا عہد نامہ شیطان کی تحریک سے

لکھا گیا۔ کچھ لوگ محض اِس بات پر یقین کرتے ہیں خُدا کی شریعت نفرت انگیز انتقام لینے والی ہے اور اِسے یسوع سے بدلنے کی ضرورت ہے جو خُدا کی محبت ہے۔

اکثر لوگ یہ کہہ کر شریعت کی اہانت کرتے ہیں کہ وہ کامل نہیں۔ حالاں کہ داؤد نے اِس بات کا اقرار کیا کہ ''خُداوند کی شریعت کامل ہے۔ وہ جان کو بحال کرتی ہے'' (زبور ۱۹:۷)۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شریعت ختم ہو چکی ہے جب کہ پولس کہتا ہے، پس کیا ہم شریعت کو ایمان سے باطل کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ شریعت کو قائم رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یسوع نے شریعت کو پورا کر دیا ہے۔ اِس لیے شریعت ہم سے کسی بات کا تقاضا نہیں کر سکتی۔ جب کہ یسوع نے متی ۵:۱۹ میں کہا:

> ''پس جو کوئی اِن چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور اُن کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔''

یسوع نے ہرگز نہیں کہا کہ ایسے بے شرع لوگ بادشاہی سے خارج کر دیئے جائیں گے۔ اُس نے محض یہ کہا ہے کہ وہ صرف اُس کی بادشاہی میں حکمران نہیں ہوں گے۔ اُن کو ''بادشاہی میں سب سے چھوٹا'' کہا گیا ہے، لیکن وہ بادشاہی میں موجود ہوں گے۔ اُن کو دُوسری قیامت میں اُٹھایا جائے گا اور وہ اُس وقت اپنے بے شرع کاموں اور روّیوں کے جواب دہ ہوں گے۔

خُدا کے بندوں کی سزا

یسوع نے لوقا ۱۲:۴۱-۴۸ میں راست بازوں اور ناراستوں کی قیامت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک تمثیل کہی۔ یہ ۴۱ آیت میں پطرس کے سوال کا ردِعمل تھا:

> ''پطرس نے کہا اے خداوند تو یہ تمثیل ہم سے ہی کہتا ہے یا سب سے؟''

پھر یسوع پطرس اور دُوسرے غالب آنے والوں اور باقی کلیسیا کو دیئے جانے والے اجر میں فرق کی وضاحت کرتا ہے:

> ''خُداوند نے کہا کون ہے وہ دیانت دار اور عقل مند داروغہ جس کا مالک اُسے اپنے نوکر چاکروں پر (یونانی: epi، ''پر'') مقرر کرے کہ ہر ایک کی خوراک وقت پر بانٹ دیا

کرے؟ مبارک ہے وہ نوکر جس کا مالک آکر اُس کو ایسا ہی کرتے پائے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اُسے اپنے سارے مال پر مختار کر دے گا۔'' (۴۲-۴۴ آیات)

یہ غالب آنے والے ہوں گے جو خیام کے زمانے میں مسیح کے ساتھ ہزار برس تک حکمرانی کریں گے۔اُن کو ''اُس کے نوکروں'' اور اِسی طرح اُس کے سارے مال پر حکمران بنایا جائے گا۔ خُدا کے نوکر ایمان دار ہیں، جب کہ دیانت دار مختار غالب آنے والوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اِس کے بعد یسوع اُن لوگوں کے بارے میں بات کرتا ہے جو اپنے عہدے اور اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں اور موجودہ زندگی میں لوگوں پر ظلم کرتے ہیں:

''لیکن اگر وہ نوکر اپنے دِل میں یہ کہہ کر کہ میرے مالک کے آنے میں دیر ہے غلاموں اور لونڈیوں کو مارنا اور کھا پی کر متوالا ہونا شروع کرے۔ تو اُس نوکر کا مالک ایسے دن کہ وہ اُن کی راہ نہ دیکھتا ہو اور ایسی گھڑی کہ وہ نہ جانتا ہو آموجود ہوگا اور خوب کوڑے لگا کر (یونانی: dichotomeo، کوڑے مارنا) اُسے بے ایمانوں میں شامل (یونانی: autos meros، ''اُس کا حصہ'') کرے گا۔''

ہمیں بہت افسوس ہے کہ نیو امریکن اسٹینڈر کے مترجمین نے اِس آیت کا ترجمہ بہت ناقص کیا ہے وہ اِس بات کو نہ سمجھ سکے کہ یسوع یہاں کیا کہہ رہا تھا۔ اُن کے اِس بات کو نہ سمجھنے سے اُنھوں نے یسوع کے الفاظ کا اِس طرح ترجمہ کیا کہ خُدا کے یہ نوکر یا غلام دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے، بجائے اِس کہ یسوع کوڑوں کی عدالت کا ذکر کر رہا تھا، جس کا ذکر اگلی آیت میں آیا ہے، یونانی لفظ dichotomeo کا مطلب کسی کو دو حصوں میں یا ٹکڑوں میں کرنا نہیں ہے۔ اِس کا مطلب ہے کوڑے سے مارنا۔

نیز یسوع نے پطرس سے کہا کہ ایسے بے قاعدہ مسیحیوں کی عدالت اُسی وقت کی جائے گی جب ناراستوں کی عدالت ہو گی۔ وہ اُنھیں اُن کا اجر ناراستوں کے ساتھ (یونانی: meta، ''ساتھ، بعد، درمیان'')۔

اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسیحی اپنی نجات سے محروم ہو جائیں گے، اور نہ ہی اِس کا یہ مطلب ہے کہ اُنھیں وہی اجر ملے گا جو ناراستوں کو ملے گا۔ اُنھیں آگ سے بچا لیا جائے گا، جب کہ ناراستوں کو آگ کی جھیل میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ آگ الٰہی شریعت کی نمائندگی کرتی ہے، آگے چل کر ہم اِس کے بارے میں مزید

وضاحت کریں گے۔ شریعت یا قانون کا تقاضا ہے کہ سزا ہمیشہ جرم کے مطابق دی جانی چاہیے۔ کچھ لوگ محض کوڑوں کی سزا کے مستحق ہیں، جب کہ دُوسروں کو زیادہ سنگین سزا دی جائے گی۔ یسوع نے اگلی آیات میں اِس ''کوڑوں کی سزا'' کے بارے میں مزید وضاحت کی:

> ''اور وہ نوکر جس نے اپنے مالک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی نہ اُس کی مرضی کے موافق عمل کیا بہت مار کھائے گا۔ مگر جس نے نہ جان کر مار کھانے کے کام کیے وہ تھوڑی مار کھائے گا اور جسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کیا جائے گا اور جسے بہت سونپا گیا ہے اُس سے زیادہ طلب کریں گے۔''

یہ آیت ناراستوں کے بارے میں بات نہیں کر رہی، جیسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ عام غیر مسیحیوں کے برعکس بدکاروں کو جہنم کے گرم ترین شعلوں کی نظر کیا جائے گا۔ جی نہیں! یہ خُدا کے خادموں یا اُس کے نوکروں کے بارے میں بات کر رہی ہے۔ وہ راست باز ہیں جو اپنے مخالفِ شرع رویہ اور اِس زندگی میں دُوسروں پر ظلم کرنے کی وجہ سے اُس وقت جب بدکاروں کی عدالت کی جائے گی اپنے اُن کاموں کے جواب دہ ہوں گے۔

وہ مسیحی جو اُس کی مرضی کو جانتے ہیں، لیکن خُدا کی شریعت کی اطاعت کا انکار کرتے ہیں اُن کو ایسے لوگوں سے زیادہ سزا دی جائے گی جو خُدا کی مرضی کو نہیں جانتے اور لاعلمی کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں۔ بہت سے مسیحی خُدا کی شریعت سے ناواقف ہیں کیوں کہ اُن کو کبھی چرچ میں اِس کے بارے میں سکھایا نہیں گیا۔ یوں وہ انجانے میں اُس کی خلاف ورزی کر جاتے ہیں لیکن اُن کا دل بُرا نہیں ہے۔

کوڑوں کی سزا الٰہی شریعت میں بدکاروں کے لیے تھی۔ اُسے سختی سے چالیس کوڑوں تک محدود کیا گیا (استثنا ۲۵:۱-۳)۔ کوڑوں کی تعداد کو گناہ کی سنگینی کے مطابق تقسیم کیا جاتا تھا۔ تاہم یہ سزا کی ایک قسم تھی جسے بہت جلد دُوسرے جرائم کے لیے ختم کر دیا گیا، جیسے چوری۔ جب چور چوری کرتے پکڑا جاتا تو وہ چوری کی گئی چیز کا دُوگنا معاوضہ ادا کرتا اور اگر وہ متاثرہ شخص کو معاوضہ ادا نہ کر سکتا تو اُسے ایک مخصوص وقت کے لیے بہ طور غلام بیچ دیا جاتا۔ ایسے غلاموں کا جُرم اگر بہت بڑا ہوتا تو اُنھیں کئی سال کام کرنا پڑتا۔

بڑے سفید تخت کے سامنے خُدا بے شرع راست بازوں کی فوراً عدالت کرے گا وہ اُن کے ساتھ باغی بچوں جیسا سلوک کرے گا، اُن کے لیے ایک مختصر اور موثر کوڑے کی ضرورت ہوگی۔ یقیناً یہ اُن کی ''آگ'' کی عدالت ہوگی، چاہے کوڑوں کی سزا کا ظاہری اطلاق کیا جائے یا محض اُس قانون کو قائم کیا جائے جسے خُدا باغی

مسیحیوں کی عدالت کے لیے استعمال کرے،ہم اِسے اُس نہایت قابل منصف کے ہاتھوں میں چھوڑ دیتے ہیں۔خُدا اپنی کامل شریعت اور کامل عدالت سے اُن کی اصلاح کرے گا۔

یسوع نے اپنی تمثیل کا اختتام اِن الفاظ میں کیا:

''میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا!''(۴۹آیت)

یہاں''آگ''آتشی شریعت ہے،خاص طور پر اِس کا اطلاق پچھلی آیات میں بہ طور کوڑے کیا گیا ہے۔ آگ خُدا کی شریعت کی عدالت کی بائبلی علامت ہے۔استثنا۳۳:۲خُدا کی''آتشی شریعت''کے بارے میں بات کرتا ہے جو اُس نے کوہِ سینا پر دی۔یرمیاہ۲۳:۲۹میں خُدا کہتا ہے''کیا میرا کلام آگ کی مانند نہیں ہے؟'' یہ دائمی الٰہی شریعت ہے جسے خُدا بنی نوع انسان کی عدالت کے لیے استعمال کرتا ہے،کیوں اُس کے نزدیک یہ گناہ اور راست بازی کا معیار ہے(۱۔یوحنا۳:۴؛رومیوں۷:۷)۔دانی ایل۷:۹اور۱۰میں نبی نے دیکھا کہ خُدا کا تخت آگ کے شعلہ کی مانند ہے،جس سے لوگوں کی عدالت کے لیے''ایک آتشی دریا'' جاری ہوتا ہے۔ تخت شریعت کی علامت ہے،جب بادشاہ اپنے لوگوں کی عدالت کے لیے تخت پر بیٹھتا ہے تو یہ اِس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ شریعت کے مطابق اپنے لوگوں پر حکمرانی کرتا اور اُن کے فیصلے کرتا ہے۔

اِس لیے یہ بہت ہی برمحل تھا کہ جب خُدا اپنے لوگوں کو شریعت دینے کے لیے کوہِ سینا پر اُترا تو اُس نے اپنے آپ کو آگ میں ظاہر کیا۔یہ ظاہری نہیں تھا اِس لیے اِس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے کوئی بھی شریعت کی لا حاصل تحقیق کر سکتا ہے کہ شریعت میں کوئی بھی ایسا گناہ نہیں تھا جس کی سزا ظاہری آگ میں جلانا تھا۔الٰہی شریعت میں سب سے بدترین سزا کسی شخص کی لاش کو جلانا تھا جسے سنگسار کیا جاتا یا اُسے پھانسی دی جاتی،ایسا اِس لیے کیا جاتا تا کہ باعزت تدفین عمل میں نہ آئے۔یہ درحقیقت یشوع۷:۲۵میں عکن کے ساتھ کیا گیا جب اُسے سنگسار کر دیا گیا۔

لوقا۱۲:۴۹کا پہلے اقتباس کیا گیا،یسوع زمین کو آگ سے جلانے کے لیے بے تاب نہیں تھا، بلکہ وہ آگ کے بپتسمہ کے ذریعے اُسے بحال کرے گا۔اُسے گناہ گاروں کو مار کر یا اُنھیں اذیت دے کر خوشی نہیں ملتی۔تاہم وہ اِس بات میں بے چین ہے کہ الٰہی شریعت کو زمین پر قائم کیا جائے،کیوں کہ جیسے یسعیاہ۲۶:۹ میں کہا گیا ہے''۔۔۔کیوں کہ جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔''

یہ الٰہی عدالت کا مقصد ہے۔ یہ سکھانا اور اصلاح کرنا ہے نہ کہ تباہ کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع نے اِس الٰہی آگ کو زمین پر آتے دیکھ کر اپنی تڑپ کا اظہار کیا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ وہ دُنیا سے پیار کرتا تھا (یوحنا ۳:۱۶) اور اُسے بحال ہوتے دیکھنا چاہتا تھا، جیسا کہ نبیوں نے پیشین گوئیاں کیں۔

توڑوں کی تمثیل

یسوع نے متی ۲۵:۱۴-۳۰ میں ایک تمثیل کہی جو راست بازوں کو ملنے والے اجروں کے فرق پر تفصیلاً روشنی ڈالتی ہے۔ اِس تمثیل میں ایک آدمی (یسوع کو ظاہر کرتا ہے) پردیس جاتا ہے۔ یہ یسوع کا آسمان پر جانا ہے۔ جانے سے پہلے اُس نے اپنے نوکروں (مسیحیوں) کو توڑے دیئے اور اُن کو کہا کہ میرے آنے تک اِن سے لین دین کرو۔

اُس نے ایک آدمی کو پانچ توڑے، ایک کو دو اور ایک کو ایک توڑا دیا۔ بائبل کے زمانے میں ایک توڑا چاندی کے سو پاونڈ سے زیادہ ہوتا تھا۔ نوکروں کو وہ توڑے استعمال کرنے تھے، جب تک اُن کا مالک نہیں آتا اور راست طریقے سے لین دین کر کے اِس میں اضافہ کرنا تھا۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو جسے پانچ توڑے دیئے گئے تھے اُس نے اُن سے پانچ اور کما لیے، جسے دو توڑے دیئے گئے تھے اُس نے بھی دو توڑے اور کما لیے۔ جس نوکر کو ایک توڑا دیا گیا تھا اُس نے سوچا کہ اِس سے لین دین کرنا خطرناک ہو سکتا ہے، اُس نے اُس توڑے کو لیا اور زمین کھود کر اُسے اُس میں چھپا دیا۔

پھر اُس مالک نے نوکروں کو لین دین میں کامیابی کی مقدار کے مطابق انعامات دیئے۔ جس نوکر نے اپنا توڑا چھپا دیا اُسے کوئی اجر نہ ملا۔ درحقیقت اُس کا توڑا اُس شخص کو دے دیا گیا جس نے سب سے زیادہ نفع کمایا تھا۔ اکیسویں آیت میں وہ آدمی اپنے نفع بخش نوکر سے کہتا ہے:

> ''اُس کے مالک نے اُس سے کہا اے اچھے اور دیانت دار نوکر شاباش! تو تھوڑے میں دیانت دار رہا۔ میں تجھے (یونانی: epi، ''پر'') بہت چیزوں کا مختار بناؤں گا۔ اپنے مالک کی خوشی میں شریک ہو۔''

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر مسیحی اور غالب آنے والے کو یکساں اجر نہیں ملے گا۔ اجر ہمارے کاموں کے مطابق ہوگا۔ یقیناً حیاتِ ابدی سب کے لیے ہوگی، کیوں کہ یہ اجر اُن سب لوگ کو ملتا ہے جو ایمان سے راست

بازٹھہرائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ نوکر (مسیحی) جس نے اپنے توڑے کو چھپادیا وہ بھی اپنے حیاتِ ابدی کے اجر کو ہرگز نہیں کھوئے گا، کیوں کہ اِس کا انحصار کسی کے کاموں پر نہیں۔ اِس کے باوجود یقیناً وہ بہت سی چیزوں پر حکمرانی کے اجر کو کھودے گا۔ دُوسرے لفظوں میں وہ پہلی قیامت میں نہیں جی اُٹھے گا اور نہ ہی خیموں کے دور میں زندگی کو حاصل کرے گا، جو موجودہ پینٹکسٹ کے زمانے کے بعد آئے گا۔

اگرچہ یہ مخصوص تمثیل دو قیامتوں کے بارے میں بہت زیادہ وضاحت سے بیان نہیں کرتی، بلکہ یہ خُدا کے خادموں کے لیے مختلف قسم کے اجر کے اصول کو قائم کرتی ہے۔ اُن انعامات کو مختاری کی اصطلاح میں بیان کیا گیا ہے، ''بہت چیزوں کا مختار''۔ لوقا اُنیسویں باب میں بیان کی گئی تمثیل میں یسوع اِسے شہروں پر حکمرانی کی اصطلاح میں استعمال کرتا ہے۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ یہ کہنا دُرست ہے کہ یہ تمثیل غالب آنے والوں کے متعلق بات کرتی ہے جو مسیح کے ساتھ خیموں کے دَور میں حکمرانی کریں گے۔

راست بازوں کی قیامت

ہم لوقا ۱۲:۴۲-۴۴ میں پہلے سے ہی دیکھ چکے ہیں کہ جو خُدا کے مال پر مختار بنائے جائیں گے وہ وفادار اور عقل مند نوکر ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جو موجودہ زمانے میں اپنے اختیارات کا غلط استعمال نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو دُوسرے ایمان داروں (مسیحیوں) سے ممتاز کرنے کے لیے ہم اُنھیں غالب آنے والے کہتے ہیں۔ کچھ اُنھیں بقیہ یا چنے ہوئے بھی کہتے ہیں۔ ہم اُنھیں کس نام سے پکارتے ہیں یہ اہم نہیں ہے، جب تک ہم اِس بات کو نہیں سمجھ لیتے کہ کلامِ مقدس میں دو طرح کے مسیحی ایمان داروں کا ذکر کیا گیا ہے۔

لوقا ۱۴:۱۲-۱۴ میں یسوع نے پہلی قیامت اور اِس میں شامل ہونے والے لوگوں کے متعلق ایک تمثیل کہی:

> ''پھر اُس نے اپنے بلانے والے سے بھی یہ کہا کہ جب تو دِن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولت مند پڑوسیوں کو نہ بلا تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں لنجوں لنگڑوں اندھوں کو بلا۔ اور تجھ پر برکت ہوگی کیوں کہ اُن کے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تجھے راست بازوں کی قیامت میں بدلہ ملے گا۔''

یسوع اِس تمثیل میں تمام مُردوں کی عمومی قیامت کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، بلکہ محض ''راست بازوں کی قیامت'' کی بات کرتا ہے۔ یہ تمثیل اِس کی شناخت بہ طور پہلی قیامت کرتی ہے۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ غالب آنے والے بننے کے لیے جو پہلی قیامت کے وارث ہوں گے کسی کو بھی لازماً غیر مشروط محبت کی خوبیوں کو ظاہر کرنا پڑے گا، ایک ایسی محبت جس میں واپسی کے تقاضے کا کوئی تصور موجود نہ ہو۔ یہ اصول بہت آسان ہے، اگرچہ اِس کو ثابت کرنا مشکل ہوسکتا ہے، اِس کا انحصار اِس بات پر ہے کہ خُدا ہم سے کس بات کا تقاضا کرتا ہے۔

کیا پہلی قیامت ہوچکی ہے؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یسوع مسیح کے جی اُٹھنے پر پہلی قیامت ہوچکی ہے۔ اِس بات کی حمایت میں وہ متی ۲۷: ۵۰- ۵۴ کا اقتباس کرتے ہیں:

> ''یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دے دی۔ اور مقدِس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں۔ اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم اُن مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اُٹھے۔ اور اُس کے جی اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے۔ پس صوبہ دار اور جو اُس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈر کر کہنے لگے کہ بے شک یہ خُدا کا بیٹا تھا۔''

متی واحد لکھاری ہے جو اِس واقعہ کو تحریر کرتا ہے۔ یہاں بہت تھوڑی تفصیلات فراہم کی گئیں ہیں اور بہت سے سوالات کو بغیر جواب کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اولاً جس طرح اِس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے، یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ واقعہ اُس کے مصلوب ہونے یا اُس کے جی اُٹھنے کے وقت پیش آیا۔ متی پہلے اِس قیامت کو یسوع کی موت کے وقت بیان کرتا ہے جب ہیکل کا پردہ دو حصوں میں پھٹ گیا۔ آگے چل کر وہ کہتا ہے کہ اُس کے ''جی اُٹھنے کے بعد'' وہ قبروں سے نکل آئے۔

جہاں تک بھونچالوں کا تعلق ہے، متی ۲۷: ۵۴ سے یہ بات واضح ہے کہ یہ اُس وقت آیا جب یسوع نے صلیب پر جان دی، متی ۲۸: ۲ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ دُوسرا بھونچال اُس کے جی اُٹھنے کے وقت آیا۔ دُوسری

اناجیل کے لکھاریوں نے بھونچالوں کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

اِس بات پر یقین کرنا مشکل ہے کہ یسوع کی موت کے وقت مُردوں کو زندہ کیا گیا۔کوئی بھی اِس کے بارے میں سوچ سکتا ہے کہ اگر ایسی کوئی بات تھی تو پھر اُن کو تیسرے دن یسوع کے ساتھ زندہ کیا جانا چاہیے تھا۔اگر وہ واقعی مُردوں میں سے جی اُٹھے ہیں تو ہمیں لازماً پوچھنا چاہیے کہ کیا تمام غالب آنے والے جی اُٹھے یا محض ''بہت سے'' (یونانی:polus، ''بہت سے'') لوگ جی اُٹھے جیسے متن میں اشارہ کیا گیا ہے۔متی نے ہمیں یہ کیوں نہیں بتایا کہ کیا پرانے عہد نامے کے ''تمام'' (یونانی: pas، ''تمام'') راست باز جی اُٹھے؟ یقیناً وہ یونانی کا یہ لفظ استعمال کر سکتا تھا، جیسے اُس نے اِس سے پہلے متی ۲۷: ۴۵ میں یہ لفظ استعمال کیا، جہاں اُس نے کہا کہ ''تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا۔

متی کہتا ہے کہ ''بہت سے'' راست باز جی اُٹھے اور یروشلیم میں ''بہتوں'' کو دکھائی دیئے۔ یہاں دونوں لوگوں کے لیے یونانی کا ایک لفظ (polla) ہی استعمال ہوا ہے۔یقیناً وہ راست باز یروشلیم میں ''سب'' کو دکھائی نہ دیئے، اُسی طرح نہ ہی ''تمام'' راست باز مُردوں میں سے جی اُٹھے۔اِس میں کوئی شک نہیں کہ صرف کچھ راست باز جی اُٹھے جو یروشلیم کے قریب دفن کیے گئے تھے نہ کہ عمومی قیامت میں پرانے عہد نامے کے تمام راست باز جو پوری دُنیا میں دفن کیے گئے تھے۔

ثانیاً ہمارا سوال ہے کہ کیا وہ لوگ غیر فانی حالت میں جی اُٹھے، یا وہ محض اُس دن کے مخصوص عرصے کے لیے زندہ کیے گئے۔ یقیناً یہ ایک عام نظریہ ہے، یہاں تک کہ ابتدائی کلیسیا میں بھی یہ تصور پایا جاتا تھا کہ پرانے عہد نامے کے تمام راست باز اُس وقت مُردوں میں سے جی اُٹھے جب یسوع قبر سے جی اُٹھا اور وہ راست باز اُس کے صعود کے وقت اُس کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔ اِس نظریے میں عمومی طور پر یہ سکھایا گیا کہ وہ ''بادل'' جو یسوع نے اپنے صعود کے وقت حاصل کیا ''گواہوں کا بادل'' تھا (عبرانیوں ۱۲: ۱)۔

دُوسری طرف پطرس نے اعمال ۲: ۲۹ میں اپنے پینتکست کے وعظ میں کہا:

> اَے بھائیو! میں قوم کے بزرگ داؤد کے حق میں تم سے دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ موا اور دَفن بھی ہوا اور اُس کی قبر آج تک ہم میں موجود ہے۔''

پطرس کی اِس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ داؤد کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔اگر چہ وہ حتمی قیامت کے بارے میں داؤد کی اپنی پیشین گوئی کا ذکر کرتا ہے۔پطرس اِس حوالے کا

اطلاق صرف مسیح اور اُس کے جی اُٹھنے پر کرتا ہے۔ یہ بڑا عجیب لگے گا اگر داؤدمُردوں میں سے جی اُٹھا اور چالیس دن کے بعد مسیح کے ساتھ صعود فرما گیا تو پطرس یسوع کی مسیحائی کے اِس عظیم گواہ کے متعلق لوگوں کو بتانے کے عظیم موقع کو ضائع کر رہا تھا۔ پطرس اور نئے عہد نامہ کے دُوسرے لکھاریوں نے اِس حد درجہ اہم معجزاتی نشان پر بہت زیادہ توجہ مرکوز کیوں نہیں کی؟

مکاشفہ ۶:۹-۱۱ میں بھی اِس قیامت کے متعلق سوالات اُٹھائے گئے ہیں:

''اور جب اُس نے پانچویں مہر کھولی تو میں نے قربان گاہ کے نیچے اُن کی رُوحیں دیکھیں جو خُدا کے کلام کے سبب سے اور گواہی پر قائم رہنے کے باعث مارے گئے تھے۔ اور وہ بڑی آواز سے چلا کر بولیں کہ اَے مالک! اے قدوس و برحق! تو کب تک انصاف نہ کرے گا اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لے گا؟ اور اُن میں سے ہر ایک کو سفید جامہ دیا گیا اور اُن سے کہا گیا کہ اور تھوڑی مدت آرام کرو جب تک کہ تمھارے ہم خدمت اور بھائیوں کا بھی شمار پورا نہ ہولے جو تمھاری طرح قتل ہونے والے ہیں۔''

یہ رُوحیں آسمان پر انعامات سے لطف اندوز ہونے کی بجائے ''قربان گاہ کے نیچے'' کیوں ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ کاہن قربانی کے خون کو قربان گاہ کے نیچے انڈیلتا اور یوں وہ جان (عبرانی:nephesh) خون میں ہے (احبار ۱۷:۱۱-۱۴)۔ یسعیاہ ۵۳:۱۲ میں نبی یسوع کی صلیب پر قربانی کی پیشین گوئی کرتے ہوئے کہتا ہے ''کیوں کہ اُس نے اپنی جان (عبرانی:nephesh) موت کے لیے انڈیل دی۔'' یہاں جان کو انڈیلنے کے بارے میں کہا گیا ہے، لیکن یہ خون کے وسیلہ کیا گیا۔ لہٰذا قربان گاہ کے نیچے رُوحوں کو بہ طور مسیح کے بدن شہیدوں کی قربانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اُن کی رُوحیں قربان گاہ کے نیچے ہیں، یہاں تک کہ ہیکل میں قربان گاہ کے نیچے زمین پر خون انڈیلا جاتا تھا۔ لیکن ہمارے نکتے کا اصل سوال یہ ہے کہ: یہ رُوحیں آسمان پر لطف اندوز کیوں نہیں ہو رہیں؟ کیوں اُن کو سفید پوشاک صرف آرام کے لیے دی گئی ہے جب تک کہ مستقبل میں خلاصی کا وقت نہیں آتا۔ کیا اِس کی وجہ یہ تو نہیں کہ قطعِ نظر اِس بات کے اگر چہ اُن راست بازوں نے آسمان پر سفید جامے پہنے ہوئے ہیں (راست بازی اور حیات ابدی)، مگر اُنھوں نے ابھی تک اپنے اجر کو حاصل نہیں کیا، جو کہ خیموں کی عید ہے؟ ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسے ہی ہے اور اِس کی وضاحت ہم ساتویں باب

میں کریں گے۔

دریں اثنا، ہمیں لازماً اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ مکاشفہ کے چھٹے باب میں ابھی تک رُوحیں کیوں ''قربان گاہ کے نیچے'' ہیں، یا وہ زمین کے نیچے کیوں ہیں جہاں شریعت خون (جان) کو انڈیل دیتی۔ کیا یہ رُوحیں صرف نئے عہد نامے کے راست بازوں کی ہیں جو بہ طور قربانی شہید کیے گئے؟ اگر ایسا ہے تو کیا پرانے عہد نامہ کے راست بازوں کو اِن سے الگ کامل کیا جائے گا؟

مکاشفہ ۲۰:۴-۶ میں پہلی قیامت کی بات کرتے ہوئے متی ۲۷ باب کی قیامت کے بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی، جسے (اگر حقیقت ہے) پہلی قیامت کہا گیا ہے اور وہ پرانے عہد نامہ کے راست بازوں تک محدود تھی۔ اِس کی بجائے چوتھی آیت محض پرانے عہد نامے کے زمانے کے راست باز شہیدوں کے بارے میں بات کرنے کی بجائے نئے عہد نامے کے شہیدوں کے بارے میں بات کرتی ہے۔ اِس آیت میں لکھا ہے ''اُن کی رُوحوں کو بھی دیکھا جن کے سر یسوع کی گواہی دینے اور خُدا کے کلام کے سبب سے کاٹے گئے تھے'' نیز اُنھوں نے حیوان کا نشان اپنے اُوپر نہیں لیا۔ اگر چہ یقیناً اِن دونوں وضاحتوں کو عہدِ عتیق کے راست بازوں کو اِس میں شامل کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ توضیح اظہر من الشّمس نئے عہدِ جدید کے راست بازوں کے بارے میں ہے۔

پس متی کی انجیل کا یہ واقعہ معلوماتی ہونے سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ یہ محض کچھ لوگوں کی محدود قیامت سے زیادہ کچھ بھی نہیں، شاید وہ لوگ جو حال ہی میں مرے تھے۔ یہ یسوع کی مسیحائی کی کوئی بہت بڑی نشانی نہیں تھی، اِس بات کی اِس سے زیادہ ضمانت نہیں تھی کہ رسولوں میں سے ایک نے اُن کے گزرنے کا ذکر کیا ہے۔ ہم یہ نتیجہ اَخذ کرنے پر مجبور ہیں کہ مکاشفہ ۲۰ باب میں بیان کی گئی ''پہلی قیامت'' متی ۲۷ باب کے مُردوں کے جی اُٹھنے سے میل نہیں کھاتی ہے۔ قطع نظر اِس کے متی ۲۷ باب میں کیا ہوا، ہم یہ نتیجہ اَخذ نہیں کر سکتے کہ پرانے عہد نامے کے راست بازوں نے پہلی قیامت کی پیشین گوئی کو پورا کر دیا ہے، نہ ہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنا اجر حاصل کر لیا ہے جس کی خیموں کی عید میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔ مکاشفہ ۲۲:۱۲ ہمیں بتاتا ہے:

''دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے موافق دینے کے لیے اجر میرے پاس ہے۔''

یہ یسعیاہ ۴۰:۱۰ کا حوالہ ہے، جہاں لکھا ہوا ہے:

''دیکھو خُداوند خُدا بڑی قدرت کے ساتھ آئے گا۔ اور اُس کا بازو اُس کے لیے سلطنت کرے گا۔ دیکھو اُس کا صلہ اُس کے ساتھ ہے اور اُس کا اجر اُس کے سامنے!''

یسوع کی توڑوں کی تمثیل میں وہ اپنے نوکروں کو اجر دینے کی بات کرتا ہے جب وہ واپس آتا ہے، نہ کہ جب وہ جاتا ہے۔ جب اُس نے نوکروں کو توڑے دیئے تو یہ اُن کا اجر نہیں تھا۔ وہ فقط اُس پیسے کے مختار تھے۔ اُن کے بعد میں ملنے والے اجر کی بنیاد اِس بات پر تھی کہ جب وہ چلا گیا تو اُنھوں نے اُس پیسے سے کیا کیا۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اُنھوں نے اُس وقت اپنے اجر حاصل کر لیے جب وہ ابھی گیا ہی تھا۔ کوئی اپنا اجر اُس وقت تک حاصل نہیں کرے گا جب تک وہ واپس نہیں آتا۔

اعمال ۲ باب میں پینتکست کے دن خُدا نے لوگوں کو نعمتیں دی۔ یہ حتمی اجر نہیں تھا۔ یہ اُس آدمی کی مانند تھا جس نے اپنے نوکروں کو توڑے دیئے، یہ اِس توقع پر دیئے گئے کہ وہ پینتکست کے زمانے کے دوران اِن سے کاروبار کریں اور اِن میں اضافہ کریں۔ پھر جب وہ آئے گا تو وہ توقع کرے گا کہ ہر ایک نوکر نے اُس میں اضافہ کیا ہو۔ صرف اُسی وقت نوکروں کو حقیقی اجر دیا جائے گا۔

ہم مُردہ راستبازوں کی حالت کے بارے میں کچھ بھی کہیں جو زندہ تھے اور مر گئے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے اجر کو حاصل کر چکے ہیں۔ یہ قیامت کے دن کے لیے مخصوص ہے۔ کاملیت کو لازماً اُس دن تک انتظار کرنا پڑے گا جب مسیح کا مکمل بدن زمین میں پیدا ہو گا۔ خُدا ایک متحد کام کر رہا ہے اور انسان ایک ایک کر کے کامل نہیں ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سلیمانی ہیکل کے پتھروں کو ہیکل سے دُور کان پر کاٹ کر تیار کیا گیا (۱۔ سلاطین ۶: ۷)، اور جب تمام پتھر تیار ہو گئے تو اُنھیں ایک دُوسرے کے اُوپر رکھ دیا گیا۔ بالکل اُسی طرح خُدا ہزاروں سالوں سے اپنی ہیکل کے لیے زندہ پتھروں کو تیار کر رہا ہے، اور اُنھیں آخری دن ایک ساتھ اکٹھا رکھا جائے گا۔

وہ اجر جو مسیح اپنے ساتھ لاتا ہے بنیادی طور پر خیموں کی عید کی تکمیل ہے۔ تخلیق کا مقصد اپنے آپ میں زمین پر خود باپ کو عزت اور جلال دینا تھا۔ اُس نے آدم کو ایک جلالی اور رُوحانی بدن دیا، لیکن جب آدم نے گناہ کیا تو اُس نے اپنی میراث کھو دی۔ خُدا اُسے بحال کر رہا ہے جو آدم نے کھو دیا تھا۔ ایک مسیحی کے لیے مرنا اور رُوحانی حالت میں آسمان پر جانا ہمارے لیے خُدا کے حتمی مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان آسمان پر چلا جاتا ہے، جب کہ دُوسروں کا یہ ایمان ہے کہ تمام انسان قیامت تک نیند کی

حالت میں رہیں گے۔ یہ نظریاتی اختلاف حقیقت میں ہماری موجودہ بحث سے متعلق نہیں، کیوں کہ ہماری دلیل یہ ہے کہ خیموں کی عید اُس وقت تک پوری نہیں ہوگی جب تک ہم یسوع کی طرح اُس رُوحانی بدن کو حاصل نہیں کرتے جو اُسے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد حاصل ہوا (یہ پہاڑ پر اُس کی جلالی صورت ہونے پر بھی ظاہر ہوا تھا)۔

لیکن ہم اِس بحث کو آنے والے باب کے لیے مختص کر دیتے ہیں جس میں ہم نے خیموں کے بارے میں بات کی ہے۔ علاوہ ازیں ہم صرف اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عہدِ عتیق کے راست بازوں نے اپنے اجر کو حاصل نہیں کیا، یہاں تک کہ ہم نے بھی نہیں۔ پہلی قیامت ابھی تک نہیں ہوئی۔ متی ۲۷ باب کے واقعات مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہو سکتے ہیں، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ابدیت میں اُٹھائے گئے۔ یقیناً اُنھوں نے اپنے حتمی اجر کو حاصل نہیں کیا۔

تو پھر جب یسوع کو مصلوب کیا گیا اُس وقت کیا ہوا؟ اِس نقطۂ نظر کو ثابت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ کلامِ مقدس میں بہت سے لوگوں کی مثالیں موجود ہیں جو مُردوں میں سے جی اُٹھے، لیکن اُنھوں نے ابدیت کو حاصل نہ کیا۔ وہ قیامت کے محدود تصور میں مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ مثال کے طور پر یوحنا ۱۱ باب میں لعزر کو مُردوں میں سے زندہ کیا گیا، لیکن ابتدائی کلیسیا کی تاریخ میں مندرج ہے کہ بعد ازاں وہ مارسیلس، فرانس میں بہ طور مشنری فوت ہوا۔ اُس کی قبر آج بھی موجود ہے۔

متی ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ اُس دن کس کو مُردوں میں سے زندہ کیا گیا۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پرانے عہد نامے کے تمام راست باز تھے۔ لیکن متی صرف یہ کہتا ہے کہ ''بہت سے'' جی اُٹھے نہ کہ سب، اور وہ کہتا ہے کہ وہ بہتوں کو دکھائی دیئے۔ ہمیں کوئی نام نہیں دیئے گئے جیسے ابرہام، داؤد یا یسعیاہ۔ اِس طرح کے خیالات خالصاً مفروضات پر مبنی ہوتے ہیں۔ دراصل لوگ کیسے جان سکتے تھے کہ یہ ابرہام تھا یہ داؤد؟ اُن کی کوئی تصویر یا پینٹنگ نہیں تھی۔ اُن راست بازوں کو جاننے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ اگر وہ خود شخصی طور پر اپنی شناخت کراتے۔ تاہم متی صرف یہ کہتا ہے کہ وہ ''بہتوں کو دکھائی'' دیئے۔ ایسا ہونا چاہیے تھا کہ یہ حیران کن واقعہ اناجیل کے ایک سے زائد لکھاریوں کو قلم بند کرنا چاہیے تھا تا کہ ہمیں اِس کی زیادہ سے زیادہ تفصیلات میسر آ سکتیں۔

یہ صرف ایسے ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ جی اُٹھے لوگ زندہ لوگوں کے لیے قابلِ شناخت ہوں، اگر وہ اُن

کے مرنے سے پہلے اُنھیں ذاتی طور پر جانتے ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ بہت سے راست باز لوگ جو حال ہی میں مر گئے تھے فانی بدنوں کے ساتھ بہ طور یسوع کی قیامت کے گواہ زندہ ہو گئے۔ وہ کچھ دیر کے لیے زندہ رہے اور بعد میں پھر مر گئے جیسے لعزر مر گیا۔

ہمینس اور فلیتس

ابتدائی کلیسیا میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ قیامت پہلے ہی ہو چکی ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ اُنھوں نے اپنے عقیدے اور تعلیم کی بنیاد متی ۲۷ باب میں بیان کی گئی قیامت پر رکھی تھی۔ پولس رسول ۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۷ اور ۱۸ میں ایسے دو آدمیوں کا ذکر کرتا ہے:

> ''اور اُن کا کلام آکلہ کی طرح کھاتا چلا جائے گا۔ ہمینس اور فلیتس اُن ہی میں سے ہیں۔ وہ یہ کہہ کر کہ قیامت ہو چکی ہے حق سے گمراہ ہو گئے ہیں اور بعض کا ایمان بگاڑتے ہیں۔''

پولس تیمتھیس کو کہتا ہے کہ اِس طرح کی تعلیم نے کچھ لوگوں کے ایمان کو بگاڑ دیا اور وہ اُسے ''آکلہ'' سے تشبیہ دیتا ہے۔ ہمینس اور فلیتس اصل میں کلیسیا کو کیا تعلیم دیتے تھے؟ کیا وہ یہ سکھاتے تھے کہ یسوع کی قیامت پہلے سے ہی ہو چکی ہے؟ جی نہیں! اگر وہ یہ تعلیم دیتے تو پولس کو اُس سے متفق ہونا چاہیے تھا۔ کیا وہ یہ تعلیم دے رہے تھے کہ سفید تخت کی عدالت مُردوں کی عمومی قیامت پہلے سے ہو چکی ہے؟ شاید نہیں، کیوں کہ یہ اِس بات کا ثبوت تھا کہ وہ خود ابھی تک اُٹھائے نہیں گئے تھے اور نہ ہی عدالت میں خُدا کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ ابھی تک دُنیا میں بہت سے ایسے گناہ گار ہیں جن کو انصاف کے کٹہرے میں نہیں لایا گیا۔ یہ بات خلافِ قیاس ہے کہ بہت سے مسیحیوں کو اِس طرح کے احمقانہ نظریے پر یقین کرنے کے لیے قائل جا سکتا تھا۔

کیا یہ لوگ صدوقیوں کی طرح ایمان رکھتے تھے کہ کوئی قیامت نہیں ہوگی؟ یقیناً نہیں، کیوں کہ پولس کہتا ہے کہ وہ مُردوں کی قیامت کا یقین رکھتے ہیں، لیکن اُن کا خیال ہے کہ یہ ماضی میں پہلے ہی ہو چکی ہے۔

آخر میں یہ حوالہ ظاہر کرتا ہے کہ پولس خود اِس بات پر یقین نہیں کرتا تھا کہ قیامت محض کسی کی نجات کا تجربہ ہے۔ اگر قیامت اُسی لمحے ہو جاتی ہے جب کوئی شخص ایمان سے راست باز ٹھہرتا ہے تو پھر تمام راست بازوں کی قیامت ماضی میں پہلے سے ہی ہو چکی ہے۔ اگر حقیقت میں ایسا ہوتا تو پھر ہمینس اور فلیتس اِس بات

پر زور دیتے کہ قیامت پہلے سے ہی ہو چکی ہے۔

اِس کے بارے میں ہم جو کچھ بھی کہیں لیکن ایک بات یقینی ہے، کہ جب پولس نے تیمتھیس کو ۶۴ عیسوی میں دُوسرا خط لکھا تو اُس وقت تک قیامت نہیں آئی تھی۔ اِس کا مطلب ہے کہ یسوع کی موت یا جی اُٹھنے کے وقت جو کچھ بھی ہوا تھا وہ پہلی قیامت نہیں تھا۔ متی کا ستائیسواں (۲۷) باب پہلی قیامت کے وقت کا ذکر نہیں کرتا اور نہ ہی ہمینس اور فلیتس کا نظریہ دُرست تھا کہ قیامت ہو چکی ہے۔

جسمانی قیامت کا مقصد

جیسا ہم نے پہلے کہا کہ کچھ لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ قیامت یا کم ازکم پہلی قیامت محض وہ زندگی ہے جو ایک مسیحی کو اُس وقت ملتی ہے جب وہ ایمان سے راست باز ٹھہرایا جاتا ہے۔ اِس نظریے کی تائید میں وہ ہمیں کلامِ مقدس کے ایسے حوالہ جات دیتے ہیں جو ہمیں ''ہر روز مرنے'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۳۱) یا نئی زندگی میں چلنے کی تلقین کرتے ہیں (رومیوں ۶:۴)۔ یہ نظریہ رُوحانی تصور کے حق میں مُردوں کی جسمانی قیامت سے انکار کی کوشش کرتا ہے۔

شخصی اور انفرادی سطح پر ہم یقیناً ''ہر روز مرتے'' اور مسیح کے ساتھ جی اُٹھتے ہیں۔ لیکن یہ قیامت کا صرف سایہ اور نمونہ ہے نہ کہ خود قیامت۔ ایمان کے ذریعے ہمارا راست باز ٹھہرایا جانا ہمارے لیے راست بازی اور زندگی کو قائم کرتا ہے، لیکن اصل میں یہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے جیسا نہیں ہے۔ پوری بائبل میں مُردوں کی قیامت کو مستقبل میں پیش آنے والے ایک واقعے کے طور پر بیان کیا گیا ہے، نہ کہ کسی ایسی چیز کے بارے میں جس سے موجودہ زمانے میں لطف اندوز ہوا جا رہا ہے۔ پولس نے اِس عنوان پر ایک پورا باب ۱۔کرنتھیوں ۱۵ میں لکھا، کیوں کہ اُس کے زمانے میں ایسے لوگ تھے جنھوں نے قیامت کو بھی جھٹلا دیا تھا۔ پولس نے اپنی پوری دلیل اِس حقیقت پر رکھی کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا، اُس نے ثابت کیا کہ مُردے لازمی جی اُٹھیں گے اور مُردوں کی قیامت کا مطلب دوبارہ زندہ ہونا ہے جیسے مسیح جی اُٹھا۔

وہ لوگ جو اِس کی مخالفت کرتے ہیں اکثر پوچھتے ہیں ''کوئی بھی جسمانی بدن میں کیوں واپس آنا چاہے گا جب کہ ایک بار جب وہ جسمانی بدن کو چھوڑ کر آسمان پر رُوحانی بدن حاصل کر چکا ہو؟''

یقیناً یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے۔ یسوع کے زمانے میں فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان اِس مسئلے پر

بحث ہوتی رہتی تھی۔ پولس فریسیوں کے مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا تھا اور اِس میں شک نہیں کہ وہ دونوں فریقوں کے دلائل سے بہ خوبی واقف تھا۔ اگر چہ بعد میں پولس نے مسیحیت کو قبول کر لیا لیکن اُس نے کبھی بھی فریسیوں کے نقطۂ نظر سے رُوگردانی نہیں کی کہ مُردوں کی قیامت ظاہری طور پر ہوگی۔ اگر وہ اپنا نظریہ تبدیل کر لیتا تو کرنتھس کی کلیسیا کو لکھا جانے والا اُس کا خط بالکل مختلف ہوتا۔ لہٰذا جسم کا جی اُٹھنا بشری بدن نہیں ہوگا بلکہ رُوحانی بدن ہوگا۔

صدوقی یونانی فلسفے سے حد درجہ متاثر تھے۔ مُردوں کی قیامت کو رُوحانی بنانے کی جڑیں یونانی نقطۂ نظر میں پیوست تھیں، جب کہ جسمانی قیامت کی جڑیں عبرانی نقطہ ہائے نظر میں ہیں۔ اگر ہم ابتدا میں جائیں اور اِن نظریات کی بنیادوں کا مطالعہ کریں تو ہم اِس معاملے کی حقیقت کو جان سکتے ہیں۔

اِس سے پہلے کہ دُنیا کی تخلیق ہوئی خُدا اپنی خود مختارانہ قدرت سے ایک کامل کائنات پر حکومت کرتا تھا۔ کیوں کہ سب چیزیں اُس نے تخلیق کی ہیں (یوحنا ۱:۳)، ایک وقت تھا کہ جب مادہ موجود نہیں تھا۔ جو کچھ بھی موجود تھا وہ رُوحانی تھا پھر کسی وقت خُدا نے کائنات بنانا شروع کی۔ تخلیق کے ہر ایک مرحلے کے بعد خُدا نے اپنی تخلیق کو ''اچھا'' کہا (پیدایش ۱:۴، ۱۰، ۱۲، ۱۸، ۲۱، ۲۵)۔ جب تخلیق کا کام مکمل ہو گیا تو اُس نے سب کو ''بہت اچھا'' کہا (پیدایش ۱:۳۱)۔ یہ تخلیق کا بائبلی نظریہ ہے جو زمین کے لیے خُدا کے مکمل منصوبہ کو ظاہر کرتا ہے۔ کوئی بھی نظریہ جو اِس بنیاد سے انحراف کرتا ہے، اور کوئی بھی شخص جو یہ تعلیم دیتا ہے کہ مادہ فطری طور پر بُرا ہے وہ یونانی نظریے کے تناظر میں تعلیم دے رہا ہے نہ کہ بائبلی نظریے کے تناظر میں جو کہ عبرانی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایذا رسانی کی وجہ سے ابتدائی کلیسیا یونانی علاقوں میں پراگندہ ہوگئی جس کی وجہ سے کلیسیا کو تخلیق کا عبرانی نظریہ بھولنے میں بہت زیادہ وقت نہ لگا۔ اور اِس نے بعد کے سالوں میں بہت سے مسیحی عقائد کو متاثر کیا۔

یونانی فلاسفر یہ تعلیم دیتے تھے کہ رُوح اچھی ہے اور مادہ بُرائی ہے۔ وہ تعلیم دیتے تھے کہ جسم ''رُوحانی رُوح'' کے لیے ایک قید خانہ ہے اور مادی وجود سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ بدن کو مار دیا جائے، تاکہ رُوحانی رُوح آزاد ہو سکے۔ جسمانی تخلیق کے اِس غلط نظریے کی وجہ سے کچھ مسیحیوں نے تعلیم دی کہ مسیح حقیقت میں جسمانی بدن میں ظاہر نہیں ہوا، کیوں کہ اُن کے خیال میں ایک اچھا اور نیک خُدا کبھی بھی اپنے آپ کو بُرے بدن میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یوحنا نے اپنی انجیل کے پہلے حصے اور دوبارہ اپنے خطوط میں اِس پر

بات کی۔خصوصاً وہ کہتا ہے ''اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا'' (یوحنا ۱:۱۴)۔اُس نے مزید کہا کہ ''جو کوئی یسوع مسیح کے بدن میں آنے کا انکار کرتا ہے وہ خُدا کی طرف سے نہیں بلکہ 'مخالف مسیح ' ہے''(۱۔یوحنا ۴:۳)۔

بالفاظ دیگر،رُوح اور مادے کا یہ نظریہ ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے اور یہ یونانی اور عبرانی مذاہب کے درمیان فرق کی بنیادی وجہ ہے۔تخلیق کے بارے میں کسی کا نظریہ اُن کے اختتام،تخلیق کے مقصد اور تاریخ کی غایت کو متاثر کرے گا۔

زمین کے لیے آگ کا بپتسمہ

زمین اپنی تخلیق میں ایک خاص مقصد کے لیے بنائی گئی۔اگر چہ گناہ نے تخلیق کو متاثر کیا،گناہ دائمی طور پر مادی تخلیقات کا باطنی حصہ نہیں ہے۔یہ ایک عارضی حالت ہے، جسے یسوع مسیح کا کام ختم کردے گا۔تاریخ کا مقصد موت اور گناہ کو نیست و نابود کرنا (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۶) اور اُنھیں اُن چیزوں سے بدل دینا ہے جو خُدا کی ہیں جب تک ''سب میں خُدا ہی سب کچھ'' نہیں ہو جاتا (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۸)۔

زمین کو آگ سے جلنے اور تباہ کرنے کے لیے نہیں بنایا گیا جیسا کہ کچھ لوگ ۲۔پطرس ۳:۷-۱۰ کی تشریح کرتے ہیں، جہاں پطرس آگ کی آخری عدالت کا موازنہ نوح کے دنوں کی پانی کی عدالت سے کرتا ہے:

> ''مگر اِس وقت کے آسمان اور زمین اُسی کلام کے ذریعہ سے اِس لیے رکھے ہیں کہ جلائے جائیں اور وہ بے دین آدمیوں کی عدالت اور ہلاکت کے دِن تک محفوظ رہیں گے۔اے عزیزو! یہ خاص بات تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ خُداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر۔خُداوند اپنے وعدہ میں دیر نہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ تمھارے بارے میں تحمل کرتا ہے اِس لیے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔لیکن خُداوند کا دِن چور کی طرح آجائے گا۔اُس دن آسمان بڑے شور و غل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے (یونانی: stoicheion، ''اولین یا بنیادی اصول) اور اجرامِ فلک حرارت کی شدت سے پگھل جائیں گے اور زمین اور اُس پر کے کام جل جائیں گے۔''

پیدایش ۶:۱۷میں خُدا نے نوح سے کہا کہ زمین پر ایک طوفان آنے والا ہے جو ہر ایک بشر کو جس میں زندگی کا دم (عبرانی: ruach، ''دم'') ختم کر ڈالے گا۔ طوفان کے بعد، ہم پیدایش ۸:۱میں پڑھتے ہیں خُدا نے زمین پر ایک ہوا (عبرانی: ruach، ''دم'') چلائی اور پانی رُک گیا۔ یہ ایک اعلیٰ درجے کا نبوتی بیان ہے، کیوں کہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خُدا زمین پر اپنا رُوح بھیج کر مسئلے پر قابو پائے گا۔ اِس کے بعد نوح نے تین بار کبوتر کو کشتی سے باہر بھیجا، یہ اُن تین تاریخی لمحات کی نشاندہی کرتا ہے جب خُدا اپنے رُوح کو پھر سے انسانوں میں بسنے کے لیے بھیجے گا۔ یہ تین تاریخی واقعات یہ تھے:

(۱) کوہِ سینا کے موقع پر جب خُدا کا رُوح اسرائیل کو شریعت دینے کے لیے آگ کی صورت میں نازل ہوا۔ (۲) یروشلیم میں بالا خانہ پر جب اعمال ۲ باب کے مطابق رُوح کی بھرپوری پینتکست کے موقع پر ایک سو بیس کی جماعت پر نازل ہوئی۔ (۳) عیدِ خیام کی تکمیل پر جب ایمان داروں کا پہلا گروہ (غالب آنے والے) اُس کے رُوح کی بھرپوری کا تجربہ کرے گا۔

پھر خُدا نے پیدایش نویں باب میں نوح، اُس کے بیٹوں اور پوری زمین کے ساتھ عہد باندھا کہ وہ پھر کبھی بھی زمین کو پانی سے تباہ نہیں کرے گا۔ بہت سے لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اگلی بار خُدا زمین کو آگ سے تباہ کرے گا۔ تاہم، یہ بات خُدا کے مقصد اور اُس کے ارادہ کو کم زور کر دیتی ہے۔ یہ پوری زمین کے ساتھ ایک غیر مشروط عہد تھا، جس کو قوسِ قزح کے ساتھ ظاہر کیا گیا، جس میں خُدا نے وعدہ کیا کہ وہ زمین کو کبھی بھی دوبارہ تباہ نہیں کرے گا۔ بعد کے سالوں میں خُدا نے اپنے ارادے کو بیان کیا کہ اُس کا جلال پوری زمین کو معمور کر دے گا (گنتی ۱۴:۲۱؛ یسعیاہ ۶:۳ اور ۱۱:۹؛ زبور ۷۲:۱۹؛ حبقوق ۲:۱۴)۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دُوسرا سیلاب آنے والا ہے۔ یہ پانی کا سیلاب نہیں ہوگا، بلکہ رُوح القدس کا سیلاب جو زمین کو اِس طرح ڈھانپ لے گا جس طرح پانی سمندر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ یہ آگ کا بپتسمہ ہوگا، یہ تباہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ نئے آسمان اور نئی زمین کو بنانے کے لیے ہوگا۔ یہ گناہ اور تمام بدیوں کو نیست کر دے گا۔ یہ سب چیزوں کو تلاش کر کے اُن کو پاک کرے گا تاکہ تخلیق کا مقصد پورا ہو جائے۔

۲۔ پطرس ۳:۱۰ (پہلے بھی حوالہ دیا گیا) ہمیں بتاتا ہے کہ ''اجرامِ فلک'' حرارت کی شدت سے پگھل جائیں گے۔ یہاں اجرامِ فلک کے لیے استعمال ہونے والا یونانی لفظ ''Stoicheion'' ہے جس کا ترجمہ کرنا قدرے مشکل ہے، کیوں کہ یہ اُس وقت کے فلسفیانہ حلقوں میں مختلف انداز سے استعمال کیا جاتا تھا۔

تاہم پولس نے کلسیوں ۲:۸ میں اِسے دُنیوی فلسفوں کے بنیادی اصولوں کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا، وہ اُنھیں انسانوں کی روایت کہتا ہے:

''خبردار کوئی شخص تم کو اُس فیلسوفی اور لاحاصل فریب سے شکار نہ کر لے جو انسانوں کی روایت اور دُنیوی ابتدائی باتوں (stoicheion) کے موافق ہیں نہ کہ مسیح کے موافق۔''

پولس دوبارہ اِس اصطلاح کو کلسیوں ۲:۲۰ میں استعمال کرتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں دُنیوی فیلسوفی کی ابتدائی باتوں اور تعلیمات کو آگ سے آزمایا اور جلا دیا جائے گا، تا کہ اُن کی جگہ خُدا کی بادشاہی کے نئے الٰہی حکم سے بدل دیا جائے۔ الحاد، مادیت اور ارتقا جیسے بنیادی مفروضات کو سائنس کے مجموعہِ الفاظ سے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا۔ صرف سچائی کی تعلیم دی جائے گی، کیوں کہ اُس دن سچائی کو پوری طرح جان اور سمجھ لیا جائے گا۔

زمین خُدا کی آگ سے معمور ہے جو اُس کی زندگی، کردار اور ذات ہے۔ یہ ہمیشہ سے خُدا کا مقصد رہا ہے کہ وہ مادی تخلیق میں اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ تا کہ وہ نہ صرف رُوحانی قلمرو (آسمان) میں جلال حاصل کرے، بلکہ مادی قلمرو میں بھی۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ خُدا کی بادشاہی زمین پر آئے اور خُدا کی مرضی ''جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو'' (متی ۶:۱۰)۔ اِس مقصد کا نقطۂ عروج یہ ہے کہ خُدا انسان میں اپنے آپ کو ظاہر کرے، جو زمین کی خاک سے بنایا گیا، جس کا نام آدم (مٹی) ہے۔

انسان اپنی ذات میں زمین کا عالمِ صغیر ہے یعنی ایک چھوٹی دُنیا۔ یہ خُدا کا مقصد ہے کہ وہ اپنے آپ کو انسان میں بالخصوص اور زمین میں بالعموم ظاہر کرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی رُوح ''ہر فردِ بشر'' پر نازل کرنا چاہتا ہے (یوایل ۲:۲۸)۔ یہ زمین کی مادی تخلیق میں خُدا کے ظہور کا آغاز ہے۔ جسمانی بدن میں جی اُٹھنا جو اُس کے رُوح کی معموری کا مکمل اظہار ہے اور یہی تخلیق کا حتمی مقصد اور اُس کی وجہِ تخلیق ہے۔

اگر ہم اِس نقطۂ نظر کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں کہ خُدا نے جو کچھ تخلیق کیا وہ سب ''اچھا'' تھا اور گناہ اور موت نے تخلیق پر حملہ کر دیا، یوں ہم نے سچائی کی ایک دُرُست بنیاد رکھی ہے اور ہم خُدا کے مجموعی منصوبے کو سمجھنا شروع کر سکتے ہیں۔ اُس کا وہ منصوبہ تمام چیزوں کو بحال کرنا ہے نہ کہ اُن کو برباد کرنا۔ اور سب چیزوں کو یسوع مسیح کی حکمرانی میں دینا ہے نہ کہ آسمان پر پسپا ہونے اور مخلوقات کو شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا۔ اُس

کا منصوبہ مُردوں کو ایک کامل اور بحال شدہ بدن میں زندہ کرنا ہے جیسا بدن یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد رکھتا تھا۔ یہ مادی وجود کو چھوڑنے اور مکمل طور پر رُوحانی بدن میں آسمان پر پسپائی اختیار کرنا نہیں ہے۔

یونانی لوگوں کا خیال تھا کہ زمین آسمان کے لیے ایک تختۂ جست (Springboard) ہے، جب کہ عبرانی لوگوں کا ماننا تھا کہ آسمان زمین کے لیے تختۂ جست ہے۔ بالفاظ دیگر مادہ کو چھوڑ کر آسمان پر رُوحانی حالت میں جانا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ اِس کی بجائے خُدا نے مادہ کو تخلیق کیا تا کہ وہ مادی تخلیق میں اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ یوں آسمان زمین پر آ رہا ہے جسے ہم خُدا کی بادشاہی کہتے ہیں یعنی آسمان سے بادشاہی۔ جہاں تک غالب آنے والوں کا تعلق ہے "اور اُن کو ہمارے خُدا کے لیے ایک بادشاہی اور کاہن بنا دیا اور وہ زمین پر بادشاہی کرتے ہیں" (مکاشفہ ۵:۱۰)۔

وہ لوگ جو جی اُٹھنے کے مطلب کی تعریفِ نو "مسیحی بننا" یا "مرنے پر آسمان پر جانا" کے طور پر کر رہے ہیں وہ تخلیق کے لیے خُدا کے مقصد کی بڑی تصویر سے محروم ہو رہے ہیں۔ اگر چہ یقیناً جی اُٹھنے کے تصور کا رُوحانی اطلاق بھی ہوتا ہے، لیکن ہمیں لازماً اِس اطلاق کو اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

اگلے ابواب میں ہم اِس پر مزید روشنی ڈالیں گے، کیوں کہ آخر کار نرسنگوں کی عید (جی اُٹھنے) کا مقصد مُردوں کو دوبارہ مجسم کرنا ہے تا کہ وہ عیدِ خیام کو منا سکیں۔ اُس آخری عید کی تکمیل پر سب جی اُٹھنے کے بعد مسیح کی شبیہ پر "تبدیل" ہو جائیں گے۔ پھر خُدا کا رُوح انسانی بدن کو مکمل طور پر معمور کر دے اور انسان کا بدن ویسا ہو جائے گا جیسا مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یسوع مسیح کا تھا۔ اُس وقت یسوع مسیح کی طرح ہم بھی آسمان اور زمین دونوں پر جانے کا اختیار رکھیں گے یعنی رُوحانی اور مادی دونوں قلمروں میں۔ ہمارے پاس اُن دونوں قلمروں میں جانے کی صلاحیت ہوگی، جیسے یسوع مسیح کے پاس تھی کیوں کہ ہم خُدا اور انسان دونوں کے بیٹے ہیں۔ اور صرف اُسی وقت تخلیق کا مقصد پورا ہوگا۔

تیسرا باب

یومِ کفارہ اور یوبلی

یومِ کفارہ توبہ اور روزے کا دن تھا جو سال میں ایک مرتبہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو ہوتا (احبار۲۳: ۲۷)۔ یہ نرسنگوں کی عید کے نو دن بعد آتا:

''اُسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا دن ہے۔ اُس روز تمھارا مقدس مجمع ہو اور تم اپنی جانوں کو دُکھ دینا اور خُداوند کے حضور آتشین قربانی گذراننا۔''

یہ اپنی رُوح کو عاجز کرنے کا دن تھا۔ یہ ایک عبرانی محاورہ تھا جس کا مطلب ''روزہ'' تھا۔ اُس دِن کا ذکر کلامِ مقدس میں متعدد بار کیا گیا، بشمول یسعیاہ ۵۸ باب میں یومِ کفارہ کی تشریح بھی کی گئی۔ نبی ہمیں بتاتا ہے کہ یومِ کفارہ کا حقیقی مقصد اُس دن صرف کھانے سے پرہیز کرنا ہی کافی نہیں، بلکہ اُس دن بھوکوں کو کھانا کھلانا اور اسیروں کو آزاد بھی کرنا تھا۔ دُوسرے لفظوں میں یہ یوبلی ہے جس دن اسیروں کو آزاد کیا جاتا تھا۔

اُس دن دو بکروں کی رسم یہ تھی کہ کاہن ہر سال یومِ کفارہ کے دن دو بکروں کو لیتا، اِس کا ذکر احبار ۱۶ باب میں کیا گیا ہے۔ البتہ ہم ''مسیح کے دو کاموں'' کے حوالے سے اِس بارے میں مزید تفصیل سے دسویں باب میں بات کریں گے، یہاں ہم اِسے اپنی بحث کا حصہ نہیں بناتے۔ دریں اثنا، ہم اُس دن کے یوبلی کے حصہ پر غور کریں گے کہ کیسے یوبلی کا نرسنگا پچاسویں سال یومِ کفارہ پر پھونکا جائے گا۔

ہر انچاسویں سال یوبلی کے نرسنگے کو بجانے سے یومِ کفارہ کو ادا کیا جاتا تھا۔ یہ دن روزے اور دُکھ کی بجائے خوشی اور شادمانی کا دن تھا۔ اِس لیے ہم احبار ۲۵: ۸-۱۳ میں پڑھتے ہیں:

''اور تو برسوں کے سات سبتوں کو یعنی سات گنا سات گن لینا اور تیرے حساب سے برسوں کے سات سبتوں کی مدت کل انچاس سال ہوں گے۔ تب تو ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو بڑا نرسنگا زور سے پھنکوانا۔ تم کفارہ کے روز اپنے سارے ملک میں یہ نرسنگا پھنکوانا۔ اور تم پچاسویں برس کو مقدس جاننا اور تمام ملک میں سب باشندوں کے لیے آزادی کی منادی کرانا۔ یہ تمھارے لیے یوبلی ہو۔ اِس میں تم میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کا مالک ہو اور ہر شخص اپنے خاندان میں پھر شامل ہو جائے۔ وہ پچاسواں برس

تمھارے لیے یوبلی ہو۔تم اُس میں کچھ نہ بونا اور نہ اُسے جو اپنے آپ پیدا ہو جائے
کاٹنا اور نہ بے چھٹی تاکوں کا انگوار جمع کرنا۔ کیوں کہ وہ سال یوبلی ہوگا۔سو وہ تمھارے
لیے مقدس ٹھہرے۔تم اُس کی پیداوار کو کھیت سے لے لے کر کھانا۔
اُس سال یوبلی میں تم میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کا پھر مالک ہو جائے۔''

یہ یومِ کفارہ اور یوبلی کا بنیادی قانون ہے۔وقت کو سات سالوں کے ''ہفتوں'' میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ساتواں سال زمین کے لیے سبت کے آرام کا سال ہوتا، جس میں کوئی بھی شخص کھیت میں فصل بوتا یا کاٹتا نہ تھا۔ یہ سال سب لوگوں کے لیے ایک سال کا آرام تھا، تاکہ وہ دُوسرے معاملات کو سرانجام دے سکیں۔ اِس سال تمام قرضے معاف کر دیئے جاتے، کیوں کہ قرض کی ادائیگی کے لیے کوئی آمدن نہیں آتی تھی۔ تاہم پھر بھی سبت کے سال قرضوں کو مکمل طور پر ختم نہ کیا گیا، کیوں اُنھیں ادائیگی کو آٹھ سال یا اِس سے بھی آگے جاری رکھنا پڑتا۔

یوبلی کا سال اِس سے مختلف تھا۔ یہ سات سبت کے سالوں کے بعد انچاسویں سال کے بعد آتا تھا۔سبت کا سال خزاں میں نرسنگوں کی عید پر ختم ہوتا اور پھر دسویں دن پچاسویں سال میں یوبلی کا نرسنگا بجایا جاتا۔ یہ تمام غیر ادا شدہ قرضوں سے مستقل رہائی کا اشارہ ہوتا۔ وہ لوگ جو قرض کی وجہ سے اپنی زمین کھو چکے تھے وہ اُسے حاصل کر سکتے اور اپنی میراث کا دعویٰ کر سکتے تھے۔

اِس سے پہلے کہ ہم اِس دن کے نبوتی مفہوم کے بارے میں جانیں، ہمیں لازماً اِس کی تاریخ اور اس کی رسومات کے بارے میں جاننا چاہیے۔

آدم سے پچاسویں یوبلی

خُدا نے آدم سے پچاسویں یوبلی سے عین پہلے اسرائیل کو مصر سے آزاد کرایا۔خُدا کا مقصد تھا کہ وہ اسرائیل کو یوبلی کے موقع پر کنعان کی سرزمین میں اُن کی میراث میں واپس جانے کا موقع فراہم کرے۔اگر بارہ جاسوسوں نے گنتی تیرھویں باب میں اچھی خبر دی ہوتی اور اگر کاہن نے یوبلی کا نرسنگا بجا دیا ہوتا تو وہ حقیقت میں اُس دن یوبلی کی عید کو پورا کر سکتے اور اپنی اُس میراث کو واپس لینے کے لیے جا سکتے تھے جو خُدا نے ابرہام کو دی تھی۔اسرائیلی کنعان میں پانچ دن بعد عیدِ خیام پر داخل ہو سکتے تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ کنعانی ایک

ہفتہ میں خُدا کو قبول (بجائے جنگ سے مطیع ہونے کے) کر سکتے تھے۔ اُصولی طور پر، پھر اسرائیلی عیدِ خیام کو آٹھویں دن پورا کرتے اور یوں زمین پر خُدا کی بادشاہی مکمل طور پر قائم ہو جاتی۔

یقیناً یہ خُدا کی مرضی تھی کیوں کہ اُس نے اُنھیں کنعان میں داخل ہونے کے لیے کہا تھا۔ تاہم اُس وقت ایسا ہونا خُدا کا مجموعی منصوبہ نہیں تھا، کیوں کہ یہ واقعات صلیب کے بغیر ہرگز پورے نہیں ہو سکتے تھے۔ اِسی وجہ سے عیدوں کی حقیقی تکمیل کے لیے آیندہ وقت کا انتظار کرنا پڑا۔ اِس کے باوجود موسیٰ کے تحت قائم کیے گئے نمونے آج بھی ہمارے لیے بہت نصیحت آموز ہیں۔

پہلا سوال جس کا تصفیہ ہم نے لازمی اِس حصے میں کرنا ہے وہ وقت اور مقصد ہے۔ ہم کیسے جانتے ہیں کہ آدم سے پچاسویں یوبلی پر بارہ جاسوسوں نے بُری خبر دی؟ اور یہ کیوں ضروری تھا کہ وہ یوبلی کے موقع پر کنعان میں اپنی میراث میں واپس آتے؟ آدم سے موسیٰ تک تاریخی ترتیب کے مکمل مطالعے کے لیے ہماری کتاب ''وقت کے بھید'' کے دُوسرے باب کو دیکھیں۔ یہاں ہم اُس کا مختصر خلاصہ پیش کریں گے۔

پیدایش کی کتاب کا پانچواں اور گیارھواں باب ہمیں آدم سے ابرہام تک بنیادی تاریخی ترتیب مہیا کرتے ہیں اور یہ انسانی تاریخ میں خُدا کے یوبلی کیلنڈر قائم کرنے کے لیے ترتیب دیئے گئے۔ پانی کا طوفان آدم سے ۱۶۵۶ویں سال بعد آیا۔ ابرام تقریباً تین صدیوں بعد (آدم سے) ۱۹۴۸ویں سال پیدا ہوا۔ ابرام ۲۰۴۸ویں سال میں سو برس کا تھا جب اضحاق پیدا ہوا۔ اور جیسا ہم جلد ہی اِس کی مزید وضاحت میں جائیں گے، کلام مقدس ظاہر کرتا ہے کہ اضحاق کی پیدایش سے لے کر ۲۴۴۸ویں سال مصر سے خروج تک ۴۴۰ سال تھے۔ ڈیڑھ سال بعد، موسمِ خزاں میں جاسوسوں نے بُری خبر دی۔ یہ ۲۴۵۰ویں سال کا آغاز تھا، کیوں کہ اُس وقت سال خزاں میں شروع ہوتے تھے۔
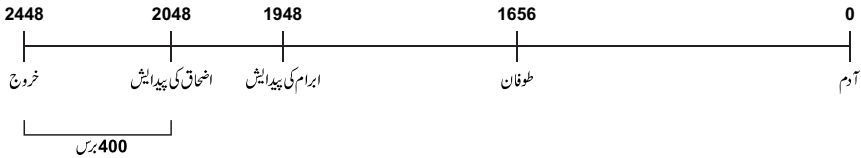
یقیناً موسیٰ تک بلخصوص یوبلیوں کا ذکر نہیں کیا گیا، لیکن اِلٰہی شریعت میں یوبلی کے نرسنگے کو یومِ کفارہ پر

پچاسویں سال دسویں دن پھونکا جاتا تھا۔ اسرائیل کو یوبلی کا اعلان کرنے اور الٰہی مقررہ وقت پر پچاسویں یوبلی وعدے کی سرزمین میں داخل ہونے کا موقع دیا گیا۔ یقیناً وہ اُس دن داخل نہ ہوئے، جس کی وجہ سے عیدِ خیام کی تکمیل کو آیندہ وقت (جس کا منصوبہ خُدا نے پہلے سے ہی بنایا تھا) کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ لہٰذا اُنھیں ہر سال اِسے یومِ کفارہ کے طور پر منانا پڑا یعنی وعدے کی سرزمین میں داخل نہ ہونے اور خُدا کی بادشاہی کو قائم کرنے سے انکار پر توبہ کے دن کے طور پر۔

یہ اِس عنوان پر مکمل تفصیل نہیں ہے بلکہ ہم نے یہاں اُن باتوں کا خلاصہ پیش کیا ہے جو ہم نے اپنی کتاب ''وقت کے بھید'' میں جامع طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود ہم یہاں اپنے اِس دعویٰ کی کچھ تفصیل بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اضحاق کی پیدایش سے مصر سے خروج تک چار سو سال کا عرصہ تھا۔ کیوں کہ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسرائیل نے پورے چار سو سال مصر میں گزارے۔

کنعان میں اسرائیل کی میراث

پیدایش کی کتاب کے پندرھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ خُدا نے ابرام کو کنعان کی سرزمین میراث کے طور پر دی۔ وہ ابرام کو کسدیوں کے اُور (بابل) سے کنعان کی سرزمین میں لے کر آیا، جہاں وہ بہ طور ''پردیسی اور غریب الوطن'' رہا (پیدایش ۲۳:۴)۔ دُوسرے لفظوں میں ابرام کے پاس کوئی زمین نہیں تھی جس میں وہ رہتا، سوائے اُس غار کے جسے اُس نے اُس وقت خریدا جب اُس کی بیوی سارہ نے وفات پائی۔

اگرچہ ابرام نے کبھی بھی وعدہ کی ہوئی میراث کو حاصل نہ کیا، لیکن اُس نے خُدا کے اِس وعدے پر یقین کیا اور ایمان سے اِسے اپنی اولاد کے حق میں جانا۔ خُدا کے وعدے کی تصدیق پیدایش ۱۵:۷-۲۱ میں ایک عہد کے وسیلے کی گئی ہے:

> ''اور اُس نے اُس سے کہا کہ میں خُداوند ہوں جو تجھے کسدیوں کے اُور سے نکال لایا کہ تجھ کو یہ ملک میراث میں دُوں۔ اور اُس نے کہا اے خداوند خُدا! میں کیوں کر جانوں کہ میں اُس کا وارث ہوں گا؟ اُس نے اُس سے کہا کہ میرے لیے تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی ایک بکری اور تین برس کا ایک مینڈھا اور ایک قمری اور ایک کبوتر کا بچہ لے۔ اُس نے اُن سبھوں کو لیا اور اُن کو بیچ سے دو ٹکڑے کیا اور ہر ٹکڑے کو

اُس کے ساتھ کے دُوسرے ٹکڑے کے مقابل رکھا مگر پرندوں کے ٹکڑے نہ کیے۔تب شکاری پرندے اُن ٹکڑوں پر جھپٹنے لگے پر ابرام اُن کو ہنکا تا رہا۔
سورج ڈوبتے وقت ابرام پر گہری نیند غالب ہوئی اور دیکھو ایک بڑی ہولناک تاریکی اُس پر چھا گئی۔اور اُس نے ابرام سے کہا یقین جان کہ تیری نسل کے لوگ ایسے ملک میں جو اُن کا نہیں پردیسی ہوں گے اور وہاں کے لوگوں کی غلامی کریں گے اور وہ چار سو برس تک اُن کو دُکھ دیں گے۔لیکن میں اُس قوم کی عدالت کروں گا جس کی وہ غلامی کریں گے اور بعد میں وہ بڑی دولت لے کر وہاں سے نکل آئیں گے ۔اور تو صحیح سلامت اپنے باپ دادا سے جا ملے گا اور نہایت پیری میں دفن ہوگا۔اور وہ چوتھی پشت میں یہاں لوٹ آئیں گے۔کیوں کہ اموریوں کے گناہ اب تک پورے نہیں ہوئے۔
اور جب سورج ڈوبا اور اندھیرا چھا گیا تو ایک تنور جس میں سے دُھواں اُٹھتا تھا دکھائی دیا اور ایک جلتی مشعل اُن ٹکڑوں کے بیچ میں سے ہو کر گذری۔اُسی روز خُداوند نے ابرام سے عہد کیا اور فرمایا کہ یہ ملک دریائے مصر سے لے کر اُس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک۔"

ہمیں تیرھویں آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ خُدا کا منصوبہ تھا کہ ابرام کی نسل اپنی میراث حاصل کرنے اور غلامی سے آزاد ہونے سے پہلے چار سو سالوں کے لیے ایک ایسے ملک میں" جو اُن کا نہیں پردیسی ہوں گے"، کمپینین (Companion) بائبل میں اِس آیت پر ڈاکٹر بُلنگر کے نوٹ ہمیں بتاتے ہیں" چار سو سال اضحاق کی پیدائش سے ہیں" (اعمال ۷:۶)۔ بائبل کے مطابق ابرام کی نسل کا آغاز اضحاق سے ہوا، کیوں کہ خُدا نے پیدائش ۲۱:۱۲ میں کہا" کیوں کہ اضحاق سے تیری نسل کا نام چلے گا۔" اضحاق کنعان میں ایک پردیسی کے طور پر پیدا ہوا، ایک ایسی زمین جو اُس کی نہیں تھی۔اپنے باپ کی طرح اضحاق بھی کنعان کی سرزمین کا وارث نہ بنا، اگرچہ وہ ایک سو اسی (۱۸۰) برس زندہ رہا (پیدائش ۳۵:۲۸)۔

ابرام کے پہلے بیٹے (ہاجرہ لونڈی کا بیٹا) کا نام اسمٰعیل تھا۔اسمٰعیل اضحاق سے چودہ سال بڑا تھا۔جب اُسے علم ہوا کہ وہ وعدہ کا فرزند نہیں جو خُدا کے وعدوں کا وارث ہوگا تو اُس نے وہی کیا جو اُس کی عمر کا کوئی بھی شخص کر سکتا تھا۔حسد اور عناد کی وجہ سے وہ اضحاق سے بُرا سلوک کرنے لگا۔ پیدائش ۲۱:۹ میں ہمیں صرف

بیان ملتا ہے کہ سارہ نے اسمٰعیل کو اضحاق کو ٹھٹھے مارتے دیکھا یعنی وہ اُس پر ہنس رہا تھا۔ لیکن پولس گلتیوں ۴:۲۹ میں کہتا ہے کہ جو ہمیں ظاہری طور پر نظر آرہا ہے یہ اُس سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ وہ اسمٰعیل کے بارے میں بات کرتے ہوئے جو ''جسمانی پیدایش'' والا تھا، یہ کہتا ہے:

''اور جیسے اُس وقت جسمانی پیدایش والا رُوحانی پیدایش والے کو ستاتا تھا ویسے ہی اب بھی ہوتا ہے۔''

آشر کی کتاب کے قدیم متن میں جو ۱۸۴۰ء میں انگریزی زبان میں پہلی بار شائع ہوئی، ہم اضحاق اور اسمٰعیل کے درمیان ہونے والی کہانی کی مزید تفصیل پڑھتے ہیں۔ آشر کا ذکر یشوع ۱۰:۱۳ اور دوبارہ ۲۔سموئیل ۱:۱۸ میں ہوا ہے۔ آشر کی کتاب کئی سال گم رہی، لیکن ۱۶۱۳ء میں اٹلی کے شہر وینس میں ایک ربی کے پاس اس کی ایک بہت پرانی جلد مل گئی۔ آخر کار ۱۸۴۰ء میں اِس کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا جو آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اِس کی قدامت نہ صرف عبرانی زبان کی شفافیت (مترجمین اور دیگر کے ذریعہ تصدیق شدہ) سے ظاہر ہوتی ہے، بلکہ کاتب کی اغلاط سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو صدیوں کے دوران قدیم نسخوں میں لامحالہ رینگتی ہیں۔ آشر ۲۱:۱۱-۱۵ میں ہم پڑھتے ہیں:

''اور ابرہام کا بیٹا اسمٰعیل اُن دنوں جوان ہو گیا تھا۔ وہ چودہ برس کا تھا جب سارہ کے ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا۔ اور خُدا ابرہام کے بیٹے اسمٰعیل کے ساتھ تھا، جب وہ جوان ہو گیا تو اُس نے تیر چلانا سیکھ لیا اور وہ ایک تیرانداز بن گیا۔ اور جب اضحاق پانچ برس کا تھا تو وہ اسمٰعیل کے ساتھ خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اسمٰعیل اضحاق کے پاس آیا اور اُس کے مدمقابل بیٹھ گیا۔ اُس نے کمان کھینچ کر اُس میں تیر ڈالا اور اضحاق کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اور سارہ نے اسمٰعیل کی اِس حرکت کو دیکھا جو اُس نے اُس کے بیٹے اضحاق کے ساتھ کی، اِس بات نے اُسے غمگین کر دیا، اُس نے ابرہام کو بلا بھیجا اور اُسے کہا، لونڈی اور اُس کے بیٹے کو نکال دے، کیوں کہ یہ میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہیں ہوگا۔ اور جو وہ آج کر رہا تھا ہمیں بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی کرنا چاہیے۔''

شاید پولس اِس تاریخ کو جانتا تھا۔ پولس کہتا ہے کہ یہ تاریخی بیان بھی ایک تمثیل ہے، کیوں کہ یہ اُس کے اپنے زمانے کی پیشین گوئی تھی۔ اُس کے اپنے زمانے کے یہودی راہنما ''جسمانی پیدایش'' کے حامل تھے

اور وہ مسیحیوں کو ستاتے تھے جو "رُوحانی پیدائش" کے حامل تھے۔ پولس اِسے بڑی اچھی طرح سے جانتا تھا، کیوں کہ وہ خود اپنے ابتدائی ایام میں کلیسیا کا ستانے والا تھا۔

لٰہذا جب پیدائش ۱۵: ۱۳ میں بیان ہوا کہ ابرہام کی نسل "چار سو برس تک دُکھ" اُٹھائے گی تو یہ واضح ہے کہ یہ ظلم وستم اور ستایا جانا اصل میں مصری لونڈی ہاجرہ کے بیٹے اسمٰعیل سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ اُسی وقت شروع ہو گیا جب اضحاق کی پیدائش ہوئی۔ اِس ظلم وستم کے محض دو مراحل تھے، پہلا نیم مصری اسمٰعیل کے ذریعے اور دُوسرا کئی سالوں بعد جب اسرائیلی مصر میں بہ طور غلام رہتے تھے۔

اضحاق اور اُس کی بیوی ربقہ کے جڑواں بیٹے تھے، جن کے نام یعقوب اور عیسو تھے۔ یہ لڑکے اُس وقت پیدا ہوئے جب اضحاق کی عمر ساٹھ برس تھی (پیدائش ۲۵: ۲۶)۔ یہ چار سو برسوں کی پیشین گوئی کے پہلے ساٹھ برس تھے، جہاں ابرام کی نسل "ایسے ملک میں جو اُن کا نہیں پردیسی ہوں گے۔" اِس بات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے، کیوں کہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ چار سو برس اُس وقت تک شروع نہ ہوئے جب تک وہ مصر میں چلے نہ گئے۔ پھر بھی مصر میں اُن کا قیام محض غلامی اور بہ طور پردیسیوں کے قیام کا ایک ثانوی مرحلہ تھا۔ قدیم مورخین اِس پر اتفاق کرتے ہیں۔

یعقوب کی عمر ایک سوتیس برس تھی جب وہ اور اُس کے بیٹے کنعان سے مصر کو گئے (پیدائش ۴۷: ۹)۔ چناں چہ جب وہ مصر میں پہنچے تو ایک سو نوے برس پہلے ہی بیت چکے تھے، جہاں ابرام اور اُس کی نسل اُس ملک میں پردیسی تھے۔ یوں اُن کے مصر میں ٹھہرنے کے حقیقی برس صرف دو سو دس رہ گئے۔ پہلی صدی کے مورخ یوسفیس اور پولس کے بیان میں صرف پانچ سال کا فرق ہے۔ یوسفیس کا کہنا ہے کہ وہ دو سو پندرہ برس مصر میں رہے اور ابرہام کے کنعان آنے کے چار سوتیس برس بعد اُنھوں نے مصر کو چھوڑ دیا (Antiquities of the Jews, II, 15, ii)۔

> "اُنھوں نے کسنتِکُس (جسے ابیب اور نیسان بھی کہا جاتا ہے) میں چاند کی پندرھویں تاریخ کو مصر کو چھوڑا۔ ہمارے جدامجد ابرہام کے کنعان میں آنے کے چار سوتیس سال بعد، لیکن یعقوب کے مصر سے کوچ کرنے کے صرف دو سو پندرہ سالوں بعد۔"
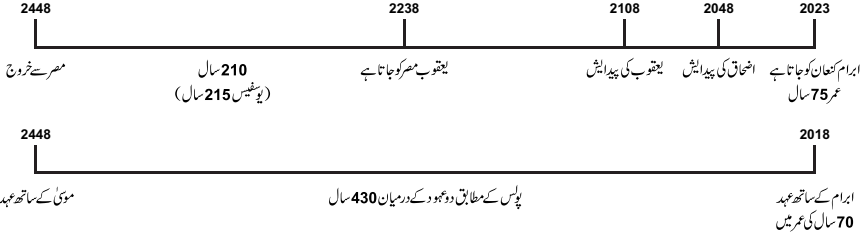
دُوسری طرف پولس ابرہام سے موسیٰ تک عہد کو چار سو تیس سالوں پر محیط بتاتا ہے (گلتیوں ۳:۱۷)۔ جب خُدا نے ابرام سے عہد باندھا تو اُس وقت وہ ستر برس کا تھا اور پانچ برس بعد وہ پچھتر برس کی عمر میں کنعان آیا (پیدائش ۱۲:۴)۔ جب اضحاق کی پیدائش ہوئی تو اُس وقت ابرام کی عمر سو برس تھی اور اُس عہد کو قائم ہوئے تیس برس گزر چکے تھے۔ چار سو برس بعد اسرائیل نے مصر سے خروج کیا۔ یہ ابرہام سے کیے گئے عہد کا چار سو تیسواں برس تھا۔

ہم یوسفیس کی پانچ سالوں کی غلطی کو درگزر کر سکتے ہیں، کیوں کہ وہ کم از کم اِس بات کو سمجھ گیا کہ اسرائیلی مصر میں مکمل چار سو سال نہیں رہے۔ اُس نے کہا کہ وہ وہاں دو سو پندرہ برس رہے، جب کہ حقیقت میں وہ صرف دو سو دس برس وہاں رہے۔ اِس کی تفصیلات قدیم آشر کی کتاب میں بیان کی گئی ہے جو بائبل کی اِس دلیل کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ پولس اور یوسفیس کے درمیان معمولی اختلاف سے قطعِ نظر یہ واضح ہے کہ اسرائیلی مصر میں پورا چار سو سال کا عرصہ نہیں رہے۔

آشر خاص طور پر کہتا ہے کہ اسرائیل کا مصر میں قیام من وعن دو سو دس برس تھا۔ آشر ۸۱:۳-۴ میں لکھا ہے:

> ''بنی اسرائیل کا ملکِ مصر میں مکمل قیام دو سو دس برس تھا، جس میں اُنھوں نے وہاں سخت مشقت کی۔ اور دو سو دس برس کے اختتام پر خُدا بنی اسرائیل کو اپنے قوی بازوَ سے وہاں سے نکال لایا۔''

آشر کی کتاب عہدِ عتیق کے تاریخی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے ایک بہت ہی دل چسپ اور معاون کتاب ہے۔ اِس میں بہت سے ایسے تاریخی واقعات ہیں جن کا ذکر بائبل میں نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اِسے الہامی کتاب سمجھنا چاہیے۔ یہ محض ایک کارآمد تاریخی کتاب ہے جسے ہزاروں سال پہلے تحریر کیا گیا اور یہ اِس بات پر صداقت کی مہر ثبت کرتی ہے کہ اسرائیلی مصر میں دو سو دس برس رہے۔ یہ اِس لحاظ سے اہم ہے کہ

یہ ۲۴۴۸ویں سال کوخروج اور ۲۴۵۰ (پچاسویں یوبلی) ویں سال کواسرائیل کے وعدے کی سرزمین میں داخل ہونے کا سال قرار دیتی ہے۔

دس جاسوسوں کی بُری خبر

اسرائیلی اپنے خیمہِ اجتماع کی تعمیر سے پہلے پورا ایک سال بیابان میں رہے۔ دراصل یہ خروج کے دُوسرے سال کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو کھڑا کیا گیا (خروج ۴۰:۲)۔اگلے بارہ دنوں میں خیمہِ اجتماع کو مخصوص کیا گیا، اور ہر روز ایک قبیلے کے سردار نے قربانیاں اور دُوسری نذریں چڑھائیں۔اُنھوں نے مہینے کی چودھویں تاریخ کو اِسے مکمل طور پر مخصوص کر دیا جب لوگوں نے اپنے فسح کے برّوں کو ذبح کیا۔

تقریباً پانچ ہفتوں بعد دُوسرے مہینے کی بیسویں تاریخ کو خُدا نے اسرائیل کی ملکِ موعودہ کی طرف راہنمائی کرنی شروع کر دی (گنتی ۱۰:۱۱)۔ یہ تقریباً گیارہ دن کی منزل تھی (استثنا ۱:۲)، لیکن لوگوں نے اِس موسمِ گرما میں راستے میں کئی پڑاوٴ کیے، جس کی وجہ سے یہ سفر طویل ہو گیا۔

اُن کا پہلا پڑاوٴ تبعیرہ میں تھا، جہاں اُن کے بُرے رویے کی وجہ سے خُدا کا غضب اُن پر بھڑکا (گنتی ۱۱:۱-۳)۔ بعد میں اُنھوں نے صرف من ملنے کی شکایت کی، کیوں کہ وہ گوشت کھانا چاہتے تھے، اِس لیے خُدا نے اُن کو پورا مہینہ بٹیر کھانے کو دیئے (گنتی ۱۱:۲۰) جب تک وہ اُن کے نتھنوں سے نکلنے نہ لگا۔ اِس لیے اُس جگہ کو ''قبروت ہتاوہ'' کہا گیا جس کے معنی ''حرص کی قبریں'' ہے۔ یہ واضح ہے کہ اسرائیلیوں نے تبعیرہ میں کم ازکم ایک پورا مہینہ قیام کیا جس کی وجہ سے اُن کا پورا تیسرا مہینہ وہاں گزر گیا۔

وہاں سے اسرائیلی تقریباً چوتھے مہینہ کے شروع میں حصیرات کو گئے۔ وہاں موسیٰ کی بہن مریم نے اُس ''حبشی/ ایتھوپیائی'' عورت کی وجہ سے جس سے موسیٰ نے بیاہ کیا تھا خُدا سے شکایت کی۔ اِس کا ترجمہ حبشی/ایتھوپیائی کی بجائے کوشی کرنا چاہیے۔ کوش دو علاقوں پر مشتمل تھا۔ یقیناً پہلا علاقہ وہ ہے جسے ہم آج ایتھوپیا کہتے ہیں، لیکن مورخین ہمیں بتاتے ہیں کہ کوش کی اصل سرزمین عرب میں تھی۔ ڈاکٹر بلنگر کمپینئن بائبل میں گنتی ۱۲:۱ کے حاشیہ میں لکھتا ہے ''عرب کوش یا صفورہ کی سرزمین تھی (خروج ۲:۲۱) ہوسکتا ہے کہ وہ قومیت کے اعتبار سے کوشی ہوں جب کہ وہ علاقائی طور پر مدیانی تھے۔'' اُن دنوں مدیان کی سرزمین کوش کا حصہ تھی۔ موسیٰ نے مدیان کے کاہن کی بیٹی صفورہ سے شادی کر لی۔ اِس لیے اُسے کوشی کہا گیا۔ وہ اسرائیلی نہیں تھی، کیوں کہ اُس کا نسب ابرہام سے اُس کی بیوی قطورہ سے ملتا تھا (پیدایش ۲۵:۱،۲)۔

بہر حال مریم کی سزا کی وجہ سے اُن کو وہاں ایک ہفتہ اور لگ گیا (گنتی ۱۲:۱۴)۔ یوں یہ چوتھے مہینے کے وسط سے پہلے ختم نہیں ہوسکتا تھا۔ غالباً اُنھوں نے پورا پانچواں مہینہ وہاں گزار دیا، اگر ہم اُن کے عمومی وقت اور سفر کے وقت کو مدنظر رکھیں تو لوگوں کے ایک بڑے گروہ کو ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانے کے لیے عام طور پر زیادہ وقت لگتا ہے۔

آخر کار وہ لوگ حصیرات سے دشتِ فاران میں آئے (گنتی ۱۲:۱۶)، یہ کنعان سے بہت زیادہ دُور نہیں تھا۔ اور غالبًا اب پانچویں مہینے کا اختتام تھا۔ تب ہی خُدا نے قبائل میں سے بارہ لوگوں کو کنعان کی جاسوسی کرنے کے لیے بلایا۔ وہ چھٹے مہینے کے قریب اور چالیس دنوں کے لیے بھیجے گئے۔ یہ ہمیں ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ تک لے آتا ہے جو یومِ کفارہ یا یوبلی تھی۔ اب موسم گرما کا اختتام تھا، کیوں کہ جاسوس اُس علاقہ کے کچھ پھل لے کر آئے۔ ہم گنتی ۱۳:۲۰ میں پڑھتے ہیں ''اور وہ موسم انگور کی پہلی فصل کا تھا۔''

بلاشبہ اسرائیل کی تین بنیادی عیدیں تھیں اور ہر عید پر اُس موسم کے پہلے پھلوں کی قربانی دی جاتی تھی۔ عیدِ فسح کے بعد جُو کو پیش کیا جاتا، گیہوں کو پینتکست پر اور نئی مے کو تپاون کے طور پر عیدِ خیام کے ساتویں دن خُداوند کے حضور پیش کیا جاتا تھا۔ اِسی وجہ سے خُدا نے بتایا کہ عیدِ خیام کو کب منانا چاہیے ''جب تو اپنے کھلیہان اور کولھو کا مال جمع کر چکے تو سات دِن تک عیدِ خیام کرنا'' (استثنا ۱۶:۱۳)۔

یومِ کفارہ عیدِ خیام کی تیاری کے دن کی طرح ہی تھا۔ یہ وہ دن تھا جب انگوروں کا پہلا پھل لایا جانا شروع کیا جاتا، تاکہ وہ عیدِ خیام کے سات دنوں کے دوران تپاون کے طور پر چڑھایا جائے۔ تب جاسوس ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو پکے ہوئے انگوروں کا پہلا پھل خُدا کے پاس لائے اور لوگوں کو خبر دی۔ اُنھیں اتنی زرخیز اور اچھی زمین کے وارث ہونے کے امکان پر ایمان اور خوشی سے بھرپور اچھی خبر دینی چاہیے تھی۔ اِسے اُن کی یوبلی ہونا چاہیے تھا۔ تاہم بارہ جاسوس آپس میں متفق نہ ہو سکے۔ اُن میں سے دس جاسوسوں نے بُری خبر دی اور اُنھوں نے گنتی ۱۳:۳۲ میں کہا:

> ''اِن آدمیوں نے بنی اسرائیل کو اُس ملک کی جسے وہ دیکھنے گئے تھے بُری خبر دی اور یہ کہا کہ وہ مُلک جس کا حال دریافت کرنے کو ہم اُس میں سے گذرے ایک ایسا مُلک ہے جو اپنے باشندوں کو کھا جاتا ہے اور وہاں جتنے آدمی ہم نے دیکھے وہ سب بڑے قد آور ہیں۔''

دُوسرے دو جاسوسوں کالب اور یشوع نے اُن کی مخالف کرتے ہوئے گنتی ۱۴: ۹ میں کہا:

''۔۔۔وہ تو ہماری خوراک (لغوی اعتبار سے ہمارے شکار) ہیں۔اُن کی پناہ اُن کے سر پر سے جاتی رہی ہے۔۔۔۔''

کالب اور یشوع کو ردّ کر دیا گیا اور لوگوں نے دُوسرے دس جاسوسوں کی بُری خبر پر یقین کیا۔لہٰذا یوبلیوں کی عظیم یوبلی کا اعلان نہ کیا گیا اور اُس وقت سے خُدا نے اُنھیں کہا کہ وہ اُسے ہر سال بہ طور یومِ کفارہ یاد رکھیں یعنی خُدا کی یوبلی کو ردّ کرنے کی وجہ سے ماتم، روزہ اور توبہ کا دن۔ یہ ابتدائی نمونہ ظاہر کرتا ہے کہ یومِ کفارہ فیصلے کا دن ہے،ایک حتمی حساب یا فیصلے کا دن جو اِس بات کا تعین کرتا ہے کہ کون غالب آیا ہے اور کون غالب نہیں آیا ہے۔ یہ یومِ کفارہ ہی ہے جو غالب آنے والوں کو باقی راست بازوں سے ممتاز اور الگ کرتا ہے۔ بالآخر یہ اِس بات کا تعین کرتا ہے کہ کون عیدِ خیام کو پورا کرنے کے اہل ہے۔

معافی کی قدرت

یوبلی مکمل طور پر معافی کا بیان کرتی ہے۔شریعت خود اُس دن قرضوں کی منسوخی اور معافی کے بارے میں بات کرتی ہے لیکن بائبل میں تمام گناہ کو قرض تصور کیا جاتا ہے۔اگر کوئی آدمی ایک ہزار روپے چراتا تو عام طور پر اُسے متاثرہ شخص کو دو ہزار روپے ادا کرنے پڑتے (خروج ۲۲: ۴)۔بائبلی انصاف کے مطابق اُس کے گناہ کو بہ طور قرض تصور کیا جاتا۔اور اِسی طرح عہدِ جدید کے لکھاری بھی گناہ کو قرض کے مترادف سمجھتے تھے۔ مثال کے طور پر متی ۶: ۱۲ میں دُعائے ربانی میں ہم پڑھتے ہیں ''اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔لوقا ۱۱: ۴ میں ہم پڑھتے ہیں ''اور ہمارے گناہ معاف کر کیوں کہ ہم بھی اپنے ہر قرض دار کو معاف کرتے ہیں اور ہمیں آزمایش میں نہ لا۔

یوبلی نہ صرف مالی قرضوں کی معافی کے بارے میں ہے بلکہ یہ گناہوں کے بارے میں بھی ہے۔ وہ لوگ جو اپنے پڑوسی کے خلاف گناہ کرتے ہیں وہ خُدا اور اُس کی شریعت کے مطابق اپنے پڑوسی کے قرض دار تصور کیے جاتے ہیں۔ ناانصافی کے شکار تمام لوگ قرض خواہ ہیں اور یقیناً خُدا کی شریعت کے مطابق اُن کے کچھ حقوق ہیں۔ اگر وہ انصاف کے لیے خُدا کو پکاریں گے تو وہ اُن کی سنے گا۔خروج ۲۲: ۲۲ اور ۲۳ میں بیواؤں اور یتیموں کے بارے میں لکھا ہے:

''تم کسی بیوہ یا یتیم لڑکے کو دُکھ نہ دینا۔ اگر تو اُن کو کسی طرح سے دُکھ دے اور وہ مجھ سے فریاد کریں تو میں ضرور اُن کی فریاد سنوں گا۔''

خُدا کی شریعت میں صرف متاثرہ شخص کو ہی معاف کرنے کا حق حاصل ہوتا تھا۔ منصف کو معاف کرنے کا ایسا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا تھا۔ اگر کوئی چور آپ کے ایک ہزار روپے چوری کرتا اور وہ مجرم بھی ثابت ہو جاتا ہے، تو اِس صورت میں بھی منصف کو اُسے معاف کرنے کا حق نہیں۔ اُسے لازماً شریعت کے مطابق من وعن انصاف کرنا چاہیے۔ صرف متاثرہ شخص کے پاس ہی گناہ معاف کرنے کا حق ہوتا اگر وہ کسی کو معاف کرنا چاہتا۔

تمام انسان کسی نہ کسی طرح سے ناانصافی کا شکار ہوئے ہیں۔ سب نے گناہ کی ناانصافی کا تجربہ کیا ہے۔ زیادہ تر لوگ اُن ناانصافیوں پر برہم اور تلخی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خُدا کے دل اور مسیح کے کردار کو جانتے ہیں وہ اِس بات کو سیکھ سکتے ہیں کہ اُن ناانصافیوں سے کس حد تک غیر معمولی طریقے سے نمٹا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خُدا صاحبِ اختیار ہے اور اُس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز بھی اُن کی زندگی میں پیش نہیں آتی اور سب چیزیں مل کر خُدا سے محبت رکھنے والوں کے لیے بھلائی پیدا کرتی ہیں (رومیوں ۸: ۲۸)۔ اور وہ لوگ جو واقعی اُس پر ایمان رکھتے ہیں، جب کوئی شخص اُن سے زیادتی کرتا ہے تو وہ ہرگز ناراض نہیں ہوتے۔ اُنھوں نے اُن لوگوں کو معاف کرنا سیکھ لیا ہے جو اُن پر ظلم کرتے ہیں اور جب لوگ اُنھیں ستاتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

یہ غالب آنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو خُدا کی سمجھ، علم اور مکاشفہ کے اعلیٰ درجات کے لیے بلایا گیا ہے۔ کچھ لوگ غلطی سے یہ تصور کرتے ہیں کہ جب اُن کے ساتھ کچھ بُرا ہوتا ہے تو یہ اِس لیے ہوتا ہے کہ خُدا اُن سے ناراض ہے اور وہ اُنھیں سزا دے رہا ہے۔ یقیناً خُدا ہماری تربیت کرتا ہے لیکن اکثر یہ چیزیں اِس لیے ہماری زندگی میں ہوتی ہیں تا کہ ہم دُنیا کے قرض خواہ اور سب چیزوں کے وارث بن سکیں۔ دُنیا نے غالب آنے والوں کو ستایا تا کہ وہ تمام اقوام کے وارث بن سکیں۔

اِس سے بھی بڑھ کر غالب آنے والے وہ ہیں جنھوں نے یوبلی کا تجربہ کیا ہے۔ اُنھوں نے لوگوں کو گناہ (قرض) کی قید اور غلامی سے آزاد کرنا سیکھ لیا ہے۔ اُنھوں نے اِس بات کو بھی سیکھ لیا ہے کہ اپنے ستانے والوں سے رنجش نہیں رکھنی بلکہ خوشی منانی ہے کہ خُدا نے اُنھیں ایمان کی اِن آزمایشوں میں سے گزرنے کے

قابل پایا ہے۔ یہ غالب آنے والے ہیں۔ غالب آنے والے کی سب سے بنیادی اہلیت یہ ہے کہ وہ عیدِ خیام تک جانے کی خواہش رکھتا ہے یعنی وہ معاف کرنے والا بنتا ہے۔کوئی بھی شخص یوبلی سے گزرے بغیر عیدِ خیام میں نہیں آ سکتا۔ یہی عید کے دنوں کی ترتیب تھی اور اِس عمل سے روگردانی نہیں کی جاسکتی۔

غالب آنے والے وہ مرد اور عورتیں ہیں جن کو خُدا اپنی بادشاہی میں حکمرانی بخشے گا۔ وہ تعصب کے بغیر سب کے ساتھ برابری سے انصاف کرنے کے قابل ہیں اور وہ محبت اور معافی سے بھرپور ویسا ہی دل رکھتے ہیں جیسا دل یسوع مسیح کا تھا۔ اِس سے بھی بڑھ کر غالب آنے والے والے زمین پر یوبلی کا اعلان کریں گے جو آنے والے عیدِ خیام کے دَور میں قوموں کو آزاد کر دے گی۔ بہ طور قرض خواہ وہ اکیلے ہی اُن کے گناہ معاف کرنے کا جائز حق رکھتے ہیں اور حقیقت میں اُن کا دل بھی معافی سے لبریز ہے۔ وہ اِس بات کو جان گئے ہیں کہ جن ناانصافیوں کا اُنھوں نے تجربہ کیا، اُن ناانصافیوں نے اُنھیں یوبلی کا اعلان کرنے کا حق بخشا اور یہ ہی اُن کے دل میں گونجتی ہے۔

معافی کی قدرت ہمیشہ عداوت کی قدرت سے بالاتر ہوگی۔ محبت کی طاقت ہمیشہ گناہ کی طاقت سے افضل ہوگی۔ نیکی اور بدی یکساں قدرت کی حامل نہیں ہیں۔ خُدا اور شیطان کائنات میں دو برابر خُدا بھی نہیں ہیں اور نہ ہی آسمانوں پر طاقت کی کوئی برابری ہے اور نہ ہی راست بازی اور گناہ کی ابدی ہم عصری ہے۔ بائبل کی آخری کتاب کا اختتام مکاشفہ ۵:۱۳اور۱۴میں تاریخ کے اختتام کو اِس طرح پیش کرتا ہے:

> ''پھر میں نے آسمان اور زمین اور زمین کے نیچے کی اور سمندر کی سب مخلوقات کو یعنی سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں یہ کہتے سنا کہ جو تخت پر بیٹھا ہے اُس کی اور برّہ کی حمد اور عزت اور تمجید اور سلطنت ابدُالآباد رہے۔ اور چاروں جان داروں نے آمین کہا اور بزرگوں نے گر کر سجدہ کیا۔''

یہ یوبلی ہے یہی یوبلی کے لوگ ہیں۔ یہ معاف کرنے والے ہیں۔

چوتھا باب

یعقوب کی زندگی میں عید کے دِن کا نمونہ

یعقوب کے بیابانی سفر نے اُس کی اولاد کے لیے ایک نبوتی نمونہ قائم کیا، جو بعد میں مصر سے نکلے اور چالیس سال بیابان میں گزارنے کے بعد کنعان میں واپس آئے۔ کوئی بھی یعقوب کی زندگی کا مطالعہ کر کے اُس بات کو دیکھ سکتا ہے کہ اُس کے سفر نے عید کے دنوں کو ظاہر کیا، حالاں کہ عید کے دنوں کو اسرائیل کے مصر سے نکلنے تک باضابطہ طور پر مقدس دن نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔

یعقوب نے بیر سبع میں پہلوٹھے کا حق اور برکت کو حاصل کیا اُسے ''عہد کا کنواں'' بھی کہا جاتا ہے، وہاں سے ہی اُس نے حاران میں لابن کے گھر کی طرف اپنے سفر کو شروع کیا۔ (ملاحظہ کریں پیدائش ۲۸:۱۰) بیر سبع یعقوب کے فسح کے تجربے کو ظاہر کرتا ہے جہاں اُس نے پہلوٹھے کے حق کو حاصل کیا۔

یعقوب بیت ایل میں

وہ بیر سبع سے لوز ''باداموں کے گھر'' کی طرف گیا۔ وہاں اُس نے ایک حیرت انگیز خواب دیکھا جس کی وجہ سے اُس نے اُس جگہ کا نام تبدیل کر کے بیت ایل ''خُدا کا گھر'' رکھا۔ یہ یعقوب کا پینتکست کا تجربہ تھا۔ بادام بنیادی طور پر پہرے داروں کو ظاہر کرتے ہیں۔ بادام عبرانی لفظ ''shawked'' سے نکلا ہے جس کا ماخوذ لفظ ''Shawkad'' ہے جس کے معنی ''نگہبانی کرنا یا جاگنا'' ہے۔ بادام کے درخت کا یہ نام اِس لیے رکھا گیا کیوں کہ موسمِ سرما کے بعد یہ پہلا درخت ہوتا ہے جو سب سے پہلے بیدار (کونپل نکالنا) ہوتا ہے۔ ہم یرمیاہ ۱:۱۱-۱۲ میں یہ معنی دیکھتے ہیں:

> ''پھر خُداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا اور اُس نے فرمایا اَے یرمیاہ تو کیا دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بادام (shawked) کے درخت کی ایک شاخ دیکھتا ہوں۔ اور خُداوند نے مجھے فرمایا کہ تو نے خوب دیکھا کیوں کہ میں اپنے کلام کو پورا کرنے کے لیے بیدار (showked) رہتا ہوں۔''

خُدا کبھی بھی اُونگھتا اور سوتا نہیں بلکہ وہ اپنے کلام پر نظر رکھتا اور اِس بات کو یقینی بناتا ہے کہ یہ ہمیشہ پورا ہو

اور کچھ لوگوں کی سمجھ میں بھی آئے۔ اِسی لیے خُدا یرمیاہ جیسے نگہبان کو اپنے کلام کا محافظ ہونے کے لیے بلاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ موسیٰ کے خیمہِ اجتماع میں شمع دان پر بائیس (۲۲) بادام تھے۔ یہ کلام کی نگہبانی کو ظاہر کرتے ہیں جو دُنیا کے لیے خُدا کا نور ہے۔ بائیس کا عدد بائبل مقدس میں ''روشنی'' کو ظاہر کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یوحنا کی انجیل میں لفظ ''نور'' بائیس مرتبہ آیا ہے۔ دراصل عبرانی حروف تہجی کے بائیس (۲۲) حروف ہیں۔ بائیس کا عدد کلام یا اُس کے کلام کے نور سے وابستہ ہے۔

جیسا آپ جانتے ہیں کہ شمع دان خیمہِ اجتماع میں پاک مقام میں تھا جو پینتکست کی جگہ ہے، بیرونی احاطے میں پیتل کی قربان گاہ کی جگہ تھی جہاں قربانی کی جاتی تھی۔ یہ فسح کے تجربے کے بارے میں بات کرتی ہے، جیسے ہی ہم پاک ترین مقام میں خُدا کی مکمل حضوری کی طرف جانا شروع کرتے ہیں تو دُوسرے پردے کو پار کرتے ہی ہم پاک مقام (پینتکست) میں شمع دان اور دُوسری اشیا کو دیکھتے ہیں۔ کسی بھی شخص کو حقیقی نگہبان بننے کے لیے لازماً پینتکست کے تجربے کی سطح پر خُدا کو جاننے کی ضرورت ہے، اُسے ضرور رُوح القدس سے معمور ہونا چاہیے، نہ کہ محض ایمان سے راست باز ٹھہرایا ہوا۔ شمع دان زیتون کے تیل سے بھرا ہوتا تھا جس سے شمع دان جلتا اور اُس کمرے کو روشنی دیتا تھا۔

اِس موضوع کے متعلق اور بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، لیکن ہمارے موجودہ مطالعے کا مقصد محض یہ ظاہر کرنا ہے کہ یعقوب کا بیابانی سفر اُسے لوز ''باداموں'' کی طرف لے گیا۔ جو اُس کے پینتکست کے تجربے کو ظاہر کرتا ہے۔ وہاں اُس نے ایک خواب دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان کی طرف جا رہی ہے اور خُدا کے فرشتے اُس کے اُوپر چڑھ اور اُتر رہے ہیں (پیدایش ۲۸:۱۲)۔ چوں کہ لوگوں نے اُن فرشتوں کو صرف فوق البشر مخلوقات سمجھا، اِس لیے وہ اُس مقصد سے محروم رہ گئے۔ یعقوب نے یہاں عیدِ خیام کی رُویا کو دیکھا جس میں ہم اپنی جسمانی حدود کو ترک کر دیں گے اور ہمیں آسمان اور زمین پر آنے اور جانے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ رُویا بہ طور یعقوب کے جزوی پینتکست کے طور پر آئی، لیکن درحقیقت یہ خیموں کی پیشین گوئی تھی۔

> یسوع نے یوحنا ۱:۵۱ میں یعقوب کی رُویا کی طرف اشارہ کیا، جب اُس نے نتن ایل سے کہا:
> ''پھر اُس سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا اور خُدا کے فرشتوں کو اُوپر جاتے اور ابنِ آدم پر اُترتے دیکھو گے۔''

یہاں یسوع نے یعقوب کے نبوتی خواب کی تکمیل کی پیشین گوئی کی۔فرشتوں کا سیڑھی کے اُوپر چڑھنا ایک خفیف سا نکتہ ہوسکتا ہے۔اِس خواب کی اصل اہمیت یہ ہے کہ وہ دن آنے والا ہے جب خیموں کی عید پوری ہوگی اور ایک رُوحانی ''سیڑھی'' آسمان اور زمین کے درمیان قائم کی جائے گی۔وہ لوگ جو اِس عید کا تجربہ کریں گے وہ جسم سے رُوح اور رُوح سے جسم میں جانے کے قابل ہوں گے، جیسے یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد جا سکتا تھا۔لیکن اگر ہم نے اِس بارے میں اِسی باب میں سب کچھ کہہ دیا تو جب ہم عیدِ خیام والے باب میں جائیں گے تو ہمارے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

آئیں لوز میں یعقوب کے خواب کی طرف جاتے ہیں، اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ وہ لوز میں سو رہا تھا۔یعنی وہ ''جاگنے'' کی جگہ پر سو رہا تھا۔اگرچہ خُدا کو سونے کی ضرورت نہیں، لیکن یعقوب کو ضرورت تھی۔ پینتکست کے دائرۂ اثر میں، نگہبان اب بھی کسی نہ کسی طرح سے سو رہے ہیں یعنی اُنھوں نے ابھی تک خُدا کا مکمل تجربہ نہیں کیا۔وہ ابھی تک مکمل ''بیدار'' نہیں ہوئے کہ خُدا کون ہے اور خُدا کے کلام کو مکمل طور پر سمجھیں اور اُس کی روشنی میں چلیں۔

بیدار ہونے کے بعد اُس نے خُدا کی خدمت کرنے کا عہد کیا۔یہ ہمیں ایک بار پھر اسرائیل کے اُس عہد کو یاد دلاتا ہے جو اُنھوں نے حورب کے پہاڑ پر کیا، جو اسرائیل کی پہلی پینتکست کی جگہ تھی۔خروج ۱۹:۸ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ سب لوگوں نے کیا عہد کیا:

> ''اور سب لوگوں نے مل کر جواب دیا کہ جو کچھ خُداوند نے فرمایا ہے وہ سب ہم کریں گے اور موسیٰ نے لوگوں کا جواب خُداوند کو جا کر سنایا۔''

جو یعقوب نے لوز (بیت ایل) میں کیا، اُس کی اولاد نے ۲۶۳ سال بعد وہی حورب کے مقام پر کیا۔ اِس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یعقوب کا بیت ایل کا تجربہ پینتکست کی کہانی ہے۔

یعقوب مالی طور پر کیوں کسمپرسی کا شکار رہا؟

یعقوب بیت ایل سے حاران کو گیا جہاں اُس نے بیس برس تک اپنے ماموں لابن کی خدمت کی۔ یعقوب کے ماں باپ نے اُسے نہ صرف اپنے بھائی عیسو کے قہر سے بچنے کے لیے حاران بھیجا، بلکہ اُسے اِس لیے بھی بھیجا کہ وہ وہاں سے ایک بیوی لائے (پیدائش ۲۸:۶)۔تو کیا یہ بات خلافِ توقع نہیں لگتی کہ یعقوب

حاران میں خالی ہاتھ اور قلاش پہنچا اور اُسے پہلے لیاہ کے لیے سات برس اور پھر راخل کے لیے مزید سات سال کام کرنا پڑا؟ اُن دنوں یہ رواج تھا کہ شادی کرنے کے لیے دلہن کے باپ یا اُس کے سرپرست کو قیمت ادا کی جاتی تھی۔ یقیناً جب اضحاق نے یعقوب کو دلہن لینے کے لیے بھیجا تو اُس نے اُسے ایک معقول رقم دی ہو گی۔ اِس کے باوجود جب وہ حاران میں پہنچا تو وہ خالی ہاتھ تھا۔

اِس کے متعلق بائبل ہمیں نہیں بتاتی کہ اُس کے ساتھ کیا ہوا، لیکن ہمیں آشر کی کتاب کے انتیسویں (۲۹) باب میں ایک دلچسپ واقعہ ملتا ہے۔ اِس باب کی تیسویں (۳۰) آیت میں ہم پڑھتے ہیں:

> ''جب اضحاق یعقوب کو حکم دے چکا اور اُسے برکت دی اور اُسے بہت سا سونا چاندی اور قیمتی تحائف دیئے اور اُسے رخصت کیا۔۔۔ یعقوب اُس وقت ستر سال کا تھا جب وہ کنعان سے بیرسبع کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب یعقوب حاران کی طرف روانہ ہوا، تو عیسو نے اپنے بیٹے الیفاز (Eliphaz) کو چپکے سے کہا کہ جلدی کر و اور اپنی تلوار لے کر یعقوب کا پیچھا کرو اور اُس سے آگے جا کر گھات لگاؤ۔ اور پہاڑوں میں سے کسی ایک پہاڑ پر اُسے قتل کر دو اور اُس کا سارا مال لوٹ کر لے آؤ۔۔۔ الیفاز یعقوب کے قریب آیا اور اُسے کہا کہ میرے باپ نے مجھے یہ حکم دیا ہے، اِس لیے میں اپنے باپ کے حکم سے ہرگز نہیں ٹلوں گا۔ جب یعقوب نے دیکھا کہ عیسو نے اپنے بیٹے کو بہ شدت اِس حکم پر عمل کرنے کا کہا ہے، تو یعقوب نے قریب آ کر الیفاز اور اُس کے آدمیوں سے کہا کہ دیکھو جو کچھ مجھے میرے ماں باپ نے دیا ہے اُسے تم لے لے اور یہاں سے چلا جا، مجھے قتل نہ کر اور ایسا کرنا تیرے حق میں راست بازی شمار ہو۔ اور خُدا نے یعقوب کو عیسو کے بیٹے الیفاز اور اُس کے آدمیوں کی نظر میں مقبول کیا اور اُنھوں نے یعقوب کی بات مان لی اور اُسے قتل نہ کیا اور اُس سے وہ تمام سونا چاندی لے لیا جو وہ بیرسبع سے اپنے ساتھ لایا تھا، اُنھوں نے اُسے بالکل خالی ہاتھ کر دیا۔''

پس یعقوب وہاں سے اپنی جان بچا کر خالی ہاتھ چل پڑا اور بیت ایل میں رات گزارنے کے لیے رُکا۔ اگر ہم عیسو کی قزاقی کو نبوتی نمونوں کے ساتھ جوڑیں، اگرچہ اِس کی تفصیل بائبل میں نہیں دی گئی، ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کس طرح اسرائیل کے بحیرہ قلزم کی طرف جانے سے مطابقت رکھتا ہے۔ عیسو کو ادُوم کہا جاتا

تھا(پیدائش ۸:۳۶)۔ادُوم کے معنی ''سرخ'' ہیں۔جیسے اُس وقت یعقوب کی جان خطرے میں تھی جب عیسو کے بیٹے نے اُسے جالیا، اُسی طرح اسرائیل بھی شدید خطرے میں تھا جب فرعون اور اُس کی فوجوں نے بحرِقلزم کے مقام پر اُن کو جالیا۔لیکن اِن واقعات میں خُدا نے اُنھیں بچایا۔

دُوسری طرف یہ نمونہ اور عکس مدھم ہو جاتا ہے، کیوں کہ اِس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ فرعون نے حقیقت میں اسرائیل سے وہ سونا اور چاندی لوٹ لیا جو اُنھیں مصر سے نکلتے وقت دیا گیا تھا۔اور یہ نمونہ اور عکس یعقوب کے معاملے میں بھی مدھم پڑ جاتا ہے، کیوں کہ یعقوب ایک ایسا شخص تھا جو ایک بیوی کی تلاش میں تھا اور اُسے پیسوں کی ضرورت تھی۔دُوسری طرف اسرائیل حورب کی طرف جاتے ہوئے ایک ''دلہن'' تھی، جہاں خُدا اُس سے سمبندھ کرنے والا تھا۔اِس معاملے میں وہ قیمت خُدا کی طرف سے دی گئی جو کہ رُوحانی نعمتیں اور رُوح کی معموری تھی۔

میرا ایمان ہے کہ اِسی وجہ سے خُدا نے مناسب جانا کہ یعقوب کے سفر کی کہانی میں اِس خاص تفصیل کو شامل نہ کیا جائے۔بہرحال یہ ہمارے لیے تاریخی دل چسپی کی حامل ہے یہ اپنے طریقے سے یعقوب کے بیابانی سفر اور اسرائیل کے درمیان مجموعی طور پر توازن کی حمایت کرتی ہے۔

یعقوب حاران میں

جب یعقوب حاران پہنچا اور راخل سے ملا تو وہ ''چلا چلا کر رویا'' (پیدائش ۱۱:۲۹)۔وہ کیوں رویا؟ کیا وہ اُسے ملنے کی خوشی میں رویا؟ جی نہیں! آشر ۹:۳۰ میں لکھا ہے ''یعقوب مسلسل روتا رہا کیوں کہ لابن کے گھر میں لے کر جانے کے لیے اُس کے پاس کچھ نہیں تھا۔'' جب یعقوب راخل سے ملا تو پہلی ہی نظر میں وہ اُس پر فریفتہ ہو گیا اور شاید وہ الٰہی مکاشفے کی وساطت سے جانتا تھا کہ یہ وہی ہے جو اُس کی دلہن بنے گی۔تاہم وہ اِس بات سے نہایت دل گیر ہوا کہ راخل کی قیمت ادا کرنے کے لیے اُس کے باپ کو دینے کے لیے اُس کے پاس کچھ نہیں تھا۔

پھر یعقوب راخل کے لیے سات برس تک لابن کی خدمت کرنے کے لیے راضی ہو گیا۔سات برسوں کے اختتام پر لابن نے راخل کی بجائے لیاہ کا بیاہ اُس سے کر دیا۔لیاہ، راخل کی جڑواں بہن تھی (آشر ۲۸:۲۸)، اِس لیے اگلی صبح تک یعقوب کو اِس بات کا علم نہ ہوا کہ اُس کی شادی راخل کی بجائے لیاہ سے کر دی گئی ہے۔

جب یعقوب نے اِس بارے میں لابن سے بات کی تو لابن نے یہ عذر پیش کیا کہ ہمارے ملک کا یہ دستور نہیں کہ پہلوٹھی سے پہلے چھوٹی کو بیاہ دیا جائے۔ پھر لابن نے یعقوب سے وعدہ کیا کہ وہ اگلے ہفتہ راخل کا بیاہ اُس سے کر دے گا لیکن اِس کے لیے اُسے سات برس مزید اُس کی خدمت کرنی پڑے گی۔

لیاہ اور راخل محبت کے رشتے کے دو درجات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ لیاہ یقیناً یعقوب کی شرعی بیوی تھی، لیکن یعقوب راخل سے پیار کرتا تھا۔ بائبلی اشاروں اور نمونوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحیوں کے مسیح کے ساتھ تعلقات کی نوعیت مختلف ہے۔ کچھ محض رسمی مسیحی ہیں، کیوں کہ وہ ایمان کے ذریعے راست بازی کے عمل سے گزرتے ہیں۔ دُوسروں کا مسیح کے ساتھ محبت کا رشتہ ہے۔

اُسے ایک دُوسرے طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔ نئے عہد نامے (یونانی زبان) میں دو الفاظ مستعمل ہیں جن کا ترجمہ ''محبت'' کیا گیا ہے۔ پہلا لفظ فیلیو یا ''برادرانہ محبت'' اور دُوسرا لفظ اگاپے یا ''الٰہی محبت'' ہے۔ برادرانہ محبت اچھی ہے لیکن یہ محبت بھائیوں اور بہنوں میں اُس وقت ہوتی ہے جب وہ نوعمر ہوتے ہیں۔ یہ ایک نصفا نصف کا تعلق ہے۔ یہ ایک عدالتی محبت ہے جہاں وہ اپنے بھائیوں کی چیزوں اور اُن کے حقوق کا احترام کرنا سیکھتے ہیں۔ دُوسری طرف الٰہی محبت، پاک، پختہ اور غیر مشروط محبت ہے۔ یہ ایک ایسی محبت ہے جہاں شوہر اور بیوی اپنے حقوق کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ وہ اِس کوشش میں رہتے ہیں کہ وہ اپنے شریکِ حیات کی ضروریات کو کس طرح پورا کریں۔

لیاہ اور راخل میں یہی فرق تھا۔ یعقوب کے ساتھ یہ مختلف تعلقات ہمیں عام مسیحیوں اور غالب آنے والوں کے بارے میں بھی بتاتے ہیں۔

یہاں تک کہ یعقوب اولین غالب آنے والا ہے اور وہ ہمیں دکھاتا ہے کہ کس طرح خُدا غالب آنے والے لوگوں کی تربیت کرتا ہے۔ اِس کہانی میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح غالب آنے والوں کی تربیت پہلے خُدا کے ساتھ ایک قانونی (خوف) تعلق قائم کرتی ہے اور بعد میں ایک حقیقی محبت کے رشتے میں پروان چڑھتے ہیں جو ہر طرح کے خوف کو ختم کر دیتا ہے۔ محبت کے بارے میں سیکھنا مسیح میں پختگی کے اعلیٰ درجات تک جانا ہے۔

لابن کی غلامی یعقوب کو جابرانہ لگ رہی ہوگی لیکن خُدا نے اِس لیے اِس غلامی کو مقرر کیا تاکہ وہ کچھ گراں بہا اسباق سیکھ سکے۔ اور ہمیں اِس سے دورِ خمسین کے متعلق مناسب نمونے اور اشارے مل سکیں۔

یعقوب اِس لیے غلامی میں تھا تا کہ وہ خادم بننا سیکھ جائے کیوں کہ یہ اُس کے دورِ خمسین کی تربیت کی ماہیت تھی جس کا آغاز اُس کے ''بیت ایل'' کے تجربے سے ہوا۔

بہت سالوں بعد بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے بیابان میں بلایا گیا تا کہ وہ خُدا کی آواز اور اُس کی شریعت کی فرمانبرداری سیکھیں۔ پینتکست کا زمانہ وہ وقت ہے جب ہم سیکھتے ہیں کہ کیسے خُدا کے فرمانبردار بندے بننا ہے۔ ہم خُدا کی آواز کو سننا سیکھتے ہیں اور سننا فرمانبرداری ہے۔ یہ وہ عید نہیں جس میں ہم خوش حال ہونا اور حکمرانی کرنا سیکھتے ہیں بلکہ یہ وہ عید ہے جس میں ہم اُن مصیبتوں کے وسیلے فرمانبرداری سیکھتے ہیں جن کو ہم جھیلتے ہیں (عبرانیوں ۵:۸)۔

یہاں تک کہ پینتکست بھی ایک ایسا وقت ہے جہاں ہمیں عیدِ خیام کے خواب اور رُویا کو پروان چڑھانے کے لیے بلایا گیا ہے۔ جیسا کہ یعقوب نے بیت ایل میں اُس خواب کا تجربہ کیا۔ عیدِ خیام کی پیشین گوئی ابتدا میں ہی کر دی گئی تھی۔ اِس وجہ سے بیابان میں اسرائیل کا پہلا پڑاؤ سکوت (''سایبان'' یا ''خیمے'') میں تھا اور لوگوں سے کہا گیا کہ وہ بیابان میں اپنے طویل قیام کے دوران خیموں میں رہیں (احبار ۲۳:۴۳)۔ یعنی اُنھیں ایک مستقل یاددہانی کے طور پر خیموں میں رہنا تھا کہ عیدِ فسح یا عیدِ پینتکست کے تحت اُن کا گھر بیابان میں نہیں تھا۔ اُن کی اُمید عیدِ خیام میں تھی، جو اُن کی حقیقی وعدے کی سرزمین تھی۔

لابن کی خدمت کرنا بائبلی نمونہ میں بیابان میں اسرائیل کے خیموں میں رہنے کے مترادف تھا۔ ہم یہ کیسے جانتے ہیں؟ جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے، لوبان کا تیل خیموں کے مسح کی ایک اور قسم ہے۔ لوبان کے لیے عبرانی لفظ Lebonaw ہے۔ اِس لفظ کا ماخذ Laban ہے جس کے معنی ''سفید'' ہیں اور یہ بائبلی نمونوں میں سفید پوشاک کے بارے میں بات کرتا ہے جو مقدسوں کی راست بازی ہے (مکاشفہ ۱۹:۸)۔ یہ بدن کی وہی تبدیلی ہے جو یسوع نے متی ۱۷:۲ میں اپنی صورت کی تبدیلی کے وقت ظاہر کی۔

> ''اور اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی اور اُس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا اور اُس کی پوشاک نور کی مانند سفید ہو گئی۔''

وہاں موسیٰ یسوع سے بات کرتا نظر آتا ہے کیوں کہ اُس نے بھی پہاڑ پر ابتدائی خیموں کا تجربہ کیا تھا جب وہ چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ واپس لوٹا (خروج ۳۴:۲۹)۔ اُسی وقت ایلیاہ بھی ظاہر ہوا کیوں کہ اُس نے بگولے میں ''اُٹھائے جانے'' کے وسیلہ عیدِ خیام کا ایک اور تجربہ کیا۔ ہمارے پاس اِن دونوں شخصی تجربات کے

متعلق کہنے کے لیے بہت کچھ ہے لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے ہم وہ سب یہاں بیان نہیں کر سکتے۔ دریں اثنا ہم ظاہر کر رہے ہیں کہ لابن کا مطلب ''سفید'' ہے اور یہ پینتکست کی غلامی کے دوران بھی خیموں کی اُمید کی نشان دہی کرتا ہے۔

بیس سال کی غلامی کے بعد، یعقوب اکیسویں سال لابن کو چھوڑ کر کنعان واپس چلا گیا۔ غلامی سے آزادی کا یہ وقت بہت دل چسپ ہے۔ اور شاید یہ اُس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ وہ خُدا کے یوبلی کیلنڈر سے واقفیت رکھتا تھا۔ آیا وہ اِس سے واقفیت رکھتا تھا یا نہیں یہ اہمیت نہیں رکھتا، تاہم یہ بات ہمیں خاص طور پر بتائی گئی ہے خُدا نے اُسے بتایا کہ کب جانا ہے (پیدایش ۳۱:۱۱-۱۳)۔ خُدا اِس بات کو جانتا تھا، اِس لیے اُس نے اُسے پینتالیسویں سال کی انچاسویں یوبلی پر جانے کے لیے کہا۔

یعقوب آدم سے ۲۱۰۷ ویں سال بعد پیدا ہوا۔ یہ پینتالیسویں یوبلی تھی۔ وہ ۱۴۷ برس بعد چھیالیسویں یوبلی کو وفات پا گیا۔ یعقوب پینتالیسویں یوبلی کے آخری آرام کے سال (انچاسویں سال) غلامی سے آزاد ہوا، اور اگلے سال پینتالیسویں یوبلی کو بیت ایل میں واپس آیا۔ یعقوب کی زندگی میں اِن واقعات کا وقت اِس بات کا بنیادی ثبوت ہے کہ یعقوب غالب آنے والوں کا نمونہ ہے جو خُدا کی طرف سے تربیت یافتہ تھا۔ لیکن یہ ہمیں یعقوب سے ''اسرائیل'' کی طرف جانے کا راستہ بھی دکھا رہا ہے۔

دُوسری طرف عیسو جو یعقوب کا جڑواں بھائی تھا وہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ کن اعمال کی وجہ سے غالب آنے والا نہیں بنا جا سکتا۔ اُس کی زندگی اُس کے کردار کی نشو و نما میں ایک متضاد نمونہ ہے۔ لیکن جیسا کہ رومیوں کا نواں باب ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ خُدا نے پیدایش سے پہلے یعقوب کو چن لیا اور عیسو کو ردّ کر دیا، تا کہ ہم یہ بھی جان سکیں کہ خُدا اپنے انتخاب میں خود مختار ہے کہ کون اُس کی بادشاہی میں حکمرانی کرنے کے لیے غالب آئے گا۔ ایمان اور محبت میں تربیت کے لیے غالب آنے والوں کی مخالفت ضروری ہے، جیسا کہ ہم یعقوب کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے واضح طور پر سیکھتے ہیں۔

یعقوب محنایم میں

لابن کے گھر میں سے نکلنے کے بعد یعقوب محنایم کے مقام پر رُکا (پیدایش ۳۲:۲)۔ عبرانی میں اِس نام کا مطلب ''غول'' ہے۔ جہاں اُس کو خبر ملی کہ عیسو چار سو مسلح آدمیوں کو لے کر اُس سے ملنے کے لیے آ رہا ہے۔

یعقوب نہایت ڈر گیا اور اُس نے اپنے خاندان اور اپنے بھیڑ بکریوں، گائے بیلوں اور اونٹوں کے دو غول کر دیئے (پیدایش ۳۲:۷)۔ خُدا نے اِن حالات کو استعمال کر کے خزاں کی عیدوں میں سے پہلی عید یعنی ''نرسنگوں کی عید'' کی تکمیل کے لیے ایک بہت ہی اہم نمونہ قائم کیا۔

ہم پہلے ہی اِس بات کو ظاہر کر چکے ہیں کہ کس طرح نرسنگوں کی عید مُردوں کے جی اُٹھنے کا مقررہ وقت ہے۔ ہم اِس بات کے بارے میں بھی پہلے سے ہی بتا چکے ہیں کہ کس طرح سے خُدا نے موسیٰ کو دو نرسنگے بنانے کی ہدایت کی۔ صرف ایک نرسنگے کے پھونکے جانے سے جماعت کے سرداروں کو بلایا جاتا، جب کہ دونوں نرسنگوں کو اکٹھا پھونکنے سے پوری جماعت (کلیسیا) کو بلایا جاتا تھا اور اُسی طرح یعقوب نے اپنے گھرانے کو دو غولوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ دو قیامتوں کی پیشین گوئی کرتا ہے۔ یہ لیاہ اور راخل کے گروہوں کے درمیان تقسیم کی بھی پیشین گوئی بھی کرتا ہے جو کلیسیا اور غالب آنے والوں کے درمیان ہے۔

پیدایش ۳۲:۱-۲ میں ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یعقوب فرشتوں یعنی خُدا کے لشکر سے ملا۔ ہمیں اِس کے متعلق مزید تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں، لیکن یہ مُردوں کی آنے والی قیامت کے واقعات کے نبوتی نمونے کو ترتیب دینے کے لیے کافی ہے۔ یہوداہ ۱۴ اور ۱۵ میں لکھا ہے:

> ''اِن کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا یہ پیشین گوئی کی تھی کہ دیکھو۔ خُداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا۔ تا کہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو اُنھوں نے بے دینی میں کیے ہیں اور اُن سب سخت باتوں کے سبب سے جو بے دین گناہ گاروں نے اُس کی مخالفت میں کہی ہیں قصوروار ٹھہرائے۔''

یہ جزوی طور پر استثنا ۳۳:۲ کا ایک اقتباس ہے جو کوہِ سینا پر پینتکست کے پہلے دن خُدا کے آگ میں ظاہر ہونے کے بارے میں بات کرتا ہے:

> ''اور اُس نے کہا۔ خُداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ اُس کے دہنے ہاتھ پر اُن کے لیے آتشی شریعت تھی۔''

لٰہذا محنایم کے مقام پر خُدا کے لشکر کا آنا کوہِ سینا پر خُدا کے آنے کا ایک ابتدائی نمونہ ہے جو کہ مسیح کی

آمدِ ثانی کا نمونہ ہے جیسا یہوداہ نے کہا۔ تاہم یہوداہ ہمیں اُس کی دُوسری آمد میں اُس کے ہزاروں مقدسوں کے ساتھ آنے کے مقصد کے بارے میں بتاتا ہے۔ وہ مقصد یہ ہے ''تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو اُن کی بے دِینی کے اُن سب کاموں کے سبب جو اُنھوں نے بے دینی سے کیے ہیں اور اُن سب سخت باتوں کے سبب سے جو بے دین گناہ گاروں نے اُس کی مخالفت میں کہی ہیں قصور وار ٹھہرائے'' (یہوداہ ۱۵)۔ شاید یہوداہ یعقوب کی اُس کہانی سے شناسا تھا جو آشر کی کتاب میں موجود ہے، کیوں کہ ہمیں وہاں آسمانی لشکر کی مزید تفصیلات فراہم کی گئی ہیں جو یعقوب نے محنایم میں دیکھا۔ آشر ۳۲: ۲۷-۳۳ میں لکھا ہے:

''اور خُداوند نے اُس دن یعقوب کی دُعا سنی، اور خُداوند نے یعقوب کو اُس کے بھائی عیسو کے ہاتھ سے چھڑایا۔ خُداوند نے آسمانی فرشتوں میں سے تین فرشتوں کو بھیجا اور وہ عیسو سے آگے اُس کے پاس آئے۔ یہ فرشتے عیسو اور اُس کے آدمیوں کو دو ہزار آدمیوں کی طرح دکھائی دیئے جو ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے لیس گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ عیسو اور اُس کے تمام آدمیوں کے سامنے ظاہر ہوئے اور چار غولوں میں بٹ گئے، چار سردار اُن کی راہنمائی کر رہے تھے۔ ایک غول آگے بڑھا اور اُنھوں نے عیسو کو چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے بھائی یعقوب کی طرف آتے دیکھا وہ غول عیسو اور اُس کے لوگوں کی طرف بھاگا اور اُنھیں خوف زدہ کر دیا، عیسو گھبرا کر اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ اُس کے سب آدمی اُس سے الگ ہو گئے، کیوں کہ وہ بہت خوف زدہ ہو گئے تھے۔ جب وہ عیسو سے الگ ہو کر بھاگے تو سارا غول اُن کے پیچھے للکارا اور سب جنگ جوؤں نے جواب دیا، یقیناً ہم یعقوب کے خادم ہیں جو خُدا کا خادم ہے، پھر کون ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے؟ عیسو نے اُنھیں جواب دیا، تو میرا خُداوند اور بھائی یعقوب تمھارا مالک ہے، جسے میں نے بیس سالوں سے نہیں دیکھا اور اب جب میں اُس سے ملنے آیا ہوں تو کیا تم میرے ساتھ ایسا سلوک کرو گے؟ فرشتوں نے اُسے جواب دیا، خُداوند کی حیات کی قسم، اگر یعقوب نہ ہوتا جسے تو نے اپنا بھائی کہا ہے تو ہم تجھے اور تیرے آدمیوں میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑتے، لیکن یعقوب کی خاطر ہم تمھیں کچھ نہیں

کہیں گے۔‘‘

پھر یہ واقعہ ہمیں بتا تا ہے کہ کیسے فرشتوں کا دُوسرا، تیسرا اور چوتھا گروہ عیسو سے ملا جب وہ یعقوب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب عیسو یعقوب کے غول تک پہنچا تو وہ مکمل طور پر عاجز، بھلا، ہم چشم، مطیع اور پوری طرح خوف زدہ ہو چکا تھا۔ یہاں عیسو نے پورے طور پر ایک مختلف رویے کا تجربہ کیا، کیوں کہ جب وہ اپنے گھر سے چار سو جنگ جوؤں کے ساتھ نکلا تو اُس کا ارادہ تھا کہ وہ یعقوب کو ملتے ہی مار دے گا۔ اِس کہانی میں فرشتے یا لشکر اُن لوگوں کی نمائندگی کرتے دکھائی دیتے ہیں جو مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ یہ غالب آنے والے تھے جو پچھلے سالوں میں زندہ تھے اور پھر مر گئے۔ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے تا کہ اُن لوگوں کی مدد کریں جو آخیر زمانہ میں زندہ ہیں۔ تمام غالب آنے والوں کو دورِ خیام میں مسیح کے ساتھ حکمرانی کے لیے بلایا گیا ہے، اِس حکمرانی کا بنیادی مقصد زمین کی عدالت کرنا ہے۔ اِس کا مطلب زمین کو تباہ کرنا نہیں، بلکہ دُنیا کی باقی آبادی کے درمیان الٰہی شریعت کے مطابق حقیقی انصاف قائم کرنا ہے۔ ا۔کرنتھیوں ۶:۲ میں کہا گیا ہے:

> ’’کیا تم نہیں جانتے کہ مقدس لوگ دُنیا کا انصاف کریں گے ؟ پس جب تم کو دُنیا کا انصاف کرنا ہے تو کیا چھوٹے سے چھوٹے جھگڑوں کے بھی فیصل کرنے کے لائق نہیں؟ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کا انصاف کریں گے َ تو کیا ہم دُنیوی معاملے فیصل نہ کریں؟‘‘

الٰہی شریعت موسیٰ کے زمانے میں دی گئی اور یہ صدیوں سے بنی اسرائیل کے پاس ہے۔ وہ زمین پر راست بازی قائم کرنے میں نا کام رہے۔ ایسا اِس لیے نہیں تھا کہ شریعت ناقص تھی، بلکہ شریعت کو لاگو کرنے والے خُدا کو نہیں جانتے تھے اور اُن میں حکمت کے ساتھ شریعت کو لاگو کرنے کی صلاحیت موجود نہیں تھی۔ پھر کلیسیا کے پاس اُن کی بائبل میں تقریباً بیس ہزار سال تک دورِ خمسین کے زمانے میں الٰہی شریعت موجود تھی، جس میں اُن کو فسح کے دَور میں شاید ہی اسرائیل سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو۔ لیکن دونوں ادوار میں خُدا غالب آنے والوں کے خفیف سے بقیہ کی تربیت کر رہا تھا، جو خُدا کو جانیں گے اور اُس کے رُوح سے معمور ہوں گے جس کی وساطت سے وہ کامل حکمت سے اِلٰہی شریعت کو لاگو کر سکتے ہیں۔ یہ خُدا کے لشکر ہیں جو بے دینوں کی عدالت کریں گے، تمام ناانصافیوں کا انسداد کریں گے اور سب لوگوں کو خُدا کی شریعت اور اُس کے راستوں کے بارے میں سکھائیں گے۔ یسعیاہ ۲۶:۹ میں لکھا ہے:

''رات کو میری جان تیری مشتاق ہے۔
ہاں میری رُوح تیری جستجو میں کوشاں رہے گی
کیوں کہ جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔''

جس طرح سے عیسو کو خُدا کے خوف کی وجہ سے یعقوب کو نقصان پہنچانے سے روک دیا گیا تھا۔ اُسی طرح سے غالب آنے والے دورِ خیام میں زمین پر بدی کو روکیں گے۔ یسوع نے متی ۱۹:۲۸ میں کہا کہ نئی پیدایش میں بارہ رسول اسرائیل کے قبائل کا انصاف کریں گے۔

''یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم نئی پیدایش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم جو میرے پیچھے ہو لیے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔''

ہم نے پولس کے کرنتھس کی کلیسیا کو لکھے گئے خط میں پہلے بھی دیکھا کہ کچھ اور درجات بھی ہوں گے جو غالب آنے والوں کو حاصل ہوں گے وہ دُنیا کے ساتھ ساتھ فرشتوں کا بھی انصاف کریں گے۔ یہ یعقوب کے محنایم میں تجربے کی نبوتی کہانی کا مطلب ہے، جہاں اُس نے خُدا کے لشکر کو دیکھا۔

یعقوب فنی ایل میں

جب یعقوب نے سنا کہ عیسو چار سو آدمیوں کے ساتھ اُسے مارنے کے لیے آ رہا ہے تو وہ اُس رات دُعا کے لیے گیا۔ یہ کہانی پیدایش ۳۲:۲۴-۳۱ میں بیان کی گئی ہے:

''اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اُس سے کشتی لڑتا رہا۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ اُس پر غالب نہیں ہوتا تو اُس کی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اُس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ اور اُس نے کہا مجھے جانے دے کیوں کہ پو پھٹ چلی۔ یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دُوں گا۔ تب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے جواب دیا یعقوب۔ اُس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہو گا کیوں کہ تو نے خُدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے اُس

سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنا نام بتا دے۔ اُس نے کہا کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اور اُس نے اُسے برکت دی۔ اور یعقوب نے اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خُدا کو رُوبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی۔ اور جب وہ فنی ایل سے گزر رہا تھا تو آفتاب طلوع ہوا اور وہ اپنی ران سے لنگڑاتا تھا۔''

یعقوب کے بیابانی سفر کی ترتیب میں یہ واقعہ یومِ کفارہ یا یوبلی کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ یعقوب کے لیے فیصلے کا دن تھا، اور یہ اُس اِلٰہی کشتی کا ماحصل اور یعقوب کے خُدا کے ساتھ چلنے میں نہایت ہی اہم موڑ تھا۔

ہم پہلے ہی اِس بات کو ظاہر کر چکے ہیں کہ اُس دن دس جاسوسوں نے بُری خبری دی۔ اُن کے لیے بھی یہ فیصلہ کا دن تھا، آیا وہ یوبلی اور وعدے کی سرزمین کے وارث ہونے کا اعلان کریں گے یا نہیں۔ اسرائیل نے فرمانبرداری سے انکار کر دیا، اِس لیے وہ غالب نہیں آئے جیسے یعقوب غالب آیا۔ اُنھوں نے خُداوند کے فرشتے کی موجودگی اور اُس کے چہرے سے برکت حاصل نہ کی۔ یوں اُنھوں نے اپنے باپ یعقوب کے کاموں کو پورا نہ کیا۔ آج ہمارے لیے یعقوب کے فنی ایل کے تجربہ کی نبوتی تکمیل باقی ہے۔

یہ وہی جگہ تھی جہاں یعقوب کو ''اِسرائیل'' کا نام دیا گیا۔ دی کمپینئین بائبل (The Companion Bible) میں اِس حوالے کے متعلق ڈاکٹر بلنگر کے نوٹس میں ہم اِسرائیل کے نام کے معنی کے متعلق کچھ اِس طرح پڑھتے ہیں:

''اسرائیل: خُدا حکم دیتا یا حکمرانی کرتا ہے۔ انسان بھی اُس کی مانند بننے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ عبرانی کے چالیس ناموں میں سے جو ''ایل'' یا ''یا'' کے ساتھ مرکب ہیں، اُن میں خُدا ہمیشہ اُس کام کا کرنے والا ہوتا ہے جو اُس فعل کی عکاسی کرتا ہے (جیسے دانی۔ ایل، خُدا منصف ہے)۔''

دُوسرے لفظوں میں اسرائیل کا مطلب ''خُدا کے ساتھ حکمرانی'' کرنا نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر سوچا جاتا ہے۔ اِس کا مطلب ''خُدا حکمرانی کرتا ہے''۔ خُدا نے یعقوب کے کردار میں تبدیلی کی نشان دہی کرنے کے لیے اُس کا نام ''مقابلہ کرنے والا، جگہ لینے والا اور ایڑی پکڑنے والا'' سے تبدیل کر دیا۔ اب وہ لوگوں سے جھگڑنے والا نہیں تھا، جس کا خیال تھا کہ خُدا اپنی بلاہٹ کو قائم کرنے اور اُسے پہلوٹھے کا حق اور برکت دینے سے قاصر ہے۔ اب وہ یہ بالکل نہیں سوچتا تھا کہ خُدا کو زمین پر اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لیے انسانی مدد کی

ضرورت ہے۔ اب یعقوب کو اِس بات کا احساس ہوا کہ اُن تمام سالوں میں وہ دانستہ طور پر خُدا کے ساتھ جھگڑا کرتا رہا۔

فنی ایل میں یعقوب نے خُدا کی حاکمیت کے عظیم سبق کو سیکھا۔ اب اُسے یہ معلوم ہوا کہ خُدا عیسو اور لابن دونوں کی پشت پر تھا اور خُدا نے ہی اُن دونوں کو برپا کیا تھا کہ وہ یعقوب کو تکلیف دیں، تاکہ یعقوب اِس بات کو سیکھے کہ اُسے آدمیوں سے نہیں لڑنا چاہیے۔ اِن سے یعقوب کو یہ بات سکھانا مقصود تھا کہ خُدا بے بس نہیں اور نہ ہی وہ آدمیوں پر انحصار کرتا ہے، جیسے وہ سوچ رہا تھا۔ یعقوب اور اُس کی ماں کا خیال تھا کہ جب اضحاق نے عیسو کو برکت دینے کا ارادہ کیا تو اُس کے اِس عمل سے بہت بڑی بے ترتیبی وقوع پذیر ہوگی۔ اِس وجہ سے اُنھوں نے خُدا کی مدد کرنے اور دھوکا دہی سے برکت حاصل کرنے کی سازش کی۔

بعدازاں یعقوب حد درجہ پریشان ہوا کیوں کہ لابن اُس کی اُجرت میں اُسے دھوکا دے رہا تھا۔ لیکن یعقوب اتنا سمجھ دار تھا کہ وہ لابن پر بھی غالب آ سکتا تھا۔ لیکن فنی ایل کے مقام پر یعقوب کا خُدا سے آمنا سامنا ہوا اور کلامِ مقدس میں سکھائے گئے سب سے اہم مکاشفات میں سے اُس نے ایک کے بارے میں سیکھا کہ خُدا انسانی مراتب میں حکمرانی کرتا ہے اور یہ کہ کوئی بھی شخص زمین پر خُدا کی بادشاہی کو قائم ہونے سے نہیں روک سکتا۔ میرا ایمان ہے کہ اِس سے بھی زیادہ اُس نے اِس بات کو سیکھا کہ کوئی بھی شخص راست باز کو اُس کی بلاہٹ اور پہلوٹھے کے حق کو حاصل کرنے سے بھی نہیں روک سکتا، جو خُدا اپنی بادشاہی میں اُسے دینا چاہتا ہے۔

اگلے دن جب عیسو یعقوب سے ملا تو اسرائیل نے اُسے کہا ''کیوں کہ میں نے تو تیرا منہ ایسا دیکھا جیسا کوئی خُدا کا منہ دیکھتا ہے'' (پیدایش ۳۳:۱۰)۔ آخر کار یعقوب عیسو کے چہرے میں خُدا کا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ کوئی بھی عیسو میں خُدا کا چہرہ (موجودگی) نہیں دیکھ سکتا تھا، جب تک وہ خُدا کی حاکمیت کا فہم نہ رکھے اور الٰہی مکاشفہ کے ذریعے اُسے نہ دیکھے۔ کیا ہم تمام حالات میں خُدا کو دیکھتے ہیں؟ یا کیا ہم اپنے مخالفین میں محض ابلیس کا چہرہ دیکھتے ہیں؟ یہ فنی ایل کا مکاشفہ ہے اور اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یعقوب کا نام تبدیل کر کے اسرائیل رکھ دیا گیا۔ یہ راست بازوں اور غالب آنے والوں میں بنیادی فرق ہے۔ زمین پر راستی سے عدالت کرنے اور اپنے ''دُشمنوں'' سے کسی قسم کی عداوت نہ رکھنے کے لیے یہ مکاشفہ بھی بہت ضروری ہے۔

یعقوب فرشتے سے کشتی ہار گیا، لیکن خُدا سے جنگ ہار کر اُس نے اپنی رُوح میں جہالت اور لاعلمی کے

خلاف جنگ کو جیت لیا۔ یعقوب غالب آ گیا یا وہ کامیاب ہو گیا۔ وہ خُدا پر غالب آنے یا خُدا کی مرضی کو تبدیل کرنے میں کامیاب نہ ہوا، بلکہ یعقوب نے خُدا کے مکاشفہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیا اور یوں یعقوب اپنی جسمانی عقل میں دشمن پر غالب آ گیا۔ ڈاکٹر بلنگر اِس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ یعقوب فرشتے پر ''غالب'' آیا کہتے ہیں:

> ''غالب آنا: کامیاب ہونا۔ وہ پہلوٹھے کے حق کے لیے لڑا اور اُس میں کامیاب ہوا (پیدائش ۲۵: ۲۹۔ ۳۴)۔ وہ برکت کے لیے لڑا اور اُس میں کامیاب ہوا (۲۷ باب)۔ وہ لابن سے لڑا اور اُس میں کامیاب ہوا (۳۱ باب)۔ وہ آدمیوں سے لڑا اور اُس میں کامیاب ہوا۔ اب اُس نے خُدا سے کشتی کی اور اُس میں ناکام ہوا۔ اِس لیے اُس کا نام تبدیل کر کے اسرائیل (Isra-el) رکھا گیا، تاکہ اُسے خُدا پر بھروسا کرنے کے نہایت اہم سبق کے بارے میں سکھایا جا سکے۔''

ہمیں لازمی طور پر یومِ کفارہ کو یوبلی میں بدلنا سیکھنا چاہیے جو سبت کے آرام کی اعلیٰ ترین شکل ہے۔ جب ہم شیطان کے خلاف لڑنا چھوڑ کر سب باتوں میں خُدا پر انحصار کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ سوچنے کی بجائے کہ زمین پر شیطان کی حکمرانی ہے خُدا کی حاکمیت کو جان جاتے ہیں تو صرف اُسی وقت ہی ہم خُدا کے آرام میں داخل ہونے کے قابل ہوتے ہیں۔

یعقوب سکوت (خیمے) میں

کشتی لڑنے اور عیسو سے ملاقات کے بعد یعقوب نے وعدے کی سرزمین کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھا۔ یہاں اُس نے سکات میں گھر بنایا (پیدائش ۳۳: ۱۷)۔

> ''اور یعقوب سفر کرتا ہوا سکات میں آیا اور اپنے لیے ایک گھر بنایا اور اپنے چوپایوں کے لیے جھونپڑے کھڑے کیے۔ اِسی سبب سے اِس جگہ کا نام سکات پڑ گیا۔''

آخر کار یعقوب سکات میں وعدے کی سرزمین میں آیا جو اُس کی میراث تھی۔ یہ نہایت ہی مناسب تھا کہ وہ اُس جگہ کو ''سکات'' یعنی خیموں یا سایبانوں کے نام سے پکارے۔ عید کے دِنوں کی ترتیب میں، خیموں کی عید یا عیدِ خیام شریعت کے نبوتی مکاشفہ میں حتمی عید کا دن ہے۔

اِس جگہ کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہا گیا، اِس لیے ہم اِس واحد آیت سے عیدِ خیام کے متعلق بہت کم معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس لیے ہمیں لازمی اِس عید کے بارے میں اہم تفصیلات کے حصول کے لیے دیگر بائبلی قوانین اور نبوتی نمونوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اِس کے باوجود ہم مندرجہ بالا آیت سے ایک نہایت ہی اہم تفصیل کے متعلق سیکھتے ہیں جسے عمومی طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ سکات وہ جگہ ہے جہاں یعقوب نے ایک گھر بنایا اور اپنے چوپایوں کے لیے جھونپڑے کھڑے کیے۔

برسوں بعد خُدا نے اسرائیل کو اُن کے بیابانی دَور میں کہا کہ وہ سایبانوں میں رہیں۔ اُنھوں نے اُس وقت تک گھر نہ بنائے جب تک وہ وعدے کی سرزمین میں داخل نہ ہوئے۔ یعقوب نے اِس نمونے کو پورا کیا، اور جب تک وہ کنعان میں واپس نہ آیا اُس نے کوئی گھر نہ بنایا۔ اِس کے ساتھ ساتھ پوری بیابانی آوارگی میں خُدا خود ایک خیمہ (موسیٰ کا خیمۂ اجتماع) میں رہتا تھا۔ کنعان کی سرزمین میں آنے کے بعد ہی خُدا نے سلیمان کو ایک گھر یعنی ہیکل بنانے کا حکم دیا۔

اِس میں ہم پختگی اور خُدا کا تجربہ کرنے کے اپنے تدریجی مراحل کو دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک ہم سیکھنے کے مراحل میں ہوں تو ہمیں متحرک رہنا چاہیے۔ اِسرائیل کی طرح ہمیں رُوح کی راہنمائی میں پانی کے ایک چشمے سے دُوسرے چشمے کی طرف جانا چاہیے اور ہر پڑاؤ پر کچھ نہ کچھ سیکھنا چاہیے۔ ماضی کی ہر ایک حقیقی بیداری کی بنیاد سچائی کے ایک نئے مکاشفے پر ہوئی جسے خُدا نے مسیحی فکر کی تاریخ میں داخل کیا۔ بہت سے لوگ ہر سچائی کو ردّ کرتے ہیں اور بہت سے لوگ بعد میں اُس کو مسخ کر دیتے ہیں۔ وہ اُسے خُدا کی بصارت سے نہیں سمجھتے، پھر بھی سچائی ہمیشہ ہر کسوٹی پر قائم رہتی ہے۔ دریں اثنا ہمیں متحرک رہنے کے لیے بلایا گیا ہے، نہ کہ یہ خیال کرتے ہوئے اپنے اعتقادی نظاموں میں جامد رہنے کے لیے کہ ہمارے پاس پہلے سے ہی مکمل سچائی موجود ہے اور اِس کے سوا کوئی سچ نہیں ہے۔

یہی زیادہ تر فرقوں کی کم زوری ہے۔ وہ بیابان میں بنائے گئے گھر ہیں جو مخصوص عقائد کے حامل ہیں، جن کا خیال ہے کہ وہ قبل از وقت ہی مکمل سچائی کا علم رکھتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ یعقوب (اسرائیل) نے سکات میں ایک گھر بنایا تھا۔ یہ اِس نمونے کی نشان دہی کرتا ہے کہ عیدِ خیام کی تکمیل پر غالب آنے والے رُوح کی مکمل معموری سے خُدا کا مکمل علم حاصل کریں گے۔ پولس افسیوں ۳:۱۴-۱۹ میں ہمارے لیے اِس انجام کی دُعا کرتا ہے:

''اِس سبب سے میں اُس باپ کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں۔جس سے آسمان اورزمین کا ہر ایک خاندان نامزد ہے۔کہ وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمھیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کے رُوح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زورآور ہو جاؤ۔اورایمان کے وسیلہ سے مسیح تمھارے دلوں میں سکونت کرے تاکہ تم محبت اور جڑ پکڑ کےاور بنیاد قائم کر کے سب مقدسوں سمیت بخوبی معلوم کرسکوکہ اُس کی چوڑائی اورلمبائی اوراُونچائی اور گہرائی کتنی ہے۔اور مسیح کی اُس محبت کو جان سکوجو جاننے سے باہر ہے تاکہ تم خُدا کی ساری معموری تک معمور ہوجاؤ۔''

خیموں کی عید وہ مقام ہے جہاں غالب آنے والے مستقل طور پر خُدا کی معموری کا تجربہ کریں گے۔ اِس مقررہ وقت سے پہلے ہم رُوح کی مستعدی کے تحت ہیں جو پینتکست کی خصوصیات کی حامل ہے، موسیٰ کی طرح کچھ مواقعوں پر وہ عارضی طور پر خیموں کا تجربہ کرتے ہیں لیکن کوئی بھی مستقل طور پر اُس سے لطف اندوز نہیں ہوسکا۔

پینتکست میں ہم خُدا کے اعلیٰ ترین آرام (سبت) میں داخل نہیں ہوئے۔جس طرح تین سبت ہیں (ساتواں دن،ساتواں سال اور یوبلی)،اُسی طرح آرام کے بھی تین درجات ہیں جن کا تجربہ راست باز کر سکتے ہیں۔ یہ آرام تین عیدوں کے مساوی ہے۔پہلی دوعیدیں اُس وقت ہوتی ہیں جب ہم ابھی تک خیموں میں ہوتے ہیں۔تیسری عید آرام کے مقدس میں ہے۔

بیابان میں اِسرائیل کے قیام کے دوران،خُدا نے عہد کے صندوق اور بنی اسرائیل کے لیے آرام کی جگہ تلاش کی۔گنتی ۱۰:۳۳ میں لکھا ہے:

''پھر وہ خُداوند کے پہاڑ سے سفر کر کے تین دن کی راہ چلے اور تینوں دن کے سفر میں خُداوند کے عہد کا صندوق اُن کے لیے آرام گاہ کی تلاش کرتا ہوا اُن کے آگے آگے چلتا رہا۔''

آخرکار خُدا کو سلیمانی ہیکل میں سکونت کی جگہ مل گئی جو کہ مکمل بالغ ایمان دار کی تصویر ہے،جس نے عیدِ خیام کا تجربہ کیا ہے۔خُدا ایک طویل عرصے سے زمین پر آرام کی تلاش کررہا تھا۔سلیمانی ہیکل حقیقی سکونت گاہ کا صرف ایک نمونے اوراشارہ ہے جسے وہ ہم میں چاہتا ہے۔سلیمانی ہیکل عیدِ خیام کے آٹھویں دن رُوح

سے معمور ہوگئی (۱۔سلاطین ۸: ۲،۲۔تواریخ ۷: ۱۔۱۰)۔

آج ہم اپنے جسمانی بدن میں خُدا کا مقدِس ہیں ۔خُدا ہم میں سکونت کرنا چاہتا ہے جیسے ہم اُس میں سکونت کرنا چاہتے ہیں ۔ جب ہم یعقوب (اسرائیل) کی طرح سکات جائیں گے، تب ہم اپنا گھر بنائیں گے اور اعلیٰ ترین معنوں میں اُس کے آرام میں داخل ہوں گے ،لیکن باقی بھیڑیں اور بکریاں بیابان میں اسرائیل کی طرح جھونپڑوں میں رہیں گی، کیوں کہ وہ ابھی تک عیدِ خیام کے لیے تیار نہیں ہوں گی ۔قدیم اسرائیل کی طرح کلیسیا کی اکثریت یو بلی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور نہ ہی وہ اپنے دشمنوں کے چہروں میں خُدا کے چہرے کو واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں ۔ یوں موسیٰ کے ماتحت اپنے جدامجد کی طرح وہ صرف ایک یومِ کفارہ کو منائیں گے ۔اُنھیں آنے والے زمانہ تک خیموں میں رہنا پڑے گا ۔اُنھیں غالب آنے والوں کے وسیلہ الٰہی شریعت کے ذریعے فرمانبرداری سیکھنی پڑے گی ،جنھیں زمین پر عدالت اور حکمرانی کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔

پانچواں باب

یوایل کی کتاب میں عید کے دن

یوایل کی کتاب میں بیان کی گئی پیشین گوئی اسرائیلی موسمِ خزاں کی عیدوں میں ہونے والے واقعات کی بنیادی ترتیب کی پیروی کرتی ہے۔ جو اہم نکتہ ہم یہاں بیان کرنا چاہتے ہیں وہ یومِ کفارہ کے متعلق ہے جہاں یوایل فصل کی کٹائی کا اعلان کرتا ہے جب انگور روندے جاتے اور اُسے ''انفصال کی وادی'' کہا جاتا تھا (یوایل ۳:۱۲-۱۴)۔ یہ اصطلاح یعقوب کے فرشتے کے ساتھ کشتی کرنے سے بھی نسبت رکھتی ہے، علاوہ ازیں اُس دن کے ساتھ بھی جب اسرائیل نے فیصلہ کرنا تھا کہ وہ وعدے کی سرزمین میں داخل ہوں گے یا نہیں۔ یاد رکھیں! بارہ جاسوس واپسی پر انگوروں کا پہلا پکا ہوا پھل لائے، جو کفارے کے دن کو فصل کی کٹائی اور عدالت کے دن کے ساتھ یکساں کرتا ہے۔

نرسنگا پھونکنا

عید کے دنوں کا سلسلہ یوایل ۲:۱ سے شروع ہوتا ہے جہاں لکھا ہے:

''صیون میں نرسنگا پھونکو۔

میرے کوہِ مقدس پر سانس باندھ کر زور سے پھونکو۔

ملک کے تمام باشندے تھرتھرائیں

کیوں کہ خُداوند کا روز چلا آتا ہے بلکہ آ پہنچا ہے۔''

یہ نرسنگوں کی عید کی پیشین گوئی سے شروع ہوتی ہے۔ پھر یوایل خُدا کی ایک عظیم فوج کے آنے کا بیان کرتا ہے جو ہمیں فرشتوں کے اُس لشکر کی یاد دلاتا ہے جو یعقوب نے محنایم میں دیکھا تھا۔ یوایل اُسے ''خُداوند کا روز'' کہتا ہے۔ دُنیا کے نقطۂ نظر سے یہ دن ابرِ سیاہ اور ظلمات کا دن ہے۔ وہ اُس فوج کو ٹڈیوں کی طرح دیکھتے ہیں جو اپنے راستے میں آنے والی تمام چیزوں کو آگ کی طرح بھسم کر رہی ہے۔ تاہم حقیقت میں یہ خُدا کی فوج ہے جو مُردوں میں سے جی اُٹھی ہے جو خُدا کی آتشی شریعت کے ساتھ آتی ہے جیسے اُن کے منہ میں تیز تلوار ہے، اور جب وہ اپنے ہزاروں مقدسوں کے ساتھ آتا ہے تو وہ اپنی شریعت کو ظاہر کرے گا۔ استثنا

۳۳:۲-۳ میں لکھا ہے:

''اور اُس نے کہا:-

خُداوند سینا سے آیا

اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا۔

وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا

اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔

اُس کے دہنے ہاتھ پر اُن کے لیے آتشی شریعت (عبرانی:esh-dath، ''آتشی شریعت'') تھی۔

وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔

اُس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں

اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے۔

ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہوگا۔

موسیٰ نے ہم کو شریعت اور یعقوب کی جماعت کے لیے میراث دی۔''

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خُدا اپنے دہنے ہاتھ میں آتشی شریعت لے کر سینا پر اُترا اور ''اُس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔'' بالفاظ دیگر مقدسوں کو خُدا کی آتشی شریعت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ وہی ہیں جو الٰہی شریعت کا انصرام اور زمین پر راست عدالت قائم کرنے کے لیے بلائے گئے ہیں۔ یہ خُدا کے قائم کردہ منصف ہیں۔ یہ خُدا کے لشکر اور یوایل کی فوج ہیں۔ ''گویا اُن کے آگے آگے آگ بھسم کرتی جاتی ہے اور اُن کے پیچھے پیچھے شعلہ جلاتا جاتا ہے'' (یوایل ۲:۳)۔ ٹڈیوں کی طرح وہ ہر گھر میں داخل ہو جائیں گے (یوایل ۲:۹)۔

کوئی اِس فوج کی تعبیر منفی بھی کر سکتا ہے۔ یوایل کی فوج کو ٹڈیوں کے طور پر دکھایا گیا ہے اور مکاشفہ ۹ باب میں ایک دُوسری فوج کو بھی ٹڈی کے طور پر دکھایا گیا ہے جن کی قیادت اتھاہ گڑھے کا فرشتہ کر رہا تھا (مکاشفہ ۹:۱۱)۔ عبرانی میں اُس کا نام ابدون اور یونانی میں اپلیون ہے۔ مکاشفہ ۹:۷ اور یوایل ۲:۴ میں اِن دونوں افواج کو جنگ کرنے والے گھوڑوں اور سواروں کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اِسی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ

ہم یوایل کی فوج کی مثبت اور منفی دونوں طرح سے تشریح کر سکتے ہیں۔ یہ اُس حوالے کے لیے مناسب ہے جو نرسنگوں کی عید کے واقعات کی عکاسی کرتا ہے، کیوں کہ جیسا ہم یعقوب کے نمونے میں پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ عیسو اپنی فوج کے ساتھ آیا، لیکن خُدا نے اُسے روکنے کے لیے اپنی فوج بھیجی۔

لہٰذا ہمارے پاس نرسنگوں کی عید کی مخالفت میں دونوں اطراف کی موجودگی ہے۔ دونوں کو اُوپر اُٹھائے جانے کے طور پر دیکھا جاتا ہے، لیکن دونوں ہی مختلف طرح سے ہیں۔ مُردوں کی قیامت میں خُدا اپنی فوج کو اُوپر اُٹھاتا ہے جب کہ مخالف قوتیں پاتال یا اتھاہ گڑھے کی رُوحوں سے تحریک حاصل کرتی ہیں۔

توبہ کے لیے بلاہٹ

یوایل ۲:۱۲-۲۰ کا حوالہ یومِ کفارہ کے متعلق بات کرتا ہے۔ یہ توبہ کے لیے ایک بلاہٹ ہے، جیسا ہم نے پہلے کہا فیصلے اور عدالت کا روز۔۱۲-۱۷ آیات میں یوں مرقوم ہے:

"لیکن خُداوند فرماتا ہے
اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور
گریہ وزاری و ماتم کرتے ہوئے
میری طرف رجوع لاؤ۔
اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کر کے
خُداوند اپنے خُدا کی طرف متوجہ ہو
کیوں کہ وہ رحیم و مہربان قہر کرنے میں دھیما اور
شفقت میں غنی ہے
اور عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے۔
کون جانتا ہے کہ وہ باز رہے اور برکت باقی چھوڑے
جو خُداوند تمھارے خُدا کے لیے نذر کی قربانی
اور تپاون ہو۔
صیون میں نرسنگا (عبرانی:Shofar) پھونکو

اور روزہ کے لیے ایک دن مقدس کرو۔

مقدس محفل فراہم کرو۔

تم لوگوں کو جمع کرو۔ جماعت کو مقدس کرو۔

بزرگوں کو اکٹھا کرو۔

بچوں اور شیر خواروں کو بھی فراہم کرو۔

دلہا اپنی کوٹھری سے اور دُلہن اپنے خلوت خانہ سے نکل آئے۔

کاہن یعنی خُداوند کے خادم ڈیوڑھی اور قربان گاہ کے درمیان

گریہ وزاری کریں

اور کہیں اے خُداوندا اپنے لوگوں پر رحم کر

اور اپنی میراث کی توہین نہ ہونے دے۔

ایسا نہ ہو کہ دُوسری قومیں اُن پر حکومت کریں۔

وہ اُمتوں کے درمیان کیوں کہیں کہ اُن کا خُدا کہاں ہے؟''

اسرائیلی تمام عیدوں میں صرف یومِ کفارہ پر ہی اُن کو روزہ رکھنے کے لیے کہا گیا۔ یہ توبہ کا دن تھا۔ اِس عید کے دن کے بارے میں یوایل کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ نرسنگوں کی عید پر مُردوں کے جی اُٹھنے کے بعد کلیسیا توبہ اور رحم کے لیے دُعا کرے گی۔ خدام اور کاہن خود توبہ کی منادی کروائیں گے۔ وہ خُدا سے لوگوں کو معاف کرنے کی دُعا کریں گے تاکہ غیر اقوام کے لوگ اُن پر حکمرانی نہ کریں۔ دُوسرے لفظوں میں وہ چاہیں گے کہ غالب آنے والے اُن پر حکمرانی کریں جو حقیقت میں اُس کے رُوح سے معمور ہیں، اور جانتے ہیں کہ کیسے خُدا کی محبت اور حکمت سے انصاف کرنا ہے۔

پندرھویں آیت میں نبی یہ بھی کہتا ہے کہ ''صیّون میں نرسنگا پھونکو۔'' پہلی آیت میں نرسنگا ''نرسنگوں کی عید'' کو ظاہر کرتا ہے۔ پندرھویں آیت میں نرسنگا یوبلی کا نرسنگا ہے۔ یوایل ہمیں بتا رہا ہے کہ وہ خیموں کے دَور میں داخل ہونے کا فیصلہ کریں گے یعنی وعدے کی سرزمین پر۔ وہ دلہا (یسوع) کو پکاریں گے کہ آ اور اپنی دُلہن کو لے جا۔ بہ ظاہر اِس کا کیا مطلب ہے، یوایل کی کتاب میں اِس بارے میں بحث نہیں کی گئی، لیکن ہم جانتے ہیں کہ اِس کا تعلق مسیح کی آمد ثانی سے ہے۔

ہم پہلے ہی یہ بتا چکے ہیں کہ پہلی قیامت میں صرف غالب آنے والے شامل ہوں گے نہ کہ پوری کلیسیا۔ یہی تقسیم اُن راست بازوں میں بھی صادق ہوگی جو اُس وقت زندہ ہوں گے جب وہ زمین پر آئے گا۔ صرف غالب آنے والوں کی ہی ہئیت تبدیل ہوگی یا وہ ''بدل'' جائیں گے (ا۔کرنتھیوں ۱۵:۵۱)۔ باقی ایمان دار (عمومی کلیسیا) اُس یومِ کفارہ پر حقیقی معنوں میں توبہ کریں گے، یہاں تک کہ اُنھیں زمین پر یوبلی کے لیے بھی بلایا جائے گا۔ اُن کی خواہش پوری ہوگی اور وہ عیدِ خیام کے دوران سربراہی کی تبدیلی سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے۔ تب زندگی کا دورانیہ اِس حد تک بڑھے گا کہ ''۔۔۔ کوئی ایسا لڑکا نہ ہوگا جو کم عمر رہے اور نہ کوئی ایسا بوڑھا جو اپنی عمر پوری نہ کرے کیوں کہ لڑکا سو برس کا ہو کر مرے گا اور جو گناہ گار سو برس کو ہو جائے ملعون ہو گا'' (یسعیاہ ۶۵:۲۰)۔ اِس کے باوجود وہ پھر بھی مریں گے جیسے ہم آج مرتے ہیں، کیوں کہ اُن مسیحیوں نے ابدیت حاصل نہیں کی ہوگی۔ وہ پہلی قیامت سے محروم رہیں گے۔

پہلی اور پچھلی برسات

کلیسیا کی دُعا اور توبہ کے نتیجے میں خُدا اُنھیں جواب دے گا اور وہ ''شمالی لشکر'' کو اُن سے دُور کر دے گا (یوایل ۲:۲۰)۔ یہ خُدا کے یعقوب کو عیسو کے لشکر سے بچانے کی مثل ہے۔ پھر یوایل رُوح کے نازل ہونے کی بات کرتا ہے جو زمین پر برسات کی مانند برسے گی۔ یہ نبوت پہلے پینتکست اور آخر میں عیدِ خیام کے متعلق ہے۔ یوایل ۲:۲۱-۲۳ میں ہم پڑھتے ہیں:

''اے زمین ہراسان نہ ہو۔
خوشی اور شادمانی کر
کیوں کہ خُداوند نے بڑے بڑے کام کیے ہیں۔
اے دشتی جانورو ہراسان نہ ہو
کیوں کہ بیابان کی چراگاہ سبز ہوتی ہے
اور درخت اپنا پھل لاتے ہیں۔
انجیر اور تاک اپنی پیداوار دیتے ہیں۔
پس اے بنی صیّون خوش ہو

اور خُداوند اپنے خُدا میں شادمانی کرو

کیوں کہ وہ تم کو پہلی برسات (عبرانی:moreh، ''سردار، استاذ'')

اعتدال (عبرانی:zedekaw، ''راست بازی، عدل وانصاف'') سے بخشے گا۔

وہی تمھارے لیے بارش یعنی پہلی (عبرانی:moreh، ''استاذ'') اور

پچھلی (عبرانی:malkoshe، ''بارش'')

برسات (عبرانی:geshem، ''بھر دینا، بکھیرنا، برسانا'') بروقت بھیجے گا۔

نیو امریکن اسٹینڈرڈ بائبل (NASB) نے اِس کا معقول لغوی ترجمہ نہیں کیا۔ ہم اِس آیت کے لیے Young's Literal Translation کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ درج ذیل ہے:

"And ye sons of Zion, joyand rejoice in Jehovah your God, for He hath given to you the Teacher for righteousness , and causeth to come down to you a shower sprinkling and gathered in the beginning."

یہ ''راست بازی کا اُستاذ'' کون ہے جس کا ذکر یوایل نے کیا ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بنیادی طور پر یسوع مسیح، لیکن ثانوی درجہ پر غالب آنے والے ہیں۔ یسوع سر ہے اور غالب آنے والے اِس لحاظ سے ''بدن'' ہیں کہ وہ کامل ہوں گے جو اُس کی آمد پر مکمل طور پر ''سر'' میں شامل ہو جائیں گے۔

قدیم زمانے میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ ''راست بازی کے اُستاذ'' کی نبوت کو اُن کے بانیوں اور راہنماؤں نے اپنی ذات میں پورا کیا ہے۔ یسوع کے زمانے میں اسینیوں (Essenes) نے اپنے بانی کا ذکر اِس لقب کے ساتھ کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ اُن کا بانی ہی وہ اُستاد ہے جو صحیح تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لیے بلایا گیا ہے اور یہ کہ اسینی ہی وہ لوگ ہیں جو خُدا کی بادشاہی میں حکمرانی کریں گے۔ کیوں کہ دُوسری صدی قبل از مسیح میں اُن کا تاریخی علم نامکمل تھا، وہ سمجھتے تھے کہ وہ دانی ایل کے ستر ہفتوں کے آخر میں رہ رہے ہیں۔ اِس لیے اُن کا خیال تھا کہ وہ اُس وقت میں رہ رہے ہیں، جب مسیح ظاہر ہونے والا تھا۔ وہ کم از کم ایک سو پچاس سال تک غلط تھے۔

اسینی یہودیہ کی سرزمین میں تین اہم فرقوں میں سے ایک تھے۔ یہ فرقہ ۱۶۵ ق م اور ۱۶۸ ق م کے درمیان قائم ہوا۔ ہنگامہ خیز سالوں کے دوران جب شام کے انطاکس اپی فینس (Antiochus Epiphanes) نے یروشلیم پر قبضہ کرلیا اور عزرا کی ہیکل کو اپنے دیوتا مشتری (Jupiter) کے مندر میں بدل دیا۔ پھر یہودیہ کے لوگوں نے انطاکس کے خلاف بغاوت کی اور اُسے شکست دے دی۔ اور اُسی دن ۱۶۵ ق م میں ہیکل کی دوبارہ تقدیس کی جس دن تین سال پہلے اُس کی بے حرمتی ہوئی تھی۔ یہ بنیادی طور پر یہودیہ کے خاندان حصمونی کی قیادت میں ہوا۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد اُنھوں نے حصمونی سلطنت قائم کی، جسے عام طور پر مکابی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اِس کی مکمل کہانی آپ اپاکرفائی کتاب ا۔مکابین یا یوسفیس کی کتاب Antiquities of the Jews(www.biblestudytools.net/History/BC/FlaviusJosephus/) میں دیکھ سکتے ہیں جو پہلی صدی کے آخر میں لکھی گئی۔ اِس کتاب کے چودھویں باب میں ہم اِس واقعے کے بارے میں مزید بات کریں گے۔

بہ حیثیت مسیحی ہمارا ایمان ہے کہ یوایل کی کتاب میں بیان کی گئی ''راست بازی کے اُستاد'' کے متعلق پیشین گوئی کسی اور کے بارے میں نہیں بلکہ مسیح کے بارے میں ہے۔ وہ راست بازی کا بادشاہ بھی ہے، یعنی ''ملک صدق''۔ یسوع مسیح اِس زمین پر آیا اور اُس نے ہمیں اپنے کلام اور اپنی کامل زندگی کے وسیلہ یہ سکھایا کہ کیسے اُس نے تمام راست بازی کو پورا کیا۔ اُس نے مکمل طور پر شریعت کی فرمانبرداری کی اور اُسے اُس زمانے کے فقیہوں اور فریسیوں سے زیادہ شریعت کی تفہیم حاصل تھی۔ یسوع نے اپنی پہلی آمد میں راست بازی کے استاد کے طور پر اِس کردار کو پورا کیا؛ لیکن اپنی آمدِ ثانی میں یہ کردار غالب آنے والوں کو سونپا جائے گا جو اُس کے بدن کا حصہ ہیں۔ اُن کو بھی زمین اور کلیسیا میں مسیح کے مکمل کردار اور اُس کے کام کو تمام انسانوں پر ظاہر کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔

راست بازی کے اُس اُستاد کا آنا زمین پر رُوح کی برسات لائے گا۔ مسیح اپنے رُوح کی بھرپوری غالب آنے والوں پر انڈیلنے کے لیے آئے گا جو عیدِ خیام کو پورا کریں گے۔ بدلے میں وہ لوگ مسیح کو باقی دُنیا پر ظاہر کریں گے اور اِس برسات کو پوری زمین پر لائیں گے۔

اُس کے رُوح کا نزول

یوایل یومِ کفارہ کے بارے میں بات کرنے کے بعد، ہرفردِ بشر پراُس کے رُوح کے نزول کی پیشین گوئی کرتا ہے۔ وہ یوایل۲: ۲۸-۳۲ میں کہتا ہے:

''اور اِس کے بعد مَیں ہرفردِ بشر پر اپنی رُوح نازِل کروں گا
اور تمھارے بیٹے بیٹیاں نبوت کریں گے۔
تمھارے بوڑھے خواب
اور جوان رُویا دیکھیں گے۔
بلکہ میں اُن ایّام میں
غلاموں اور لونڈیوں پر
اپنی رُوح نازِل کروں گا۔
اور میں زمین وآسمان میں عجائب ظاہر کروں گا
یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے ستون۔
اِس سے پیشتر کہ خُداوند کا خوف ناک روزِ عظیم آئے آفتاب تارِیک
اور مہتاب خون ہو جائے گا۔
اور جو کوئی خُداوند کا نام لے گا نجات پائے گا
کیوں کہ کوہِ صیّون اور یروشلیم میں جیسا خُداوند نے فرمایا ہے
بچ نکلنے والے ہوں گے
اور باقی لوگوں میں وہ جن کو خُداوند بُلاتا ہے۔''

پنتیکست کے موقع پر پطرس کے پہلے وعظ میں اُس نے اِس حوالے کا اقتباس کیا اور اِس کا اطلاق پینتکست پر رُوح کے نزول پر کیا (اعمال۲: ۱۷-۲۱ کا مطالعہ کریں)۔ یقیناً ہم اِس اِطلاق سے اختلاف نہیں کرتے لیکن ہم جانتے ہیں کہ پینتکست کے تحت اِس نبوت کی مکمل تکمیل نہیں ہوئی۔ پینتکست محض اُس کا آغاز اور ہماری میراث کا بیعانہ ہے۔ یہ کسی بہت بڑی چیز کا بیعانہ ہے جو عیدِ خیام کے تحت آئے گی۔

پینتکست کے تحت خُدا کا رُوح بنی نوع انسان کے ایک حصے پر نازل ہوا'' نہ کہ ہرفردِ بشر پر''، جیسے

یوایل نے ۲۸ آیت میں کہا۔ جہاں تک اُن عجائبات اور نشانات کا تعلق ہے جو اُس نزول کے ساتھ ہوں گے، اُن میں سے کچھ نشانات پینتکست کے تحت اُن دنوں میں وقوع پذیر ہوئے۔ جب یسوع نے صلیب پر جان دی تو وہاں اُس کا ''خون'' بہا۔ اور بالا خانہ پر ایک سوبیس کی جماعت کے سروں پر ''آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں'' دکھائی دیں۔ تاہم اعمال کی کتاب ''دھوئیں کے ستون'' کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی، لہٰذا کوئی پینتکست کے حوالے سے آگ کی تکمیل پر سوال اُٹھا سکتا ہے۔

جب یسوع کو مصلوب کیا گیا تو یقیناً ''سورج کی روشنی جاتی رہی'' (لوقا ۲۳:۴۵) اور بعد میں اُسی سہ پہر چاند گرہن بھی تھا، جس نے شاید چاند کو خون کی مانند سرخ بنا دیا۔ چوں کہ یوایل اِس کو ''خُداوند کے خوف ناک روزِ عظیم'' کے طور پر بیان کر رہا تھا، ایسا لگتا ہے کہ یہ نشانات پینتکست سے پہلے فسح کے موقع پر وقوع پذیر ہوئے۔ یہ پینتکست کو ''خُداوند کے روز'' کی جزوی تکمیل بنا دے گا۔

اِس کے لیے ہم عیدِ خیام کے اردگرد کے واقعات کو دیکھ سکتے ہیں جنھوں نے اِس پیشین گوئی کو مکمل طور پر پورا کیا۔ اگر اِس کو اِس طرح سے سمجھ لیا جائے تو پھر یقیناً یومِ کفارہ عیدِ خیام کے لیے وہی ہے جو فسح پینتکست کے لیے تھی۔ بالفاظ دیگر مذکورہ بالا نشانات عیدِ خیام پر رُوح کے نزول سے پہلے یومِ کفارہ پر پورے ہونے چاہئیں۔

یقیناً اِس تکمیل کا طریقہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ کچھ اِس کی تکمیل شہروں پر گرائے جانے والے جوہری میزائلوں اور بموں سے اُٹھنے والی آگ اور دھوئیں کے بادلوں کے وسیلہ ظاہری طور پر دیکھتے ہیں۔ دُوسرے لوگ اِسے نشانوں کے طور پر ہی لیتے ہیں جو فسح پر یسوع کی مصلوبیت کے موقع پر پورے ہوئے۔ یہ دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں، چوں کہ پینتکست پچاسویں دن ہوتی اور سالِ یوبلی پچاسویں سال ہوتا تھا، اِس لیے پینتکست یوبلی کی ایک چھوٹی سی پیشین گوئی ہے جو عیدِ خیام تک لے جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں لازماً یسوع کی مصلوبیت کے واقعات کو یومِ کفارہ کی تکمیل کی پیشین گوئی کے طور پر دیکھنا چاہیے، جس میں یوبلی بھی ہے۔

ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ یومِ کفارہ کس طرح حساب کا دن ہے، اسرائیل اور یعقوب دونوں کے لیے جب اُنھوں نے بارہ جاسوسوں کو بھیجا اور جب یعقوب نے فرشتے سے کشتی لڑی۔ ہم نے یوایل ۳:۱۲-۱۶ کا بھی ذکر کیا، جہاں نبی ہمیں یومِ کفارہ کی تکمیل کے متعلق ایک ضمیمہ دیتا ہے۔

''قومیں برانگیختہ ہوں اور یہوسفط کی وادی میں آئیں

کیوں کہ مَیں وہاں بیٹھ کر

اِردگرد کی سب قوموں کی عدالت کروں گا۔

ہنسوا لگاؤ کیوں کہ کھیت پک گیا ہے۔

آؤ رَوندو

کیوں کہ حوض لبالب

اور کولھو لبریز ہیں

کیوں کہ اُن کی شرارت عظیم ہے۔

گروہ پر گروہ اِنفصال کی وادی میں ہے

کیوں کہ خُداوند کا دِن اِنفصال کی وادی میں

آ پہنچا۔

سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے

اور ستاروں کا چمکنا بند ہو جائے گا۔

کیوں کہ خُداوند صِیّون سے نعرہ مارے گا

اور یروشلیم سے آواز بلند کرے گا

اور آسمان و زمین کانپیں گے

لیکن خُداوند اپنے لوگوں کی پناہ گاہ اور

بنی اسرائیل کا قلعہ ہے۔''

یوایل ''اِنفصال (فیصلہ) کی وادی'' کو اُس وقت سے جوڑتا ہے جب ''خُداوند کا دِن آ پہنچا۔'' موسیٰ کے ماتحت حساب کا دن اسرائیل تک محدود تھا۔ اِس بار اِسے پوری دُنیا کی ''اقوام'' تک بڑھا دیا گیا۔ ممکنہ طور پر لگتا ہے کہ یہ نرسنگوں کی عید کے واقعات کی وجہ سے نو دن پہلے ہوگا۔ یعنی مُردوں کا جی اُٹھنا کلیسیا کے لیے توبہ کرنے کے لیے بہت اہم واقعہ ہوگا، لیکن اِس سے عالم گیر توبہ اور حقیقی بیداری کی لہر بھی دوڑ سکتی ہے۔ لیکن اُن کی توبہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوگا کہ وہ غالب آنے کے اہل ہو جائیں گے اور نہ ہی وہ پہلی قیامت میں جی اُٹھیں گے اور نہ ہی عیدِ خیام پر رُوح کی بھرپوری کو حاصل کریں گے۔ متی ۲۵ باب کی پانچ بیوقوف کنواریوں کی

مانند اُن کے پاس شادی میں داخل ہونے کے لیے تیل حاصل کرنے کا وقت نہیں ہوگا۔

ہمارے خیال میں کلیسیا کو مجموعی طور پر (اسرائیل کی طرح) پینٹکست کے مقصد کو سیکھنے کے لیے کوہِ سینا واپس جانا پڑے گا۔ پھر وہ ہزار سال کے اختتام پر عمومی قیامت میں اپنے اجر لینے کے لیے واپس آئیں گے۔

چھٹاباب

ایلیاہ کی کہانی میں عید کے دن

بائبل مقدس ہمیں خزاں کی عید کے دنوں کی ترتیب کی کہانی کے بارے میں ایلیاہ کے واقعہ میں ایک اور نمونہ فراہم کرتی ہے۔شاید یہ کہانی اُن نمونوں میں سب سے اہم ہے۔خاص طور پر یومِ کفارہ اور یومِ حساب کے متعلق، کیوں کہ ہمیں خاص طور پر بتایا گیا ہے کہ ''خُداوند کے بزرگ اور ہولناک دِن کے آنے سے پیشتر'' ایلیاہ آئے گا (ملاکی ۴:۵)۔جب کہ بائبل کی زیادہ تر تعلیمات خود ایلیاہ پر توجہ مرکوز کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، ہماری توجہ ایلیاہ کی کہانی اور اُس کے کام پر ہے جو اُس کی خدمت کے وسیلہ مکمل ہوا۔

ہماری دانست کے مطابق ایلیاہ کی دوبارہ تجسدِ تو نہیں ہوگی بلکہ ایلیاہ کی بلاہٹ اور خدمت لوگوں کے ایک گروہ میں دہرائی جائے گی۔ایلیاہ کی اِس خدمت کا نظریہ مسیح کے جسم کے بارے میں ہمارے نظریے سے مماثلت رکھتا ہے۔دراصل ایک واحد شخص (یسوع) نے کام کیا لیکن اُس شخص نے لوگوں کی ایک جماعت کے لیے ایک نمونہ قائم کیا۔ایک بدن اُسی نمونے کے مطابق کام کو ختم کرے گا۔

ملک میں کال

ایلیاہ کی کہانی ا۔سلاطین ۱۷:۱میں اچانک شروع ہو جاتی ہے جہاں نبی خُدا کے کلام کے ساتھ اخی اب بادشاہ کا سامنا کرتا ہے۔

> ''اور ایلیاہ تشبی جو جلعاد کے پردیسیوں میں سے تھا اخی اب سے کہا کہ خُداوند اسرائیل کے خُدا کی حیات کی قسم جس کے سامنے میں کھڑا ہوں اِن برسوں میں نہ اوس پڑے گی نہ مینہ برسے گا جب تک میں نہ کہوں۔''

اُن دنوں اِس کلام کا مطلب یہ تھا کہ ملک میں کال پڑے گا۔بارش یا اوس کا نہ برسنا ہمیشہ قحط کا سبب بنتا تھا۔ہم لوقا ۴:۲۵ اور پھر یعقوب ۵:۱۷ میں پڑھتے ہیں کہ ساڑھے تین برس تک مینہ نہ برسا۔اگر چہ یہ ایلیاہ کے دِنوں میں بارش نہ برسنے کا ظاہری وقت تھا۔اِس نے آج ہمارے غور وفکر کے لیے ایک اور سنجیدہ نبوتی نمونہ قائم کیا۔نبی عاموس ۸:۱۱-۱۴ میں پیشین گوئی کرتا ہے:

''خُداوند خُدا فرماتا ہے دیکھو وہ دِن آتے ہیں کہ مَیں اِس ملک میں قحط ڈالوں گا۔ نہ پانی کی پیاس اور نہ روٹی کا قحط بلکہ خُداوند کا کلام سننے کا۔ تب لوگ سمندر سے سمندر تک اور شمال سے مشرق تک بھٹکتے پھریں گے اور خُداوند کے کلام کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑیں گے لیکن کہیں نہ پائیں گے۔ اور اُس روز حسین کنواریاں اور جوان مرد پیاس سے بیتاب ہو جائیں گے۔ جو سامریہ کے بت کی قسم کھاتے ہیں اور کہتے ہیں اَے دان تیرے معبود کی قسم اور بیرسبع کے طریق کی قسم وہ گر جائیں گے اور پھر ہرگز نہ اُٹھیں گے۔''

بالفاظ دیگر ایلیاہ کی کہانی میں بیان کیا گیا قحط ایک بہت بڑے قحط کا نمونہ ہے جو ابھی تک آنا باقی تھا۔ لیکن یہ بارش کی کمی کی وجہ سے ہونے والا ظاہری قحط نہیں تھا۔ بلکہ اِس کی بجائے یہ خُدا کے کلام کو سننے کا قحط ہوگا، جو زمین پر سچائی کے رُوح کے نزول کی کمی کی وجہ سے ہوگا۔ مرد اور عورتیں ہر جگہ خُدا کے کلام کی تلاش کریں گے، لیکن وہ صرف ایلیاہ کی جماعت یعنی غالب آنے والوں کے منہ سے ہی اُس اہم رُوحانی خوراک کو حاصل کر سکیں گے یا فضل کے اُس بقیہ سے جو اندھے نہیں تھے (رومیوں ۱۱: ۵-۷)۔

ایلیاہ کی کہانی ظاہر کرتی ہے کہ یہ حالت فسح کی تکمیل (یسوع کی مصلوبیت) اور پینتکست کی تکمیل (اعمال ۲ باب) سے عیدِ خیام تک قائم رہے گی۔

ایلیاہ کے فسح اور پینتکست کے نمونے

اخی اب بادشاہ کو قحط کا پیغام دینے کے بعد، خُدا نے ایلیاہ سے کہا کہ وہ کریت کے نالہ کے پاس جو یردن کے سامنے ہے جا چھپے (۱-سلاطین ۱۷: ۳)۔ اِس نالے کے نام کا مطلب '' کاٹنا یا الگ'' کرنا ہے۔ یہ عبرانی کے لفظ ''karath'' سے اَخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب '' کاٹنا'' ہے۔ اِس کا مطلب ''عہد کرنا'' بھی ہے اور اِن معنوں میں اِس کا ترجمہ ۲۔ تواریخ ۷: ۱۸ اور حجی ۲: ۵ میں کیا گیا ہے۔ خون کے عہد کا مطلب جانور کو دو حصوں میں تقسیم کرنا اور اُن کے درمیان چلنا ہے، جیسے خُدا نے پیدایش ۱۵ باب میں کیا۔ اِس لیے '' کاٹنا'' عہد باندھنے کی بھی علامت ہوتی ہے۔

جب خُدا نے ایلیاہ کو کریت کے نالے پر جانے کے لیے کہا تو وہ عیدِ فسح کے لیے ایک نمونہ قائم کر رہا تھا،

جس میں خُدا نے مسیح کو بھیجا کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے لیے خون کے عہد کے طور پر پیش کرے۔ جب کہ اِس نالے پر ایلیاہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کوّوں نے اُسے خوراک مہیا کی۔ کوّے عام طور پر ناپاک رُوحوں کی علامت ہیں، اِس کے برعکس کبوتر رُوح کو ظاہر کرتے ہیں۔ عبرانی کے جس لفظ کا ترجمہ یہاں ''کوّے'' کیا گیا ہے وہ ''oreb'' ہے۔ اِس لفظ کا مادہ ''arab'' ہے۔ اِس وجہ سے فیرر فینٹن (Ferrar Fenton) کا بائبل کا ترجمہ ظاہر کرتا ہے کہ ایلیاہ کو کوّوں کی بجائے عربوں نے کھانا کھلایا۔

ہمارے مقاصد کے لیے اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ کون سا خیال دُرُست ہے، کیوں کہ ہم کہانی کے علامتی معنوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ کوّے عربوں کی علامت ہوں کیوں کہ بہت سے جانور یا پرندے لوگوں اور قوموں کی علامت ہوتے ہیں۔

آج ہمیں اِس بات کو جاننے کی ضرورت ہے کہ اِس کہانی کا اطلاق عید کے دِنوں کی تکمیل پر کیسے ہوتا ہے۔ کریت کا نالہ فسح کے بارے میں بات کرتا ہے۔ عرب جو اُسے کھانا کھلاتے ہیں، پینتکست کے ''کھانے'' کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ کیسے؟ کیوں کہ پینتکست کی نشان دہی کوہِ سینا پر ہوئی جو عرب میں ہے (گلتیوں ۴:۲۵)۔ عہدِ عتیق میں ساؤل کے تبدیل ہونے کے بعد اُس نے کچھ برس عرب میں گزارے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُس نے پہاڑ کے غار میں وقت گزارا جہاں موسیٰ اور ایلیاہ نے الٰہی مکاشفہ حاصل کیا۔

ایلیاہ کو عربوں کی وساطت سے کھانا دینا پینتکست کو ایک اور طریقے سے ظاہر کرتا ہے۔ اسمٰعیل (ابرام کا بیٹا) اور اضحاق (ابرہام کا بیٹا) کی کہانی نہ صرف عہدِ عتیق و جدید کی نشان دہی کرتی ہے بلکہ یہ عیدِ خیام اور پینتکست کے درمیان فرق کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اِس کی وضاحت اپنی کتاب The Wheat and Asses of Pentecost کے پانچویں باب میں تفصیل سے کی ہے۔ اسمٰعیل کو ''گورخر کی طرح آزاد مرد'' کہا گیا ہے (پیدائش ۱۶:۱۲)۔ ہم نے بیان کیا کہ یہ پینتکست کی بنیادی علامتوں میں سے ایک ہے اور اِسی وجہ سے اسمٰعیل دورِ خمسین کی ایک مثل تھا۔ اسمٰعیل عرب اقوام کا باپ ہے، اِسی لیے ایلیاہ کو عربوں یا کوّوں کے ذریعے کھانا دینا عربوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ کہانی ایلیاہ کی جماعت کے دَورِ خمسین میں ہونے کے متعلق بات کرتی ہے۔

کریت کے نالے سے ایلیاہ کو اسرائیل کے شمال میں صیدا کے صارپت میں بھیجا گیا۔ وہاں ایک بیوہ عورت نے اُس نے پرورش کی لیکن اُس کے ایمان کی وجہ سے ایلیاہ نے ایک معجزے کی وساطت سے اُس کے

آٹے کے مٹکے اور تیل کی کپی میں کمی نہ آنے دی اور قحط کے ایام میں اِن سے اُن کی پرورش ہوتی رہی۔ کہانی کا یہ حصہ واقعی عیدِ پینتکست کی محض ایک ثانوی تصویر ہے۔

صارپت کے معنی ''صاف کرنا'' ہیں۔ اِس قصبے کا نام عبرانی کے لفظ ''Zaraph'' سے ماخذ ہے، جس کا مطلب ''سونگھنا یا صاف'' کرنا ہے۔ بلاشبہ یہ پینتکست کا مقصد ہے۔ سینا میں خُدا آگ کی صورت میں پہاڑ پر اُترا اور موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ وہ اُس کے قریب آئیں۔ وہ دُوسری سمت میں بھاگ گئے، یقیناً وہ مرنا نہیں چاہتے تھے اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ خُدا کی آگ اُن کو پاک اور صاف کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی۔ صرف موسیٰ پہاڑ پر گیا کیوں کہ اُس نے غالب آنے والوں کی نمائندگی کی۔ وہ لوگ جو حقیقت میں پینتکست کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں جیسے خُدا چاہتا ہے کہ وہ عید کا تجربہ کریں۔ بالآخر موسیٰ پہاڑ سے نیچے آیا اور اُس کا چہرہ ابتدائی خیموں کے نمونے کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ وہ پہاڑ سے دس احکام کی تختیاں بھی لے کر آیا تا کہ ہم جان سکیں کہ غالب آنے والوں کے دلوں پر خُدا کی انگلی سے شریعت لکھی ہوئی ہے۔

پینتکست، کلیسیا اور اسرائیل کو اِس لیے دیا گیا کہ کلام کو سننے کے قحط کے دوران اُن کی پرورش ہو۔ بدقسمتی سے کلیسیا کے ایک بہت بڑے حصے نے پہاڑ پر موسیٰ کی بجائے اسرائیل کے عمل کی پیروی کی۔ اُنھوں نے شریعت کو سننے اور اُسے اپنے دلوں پر لکھنے سے انکار کر دیا۔ پرانے اسرائیل کی مانند وہ مخالف سمت میں بھاگے، کہیں وہ مر نہ جائیں (خروج ۲۰:۱۹)۔ وہ اکثر اپنی خودی کا انکار کرنے کی بجائے آسودہ حالی کے پیغام کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اِس بات کو نہیں سمجھتے تھے کہ رُوح القدس کا بپتسمہ ایک پاک کرنے والی آگ ہے جو جسمانی فطرت کو مات دینے کا سبب بنتا ہے، تا کہ رُوح کو زندہ کیا جا سکے۔

ایلیاہ، نرسنگوں کی عید کا نمونہ

۱۔ سلاطین ۱۷:۱۷-۲۴ میں بتایا گیا ہے کہ بیوہ عورت کا بیٹا مر گیا اور کیسے ایلیاہ کی خدمت کے وسیلہ اُسے زندہ کیا گیا۔ یہ نرسنگوں کی عید کے لیے ایلیاہ کا نمونہ ہے جو مُردوں کے جی اُٹھنے کے بارے میں بات کرتا ہے۔ ۲۲-۲۴ آیات ہمیں بتاتی ہیں:

> ''اور خُداوند نے ایلیاہ کی فریاد سنی اور لڑکے کی جان اُس میں پھر آ گئی اور وہ جی اُٹھا۔ تب ایلیاہ اُس لڑکے کو اُٹھا کر بالاخانہ پر سے نیچے گھر کے اندر لے گیا اور اُسے اُس کی

ماں کے سپرد کیا اور ایلیاہ نے کہا دیکھ تیرا بیٹا جیتا ہے۔تب اُس عورت نے ایلیاہ سے کہا
اب میں جان گئی کہ تو مردِ خُدا ہے اور خُداوند کا جو کلام تیرے منہ میں ہے وہ حق ہے۔''

یہاں بیوہ عورت کا بیٹا غالب آنے والوں کا بدن ہے، جسے عیدِ خیام کے پورا ہونے سے پہلے لازماً نرسنگوں کی عید پر مُردوں میں سے جی اُٹھنا چاہیے۔ اِس واقعہ نے بیوہ عورت پر ثابت کر دیا کہ ''خُداوند کا جو کلام تیرے منہ میں ہے وہ حق ہے۔'' اِسی طرح پہلی قیامت میں غالب آنے والوں کا جی اُٹھنا اُس کلام کی صداقت کو ثابت کرے گا جو غالب آنے والوں کو دیا گیا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کلیسیا کے اپنے اندھے پن، غالب آنے والوں کو ستانے اور بے اعتقادی سے تبدیلی کی عمل انگیزی ہے، جو ابتدا سے ہی کلام کو سننے کے کال کا سبب بنیں۔

ایلیاہ کا یومِ کفارہ کا نمونہ

بیوہ عورت کے بیٹے کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد، خُدا نے ایلیاہ کو کہا کہ وہ واپس اسرائیل جائے اور اخی اب بادشاہ سے کلام کرے۔ بادشاہ نے ایلیاہ پر الزام لگایا کہ اسرائیل میں تمام مصیبتیں اُسی کی وجہ سے ہیں۔ ایلیاہ نے بادشاہ کو جواب دیا کہ یہ کال اُس کے خُدا اور اُس کی شریعت سے نافرمانی کی وجہ آیا تھا۔ کسی بھی تنازعہ میں ہمیشہ دو فریق ہوتے ہیں، لیکن بہ حیثیت مسیحی ہم ایلیاہ کی طرف ہیں۔ جب بھی ہم خُدا کے کلام کو سننے اور اُس کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کرتے ہیں تو ہم سننے اور فرمانبرداری کرنے کے قحط کا تجربہ کرتے ہیں۔

اِن مثالوں اور نمونوں میں یہ سبق ہے کہ کلیسیا نے بڑی حد تک الٰہی شریعت کو ردّ کیا اور کسی نہ کسی طرح اُسے بے ربط یا بُرائی سمجھا۔ یسوع نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم خُدا کے منہ سے نکلے ہر لفظ کے مطابق زندگی گزاریں، بجائے اِس کے کہ ہم اُنہی الفاظ کو لیں اور اُن کا انتخاب کریں جو ہم سننا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ کلیسیا نے بڑی حد تک شریعت کو ردّ کیا۔ اِس لیے اُنھیں شریعت کا بہت کم کشف حاصل ہوا اور یہی وجہ ہے کہ عید کے دِنوں اور بہت سی دُوسری تعلیمات کے پیغام کو سننے اور اُن کو سمجھنے کا قحط لاحق ہو گیا۔ بیسویں صدی کے وسط تک مسیحی حلقوں میں عیدِ خیام کو تقریباً بہت کم جانا جاتا تھا۔ بالآخر آج شریعت افشاں ہو رہی ہے اور مسیحیوں نے اِس بات کو سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ اُنھوں نے شریعت کا مطالعہ نہ کر کے کلام کے بہت سے حیرت انگیز

مکاشفات کو کھو دیا ہے۔

ایلیاہ اور اخی اب نے کوہِ کرمل پر اکٹھے ہونے کا فیصلہ کیا تا کہ یہ دیکھا جائے کہ کس کا خُدا سچا ہے:

''سو اخی اب نے سب بنی اسرائیل کو بلا بھیجا اور نبیوں کو کوہِ کرمل پر اکٹھا کیا۔ اور ایلیاہ سب لوگوں کے نزدیک آ کر کہنے لگا تم کب تک دو خیالوں میں ڈانوں ڈول رہو گے؟ اگر خُداوند (Yahweh) ہی خُدا ہے تو اُس کے پیرو ہو جاؤ اور اگر بعل ہے تو اُس کی پیروی کرو۔ پر اُن لوگوں نے اُسے ایک حرف جواب نہ دیا۔ تب ایلیاہ نے اُن لوگوں سے کہا ایک میں ہی اکیلا خُداوند کا نبی بچ رہا ہوں پر بعل کے نبی چار سو پچاس آدمی ہیں۔ سو ہم کو دو بیل دیئے جائیں اور وہ اپنے لیے ایک بیل کو چن لیں اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر لکڑیوں پر دھریں اور نیچے آگ نہ دیں اور میں دُوسرا بیل تیار کر کے اُسے لکڑیوں پر دھروں گا اور نیچے آگ نہیں دُوں گا۔ تب تم اپنے دیوتا سے دُعا کرنا اور میں خُداوند سے دُعا کروں گا اور وہ خُدا جو آگ سے جواب دے وہی خُدا اٹھہرے اور سب لوگ بول اُٹھے خوب کہا!۔'' (ا۔سلاطین ۱۸: ۲۰-۲۴)

کوہِ کرمل پر لوگوں کے لیے یہ فیصلے کا دن تھا۔ یہ انتخاب کرنے کا دن تھا کہ وہ کس کی خدمت کریں گے۔ یہ وہ دن تھا جب لوگ کنارے پر بیٹھے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ کس کا کلام سچا ہے یا وہ ایلیاہ کا ساتھ دینے سے بہت خوف زدہ تھے۔ یہ اُس دن سے کتنا مماثلت رکھتا ہے جب بارہ جاسوسوں نے اپنی خبر دی تھی جہاں لوگوں نے فیصلہ کرنا تھا کہ آیا وہ دس جاسوسوں کی بُری خبر پر یقین کرتے ہیں یا یشوع اور کالب کی اچھی خبر پر۔ کیا وہ خیموں کی عید کو پورا کرنے کا انتخاب کرتے ہیں یا نہیں؟

یہ کلیسیا میں عظیم رُوحانی کشتی ہے۔ مسئلہ دُنیا کا نہیں، مسئلہ کلیسیا کا ہے۔ یہ اسمٰعیل ہی تھا جس نے اضحاق کو ستایا۔ یہ ساؤل ہی تھا جس نے داؤد کو ستایا۔ یہ نئے عہدنامہ کا ساؤل ہی تھا جس نے ابتدائی کلیسیا کو ستایا۔ یہ پینتکست کا دائرہِ اثر ہی تھا جس نے عیدِ خیام کے لوگوں کو ستایا۔ یہ ہمیشہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خُدا کی رُویا کی بڑی محدود بصارت رکھتے ہیں اور یہ اُن لوگوں کو ستاتے ہیں جو خُدا کے بارے میں اور زیادہ جاننا چاہتے ہیں۔ پس سوال ایک ہی ہے: کیا وہ اپنے اُوپر ذمہ داری لیں گے اور خُدا کے کلام کو سننے سے انکار پر نادم ہوں گے اور خُدا کے کلام کو سننے کا کال بننے کے سبب کی وجہ سے توبہ کریں گے؟ کیا وہ کلیسیا کے تمام مسائل کے

لیے غالب آنے والوں کی جماعت ایلیاہ کو موردِ الزام ٹھہراتے رہیں گے؟

بعل کے ساڑھے چار سو اور یسیرت کے چار سو نبی صبح سے شام تک دُعا کرتے اور ناچتے رہے اور خُدا کی آگ یعنی رُوح القدس کو نیچے لانے کی کوشش کرتے رہے۔ وہ ایسا نہ کر پائے۔ دوپہر کو ایلیاہ اُنھیں چڑانے لگا:

> ''اور دوپہر کو ایسا ہوا کہ ایلیاہ نے اُن کو چڑا کر کہا بلند آواز سے پکارو کیوں کہ وہ تو دیوتا ہے۔ وہ کسی سوچ میں ہوگا یا وہ خلوت میں ہے یا کہیں سفر میں ہوگا یا شاید وہ سوتا ہے۔ سو ضرور ہے کہ وہ جگایا جائے۔ تب وہ بلند آواز سے پکارنے لگے اور اپنے دستور کے مطابق اپنے آپ کو چھریوں اور نشتروں سے گھایل کر لیا یہاں تک کہ لہولہان ہو گئے۔ وہ دوپہر ڈھلے پر بھی شام کی قربانی چڑھا کر نبوت کرتے رہے پر نہ کچھ آواز ہوئی نہ کوئی جواب دینے والا نہ توجہ کرنے والا تھا۔'' (۱۔سلاطین ۱۸: ۲۷-۲۹)

اُن کے بعد ایلیاہ کی باری تھی کہ وہ دُعا کرے اور آسمان سے آگ مانگے، کیوں کہ یہ شام کی قربانی کا وقت تھا۔ پرانی ہیکل میں دن میں دو قربانیاں ادا کی جاتی تھیں: صبح کی قربانی اور شام کی قربانی۔ نبوتی طور پر قربانی کے یہ دو وقت رُوح کے دو نزول اور مسیح کی دو آمدوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اِس وجہ سے قربانی کے دو وقت عید کے دنوں کے دو موسموں یعنی بہار کی عیدوں اور خزاں کی عیدوں پر محیط ہیں۔ بہار کی عیدیں مسیح کی پہلی آمد میں پوری ہوئیں اور پینتکست پر رُوح کے پہلے نزول کے ساتھ اختتام پذیر ہوئیں۔ خزاں کی عیدیں ابھی مسیح کی دُوسری آمد میں پوری ہونی باقی ہیں اور عیدِ خیام پر رُوح کے دُوسرے نزول کے ساتھ اختتام پذیر ہوں گی۔

بعل کے پجاری اور نبی خُدا کو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی وہ وقت کے بھید کو جانتے تھے، اِس لیے اُن کی رُوح کے نزول کی کوشش ناکام ہوئی۔ یہ آمنا سامنا یومِ کفارہ کا نمونہ ہے یعنی خزاں کا ایک مقدس دن۔ لیکن اُن کی دُعائیں صبح کی قربانی کی تصویر کشی کرتی ہیں۔ نبوتی تناظر میں وہ پینتکست پر رُوح کی بھرپوری لانے کی کوشش کر رہے تھے، یا یومِ کفارہ پر پینتکست کو قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یقیناً وہ خُدا کی عقل کو نہیں جانتے تھے۔

دُوسری طرف ایلیاہ خُدا کی عقل کو جانتا تھا۔ اُس نے محض قیامت (نرسنگوں کی عید) کا ایک نمونہ قائم کیا، یہ اسرائیل واپس جانے کا اشارہ تھا تا کہ یومِ کفارہ کے نمونے کو قائم کیا جا سکے۔ لہٰذا یہ کوئی اتفاق نہیں تھا

کہ ایلیاہ نے سہ پہر کو دُعا کی اور خُدا کی آگ شام کی قربانی کے وقت نازل ہوئی۔ پہلے نبی نے بارہ پتھر لیے اور خداوند کا مذبح مرمت کیا (۱۔سلاطین ۱۸: ۳۰۔۳۱)۔ بائبلی اعداد میں بارہ کا عدد الٰہی حکومت کا عدد ہے۔ یہ غالب آنے والوں کی نمائندگی کرتا ہے، جن پر خُدا کا رُوح نازل ہونا تھا۔

اِس کے بعد نبی نے لوگوں سے کہا کہ قربانی اور قربان گاہ کے اُوپر پانی کے بارہ مٹکے انڈیل دو۔ یہ نہ صرف رُوح کے نزول کی طرف بلکہ خاص طور پر خُدا کے کلام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ایک طرف تو اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جہاں غالب آنے والے ہوں گے وہاں کلام کو سننے کا قحط اور نہ ہی کال ہوگا، یا شاید یہ غالب آنے والوں کے لیے قحط کے خاتمے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر چہ غالب آنے والوں نے بھی کلام کے قحط اور کال کا تجربہ کیا، خاص طور پر جب وہ اپنی ''بیابانی'' تربیت میں تھے۔ لیکن اُن کی زندگی کے کسی موڑ پر خُدا نے اُنھیں اپنے کلام کے مکاشفہ سے بابرکت کیا، جس سے وہ خیموں کی عید کی تکمیل پر رُوح کے نزول کو حاصل کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

تاہم اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ یہ آمنا عیدِ خیام کا نمونہ نہیں ہے بلکہ یہ یوم کفارہ کا نمونہ ہے۔ یومِ کفارہ عیدِ خیام کے لیے بہت ضروری ہے۔ یومِ کفارہ کے نمونے پر قربانی کو بھسم کرنے کے لیے خُدا کی آگ نازل ہوئی، لیکن پھر بارش کا ہونا عیدِ خیام پر رُوح القدس کے نزول کی عکاسی کرتا ہے۔

شام کی قربانی میں آگ کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا جیسا کہ ایلیاہ نے کہا ''تاکہ یہ لوگ جان جائیں کہ اَے خُداوند تو ہی خُدا ہے اور تو نے پھر اُن کے دِلوں کو پھیر دیا ہے'' (۱۔سلاطین ۱۸: ۳۷)۔ یہ ایلیاہ کی بلاہٹ کا محور اور اُس کی خدمت کا مقصد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ملاکی ۴: ۵ اور ۶ ہمیں بتاتا ہے:

> ''دیکھو خُداوند کے بزرگ اور ہولناک دِن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمھارے پاس بھیجوں گا۔ اور وہ باپ کا دِل بیٹے کی طرف اور بیٹے کا باپ کی طرف مائل کرے گا۔ مبادا میں آؤں اور زمین کو ملعون کروں۔''

ایلیاہ کی خدمت خُدا کے منصوبے میں بہت اہم ہے کیوں کہ اِس کے بغیر زمین (یقیناً پوری زمین) شریعت کی لعنت کے ماتحت ہے اور وہ تباہ ہو جائے گی۔ یومِ کفارہ کا مقصد ایک بیداری لانا ہے یعنی کلیسیا کے لیے سچائی کا حقیقی مکاشفہ۔ تاکہ وہ جان جائیں کہ ایلیاہ کی جماعت (غالب آنے والے) حقیقت میں خُدا کے لوگ ہیں۔ کلیسیا اِس بات کو سمجھنے کے بعد کہ تمام تاریخِ انسانی کا ہر راست باز مُردوں کی اِس قیامت میں شامل

نہیں ہوگا،کلیسیا اِس یومِ حساب تک پہنچے گی۔

بے شک ایسے بہت سے عوامل ہوں گے جو لوگوں کے دلوں کو تبدیل کر دیں گے۔ یہاں ''بچے'' آخری زمانے کے لوگ ہوں گے۔ میرا ایمان ہے کہ ''باپ'' خُدا کے نبی ہیں جنھوں نے ماضی میں ہمیں خُدا کے مکاشفہ سے شناسائی دی جیسا کہ موسیٰ اور ایلیاہ۔ بالآخر یقیناً بچوں کے دل ہمارے آسمانی باپ کی طرف پھریں گے جس سے کلام صادر ہوا۔

ایلیاہ نے دُعا کی اور خُدا نے آگ کے ذریعے قربانی کو قبول کیا۔ ا۔سلاطین ۱۸: ۳۸ اور ۳۹ میں لکھا ہے:

> ''تب خُداوند کی آگ نازل ہوئی اور اُس نے اُس سوختنی قربانی کو لکڑیوں اور پتھروں اور مٹی سمیت بھسم کر دیا اور اُس پانی کو جو کھائی میں تھا چاٹ لیا۔ جب سب لوگوں نے یہ دیکھا تو منہ کے بل گرے اور کہنے لگے خُداوند وہی خُدا ہے! خُداوند وہی خُدا ہے!''

خُدا کی آگ اُس کی حضوری کا مظہر ہے۔ جب خُدا موجود ہوتا ہے تو آدمی مدد نہیں کر سکتے بلکہ تائب دل کے ساتھ منہ کے بل گر جاتے ہیں۔ جب یومِ کفارہ کی تکمیل ہو جائے گی تو یہ غیر معمولی پیمانے پر ہوگا۔ یہ بیداری ایمان داروں کے دلوں کو خیموں کی عید کے دَور میں خوش خبری کے پھیلاؤ میں مدد کے لیے تیار کرے گی۔ اُس آنے والے دَور میں ہم رُوح کے ایک عظیم تر نزول کے گواہ ہوں گے جسے دُنیا نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

جب خُدا نے ایلیاہ کی قربانی کو آگ سے قبول کر لیا، تو نبی نے ۴۰ آیت میں کہا:

> ''ایلیاہ نے اُن سے کہا بعل کے نبیوں کو پکڑ لو۔ اُن میں سے ایک بھی جانے نہ پائے۔ سو اُنھوں نے اُن کو پکڑ لیا اور ایلیاہ اُن کو نیچے قیسون کے نالہ پر لے آیا اور وہاں اُن کو قتل کر دیا۔''

کچھ لوگ اُن کے لیے موت اور تباہی کی پیشین گوئی کرتے ہیں جن کو وہ جدید زمانے کے بعل کے نبی تصور کرتے ہیں۔ ہمارا نظریہ اِس سے مختلف ہے۔ لوگوں پر موت لانے کے ایک سے زیادہ طریقے ہیں۔ یقیناً گناہ کی مزدوری ظاہری موت ہے، لیکن ایک اور موت بھی ہے جسے توبہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عموماً جو پرانے عہد نامہ میں موت ہے وہ نئے عہد نامہ میں زندگی ہے۔

مثال کے طور پر جب لوگوں نے پینتکست کے حقیقی مقام پر کوہِ سینا کے تحت سونے کے بچھڑے کی پرستش کی تو تین ہزار آدمی تلوار سے مارے گئے (خروج ۳۲:۲۸)۔لیکن اعمال ۲:۴۱ میں پینتکست کے موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ شاگردوں نے اپنے منہ کی تلوار کو استعمال کیا اور تین ہزار لوگوں نے یسوع مسیح کو قبول کیا۔

ہمیں یقین ہے کہ یومِ کفارہ کی تکمیل پر یہی نمونہ صادق آئے گا۔ چوں کہ پرانے عہد نامے میں ایلیاہ کے ماتحت بعل کے تمام نبیوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ہمارا ایمان ہے کہ ''بعل کے نبی'' دُوسرے تمام لوگوں سے زیادہ آنسوؤں کے ساتھ توبہ کریں گے، کیوں کہ اُنھیں اپنی غلط تعلیمات اور ناراست طریقوں کا پتہ چل جائے گا۔

یاد رکھیں! اعمال کی کتاب میں پینتکست کا مقصد دَورِ خمسین کی کلیسیا کو تمام دُنیا میں جانے اور ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرنے کے لیے لیس کرنا تھا۔ اور یہی بات خیموں کی عید پر بھی صادق آتی ہے۔ یہ عید آدمیوں کے کلامِ خُدا کو سننے اور یسوع مسیح کو قبول کرنے کے موقع کے خاتمے کی نشان دہی نہیں کرتی، بلکہ یہ اُس وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جب دُنیا مسیح کو مکمل طور پر ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ سکے گی۔ اُن کے پاس اُسے تمام اقوام کا بادشاہ تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوگا۔ ایسا وہ کسی مجبوری یا تشدد کی وجہ سے نہیں کریں گے بلکہ مسیح کی محبت اور اُس کام کی وجہ سے جو اُس کے بدن میں ظاہر ہوا اُن کے اندر اُس کے سامنے اپنے سر خم کرنے کی خواہش کو اجاگر کرے گا۔ یقیناً وہ ''سب قوموں کا مرغوب'' (حجی ۲:۷) ہے۔ لیکن سبھی اُسے بہ طور بادشاہ تسلیم نہیں کرتے۔

فسح کے دَور میں بنی اسرائیل نے یسوع مسیح کے کردار کو دُنیا کے سامنے ظاہر کرنے میں بہت ناقص نمونہ پیش کیا۔ اور اِسی وجہ سے ایک کاہنوں کی قوم ہوتے ہوئے اُن کا کردار انتہائی محدود تھا۔ پینتکست کے زمانے میں کلیسیا کو مسیح کو دُنیا کے سامنے ظاہر کرنے میں کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی، لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اُنھوں نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی۔ اور اِسی طرح خُدا کی محبت کو ظاہر کرنے کی بجائے بالآخر اُنھوں نے لوگوں کو تبدیل کرنے کے لیے خوف، قوت اور تشدد کو اپنا لیا۔

خیموں کے دَور میں ایسا نہیں ہوگا کیوں کہ خُدا کبھی بھی لوگوں کو اپنے تابع کرنے کے لیے مجبور نہیں کرتا۔ خُدا چاہتا ہے کہ وہ اپنی محبت سے سب لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے، نہ کہ ڈر یا زبردستی یا قوت سے۔ اور آخر کار جب لوگوں کی ایک جماعت یسوع مسیح کے حقیقی کردار کو ظاہر کرنے کے لیے جنم لے گی تو اُنھیں دُنیا کو

تبدیل کرنے کے لیے کسی طاقت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ خُدا کی محبت نا قابلِ مزاحمت ہے۔ ہر جگہ پر لوگ یسوع سے محبت کریں گے اور بہ شدت اُن باتوں اور تجربات کو جاننے کی خواہش کریں گے جو غالب آنے والے جانتے ہیں۔

خیموں کا زمانہ ایک ایسا وقت ہوگا جب ایک عالمگیر بیداری اِس پیمانے پر ہوگی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ غالب آنے والے لافانیت کو حاصل کریں گے اور مسیح کو عیدِ خیام کے بھرپور ادراک میں ظاہر کریں گے۔ باقی ایمان دار بشمول تمام نئے مسیحی جو اُسے جانتے ہیں وہ پینتکست کی بھرپوری کا تجربہ کرنے کے قابل ہوں گے، لیکن وہ زندگی اور لافانیت کی بھرپوری میں نہیں آئیں گے۔

اِس کے باوجود یقیناً یہ وقت اُن کے لیے ایک شان دار وقت ہوگا، اِس کا موازنہ اعمال کی کتاب سے کیا جا سکتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اِس وقت کلیسیا اُن میں سے غالب آنے والوں کو پہچانے گی اور اُن کی تعلیمات اور مشاورت کے سامنے سرخم کرلے گی۔ وہ ملکِ صدق کے کاہن ہوں گے جو لاوی کاہنوں کے برعکس آگ کو جلائے رکھیں گے جہاں ندب اور ابیہو نے اُس آگ کو گذرانا جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا (احبار ۱۰)۔ اِس بار ایلیاہ کی جماعت (غالب آنے والے) کے لوگوں کی دُعا کے جواب میں جو آگ آسمان پر سے آئے گی وہ کبھی بھی نہیں بجھے گی، کیوں کہ اُس کے منتظمین اور خیال رکھنے والے سب کام صحیح طریقہ سے کریں گے۔ آگ اُن کے درمیان اُس وقت تک رہے گی جب تک تمام چیزوں کو بھسم نہ کردے، یہاں تک کہ زمین کی خاک جو کہ تمام نسلِ انسانی ہے۔ یہ اُس وقت تک جلتی رہے گی جب تک سب چیزیں اُس کے پاؤں تلے نہ کردی جائیں (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۷اور ۲۸)۔

ایلیاہ کا عیدِ خیام کا نمونہ

کوہِ کرمل کے واقعہ کے بعد، پھر ایلیاہ نے بارش کے لیے دُعا شروع کی۔ اِس کہانی کو ہم ۱۔سلاطین ۱۸: ۴۱-۴۶ میں پڑھتے ہیں:

> ''پھر ایلیاہ نے اخی اب سے کہا اُوپر چڑھ جا۔ کھا اور پی کیوں کہ کثرت کی بارش کی آواز ہے۔ سو اخی اب کھانے پینے کو اُوپر چلا گیا اور ایلیاہ کرمل کی چوٹی پر چڑھ گیا اور زمین پر سرنگون ہو کر اپنا منہ گھٹنوں کے بیچ کرلیا۔ اور اپنے خادم سے کہا ذرا اُوپر جا کر سمندر کی

طرف تو نظر کر۔سو اُس نے اُوپر جا کر نظر کی اور کہا وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔اُس نے کہا پھر سات بار جا۔اور ساتویں مرتبہ اُس نے کہا دیکھ ایک چھوٹا سا بادل آدمی کے ہاتھ کے برابر سمندر میں سے اُٹھا ہے۔تب اُس نے کہا کہ جا اور اخی اب سے کہہ کہ اپنا رتھ تیار کرا کے نیچے اُتر جا تا کہ بارش تجھے روک نہ لے۔اور تھوڑی ہی دیر میں آسمان گھٹا اور آندھی سے سیاہ ہو گیا اور بڑی بارش ہوئی اور اخی اب سوار ہو کر یزرعیل کو چلا۔اور خُداوند کا ہاتھ ایلیاہ پر تھا اور اُس نے اپنی کمر کس لی اور اخی اب کے آگے آگے یزرعیل کے مدخل تک دوڑا چلا گیا۔''

جب ایلیاہ نے قربانی پر دُعا کی تو ایک ہی بار دُعا کرنے سے خُدا کی آگ نازل ہوئی۔لیکن بارش کے لیے اُسے کیوں سات بار دُعا کرنی پڑی؟ اِس کا جواب بہت آسان ہے، جب ہم عید کے دنوں کے نمونے کی تکمیل کے واقعات کی ترتیب کو سمجھتے ہیں۔یومِ کفارہ کے بعد عیدِ خیام آتی تھی۔یہ بارش رُوح کا نزول ہے جس کے لیے ایلیاہ دُعا کر رہا تھا۔اُس نے سات بار دُعا کی کیوں کہ خیموں کی عید سات دنوں پر مشتمل ہوتی تھی، لیکن رُوح خیموں کے آٹھویں دن تک نہیں آسکتی تھی۔

ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ آیا ایلیاہ نے سات دن تک دُعا کی یا اُس نے سات گھنٹوں میں سات بار اپنی دُعا کو دہرایا۔تاہم ہمارا ایمان ہے کہ ایلیاہ نے سات دن تک دُعا کی، کیوں کہ یہ بہتر طور پر عید کے دنوں کے نمونے کو پورا کر سکتا ہے۔درحقیقت ہمیں یقین ہے کہ یہ تمام واقعات اصل میں عید کے اُن دنوں میں پیش آئے تھے۔اگر چہ اِسے کسی بھی تحریری بائبلی حوالہ سے ثابت کرنا ناممکن ہے۔تاہم پہلی صدی کا مورخ یوسفیس ہمیں اپنی کتاب Antiquities of the Jews VIII, xiii, 2 میں بتاتا ہے:

''اب مینینڈر نے اِس (ایلیاہ کے زمانہ کا) کال کا ذکر تائرین کے بادشاہ اتبعل (اخی اب کی بیوی ایزبل کا باپ) کی تاریخ میں کیا جہاں وہ یوں لکھتا ہے: اُس کے دنوں میں بارش نہ ہوئی، لوگ اُس سال Hyperbertaeus (مکدونی کیلنڈر کا ایک مہینہ) کے مہینے تک بارش کے لیے ترس گئے لیکن اُس (ایلیاہ) نے دُعا کی اور بارش آگئی۔اُس اتبعل نے لیبیا میں فونیشیا اور اوزا کے شہر میں ایک شہر بوتریس تعمیر کیا۔اِن الفاظ سے اُس نے اخی اب کے دنوں میں بارش کی طلب کی عکاسی کی، کیوں کہ یہ وہ

وقت تھا کہ اتبعل نے ٹاریٔریوں پر حکومت کی، جیسا کہ مینینڈر ہمیں بتا تا ہے۔''

مینینڈر جس کا حوالہ یوسفیس نے یہاں دیا ہے وہ یوسفیس سے تین صدیاں پہلے تھا۔ مینینڈر اپنے زمانے کا ایک مشہور یونانی ڈرامہ نگار تھا اور اُس نے سو سے زائد ڈرامے لکھے۔ اُس کا زیادہ تر کام گم ہو چکا ہے لیکن یوسفیس کو اُس کے کچھ شہ پاروں تک رسائی حاصل تھی، اِس لیے وہ اُن کا اقتباس کرنے کے قابل ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ مینینڈر نے صور کے بادشاہ اتبعل اور اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کے زمانے میں کال کا ذکر کیا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ اُس مہینہ میں ہوا جسے یونانی ''Hyperberetaeus'' کے نام سے جانتے ہیں جو ساتواں مہینہ ہوتا ہے اور جسے عبرانی لوگ تشری کہتے ہیں۔ اسرائیل میں یہ خزاں کی عید کے دنوں کا مہینہ ہے جس کا آغاز تشری کے پہلے دن نرسنگوں کی عید سے ہوتا اور اختتام بائیس تشری کو عیدِ خیام کے ساتھ ہوتا ہے۔

یقیناً مینینڈر کا یہ خیال عدم صحت کا حامل ہے کہ یہ کال صرف ایک سال تک رہا لیکن یہ اِس بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ واقعات تشری کے مہینے میں پیش آئے تھے۔ یوں ہم دُنیاوی تاریخ سے استفادہ کرتے ہیں جو ہمارے اِس عقیدے کی تائید کرتی ہے کہ ایلیاہ کی زندگی میں پیش آنے والے یہ نمونے کے واقعات درحقیقت عید کے دنوں میں پیش آئے جو اُس کے مقصد کی نمائندگی کرتے تھے۔

بہر حال یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ سات دنوں کی دُعا خیموں کی عید کے سات دنوں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کے دوران بارش نہ ہوئی۔ ساتویں دن ایلیاہ کے خادم نے ایک چھوٹا سا بادل آدمی کے ہاتھ کے برابر سمندر میں سے اُٹھتے دیکھا (۴۴ آیت)۔ اِس کے بعد ایلیاہ نے اخی اب بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنا رتھ تیار کر کے یزرعیل کو روانہ ہو جائے تا کہ بارش اُسے روک نہ لے۔ اخی اب نے ایلیاہ کی بات کا یقین کیا اور جلدی سے اپنے رتھ پر سوار ہو گیا لیکن ایلیاہ یزرعیل کے مدخل تک اُس کے آگے آگے دوڑا چلا (۴۶ آیت)۔

یہ مافوق الفطرت قدرت یا شاید یوحنا ۶:۲۱ میں ہونے والے یسوع کے وقت کے سفر کے معجزے کی مانند تھا جو اُس وقت پیش آیا جب شدید بارش ہو رہی تھی۔ یہ بھی عیدِ خیام کا ایک حصہ ہے جو خیموں کا آٹھواں دن تھا، جس دن ہم رُوح کے بھرپور نزول کی زمین پر توقع کر سکتے ہیں۔ ہم اگلے باب میں اِس پر مزید تفصیل سے بات کریں گے جب ہم خیموں کی عید کا مطالعہ کریں گے۔ تاہم فی الحال ہمیں لازماً سات دنوں کے بعد وقت کے نمونے کے اِس نکتہ پر سیر چشمی کرنی چاہیے کہ وہ خیموں کا آٹھواں دن ہے جب کثرت سے بارش

ہوئی۔

ایلیاہ یزرعیل کی طرف دوڑا، یزرعیل کے دوہرے معنی ہیں: ''خُدا پراگندہ کرتا ہے'' اور ''خُدا بکھیرتا ہے''۔ اِس نام کا مفہوم ہوسیع نبی کی کتاب کے پہلے دو ابواب میں بتایا گیا ہے۔ وہاں نبی کا ایک بیٹا تھا جس کا نام یزرعیل تھا، کیوں کہ خُدا اسرائیل کے گھرانے کو ''پراگندہ'' کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ہوسیع کی کتاب کے دُوسرے باب کے اختتام پر یہ ہم پر عیاں ہوتا ہے کہ اصل میں خُدا صرف اسرائیل کے گھرانے کو آنے والی رُوحوں کی ایک عظیم فصل کے لیے کھیت میں ''بکھیرنے'' والا تھا جو کہ دُنیا ہے (متی ۱۳: ۳۸)۔

اسرائیل کے گھرانے کو ۷۴۵-۷۲۱ ق م تک دُنیا میں لے جایا گیا۔ وہ اپنے پرانے وطن کنعان میں کبھی واپس نہ گئے۔ دُوسری طرف یہوداہ کے گھرانے کو ایک صدی بعد بابل میں جلاوطن کر دیا گیا لیکن اُنھیں محض ستر سالہ اسیری کے بعد واپس جانے کی اجازت دے دی گئی۔ اسرائیل اور یہوداہ کے متعلق الگ الگ پیشین گوئیاں ہیں لیکن بہت کم لوگ اُن اختلافات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ فرض کرنے کی غلطی کرتے ہیں کہ وہ تمام آج کے یہودیوں پر لاگو ہوتی ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ یہودی پیشین گوئیوں کے ایک حصے کو پورا کر رہے ہیں لیکن اسرائیل کے گھرانے کی تکمیل یہودیوں کے علاوہ لوگوں میں پوری ہوتی ہے۔ ہم اِس کی مزید وضاحت گیارھویں باب میں کریں گے۔

ایلیاہ کی کہانی ظاہر کرتی ہے کہ یزرعیل کے بارے میں پیشین گوئی خیموں کی عید کے آٹھویں دن پوری ہونا شروع ہو جائے گی۔ یعنی اِس عید کے دن کی تکمیل پوری دُنیا میں عالمگیر بیداری کی عظیم فصل کا آغاز کرے گی۔ رُوح کی بارش بیجوں کے بڑھنے اور عیدِ خیام کے دَور میں کثیر فصل کو پیدا کرنے کا سبب بنے گی۔ کھوئے ہوئے اسرائیلی مل جائیں گے اور اُن کو بحال کیا جائے گا کیوں کہ یزرعیل ''اسرائیل'' کو پڑھنے کا محض ایک اور طریقہ ہے۔ بہت سے دُوسرے لوگ اُن کے ساتھ خُدا کی بادشاہی میں جمع ہوں گے، جیسے ہم یسعیاہ ۵۶: ۶-۸ میں پڑھتے ہیں:

> ''اور بے گانہ کی اَولاد بھی جنھوں نے اپنے آپ کو خُداوند سے پیوستہ کیا ہے کہ اُس کی خدمت کریں اور خُداوند کے نام کو عزیز رکھیں اور اُس کے بندے ہوں۔ وہ سب جو سبت کو حفظ کر کے اُسے ناپاک نہ کریں اور میرے عہد پر قائم رہیں۔ مَیں اُن کو بھی اپنے کوہِ مقدس پر لاؤں گا اور اپنی عبادت گاہ میں اُن کو شادمان کروں گا اور اُن کی سوختنی

قربانیاں اور اُن کے ذبیحے میرے مذبح پر مقبول ہوں گے کیوں کہ میرا گھر سب لوگوں کی عبادت گاہ کہلائے گا۔ خُداوند خُدا جو اسرائیل کے پراگندہ لوگوں کو جمع کرنے والا ہے یوں فرماتا ہے کہ مَیں اُن کے سوا جو اُسی کے ہو کر جمع ہوئے ہیں اَوروں کو بھی اُس کے پاس جمع کروں گا۔''

اُس وقت تمام اقوام میں سے بہت سے لوگ خُدا اور اُس کی شریعت کے سیکھنے کی خواہش کریں گے۔ وہ لوگ جن کو اِس واقعہ کو ''کلیسیا کے اُٹھائے جانے'' کے طور پر سکھایا گیا ہے وہ عموماً سوچتے ہیں کہ مسیح کا آنا تمام چیزوں کا خاتمہ ہے۔ اُنھیں یہ غلط طور پر سکھایا گیا ہے کہ یسوع جلد آنے والا ہے اور جب وہ آئے گا تو بچائے جانے کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔ اِس تعلیم کو لاکھوں منبروں پر سے لوگوں کو ڈرانے کے لیے استعمال کیا گیا تاکہ وہ مسیح کو قبول کریں۔ لیکن یہ تعلیمات عید کے دنوں اور اُن کی نبوتی تکمیل کی تفہیم پر مبنی نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عیدِ خیام کا دَور پوری دُنیا میں عظیم خوش خبری کا وقت ہوگا۔ پینتکست کے تحت جو کچھ کیا گیا وہ محض اِس کی ایک مدھم تصویر ہے کہ عیدِ خیام کے مسح کے تحت کیا کیا کیا جا سکتا ہے۔ یسعیاہ ۲:۲-۴ میں لکھا ہے:

''آخری دِنوں میں یوں ہوگا کہ
خُداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم
کیا جائے گا
اور ٹیلوں سے بلند ہوگا
اور سب قومیں وہاں پہنچیں گی۔
بلکہ بہت سی اُمتیں آئیں گی اور کہیں گی
آؤ خُداوند کے پہاڑ پر چڑھیں یعنی یعقوب کے
خُدا کے گھر میں داخل ہوں
اور وہ اپنی راہیں ہم کو بتائے گا
اور ہم اُس کے راستوں پر چلیں گے
کیوں کہ شریعت صیّون سے اور خُداوند کا کلام یروشلیم

سے صادر ہو گا۔

اور وہ قوموں کے درمیان عدالت کرے گا

اور بہت سی اُمتوں کو ڈانٹے گا

اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں

اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالیں گے

اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائے گی

اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے۔''

اِس حوالے میں ایک لفظ بھی اِس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ لوگوں کو خُدا کے بارے میں اور مسیحی بننے کا مزید موقع نہیں ملے گا۔ دراصل یہ ایک بہت ہی پُر اُمید حوالہ ہے جو خُدا کی عالمگیر جنبش کی تصویر کشی کرتا ہے۔ ایک لحاظ سے خوش خبری کی کوشش کا آغاز پینتکست کے مسح کے تحت شروع ہوا، لیکن بالآخر اِس کی تکمیل عیدِ خیام پر ہو گی۔ اِس کا وقت ایلیاہ کی کہانی میں ثابت ہوتا ہے جو مافوق الفطرت طور پر عیدِ خیام کی بارش میں یزرعیل کی طرف بھاگا۔

اب ہم خیموں کی عید اور نبوتی شریعت کے مکمل مطالعہ کی طرف آتے ہیں جو ہمیں آنے والے اُن واقعات کی زیادہ سے زیادہ تفہیم فراہم کریں گے۔

ساتواں باب

عیدِ خیام

خیموں کی عید الٰہی شریعت میں نبوتی مقدس ایّام کا اختتام ہے۔ یقیناً عید اور روزے کے ایّام اِس میں بعد میں شامل کیے گئے اور اِس بات کو بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اُن کی بھی نبوتی اہمیت ہے۔ تاہم موسوی شریعت مسیح کی دونوں آمدوں کے چوگرد گردش کرنے والے بنیادی واقعات، اُس کی ہر ایک آمد میں اُس کے کام اور اُس کا ہر ایک کام کیسے خُدا کی بادشاہی کو زمین پر فروغ دیتا ہے، وہ اِن سب کے متعلق ہمیں مکمل مکاشفہ فراہم کرتی ہے۔

عیدِ خیام کی بنیادی شریعت احبار۲۳: ۳۳ - ۴۴ میں پائی جاتی ہے:

''اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا۔ بنی اسرائیل سے کہہ کہ اُسی ساتویں مہینے کی پندرھویں تاریخ سے لے کر سات دن تک خُداوند کے لیے عیدِ خیام ہو گی ۔ پہلے دِن مقدس مجمع ہو۔تم اُس دِن کوئی خادمانہ کام نہ کرنا ۔تم ساتوں دِن خُدا کے حضور آتشین قربانی گذراننا ۔ آٹھویں دن تمھارا مقدس مجمع ہو اور پھر خُداوند کے حضور آتشین قربانی گذراننا۔ وہ خاص مجمع ہے۔ اُس میں کوئی خادمانہ کام نہ کرنا۔

یہ خُداوند کی مقررہ عیدیں ہیں جن میں تم مقدس مجمعوں کا اعلان کرنا تا کہ خُداوند کے حضور آتشین قربانی اور سوختنی قربانی اور نذر کی قربانی اور ذبیحہ اور تپاون ہر ایک اپنے اپنے معین دِن میں گذرانا جائے۔ ماسوائے اِن کے خُداوند کے سبتوں کو ماننا اور اپنے ہدیوں اور منتوں اور رضا کی قربانیوں کو جو تم خُداوند کے حضور لاتے ہو گذراننا۔

اور ساتویں مہینے کی پندرھویں تاریخ سے جب تم زمین کی پیداوار جمع کر چکے تو سات دِن تک خُداوند کی عید ماننا۔ پہلا دِن خاص آرام کا ہو اور آٹھواں دِن بھی خاص آرام ہی کا ہو۔ سو تم پہلے دِن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھنے درختوں کی شاخیں اور ندیوں کی بید مجنوں لینا اور تم خُداوندا پنے خُدا کے آگے سات دن تک خوشی

منانا۔اورتم ہرسال خُداوند کے لیے سات روز تک یہ عید منانا کرنا۔تمھاری نسل درنسل
سدا یہی آئین رہے گا کہ تم ساتویں مہینے اِس عید کو مانو ۔ سات روز تک برابرتم
سایبانوں میں رہنا ۔ جتنے اسرائیل کی نسل کے ہیں سب کے سب سایبانوں میں
رہیں۔تاکہ تمھاری نسل کومعلوم ہوکہ جب میں بنی اسرائیل کوملکِ مصر سے نکال کرلا رہا
تھاتو میں نے اُن کوسایبانوں میں ٹکایا تھا۔میں خُداوندتمھاراخُدا ہوں۔سوموسیٰ نے بنی
اسرائیل کوخُداوندکی مقررہ عیدیں بتادیں۔ ''

عیدِخیام کوساتویں مہینے(تشری) کی پندرھویں تاریخ سے اکیسویں تاریخ تک پورے سات دن منایا جاتا تھا۔ اِس کے بعدآخری تقریبات عید کے آٹھویں دن منعقد کی جاتیں، جوساتویں مہینے کا بائیسواں دن تھا۔ پہلا دن (پندرھویں تاریخ) آرام (سبت) کا دن ہوتا تھااورآٹھواں دن (بائیسویں تاریخ) بھی آرام کا دن ہوتا تھا۔

مندرجہ بالاحوالہ ہمیں عید کےاوقات کے بارے میں بتانے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ یہ اُس عید کے بارے میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ کب ہوگی اورمحض یہ تفصیل فراہم کرتا ہے کہ اُس عید کوکیسے منانا ہے۔ہم نے پڑھا کہ لوگوں نے درختوں کی ڈالیاں کاٹ کراپنے لیے سایبان یاخیمے بنانے اوراُن میں ہفتہ بھر رہنا تھا۔ یہ اُس دن کی یادکومنانا تھاجب بنی اسرائیل مصرکوچھوڑنے کے بعدچالیس سال تک بیابان میں رہے،اُس وقت کے دوران وہ سایبانوں یاخیموں میں رہے۔

اِس بات پربھی غورکرنااز حدضروری ہے کہ عید کے اُن دنوں کو''خُداوندکی مقررہ عیدیں'' کہا گیا ہے۔ یہاں عبرانی کی اصطلاح moed استعمال ہوئی ہےجس کا مطلب''مقررہ وقت یاجگہیں'' ہیں۔ یہ وہ نبوتی اوقات ہیں جن کوخُدانے مقررکیا ہے۔کیوں کہ فسح خُداوندکا مقررہ وقت تھا، یہ وہ دن تھاجب یسوع کومصلوب کیا جانا تھا۔ اِسی طرح ہلانے کی قربانی کاوقت مقررتھا، یہ وہ دن تھاجب یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھے گا۔ ہفتوں کی عید(پنتیکست) کا بھی وقت مقررتھا، یہ وہ دن تھاجب رُوح القدس شاگردوں پرنازل کیا گیا۔

اِس طرح نرسنگوں کی عیدمُردوں کے جی اُٹھنے کا مقررہ وقت ہے۔یومِ کفّارہ کلیسیا کے لیےتوبہ کرنے اوررُوح کی مکمل معموری میں داخل ہونے جواُن کی ''وعدے کی سرزمین'' ہےاُس سےانکارکرنے کے لیے ماتم کا دن ہے۔اورآخرکارعیدِخیام ہمارے بدنوں کی تبدیلی کا مقررہ وقت ہے، جہاں غالب آنے والوں کو

ایک ایسی عمارت ملے گی جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے (۲۔کرنتھیوں ۵:۱)۔

یقیناً ہر کسی کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اِن عیدوں کا شخصی اطلاق وقت پر منحصر نہیں ہے۔کوئی بھی شخص کسی بھی وقت رُوح القدس کی وساطت سے ایمان سے راست باز (فسح) ہوسکتا ہے۔تاہم جب نبوت کی تاریخی تکمیل کی بات آتی ہے تو اِن کے اوقات مقررہ ہیں جن کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

کتنی ہی بار ہم چرچ کے منبروں سے یہ بات سن چکے ہیں کہ ''یسوع بہت جلد آنے والا ہے اور یہ کسی دن، صبح، دوپہر یا شام کو ہوسکتا ہے۔'' ایسا کہنا اِس بات کے مترادف ہے کہ یسوع سال کے کسی بھی دن اور کسی وقت پر مصلوب کیا جاسکتا تھا۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ اِن واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے مقررہ وقت ہیں۔اگرچہ ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ واقعات کس سال ہوں گے لیکن ہم اِن کے مقررہ وقتوں کے بارے میں جانتے ہیں۔کچھ باتیں ایسی ہیں جو خُدا نے ہم سے پوشیدہ رکھی ہیں لیکن جو باتیں اُس نے ظاہر کی ہیں وہ ہم سے علاقہ رکھتی ہیں۔استثنا ۲۹:۲۹ میں لکھا ہے:

''غیب کا مالک تو خُداوند ہمارا خُدا ہی ہے پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لیے ہیں تا کہ ہم اِس شریعت کی سب باتوں پر عمل کریں۔''

خُدا اکثر چیزوں کو ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔مثال کے طور پر یسوع کی صلیبی موت کے متعلق یسعیاہ ۵۳، زبور ۲۲ اور دُوسری جگہوں پر واضح کیا گیا لیکن یہ باتیں زیادہ تر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں جب تک یہ پوری نہ ہوگئیں۔تاہم پھر بھی بہت سے لوگوں نے سچائی کو نہ پہچانا یا اُسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ایسا سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ آج کے حالات خزاں کی عیدوں کے مقررہ وقتوں سے کچھ مختلف ہیں۔پھر بھی اُن عیدوں کی تکمیل کا وقت بہت قریب ہے اور خُدا نے اپنے مقررہ وقتوں کو بڑے عظیم الشان طریقے سے ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے۔اگرچہ یقیناً ہمیں مسیح کی آمدِ ثانی کے متعلق پیشین گوئی کرنے کے بارے میں احتیاط برتنی چاہیے۔ہمیں چاہیے کہ ہم اُن باتوں کا بھی مطالعہ کریں جو پہلے سے ہی کلامِ خُدا میں منکشف کی جا چکی ہیں۔

عیدِ خیام کا مقصد

احبار ۲۳:۴۳ جس کا پہلے اقتباس کیا گیا اُس میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُنھیں بیابان میں اسرائیل

کے چالیس سالوں کے دوران خیموں میں رہنے کی یاد میں سات دنوں تک سایبانوں میں رہنا تھا۔ یقیناً ہم اِسے دُرست مانتے ہیں، لیکن اِس کے علاوہ بھی اور بہت سے پہلو ہیں۔ بعدازاں خُدا نے اِس عید کے بارے میں اور بہت سے بھیدوں کو ظاہر کیا جن کا ذکر احبار ۲۳ باب میں نہیں ہوا۔ یوں اپنا مطالعہ شروع کرنے کے لیے یہ ایک اچھا آغاز ہے۔

گنتی ۳۳:۵ میں بتایا گیا ہے کہ جب اسرائیلی مصر سے نکلے تو وہ رعمسیس سے کوچ کر کے سُکات تک آئے۔ وہ یوسف کی ہڈیوں کو بھی لے آئے تا کہ اُسے وعدے کی سرزمین میں لے جائیں (خروج ۱۳:۱۹-۲۰)۔ دُوسرے لفظوں میں مصر سے نکلنے کے بعد اُن کا پہلا پڑاؤ سکات میں تھا۔ سُکات کا مطلب ''خیمے یا سایبان'' ہے۔ یہ وہی عبرانی لفظ ہے جو عیدِ خیام کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ اِس لیے پہلی نگاہ میں ایسے لگتا ہے کہ عیدِ خیام کو فسح کے دن منایا جانا چاہیے۔ لیکن یہ دن اُس عید کے لیے مقرر نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسرائیل نے پہلا پڑاؤ سُکات کے علاقے میں ہی کیوں کیا؟ یہ کن معنوں میں عید خیام کی طرف اشارہ کرتا ہے؟

سب سے پہلے اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ خُدا اکثر ابتدا میں ہی اختتام کے بارے میں آگاہ کر دیتا ہے۔ وہ ایسا لوگوں کو اُن کے مقصد کا رُویا دینے کے لیے کرتا ہے، تا کہ لمبے سفر کے دوران اُن کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ لیکن جب لوگ پہلی بلاہٹ یا پہلے رُویا کو حاصل کرتے ہیں تو وہ یہ سوچتے ہیں کہ یہ بہت قریب ہے۔ اور رُویا اتنا واضح ہے کہ وہ اُسے چھو سکتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں سے کون جانتا تھا کہ موعودہ سرزمین میں پہنچنے کے لیے اُن کو چالیس سال لگیں گے؟ یہاں تک کہ موسیٰ بھی اِس سے ناواقف تھا۔ اگر کسی کو بھی علم ہوتا تو شاید وہ کبھی بھی مصر کو نہ چھوڑتے۔

خُدا نے اسرائیل کو اُن کے سفر کے آغاز میں ہی عید خیام کا رُویا دے دیا۔ اُن کو ہدایت تھی کہ وہ بیابان میں اپنے قیام کے دوران خیموں میں بسیرا کریں۔ ایسا اُن کو بیابان میں قیام پذیر ہونے سے روکنے کے لیے کیا گیا۔ پینتکست کے تحت کلیسیا اِس سے یہ سبق حاصل کرتی ہے کہ ہمیں اپنے چالیس یوبلیوں کے سفر میں بہت زیادہ آرام دہ اور قیام پذیر نہیں ہونا چاہیے اور یہ سوچتے ہوئے فرقہ ورانہ خیمے کھڑے نہیں کرنے چاہییں کہ ہم وعدے کی سرزمین میں ہیں۔

پینتکست کے مکمل دَور میں کلیسیا کو چاہیے کہ وہ ''خیموں'' میں رہتے ہوئے عیدِ خیام کے رُویا کو زندہ

رکھیں۔ بیابان میں اپنے سفر کے دوران ہمیں چاہیے کہ ہم یوسف کی ہڈیوں کو اپنے ساتھ لے کر جائیں۔یعنی ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم ابھی تک لافانیت تک نہیں پہنچے، بلکہ ہم ابھی تک ہڈیوں کی وادی میں ہیں (حزقی ایل ۳۷:۱)۔اور نہ ہی ہم اُس کی آمد ثانی پر پہنچے ہیں جسے ہم بعد میں یوسف کے کام کے طور پر دیکھیں گے، جہاں وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے آتا ہے(مکاشفہ ۱۹:۱۳؛ پیدائش ۳۷:۳۱)۔سکات کا وعدہ ہماری اُمید ہے، لیکن ابھی تک یہ ہماری زندگیوں میں ایک تجرباتی حقیقت نہیں ہے۔ بیابان وہ جگہ ہے جہاں ہم یوسف کی ہڈیوں کے چوگرد گھومتے ہیں۔

بیابان مستقل رہنے کی جگہ نہیں ہے۔یہ محض منتقلی کا ایک مرحلہ ہے۔ابرہام نے خود اقرار کیا کہ وہ اِس زمین پر پردیسی اور مسافر تھا، کیوں کہ وہ نئے یروشلیم کی تلاش میں تھا(عبرانیوں ۱۱:۱۳-۱۶)۔کنعان کی زندگی اُس کا بیابانی تجربہ تھا۔تاہم ابرہام کے اندر وعدے کی سرزمین کو دیکھنے کے لیے ایمان موجود تھا اور یہ اُس کے لیے راست بازی شمار کیا گیا۔اِسی طرح بیابان میں کلیسیا کو خُدا کے وعدے پر ایمان لانا تھا نہ صرف یوسف کی ہڈیوں کو اُٹھائے ہوئے بلکہ خیموں میں رہتے ہوئے بھی۔

بدقسمتی سے کلیسیا نے وسیع پیمانے پر الٰہی شریعت بشمول خیموں کی عید کو ردّ کیا اور راستے میں بہت سے فرقوں کی عمارتوں کو کھڑا کر لیا۔بہت سے لوگ اِس تصور کے ساتھ کسی ایک فرقے کا حصہ بن گئے کہ اُن کے پادری اور فرقے کے پاس وہ تمام سچائی موجود ہے جو آسمان پر جانے کے لیے ضروری ہے۔اُن میں بہت سے مسیحی مسافر اُس وقت پیچھے رہ گئے جب بادل کا ستون اُنھیں کچھ نیا سکھانے کے لیے اگلے نخلستان میں چلا گیا۔

زیادہ تر مسیحی عیدِ خیام کے نظارے سے محروم ہو گئے اور وہ اس بات کو بھول گئے کہ کبھی ایسا کوئی عید کا دن بھی ہوتا تھا۔بیسویں صدی میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ہزاروں کتابیں لکھی گئیں،لیکن اُن میں سے بہت قلیل کتب خزاں کی عیدوں کے بارے میں معمولی معلومات فراہم کرتی ہیں جو کہ خُدا کے مقرر کردہ اوقات ہیں۔ اِس کے نتیجے میں بہت سے غیر بائبلی اور عجیب وغریب عقائد سکھائے گئے اور کچھ لوگوں نے اُن عقائد کی صداقت پر سوال اُٹھائے۔

لیکن ہمارا مقصد کلیسیا یا اُس کے کسی عقیدے کو تنقید کا نشانہ بنانا نہیں ہے۔ ہمارا مقصد اُن لوگوں کی مدد کرنا ہے جو کلام مقدس کے اُن حصوں کے بارے میں مزید سیکھنا چاہتے ہیں جو عام طور پر اُن کی مخصوص

کلیسیاؤں یا مطالعہ بائبل کے گروپس میں نہیں سکھائے جاتے۔ ہمارا مقصد عید کے اِن دنوں کے حقیقی مفہوم کو آشکارا کرنا ہے تاکہ مسیحی اُن باتوں پر یقین کرسکیں جو کلامِ مقدس میں لکھی ہیں۔ اِس باب میں ہمارا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ عیدِ خیام بدنی تبدیلی کا مقررہ وقت ہے جسے پولس ''بدن کی مخلصی'' کہتا ہے (رومیوں ۸:۲۳)۔ رسول ا۔کرنتھیوں ۱۵:۵۱ میں بھی کہتا ہے:

''دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئیں (مرنا) گے مگر سب بدل (یونانی: allasso، ''تبدیل ہونا، ایک چیز کا کسی دُوسری چیز میں بدلنا، صورت بدلنا'') جائیں گے۔''

بالفاظ دیگر ہم ایک بدن سے دُوسرے بدن میں تبدیل ہو جائیں گے۔ ہمارا موجودہ ''گھر'' یا ''خیمہ'' فانی اور ناتمام ہے، جو بہت سے زمینی عوامل کی وجہ سے محدود ہے۔ عیدِ خیام پر ہمارا یہ گھر ایک دُوسرے گھر میں تبدیل ہو جائے گا۔ ہم اپنے موجودہ زمینی گھر سے ایک ایسے گھر میں چلے جائیں گے جس کی تصویر کشی درختوں کی ڈالیوں سے بنے سایبانوں میں کی گئی ہے۔ سایبان ایسے مواد سے بنے ہیں جو زندہ ہے۔ ہمارے بدن کی مخلصی، زندہ بدن جو ہم نے آدم کے گناہ کی وجہ سے کھو دیئے تھے وہ بحال ہو جائیں گے۔ یہ ہماری حقیقی میراث ہے جو تمام معنوں کی بلند ترین سطح پر ہماری حقیقی وعدے کی سرزمین ہے۔

سلیمان عیدِ خیام کو مناتا ہے

سلیمان کا زمانہ ہمارے پاس عیدِ خیام کو منانے کی سب سے پہلی تحریری مثال ہے۔ جب سلیمان نے ہیکل کی مخصوصیت کی تو عیدِ خیام کے آٹھویں دن خُدا نے اُسے اپنے جلال سے بھر دیا۔ ۲۔تواریخ ۵:۱-۳ میں اِس طرح لکھا ہوا ہے:

''اِس طرح سب کام جو سلیمان نے خُداوند کے گھر کے لیے بنوایا ختم ہوا اور سلیمان اپنے باپ داؤد کی مقدس کی ہوئی چیزوں یعنی سونے اور چاندی اور سب ظروف کو اندر لے آیا اور اُن کو خُدا کے گھر کے خزانہ میں رکھ دیا۔ تب سلیمان نے اسرائیل کے بزرگوں اور قبیلوں کے سب رئیسوں یعنی بنی اسرائیل کے آبائی خاندانوں کے سرداروں کو یروشلیم میں اکٹھا کیا تاکہ وہ داؤد کے شہر سے جو صیون ہے خُداوند کے عہد کا صندوق

لے آئیں ۔اور اسرائیل کے سب لوگ ساتویں مہینے کی عید میں بادشاہ کے پاس جمع ہوئے۔''

جب ایک سوبیس کاہنوں نے گانے والوں کے ساتھ مل کر نرسنگا پھونکا تو وہ گھر اُس کے جلال سے معمور ہو گیا(۲۔تواریخ ۵:۱۲-۱۴)۔۲۔تواریخ ۷:۸-۱۰ میں لکھا ہے کہ اُنھوں نے سات دن میں مذبح کو مخصوص کیا،اور سات دن عید منائی:

''اور سلیمان اور اُس کے ساتھ حمات کے مدخل سے مصر کی ندی تک کے سب اسرائیلیوں کی بہت بڑی جماعت نے اُس موقع پر سات دِن تک عید منائی اور آٹھویں دن اُن کا مقدس مجمع فراہم ہوا کیوں کہ وہ سات دِن مذبح کے مخصوص کرنے میں اور سات دن عید منانے میں لگے رہے۔اور ساتویں مہینے کی تیئیسویں تاریخ (عیدِ خیام کے آٹھویں دن کے بعد) کو اُس نے لوگوں کو رخصت کیا تاکہ وہ اُس نیکی کے سبب سے جو خُداوند نے داؤد اور سلیمان اور اپنی قوم اسرائیل سے کی تھی خوش اور شادمان ہو کر اپنے ڈیروں کو جائیں۔''

بلاشبہ یہ اُس وقت کی پیشین گوئی ہے کہ خُدا ہر فردِ بشر پر اپنے رُوح کو اُنڈیلے گا،جس میں پینتکست پر رُوح کا نازل ہونا ایک بیعانہ تھا۔پینتکست کے موقع پر ایک سوبیس لوگوں کی جماعت تھی (اعمال ۱:۱۵) جو رُوح القدس کے نزول سے پہلے رُوح کی یگانی میں ایک تھے۔یہاں مماثلت بہت واضح ہے۔تاہم جب یسوع نے یوحنا ۷:۳۷-۳۹ میں رُوح القدس کے نزول کی پیشین گوئی کی تو اُس نے یہ پینتکست کے بارے میں نہیں بلکہ عیدِ خیام کے آٹھویں دن کے متعلق کہا(یوحنا ۷:۲،۱۴اور ۳۷ کا مطالعہ کریں)۔یہ ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ ہم نے پینتکست پر اپنی مکمل میراث کو حاصل نہیں کیا۔جیسے افسیوں ۱:۱۳اور ۱۴ میں ہمیں بتایا گیا ہے،حقیقی تکمیل ابھی باقی ہے۔

''۔۔۔اور اُس پر ایمان لائے پاک موعودہ رُوح کی مہر لگی۔وہی خُدا کی ملکیت کی مخلصی کے لیے ہماری میراث کا بیعانہ ہے تاکہ اُس کے جلال کی ستایش ہو۔''

بہ ظاہر سلیمان یہ نہیں جانتا تھا کہ عیدِ خیام پر لوگ سایبان بنائیں گے۔اِس جشن کا بیان محض اُس کے طریقے کے بارے میں بات نہیں کرتا،لیکن نحمیاہ ۸:۱۴ سے ہم اِس بات کو جانتے ہیں کہ لوگوں نے یشوع کے

دنوں تک اِس عید کے لیے سایبان نہیں بنائے تھے۔ اور اِسی طرح ہم جانتے ہیں کہ داؤداور سلیمان نے کبھی بھی اِس عید کو سایبانوں میں نہیں منایا تھا۔

یہ محیرالعقل لگتا ہے کہ ایک مقرر کردہ عید کو یشوع سے عزرا کے زمانے تک نوسوسال تک مناسب طریقے سے نہیں منایا گیا۔ چناں چہ جب ہم مسیحی کلیسیا میں بھی اِسی صورتِ حال کو دیکھتے ہیں تو ہمیں بالکل بھی حیرانی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم نے عیدِ خیام کی تمام معموری کو حاصل نہیں کیا اور نہ ہی ابھی تک ہم نے اِس کے مکمل جلال کو دیکھا ہے۔

عزرا کے تحت مختصر روزِ ماہ تاریخ وار

یہوداہ، بنیمین اور لاوی کے بقیہ زربابل کی سربراہی میں بابل کی اسیری سے واپس آئے۔ اُنھوں نے بابل سے واپس آنے کے بعد پہلے سال کے ساتویں مہینے میں عیدِ خیام منائی۔ ایک سال اور دو مہینے بعد اُنھوں نے نویں مہینے کی چوبیسویں تاریخ (حجی ۲:۱۸) کو دُوسری ہیکل کی بنیاد رکھی (عزرا ۳: ۴-۱۰)۔

ہیکل کو مکمل ہونے میں اٹھارہ سال لگے، کیوں کہ اُنھیں بہت زیادہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن آخرکار اُنھوں نے شاہِ فارس دارا کے چھٹے سال بارہویں مہینے (ادار) کی تین تاریخ کو اِسے مکمل کرلیا۔ یہ مارچ ۵۱۵ ق م کا زمانہ تھا۔

دارا نے ۴۸۶ ق م تک چھتیس سال تک حکومت کی۔ پھر اُس کے بیٹے اخسویرس اول نے ۴۶۵ ق م تک اگلے اکیس سال حکومت کی۔ آخرکار ارتخششتا ۴۶۵ ق م میں تخت پر براجمان ہوا اور ۴۶۴ ق م کو اُس کی سلطنت کا پہلا سال شمار کیا جاتا ہے۔ اُس نے اکتالیس سال حکومت کی، لیکن اُس کی حکومت کے ساتویں سال (۴۵۸ ق م) عزرا نام ایک اور شخص بابل سے بادشاہ کے فرمان کے ساتھ حاضر ہوا کہ وہ یروشلیم میں دوبارہ تعمیر شدہ ہیکل میں خُدا کے حضور قربانیاں پیش کرے (عزرا ۷: ۷-۲۶)۔

تیرہ سال بعد جو شاہِ ارتخششتا کی حکومت کے بیسویں سال کا موسمِ بہار تھا، نحمیاہ کو شاہی فرمان کے ساتھ یروشلیم میں بھیجا گیا کہ وہ شہر کی دیواروں کو دوبارہ تعمیر کرے (نحمیاہ ۲:۱)۔ اُس نے ۴۴۵ ق م۔ ۴۳۳ ق م تک بارہ سال (نحمیاہ ۵:۱۴) بہ طور گورنر بھی خدمات سرانجام دیں۔ یقیناً اُس کا بنیادی مقصد یروشلیم کی دیواروں کی دوبارہ تعمیر تھا۔ اُنھوں نے ۴۴۵ ق م میں پانچویں مہینے (آب) کی تین تاریخ سے چھٹے مہینے (الول) کی پچیس

تاریخ تک صرف باون (۵۲) دنوں میں دن رات کی محنت کے بعد اِس کام کو مکمل کیا۔

اگلے مہینے اُنھوں نے نرسنگوں کی عید اور عیدِ خیام منائی۔

عزرا نے عیدِ خیام منائی

یروشلیم کی دیوار کی تکمیل کے محض ایک ہفتے کے بعد لوگ نرسنگوں کی عید منانے کے لیے یروشلیم میں جمع ہوئے اور اُنھوں نے تین دن خیموں میں قیام کیا۔ نحمیاہ ۸:۱-۲ میں لکھا ہے:

''اور سب لوگ یک تن ہو کر پانی پھاٹک کے سامنے کے میدان میں اکٹھے ہوئے اور اُنھوں نے عزرا فقیہہ سے عرض کی کہ موسیٰ کی شریعت کی کتاب کو جس کا خُداوند نے اسرائیل کو حکم دیا تھا لائے۔ اور ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ کو عزرا کاہن توریت کو جماعت کے یعنی مردوں اور عورتوں اور اُن سب کے سامنے لے آیا جو سن کر سمجھ سکتے تھے۔''

عزرا کے دنوں میں (۴۴۵ ق م) اِس جشن میں ساتویں مہینے میں شریعت کو پڑھنے کی ایک نئی روایت کو شامل کیا جس کا آغاز نرسنگوں کی عید سے ہوا۔ ہمارے علم کے مطابق یہ پہلا موقع تھا کہ لوگوں نے خزاں کی عیدوں کو اِس طریقے سے منایا۔ یہاں بیان کیے گئے نبوتی نمونے پر غور کریں۔ شریعت کو دُوسری ہیکل میں پڑھا گیا۔ اِسے بابل کی اسیری کے بعد پڑھا گیا۔ یہ یروشلیم کی دیواروں کی تکمیل کے بعد پڑھی گئی۔

ہیکل ثانی اُس کام کا نمونہ تھی جو خُدا ہمارے درمیان کر رہا ہے، کیوں کہ ہم اُس کا حقیقی مقدس ہیں۔ دُوسری ہیکل کے بارے میں حجی نبی کی پیشین گوئی یہ بیان کرتی ہے کہ یہ ہیکل سلیمان کی ہیکل سے زیادہ شان دار ہو گی (حجی ۲:۳)۔ کچھ عمر رسیدہ لوگ جنہوں نے سلیمانی ہیکل کو دیکھا تھا چلا چلا کر رونے لگے کیوں کہ یہ اُس ہیکل کی مانند نہیں تھی (عزرا ۳:۱۲،۱۳)۔ بے شک حجی نے پیشین گوئی کی تھی کہ دُوسری ہیکل پہلی ہیکل سے زیادہ شان دار ہو گی لیکن وہ اُس مادی ہیکل کے بارے میں پیشین گوئی نہیں کر رہا تھا۔ وہ اُس عظیم ہیکل کے بارے میں بات کر رہا تھا جو آنے والی ہے یعنی ہمارے بدنوں کی ہیکل جس میں خُدا کا رُوح بسیرا کرے گا (۱۔کرنتھیوں ۳:۱۶)۔ یوں پہلی ہیکل لکڑی اور پتھروں سے بنی لیکن دُوسری ہیکل زندہ پتھروں سے بنائی گئی۔

حجی کے نام کا مطلب ''عید'' ہے اور وہ عیدِ خیام کا بنیادی بائبلی نبی ہے۔ اُس نے سب سے اہم نبوت

عیدِ خیام کے ساتویں دن کی (حجی ۲:۱)۔ یہ وہ وقت تھا جب اُس نے اُس جلال کے بارے میں نبوت کی جو ہیکلِ ثانی میں آئے گا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جب اگلے دن ہیکل خُدا کے جلال سے معمور نہ ہوئی تو وہ مایوس ہوئے جیسے سلیمانی ہیکل کی مخصوصیت کے موقع پر ہوا تھا۔ اِس کی تکمیل مستقبل کی ہیکل کے لیے تھی جو ہاتھ سے بنائی ہوئی نہ ہوگی۔ اعمال۲ باب میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہیکل پینتکست کی تکمیل سے معمور ہوگئی یعنی ایک جزوی تکمیل جو رُوح کا بیعانہ تھی۔ لیکن ہم نے ابھی تک عیدِ خیام کے آٹھویں دن کی حتمی تکمیل کو دیکھنا ہے۔

عزرا کاہن نے نرسنگوں کی عید سے عیدِ خیام تک شریعت کو پڑھا۔ یہ خزاں کی عیدوں کو منانے کے لیے لوگوں کے دلوں کو تیار کرنا تھا۔ نبوتی اعتبار سے یہ آج ہمارے لیے ایک نمونہ پیش کرتا ہے کیوں کہ ہم بھی ایک بابل کی قید میں ہیں جسے ''راز۔ بڑا شہر بابل'' کہا جاتا ہے (مکاشفہ ۱۷:۵)۔ یہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے ہے۔ ہم یقیناً آدم کی پرانی فطرت کے غلام ہیں۔ تاہم اِس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آدم کی پرانی فطرت ہمیں دُنیا کی پوری تاریخ کے سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور معاشی نظام میں نظر آتی ہے۔ عزرا کا نمونہ اور دُوسری ہیکل ہم پر عیاں کرتے ہیں کہ عیدِ خیام اُس وقت تک پوری نہیں ہوگی جب تک ہم ''پوشیدہ بابل'' سے باہر نہیں نکلتے۔

نئے یروشلیم کی دیواروں کو لازماً کسی نہ کسی طرح تعمیر کیا جانا چاہیے جس کا مطلب نبوتی سطح کے مطابق ہو۔ دیوار کو مکاشفہ ۲۱:۱۲-۱۴ میں علامتی طور پر دکھایا گیا ہے جس کی بنیاد قیمتی پتھروں سے رکھی گئی جو ہمیں سردار کاہن کے سینہ بند میں لگے پتھروں کی یاد دلاتے ہیں۔ زکریاہ ۲:۴ نئے یروشلیم کو ''بے فصیل بستیوں'' کے طور پر بیان کرتا ہے، لیکن پھر بھی اُس کے اردگرد اور چاروں اطراف ''آتشی دیوار'' ہے۔ یہ یقیناً کسی بھی چیز سے زیادہ خُدا کے رُوح اور اُس کی الٰہی حفاظت کی علامت ہے۔ کیوں کہ آگ الٰہی شریعت کی علامتوں میں سے ایک ہے (استثنا ۳۳:۲)، دیوار کا تعلق عزرا کے عیدِ خیام کو منانے سے پہلے شریعت پڑھنے سے بھی ہے۔

استثنا ۳۱:۱۰-۱۱ کے مطابق شریعت کو ہر ساتویں سال جو آزادی کا سال ہوتا عیدِ خیام پر پڑھا جاتا تھا۔ ۲۔تواریخ ۳۶:۲۱ کے مطالعے سے ہم اِس بات کو جانتے ہیں کہ لوگوں نے یشوع کے دنوں سے بابل کی اسیری تک کبھی بھی یوبلی کے اپنے حقیقی زمینی آرام کو نہیں منایا تھا۔ اُنھوں نے ۵۳۴ ق م میں بابل کی اسیری کے بعد اپنے زمینی آرام کو منانا شروع کیا، بعدازاں تاریخ میں ہم تین زمینی آراموں کا ذکر پڑھتے ہیں۔ پہلے کا ذکر مکابین ۶:۵۳ میں ہوا ہے جو ۱۶۳-۱۶۲ ق م میں ہوا۔ دُوسرے آرام کا ذکر یوسفیس کی کتاب Antiquities

of the Jews. XV, i, 2 میں ہوا ہے۔ یہ سبت اُس وقت واقع ہوا جب ہیرودیس اعظم نے ۳۷-۳۶ق م میں کامیابی سے یروشلیم کا محاصرہ کیا اور اینٹی گونس (Antigonus) کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ جب یسوع کی پیدائش ہوئی تو وہی ہیرودیس حکمران تھا اور اُسی نے بیت لحم میں بچوں کے قتل کا حکم دیا۔ تیسرا آرام ۶۹-۷۰ عیسوی میں ہوا جس سال رومیوں نے ہیکل کو برباد کیا۔

اِن تاریخوں کو جاننے کی اہمیت یہ ہے کہ جب ہم اِن کو گنتے ہوئے واپس جائیں گے تو ہم اُس سال تک پہنچ جائیں گے جب اُنھوں نے سبتی کیلنڈر کا آغاز کیا۔ یہ ۵۳۴ق م تک واپس جاتا ہے، اور یہ وہ سال تھا جب قوم کا بقیہ بابل کو چھوڑ کر یہوداہ کی سرزمین میں واپس آیا۔ اگرچہ لوگ اِس بات کو نہیں جانتے تھے کہ عیدِ خیام پر ہر ساتویں سال شریعت کو پڑھا جانا چاہیے۔ تو بھی وہ اِس بارے میں جانتے تھے اور اُنھوں نے بابل سے رہائی پانے کے پہلے سال ہی عیدِ خیام کو منایا، لیکن اُنھیں الٰہی شریعت کو سمجھنے میں مزید نواسی سال لگے۔

یہ نبوتی نمونہ ہمیں بتاتا ہے کہ آج مسیحیوں کو بھی لازماً کلامِ خُدا کو سننا، سمجھنا اور عمل کرنا چاہیے، اِس سے پہلے کہ عیدِ خیام کی تکمیل اپنے حتمی انجام کو حاصل کر سکے۔ ہم نحمیاہ ۸ باب کو پڑھ کر اِس نمونہ کو دیکھتے ہیں:

> ''اور وہ اُس میں سے پانی پھاٹک کے سامنے کے میدان میں صبح سے دوپہر تک مردوں اور عورتوں اور سبھوں کے آگے جو سمجھ سکتے تھے پڑھتا رہا اور سب لوگ شریعت کی کتاب پر کان لگائے رہے۔۔۔اور اُنھوں نے اُس کتاب یعنی خُدا کی شریعت میں سے صاف آواز سے پڑھا۔ پھر اُس کے معنی بتائے اور اُن کو عبارت سمجھا دی۔'' (نحمیاہ ۸:۳،۸)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عزرا کے شریعت کو پڑھنے سے پہلے نسبتاً لوگ اُس سے ناواقف تھے۔ بابل میں رہتے ہوئے لوگوں نے اپنے بت پرست میزبانوں کے طور طریقے اور رسومات کو سیکھ لیا تھا۔ وہ لوگ جو بظاہر شریعت کے بارے میں کچھ علم رکھتے تھے وہ حقیقت میں اُسے سمجھتے نہیں تھے۔ اِس لیے عزرا نے شریعت کو پڑھتے ہی اُسے سمجھایا۔ اِسی وجہ سے آج بھی بہت سے مسیحی شاذو نادر ہی کلامِ مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں، کیوں کہ اُن کو بتایا گیا ہے کہ یہ بہت گراں ہے۔ یہ باغی دل اور تنگ ذہن کے لیے گراں ہے۔ لیکن ایک بار جب ہم اِسے سمجھنا شروع کر دیں گے تو ہم بھی عزرا کے زمانے کے لوگوں کی طرح اِس پر خوشی منائیں گے۔

''اور نحمیاہ نے جو حاکم تھا اور عزرا کاہن اور فقیہہ نے اور اُن لاویوں نے جو لوگوں کو سکھا رہے تھے سب لوگوں سے کہا آج کا دِن خُداوند تمھارے خُدا کے لیے مقدس ہے۔ نہ غم کرو نہ رو کیوں کہ سب لوگ شریعت کی باتیں سن کر رونے لگے تھے۔ پھر اُس نے اُن سے کہا کہ اب جاؤ اور جو موٹا ہے کھاؤ اور جو میٹھا ہے پیو اور جن کے لیے کچھ تیار نہیں ہوا اُن کے پاس بھی بھیجو کیوں کہ آج کا دن ہمارے خُداوند کے لیے مقدس ہے اور تم اُداس مت ہو کیوں کہ خُداوند کی شادمانی تمھاری پناہ گاہ ہے۔ اور لاویوں نے سب لوگوں کو چپ کرایا اور کہا خاموش ہو جاؤ کیوں کہ آج کا دن مقدس ہے اور غم نہ کرو۔ سو سب لوگ کھانے پینے اور حصہ بھیجنے اور بڑی خوشی کرنے کو چلے گئے کیوں کہ وہ اُن باتوں کو جو اُن کے آگے پڑھی گئیں سمجھے تھے۔'' (نحمیاہ ۸: ۹-۱۲)

شریعت کا پڑھنا (نرسنگوں کی عید کے آغاز پر) لوگوں کے دلوں کو مہینے کے دسویں دن یومِ کفارہ کے دن توبہ اور بیداری کے لیے تیار کرنا تھا۔ نرسنگوں کی عید پر شریعت کو پڑھنے کے ساتھ ہی بیداری کا آغاز ہوا۔ اِس اعتبار سے نرسنگا کلام کی منادی کی تصویر کشی کرتا ہے خاص طور پر الٰہی شریعت کی۔ شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ ہمیں گناہ کی پہچان کرائی جائے (رومیوں ۳: ۲۰؛ ۷: ۷)۔ شریعت ایک معیار ہے جس سے راست بازی اور گناہ کی وضاحت ہوتی ہے (۱۔ یوحنا ۳: ۴)۔ اگر چہ شریعت کسی گناہ گار کو راست نہیں ٹھہرا سکتی، لیکن یہ وہ بنیاد فراہم کرتی ہے جس سے آدمیوں کو گناہ گار ٹھہرایا جاتا ہے'' کیوں کہ شریعت تو غضب پیدا کرتی ہے اور جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی بھی نہیں'' (رومیوں ۴: ۱۵)۔

توبہ کا عمل اِس لیے شریعت میں لازمی طور پر شامل ہے کیوں کہ کوئی بھی شخص اُس وقت تک توبہ نہیں کر سکتا جب تک اُسے شریعت کی سمجھ کے وسیلہ اپنے گناہ کا انکشاف نہیں ہوتا۔

شریعت کو پڑھنے کے دُوسرے دن عزرا آخر کار اُس جگہ پہنچا جہاں موسیٰ نے عیدِ خیام کے متعلق بات کی تھی۔ تب لوگوں نے اِس بات کو جانا کہ وہ اِس عید کو دُرست طریقہ سے نہیں منا رہے تھے:

''اور دُوسرے دِن سب لوگوں کے آبائی خاندانوں کے سردار اور کاہن اور لاوی عزرا فقیہہ کے پاس اکٹھے ہوئے کہ توریت کی باتوں پر دھیان لگائیں۔ اور اُن کو شریعت میں یہ لکھا ملا کہ خُداوند نے موسیٰ کی معرفت فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل ساتویں مہینے کی عید

میں جھونپڑیوں میں رہا کریں۔ اور اپنے سب شہروں میں اور یروشلیم میں یہ اعلان اور منادی کرائیں کہ پہاڑ پر جا کر زیتون کی ڈالیاں اور جنگلی زیتون کی ڈالیاں اور مہندی کی ڈالیاں اور کھجور کی شاخیں اور گھنے درختوں کی ڈالیاں جھونپڑیوں کے بنانے کو لاؤ جیسا لکھا ہے۔ سو لوگ جا جا کر اُن کو لائے اور ہر ایک نے اپنے گھر کی چھت پر اور اپنے احاطہ میں اور خُدا کے گھر کے صحنوں میں اور پانی پھاٹک کے میدان میں اور افرائیمی پھاٹک کے میدان میں اپنے لیے جھونپڑیاں بنائیں۔ اور اُن لوگوں کی ساری جماعت نے جو اسیری سے پھر آئے تھے جھونپڑیاں بنائیں اور اُن ہی جھونپڑیوں میں رہے کیوں کہ یشوع بن نون کے دِنوں سے اُس دِن تک بنی اسرائیل نے ایسا نہیں کیا تھا چناں چہ بہت بڑی خوشی ہوئی۔'' (نحمیاہ ۸: ۱۳-۱۸)

اب تک ہم یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ سلیمان کے زمانے میں لوگوں نے پہلی ہیکل کی مخصوصیت کے موقع پر عیدِ خیام منائی۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ لوگوں نے بابل کو چھوڑنے کے ساتھ ہی عیدِ خیام کو کیسے منانا شروع کر دیا۔ تاہم اُنھوں نے یہ عمل شریعت کی کسی بھی حقیقی سمجھ کے ساتھ نہیں کیا۔ اِس لیے وہ یشوع کے دنوں سے عیدِ خیام کو نامناسب طور پر منا رہے تھے۔ اِس بات پر غور کریں کہ وہ ایسا اُس وقت تک کرتے رہے جب تک عزرا نے ۴۴۵ ق م میں شریعت کو نہ پڑھا اور آخر کار لوگوں نے عیدِ خیام کو بائبلی طریقہ کے مطابق منایا۔

چار سو نوے سالوں کا پولس رسول سے ربط

دانی ایل ۹: ۲۴ پرانے یروشلیم کے تناظر میں مسیح کے کام کی طرف لے جانے والے ستر ہفتوں کے دورانیے کے متعلق بات کرتا ہے۔ یہ سات دن کے ہفتوں کے معنوں میں سترہ ہفتے نہیں ہیں بلکہ یہ سالوں کے ہفتے یعنی سبت کے آرام کے سال ہیں۔ آرام کے ستر سال چار سو نوے (۴۹۰) سال کا دورانیہ ہیں، جس کے بارے میں ہماری کتاب ''وقت کے بھید'' بتاتی ہے کہ وہ ۴۵۸ ق م سے ۳۳ عیسوی تک ہیں۔ دانی ایل کی ستر ہفتوں کی رُویا ۴۵۸ ق م ارتخششتا کے فرمان سے شروع ہوتی اور ۳۳ عیسوی میں مسیح کی صلیبی موت تک جاتی ہے۔ وہ لوگ جو اِس خیال سے متفق نہیں ہم محض اُن کو اپنی کتاب ''وقت کے بھید'' میں بیان کیے گئے تاریخی اور بائبلی اثبات کا حوالہ دیتے ہیں۔

چار سو نوے سالوں کا ایک اور دور بھی ہے۔ اگر ہم ۴۴۵ ق م میں عزرا کی بیداری سے آغاز کرتے ہیں، جب لوگوں نے عیدِ خیام کو شرعی طریقہ سے منانا شروع کیا، تو اگلے ۴۹۰ سال ہمیں من وعن ۴۶ عیسوی میں لے آتے ہیں جو اعمال ۱۱: ۲۷-۳۰ کے مطابق پولس کی خدمت کے آغاز کا سال تھا۔ انبیا یروشلیم سے آنے والے قحط کی پیش بینی کے ساتھ آئے، جس کا آغاز رُومی شہنشاہ کلوڈئیس (۴۷ عیسوی) کے چوتھے فصل سے ہوا۔ انبیا ۴۶ عیسوی میں قحط کے آغاز سے پہلے آئے۔ یہ ۳۳ عیسوی کے اواخر میں دمشق کی راہ پر پولس کے تبدیل ہونے کے بعد سے چودھویں سال (گلتیوں ۲:۱) کا آغاز تھا۔

پولس رسول خود پینتکست سے عیدِ خیام میں منتقلی کی ایک نبوتی تصویر تھی۔ اُس کا عبرانی نام ساؤل، لیکن رومی نام پولس تھا۔ جب وہ ساؤل کے نام سے جانا جاتا تھا تو اُس نے عہدِ عتیق کے ساؤل بادشاہ کی طرح عمل کیا، جس نے داؤد کو ستایا۔ ساؤل بادشاہ جسے پینتکست یا فصل کی کٹائی کے موسم میں بادشاہ بنایا گیا (۱۔سموئیل ۱۲: ۱۷)، جو پینتکست کے مسیح کے تحت کلیسیا کا ایک نبوتی نمونہ ہے۔ ساؤل کا اختیار شرعی اور خُدا کے حکم کے مطابق تھا لیکن وہ ایک پائیدار حکمران نہیں تھا۔

دُوسری طرف داؤد جسے یوبلی کے موقع پر بادشاہ بنایا گیا وہ عیدِ خیام کے مسیح کے تحت کلیسیا اور غالب آنے والوں کا نمونہ بنا۔

چناں چہ جب تک پولس بہ طور ساؤل جانا گیا اُس نے کلیسیا کو ستایا، بلکہ ساؤل بادشاہ کی طرح جس نے داؤد کو ستایا۔ تاہم عہدِ جدید کا ساؤل تبدیل ہو گیا اور بالآخر اُس کا نام تبدیل کر کے پولس رکھ دیا گیا (اعمال ۱۳: ۹)۔ اِس میں ہم اُس طریقے کے متعلق ہدایات کو دیکھ سکتے ہیں جس میں دورِ خمسین کے لوگ مسیح اور سمجھ کے اعلیٰ دائرہِ اثر میں پروان چڑھ سکتے ہیں۔ پینتکست، عیدِ خیام اور عہدِ عتیق کے دُوسرے نمونہ جات کے متعلق مزید مطالعے کے لیے ہم آپ کو مشورہ دیں گے آپ ہماری کتب The Wheat and Asses of Pentecost اور The Barley Overcomers کا مطالعہ کریں۔

مسیح کے فسح کے کام کی طرف لے جانے والے ستر ہفتوں کے نمونے کا آغاز ارتخششتا کے فرمان سے ہوا، جس نے عزرا کو کہا کہ وہ یروشلیم میں جائے اور وہاں قربانیاں ادا کرے (عزرا ۷: ۷)۔ یہ ایک قربانی کا عمل تھا جو صلیب پر حتمی قربانی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

ستر ہفتوں کے دُوسرے نمونے کا آغاز ۴۴۵ ق م میں عیدِ خیام کے تقرر سے ہوا اور اُس کا اختتام ۴۶

عیسوی میں پولس کی خدمت کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ پولس غالب آنے والوں کا ایک نمونہ ہے جو ساؤل (پینتکست) سے پولس (عیدِ خیام) میں تبدیل ہونے کے قابل ہے۔ یہ واقعات عیدِ خیام کے مسح کے تحت مسیح کے دُوسرے کام کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ہم بعد میں اِس بات کو ظاہر کریں گے کہ یہ بنیادی طور پر منادی کا ایک کام ہے جو دُنیا کی تمام سلطنتوں کو مسیح کے پاؤں تلے لائے گا۔

اِس کی نشان دہی کیے بغیر ہم کم از کم اِس بات کی نشان دہی کر سکتے ہیں کہ کلیسیا کی چالیسویں یوبلی ۱۹۹۳ء میں ہوئی۔ اور یہ ۳۳ عیسوی سے ۴×۴۹۰ سال ہے۔

یوں ۴۶ عیسوی سے چالیسویں یوبلی (۴۹۰×۴) ۲۰۰۶ء میں آئی۔ اِس تحریر میں بیان کردہ تمام باتوں کے بارے میں جاننا شاید قبل از وقت ہوسکتا ہے۔ تاہم ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک نئی خدمت کے آغاز کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے، جس کا موازنہ پولس کی خدمت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جو اُس سے بھی بڑی ہے۔ کیوں کہ پولس کی خدمت عیدِ خیام کا ایک نمونہ ہے جسے بعد میں آنا چاہیے۔

عیدِ خیام پر کھجوروں کی ڈالیاں لہرانا

نحمیاہ کی کتاب کا آٹھواں باب ہمیں بتاتا ہے کہ لوگوں نے یشوع کے دنوں سے عیدِ خیام کو سایبانوں میں رہ کر نہیں منایا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اِس وقت تک اِس عید کا ایک حصہ نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ یہ کھجوروں اور درختوں کی ڈالیوں کو لہرانے کا رواج تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ۴۴۵ ق م میں عزرا کے زمانے میں شروع ہوا، لیکن یہ مسیح کے زمانے سے عالمی طور پر رائج ہوا۔ موسیٰ کی شریعت احبار ۲۳:۴۰ میں ہمیں اِس بارے میں بتاتی ہے:

> ''سو تم پہلے دِن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھنے درختوں کی شاخیں اور ندیوں کی بیدِ مجنوں لینا (عبرانی: lawkakh ''اُٹھانا یا لینا'') اور تم خُداوند اپنے خُدا کے آگے سات دِن تک خوشی منانا (عبرانی: samach، ''خوش ہونا یا خوشی منانا'')۔''

کھجوروں کی ڈالیاں اور گھنے درختوں کی شاخوں کو عیدِ خیام منانے کے لیے شریعت میں خُدا کی ہدایات کے مطابق مخصوص کیا گیا۔ تاہم یہ مخصوص شاخیں عزرا کے احیا میں خیموں کو تعمیر کرنے کے لیے استعمال نہیں کی

گئیں۔نحمیاہ ۸: ۱۵ میں لکھا ہوا ہے،

''اور اپنے سب شہروں میں اور یروشلیم میں یہ اعلان اور منادی کرائیں کہ پہاڑ پر جا کر زیتون کی ڈالیاں اور جنگلی زیتون کی ڈالیاں اور مہندی کی ڈالیاں اور کھجور (shemen, oil) کی شاخیں اور گھنے درختوں کی ڈالیاں جھونپڑیوں کے بنانے کو لاؤ جیسا لکھا ہے۔''

نیو امریکن اسٹینڈر بائبل (NASB) میں مندرجہ بالا آیت میں عبرانی لفظ shemen کا ترجمہ بہ طور ''کھجور'' کیا گیا ہے۔تاہم کھجور کے لیے عبرانی لفظ تمر (tamar) ہے نہ کہ شیمین (shemen)۔لفظ شیمین (shemen) کا لغوی معنیٰ ''تیل'' ہے جو سدا بہار درختوں میں کثیر مقدار میں پائے جانے والے والے رس کا ذکر ہو سکتا ہے۔ اِس وجہ سے کنگ جیمس ورژن اِس کا ترجمہ صنوبر (Pine) کرتا ہے۔ یہ لگتا ہے کہ یہ ترجمہ نیو امریکن اسٹینڈر بائبل سے بہتر ہے۔ اِس کا بالکل امکان نہیں کہ عبرانی متن میں اگر کھجور کے درختوں کو بیان کرنا ہے تو لفظ شیمین کا استعمال کیا جائے۔

مندرجہ بالا اقتباسات کے الفاظ ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ جھونپڑوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے مخصوص درخت مسئلہ نہیں ہیں۔ زیتون اور صنوبر کے درختوں کا شریعت میں ذکر نہیں کیا گیا، پھر بھی وہ عزرا کے زمانے میں استعمال ہوتے تھے۔

شاید یہ بات نہایت اہم ہے کہ اُن شاخوں کو بھی خُداوند کے سامنے خوشی منانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ مذکورہ حوالہ بہ ظاہر یہ کہتا ہے کہ اِن ڈالیوں کو لینا اور ''خُداوند اپنے خُدا کے آگے سات دن تک خوشی منانا۔'' اِس وجہ سے سپٹوا جنٹ (Septuagint) جو عبرانی صحائف کا یونانی ترجمہ ہے، جسے مسیح سے کچھ صدیاں پہلے کیا گیا، اِس کا ترجمہ ''خوشی منانا'' ہی کرتا ہے۔

یوں یہ واضح ہے کہ عیدِ خیام کے جشن میں درختوں کی ڈالیاں لانا شامل تھا یہاں تک کہ اگر اُن کے اُوپر پھل بھی لگا ہے تو وہ خُدا کی پرستش کرتے ہوئے اُس کے آگے لہرائی جاتی تھیں۔ پہلی صدی کا عظیم یہودی مورخ یوسفیس اپنی کتاب antiquities of the Jews III,X,4 میں عیدِ خیام کی رسومات پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں کہتا ہے:

''اِسی مہینے کی پندرہویں تاریخ کو جب سال کا موسم سردیوں میں تبدیل ہو رہا ہو،

شریعت ہمیں حکم دیتی ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی اپنے گھروں میں خیمے لگائیں۔۔۔اور آٹھ دن تک عید منائیں، سوختنی قربانی چڑھائیں اور شکر گزاری کے ہدیے لائیں اور اپنے ہاتھوں میں مہندی، بید مجنوں، کھجوروں کی ڈالیاں اور رسیلا ترنج لے کر آئیں۔''

یوسفیس نے یہ بھی بیان کیا کہ الیگزینڈر جینیئس (۱۰۳-۷۶ ق م) کے دَور میں لوگوں نے اُسے ترنج مارے جو وہ عیدِ خیام کے جشن میں لے کر جا رہے تھے۔ ہم یہ واقعہ اُس کی کتاب XIII,xiii,5 antiquities of the Jews میں پڑھتے ہیں:

''جہاں تک الیگزینڈ کا تعلق ہے اُس کے اپنے لوگ اُس کے خلاف بغاوت کر رہے تھے، ایک تہوار جو اُس وقت منایا جاتا تھا، جب وہ قربان گاہ پر قربانی کرنے کے لیے جا رہا تھا تو لوگوں نے اُس کے اُوپر ترنجے برسائے جو اُن کے ہاتھوں میں اُن کے پاس تھے، کیوں کہ یہودی شریعت کے مطابق عیدِ خیام کے موقع پر ہر ایک کے پاس کھجور اور ترنج کے درخت کی ڈالیاں ہونی چاہئیں۔''

یسوع کے زمانے میں فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان صحائف کی تشریح کے متعلق ہمیشہ تنازع رہتا تھا۔ عیدِ خیام کے قوانین کے متعلق اِس تنازعے کا ذکر ہم الفریڈ ایڈرشیم کی کتاب The Temple کے صفحہ ۲۷۳ پر پڑھتے ہیں:

'' ہمیشہ کی طرح ہم فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان اختلاف کو دیکھتے ہیں۔۔۔صدوقی اُس مواد کے متعلق سمجھے جس سے خیموں کو بنایا جانا تھا، جب کہ فریسیوں نے اِس کا اطلاق اُن اشیا پر کیا جو عبادت کرنے والے اپنے ہاتھوں میں لے کر جاتے تھے۔ موخرالذکر تشریح تمام امکان کے اعتبار سے دُرست ہے کیوں کہ یہ نحمیاہ کے زمانے کی عید کے ذکر سے ظاہر ہوتے ہیں، جب خیموں کو درختوں کی اُن ڈالیوں سے بنایا گیا جن کا ذکر احبار ۲۳ باب میں نہیں کیا گیا، مسیح کے زمانے میں اِسے عالمی سطح پر اپنایا گیا۔''

اِن ڈالیوں (اور ترنج کا پھل) کو ہلانا، گانے اور خُدا کی تعریف کرنے کے ساتھ کیا گیا، خاص طور پر زبوروں کو گاتے ہوئے جیسے زبور ۱۱۸: ۲۵-۲۷:

''آہ! اَے خُداوند! بچالے(Hosanna)۔

آہ! اَے خُداوند! خوش حالی بخش۔

مبارک ہے وہ جو خُداوند کے نام سے آتا ہے۔

ہم نے تم کو خُداوند کے گھر سے دُعا دی ہے۔

یہوواہ ہی خُدا ہے اور اُسی نے ہم کو نور بخشا ہے۔

قربانی کو مذبح کے سینگوں سے رسیوں سے باندھو۔''

ہوشعنا عبرانی کے لفظ ''یاشا'' (yasha) سے ماخوذ ہے، جو یشوع یا یسوع کی جڑ ہے۔ جب یسوع اپنی صلیبی موت سے پہلے گدھے پر بیٹھ کر فسح سے پہلے یروشلیم میں آیا تو لوگوں نے کھجور کی ڈالیاں لہراتے اور اِن الفاظ سے اُس کا استقبال کیا۔ اگر چہ یہ زبور عیدِ خیام پر گایا جانے والا زبور تھا لیکن لوگ نہ جانتے ہوئے اُس کی آمد ثانی کے بارے میں پیشین گوئی کر رہے تھے۔ اُنھوں نے اِس بات کو نہ سمجھا کہ ستائیسویں آیت پوری ہونے والی ہے، جس میں مرقوم ہے'' قربانی کو مذبح کے سینگوں سے رسیوں سے باندھو'' ۔یعنی مسیح قربانی کا برّہ ہوگا جو دُنیا کا گناہ اُٹھالے جائے گا۔

بہر حال مکاشفہ کی کتاب ہمیں اِس پیشین گوئی کے حتمی نتائج کا رُویا فراہم کرتی ہے، کیوں کہ ہم مکاشفہ ۷:۹اور۱۰میں پڑھتے ہیں:

''اِن باتوں کے بعد جو میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور قبیلہ اور اُمت اور اہل زبان کی ایک ایسی بڑی بھیڑ جسے کوئی شمار نہیں کر سکتا سفید جامے پہنے اور کھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تخت اور برّہ کے آگے کھڑی ہے۔ اور بڑی آواز سے چلا چلا کر کہتی ہے کہ نجات (عبرانی: یشوع یا یسوع) ہمارے خُدا کی طرف سے ہے جو تخت پر بیٹھا ہے اور برّہ کی طرف سے۔''

اِس رُویا کی حتمی تکمیل اُس وقت ہوگی جب ابرہام کی نسل سے ایک بڑی بھیڑ جسے کوئی شمار نہیں کر سکتا عیدِ خیام کو منائے گی۔ ابرہام جسمانی اور رُوحانی طور پر بہت سی قوموں کا باپ تھا۔ یوں ابرہامی وعدے اور برکت کی حتمی تکمیل عیدِ خیام پر ہوتی ہے۔ ڈالیوں پر چھوڑا ہوا پھل اولاد کو ظاہر کرتا ہے''رحم کا پھل'' جو اِس عید کے وسیلہ پیدا ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عیدِ خیام آٹھویں دن اپنے نقطۂ عروج کو پہنچتی ہے جس کا مقصد پیدائش سے ختنہ تک ایک دور کو ظاہر کرنا ہے جو پرانے عہد کے تحت آٹھویں دن ہوا تھا۔ نئے عہد کے تحت عیدِ خیام کے اُس طرح کے دَور کی پیشین گوئی کی گئی ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ بیٹوں کی پیدائش عیدِ خیام کے پہلے دن ہوگی اور اُن کے دلوں کا ختنہ آٹھویں دن ہوگا۔

یسوع عیدِ خیام میں گیا

عہد جدید میں یوحنا رسول واحد لکھاری ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ یسوع نے کیسے عیدِ خیام منائی۔ یوحنا ۷:۲-۵ میں وہ لکھتا ہے:

''اور یہودیوں کی عیدِ خیام نزدیک تھی۔ پس اُس کے بھائیوں نے اُس سے کہا یہاں سے روانہ ہوکر یہودیہ کو چلا جا تاکہ جو کام تو کرتا ہے اُنھیں تیرے شاگرد بھی دیکھیں۔ کیوں کہ ایسا کوئی نہیں جو مشہور ہونا چاہے اور چھپ کر کام کرے۔ اگر تو یہ کام کرتا ہے تو اپنے آپ کو دُنیا پر ظاہر کر۔ کیوں کہ اُس کے بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے تھے۔''

یہ عیدِ خیام یا خیموں کی عید پر مسیح کی آمد ثانی کا ایک نبوتی نمونہ ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یسوع عید کے وسط میں آئے گا (یوحنا ۷:۱۴) اور رُوح القدس آٹھویں دن نازل ہوگا (یوحنا ۷:۳۷-۳۹)۔ اِس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے ''بھائی'' چاہتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لیے اپنے آپ کو دُنیا پر ظاہر کرے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اِس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اگر وہ شفا دینے کے لیے اپنی قدرت کو استعمال کرتا ہے تو ہر کوئی اُس کے بادشاہ ہونے کا اعلان کرسکتا ہے۔ شاید اُن کا خیال تھا کہ وہ یروشلیم میں ایک سفید گھوڑے پر سوار ہوکر رقص کرتی ہوئی لڑکیوں اور خوشی مناتے ہوئے شاگردوں کے ساتھ داخل ہوگا اور رومی اور موجودہ کہانت کے جوئے کو اُتار پھینکے۔ یہ ایک اچھا آغاز ہوسکتا ہے۔

لیکن یوحنا کہتا ہے کہ وہ اُس پر ایمان نہیں لائے تھے۔ یہ واضح ہے کہ اُس وقت وہ اپنے ایمان کی تشخیص کے متعلق یوحنا سے متفق نہیں ہوئے تھے۔ اُن کے نقطۂ نظر سے وہ ایک عوامی مظاہرہ چاہتے تھے، کیوں کہ وہ اُس پر یقین رکھتے تھے۔ وہ اُس کی شفا دینے اور زندہ کرنے کی قدرت پر یقین رکھتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ مسیح کے بارے میں لوگوں کی توقعات کو پورا کرسکتا ہے، بشرطیکہ کچھ ماہر خرید وفروخت کرنے والے اُس کی

رہنمائی کریں۔تاہم جب سالوں بعد یوحنا نے اپنی انجیل لکھی تو شاید اُس نے حیرانی میں اپنا سر ہلایا ہو کہ یہ کتنا احمقانہ ہوسکتا ہے۔اُس وقت تک وہ اُس معاملے کی حقیقت جان چکا تھا۔اُس وقت وہ یسوع مسیح کے طریقہ کار سے متفق نہیں تھے۔وہ حقیقت میں اِس بات پر یقین نہیں رکھتے تھے کہ وہ وہی کر رہا تھا جو باپ اُسے کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔

''پس یسوع نے اُن سے کہا کہ میرا تو ابھی وقت نہیں آیا مگر تمھارے لیے سب وقت ہے۔دُنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیوں کہ میں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے کام بُرے ہیں۔تم عید میں جاؤ۔ میں ابھی اِس عید میں نہیں جاتا کیوں کہ ابھی تک میرا وقت پورا نہیں ہوا۔ یہ باتیں اُن سے کہہ کر وہ گلیل ہی میں رہا۔ لیکن جب اُس کے بھائی عید میں چلے گئے اُس وقت وہ بھی گیا۔ظاہراً نہیں بلکہ گویا پوشیدہ۔''(یوحنا ۲:۶-۱۰)

یسوع نے کہا کہ ابھی اُس کا صریحاً ظاہر ہونے کا وقت نہیں آیا۔اور بادشاہی کا اعلان کرنے اور ہر ایک چیز کے وارث کے طور پر اپنے حقیقی مقام کو لینے کے لیے ابھی اُس کا وقت نہیں ہے۔ پیدائش ۱:۲۸ میں آدم کو سب چیزوں پر اختیار دیا گیا اور یہ اختیار آدم سے سیت،متوسلح،نوح،سم،اضحاق،یعقوب،یہوداہ،داؤد اور آخر کار یسوع کو دیا گیا۔یسوع زمین کا حقیقی بادشاہ ہے لیکن وہ اپنے مقررہ وقت پر اُس کا اعلان کرے گا۔

جب پہلی بار یسوع نے اپنی صلیبی موت سے کچھ دن پہلے صریحاً اپنے بارے میں اعلان کیا تو وہ ''کھجوری اتوار'' تھا۔اگرچہ یہ فسح کے ایام تھے لیکن لوگوں نے کھجوروں کی ڈالیاں لہراتے اور زبور ۱۱۸: ۲۵ اور ۲۶ گاتے اِس طرح عمل کیا جیسے وہ عیدِ خیام منا رہے ہیں۔اگر وہ مقررہ وقتوں کے بارے میں جانتے تو وہ اِس بات کو سمجھ سکتے تھے کہ زمین پر حکمرانی کرنے کے لیے آنے کا اُس کا وقت عیدِ خیام ہے نہ کہ عیدِ فسح۔اِس کے باوجود لوگوں نے کھجوری اتوار کو ایک نبوتی نمونہ قائم کیا جو بعد میں مقررہ وقت پر ظاہر ہوگا۔

یوحنا ۷:۷ میں یسوع نے ایک انوکھا بیان دیا کہ ''دُنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیوں کہ میں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے کام بُرے ہیں۔''اِس بیان کا موجودہ حالات سے کیا تعلق ہے؟ یہ ایک نبوتی بیان محسوس ہوتا ہے کہ جب تک دُنیا یسوع سے نفرت کرتی ہے وہ اُس کے صریحاً ظہور کو نہیں دیکھ سکیں گے۔اِس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع یقیناً اپنے آپ کو سب قوموں میں ظاہراً بادشاہوں کے

بادشاہ کے طور پر ظاہر کرے گا، تاہم لوگ لازماً اُس وقت تک اُس کو نہیں دیکھیں گے جب تک وہ اُس سے محبت نہیں کر لیتے۔

بالفاظ دیگر تمام آدمیوں کو لازمی اپنی مسیحی زندگیوں میں ترقی کے مراحل سے گزرنا چاہیے، تاکہ وہ اُسے جانیں اور اُس سے محبت کریں۔ اِن مراحل کی تصویری کشی اسرائیل کی تین عیدوں کے ساتھ ساتھ موسیٰ کے خیمہِ اجتماع کے تین حصوں کی وساطت سے کی گئی ہے۔ راست بازی کے ہمارے فسح کے تجربے میں ہم موسیٰ کے خیمہ اجتماع کے بیرونی حصے میں آتے ہیں۔ یہاں ہم مسیح کو دو پردوں کے ذریعے دھندلی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ جیسے ہی ہم فسح کے تجربے کے وسیلہ بیرونی صحن سے پاک مقام میں جاتے ہیں تو ہم ایک اور پردے سے گزرتے ہیں اور ہم مسیح کو ایک بڑی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ صرف اُس وقت ہوگا جب ہم عیدِ خیام کے وسیلہ تیسرے پردے میں داخل ہوں گے تو ہم یسوع مسیح کے مکمل جلال میں اُس کے رُوبرو آئیں گے۔

بائبلی نمونے ظاہر کرتے ہیں کہ جب خُدا اپنے جلال میں آتا ہے تو وہ اُس جلال کو پردوں میں چھپاتا ہے، کیوں کہ زیادہ تر لوگ اُس کے مکمل جلال کو دیکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اِن تین عیدوں کا مقصد آدمیوں کے دلوں کو تیار کرنا ہے تاکہ جب وہ آئے تو وہ اُس کے جلال کو دیکھنے کے قابل ہوں۔ اِس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی میں وہ پوری دُنیا پر ایک ہی وقت میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرے گا۔ صرف غالب آنے والے جنھوں نے عیدِ خیام کا تجربہ کیا صرف وہی اُسے مکمل جلال میں دیکھیں گے۔ باقی دُنیا اُسے پردوں میں دیکھے گی جب تک کہ اُن کی آنکھیں اُس کے نور سے مانوس نہ ہو جائیں۔ شاید زیادہ تر لوگ اُسے محض اُس کے بدن کے ذریعے دیکھیں۔

جلال یافتہ غالب آنے والے جب دُنیا کو خُدا اور اُس کے راستوں کے بارے میں تعلیم دینے آئیں گے تو وہ اُس جلال پر پردہ ڈالیں گے جیسے موسیٰ نے کیا، جس نے لوگوں کو خوف زدہ نہ کرنے کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپا۔ ایک جسمانی آدمی کے لیے خُدا کا جلال بہت گراں بہا ہے جب تک اُسے اُس کے جلال کے علم میں پروان چڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم اِس عنوان کے متعلق نویں باب میں تفصیل سے بات کریں گے۔

یسوع یوحنا ساتویں باب میں بیان کی گئی عیدِ خیام پر ظاہراً نہیں گیا۔ وہ اُس عید میں پوشیدہ طور پر گیا، یہاں تک کہ اُس کے شاگرد بھی اُس کے ساتھ نہیں گئے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ عمل اُس کے لیے بہت ہی عجیب تھا۔ شاگردوں کو پہلے بھیج کر اُس نے اپنی آمد ثانی کے ایک نبوتی نمونے کے مرحلے کو طے کیا۔ وہ ظاہراً

یروشلیم میں نہیں آیا بلکہ پوشیدگی میں۔ بہت سے لوگ اُس کی آمد کے منتظر تھے،لیکن وہ اِس بات سے بے خبر تھے کہ وہ وہاں پر ہی ہے اور اُنھوں نے اُسے نہ دیکھا:

''پس یہودی اُسے عید میں یہ کہہ کر ڈھونڈنے لگے کہ وہ کہاں ہے۔اور لوگوں میں اُس کی بابت چپکے چپکے بہت سی گفتگو ہوئی۔بعض کہتے تھے وہ نیک ہے اور بعض کہتے تھے نہیں بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔تو بھی یہودیوں کے ڈر سے کوئی شخص اُس کی بابت صاف صاف نہ کہتا تھا۔''(یوحنا۷:۱۱-۱۳)

آخر کار یسوع نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔وہ خاص طور پر شاگردوں کے پاس نہیں آیا بلکہ اچانک ہیکل میں تعلیم دیتے ہوئے نظر آیا۔

عید کا وسط

''اور جب عید کے آدھے دِن گزر گئے تو یسوع ہیکل میں جا کر تعلیم دینے لگا۔''
(یوحنا۷:۱۴)

یہ نبوتی نمونہ اِس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ یسوع کسی سال عیدِ خیام کے وسط میں آئے گا۔اُس کا آنا''پوشیدہ''ہوگا(یونانی:kruptos، پوشیدہ،مخفی،خفیہ)۔پولس نے رومیوں۲:۲۹ میں اِس اصطلاح کو استعمال کیا۔وہ لکھتا ہے''یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے۔''وہ لوگوں کو کلام کی تعلیم دیتے ہوئے خود کو اپنے مقدس میں ظاہر کرے گا۔پرانے عہد میں خُدا لکڑی اور پتھر کی عمارتوں میں رہتا تھا لیکن آج وہ اپنے لوگوں میں آتا اور اُن میں بسیرا کرتا ہے۔پولس کہتا ہے کہ اب ہم خُدا کا مقدس ہیں (۱۔کرنتھیوں۳:۱۶)۔لہٰذا اپنی پہلی آمد میں یسوع نے اچانک لکڑی اور پتھر کی بنی ہیکل میں ظاہر ہو کر جو کیا،اپنی دُوسری آمد میں وہ ویسے نہیں کرے گا۔اِس بار وہ اپنی حقیقی ہیکل یعنی اپنے لوگوں کے وسیلہ سے اپنے آپ کو ظاہر کرے گا۔جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،غالب آنے والے اُسے روبرو دیکھیں گے لیکن باقی لوگ بدنی پردوں میں ظہور کے کم تر درجات میں اُسے دیکھیں گے۔

ملاکی۳:۱ میں لکھا ہے:

''دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ دُرست کرے گا اور خُداوند

جس کے تم طالب ہونا گہان اپنی ہیکل میں آ موجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزومند ہو آئے گا رب الافواج فرماتا ہے۔

پر اُس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے؟ اور جب اُس کا ظہور ہوگا تو کون کھڑا رہ سکے گا؟ کیوں کہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند ہے۔ اور وہ چاندی کو تانے اور پاک صاف کرنے والے کی مانند بیٹھے گا اور بنی لاوی کو سونے اور چاندی کی مانند پاک صاف کرے گا تا کہ وہ راست بازی سے خُداوند کے حضور ہدیے گذرانیں۔ تب یہوداہ اور یروشلیم کا ہدیہ خُداوند کو پسند آئے گا جیسا ایامِ قدیم اور گذشتہ زمانہ میں۔''

ملاکی اُس کے ظہور کی کچھ تفصیل فراہم کرتا ہے۔ وہ ''سنار کی آگ اور دھوبی کے صابون کی مانند'' آئے گا (۳:۳) تا کہ حقیقی کاہن خُدا کو ایک قابل قبول قربانی پیش کرنے کے قابل ہو۔ یقیناً یہ عہدِ عتیق کے تناظر میں لکھا گیا ہے لیکن ہمیں لازمی اِسے نئے عہد نامے کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ جس کہانت کو خُدا اب قائم کرے گا وہ لاوی نہیں ہے بلکہ وہ ملکِ صدق کی کہانت ہوگی، جس کا سردار کاہن یسوع مسیح ہے (عبرانیوں ۲۰:۶)۔ ملاکی اپنی کتاب کے پہلے باب میں لکھتا ہے کہ اُس کے زمانے کے لوگ مذبح پر اندھے اور لنگڑے جانور کو قربان کرتے تھے۔ اور اُس نے لوگوں سے پوچھا کیا آپ کے اِس عمل سے خُدا خوش ہوگا (؟ملاکی ۱:۸-۹) اور اِسی طرح تیسرے باب میں ملاکی نے پیشین گوئی کی کہ خُدا کہانت کو پاک صاف کرے گا، تا کہ وہ خُدا کو اُس کی پسندیدہ اور منظورِ نظر قربانی پیش کر سکیں۔

پولس رومیوں ۱:۱۲ میں کہتا ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو خُدا کے حضور ''زندہ قربانی'' کے طور پر پیش کرنا چاہیے جو اُسے پسندیدہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یسعیاہ ۱۹:۴۲ میں پوچھتا ہے'' میرے خادم کے سوا اندھا کون ہے؟'' یسعیاہ کے صحیفے میں بہت سے مقامات پر اِس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں یسعیاہ ۱۸:۴۴ میں بتایا گیا ہے کہ خُدا نے اُن کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔ خُدا کے خادم اپنے مسیحی چال چلن میں لنگڑے ہیں، جیسے خُدا نے یعقوب کو فرشتہ سے کشتی کرنے کے بعد لنگڑا کر دیا (پیدایش ۳۲:۳۲)۔

یہی مسیحیوں کی حقیقت ہے جب تک وہ پینتکست اور فسح کے مکاشفہ کے وسیلے سے محدود ہیں۔ یہ پردے اب بھی ہمیں خُدا کے جلال میں اُس کی حقیقی فطرت دیکھنے سے اندھا کر دیتے ہیں۔ ہم ابھی تک مسیحی زندگی کے اپنے چال چلن میں محدود ہیں۔ اگرچہ ہم راست باز قرار دیئے گئے ہیں، لیکن ہم ابھی تک حقیقت

میں راست باز نہیں ہیں۔

بالفاظ دیگر ہم ابھی تک کلام کی مکمل تفہیم میں خُدا کے لیے منظورِ نظر قربانی نہیں ہیں۔ عیدِ خیام ایک ایسا وقت ہوگا جب یہ سب کچھ تبدیل ہو جائے گا۔ کیوں کہ وہ اپنی ہیکل، اپنے بدن اور اپنی کہانت کو پاک صاف کرنے آئے گا، تا کہ وہ حقیقت میں ایک پسندیدہ قربانی کے طور پر پیش ہو سکیں۔ احبار ۲:۱۱ میں الٰہی شریعت کہتی ہے کہ کسی بھی قربانی میں خمیر نہیں ملایا جا سکتا تھا، لیکن ہلانے کی قربانی میں میدہ کے دو گردوں کو خمیر کے ساتھ پکایا جاتا تھا (احبار ۲۳:۱۷)۔ یہ ہمارے لیے ایک پیشین گوئی ہے کہ جب تک ہم دورِ خمسین میں ہیں، ہم قطعی طور پر خُدا کے لیے نا قابلِ قبول قربانی ہیں۔ خُدا ہمیں لازماً عیدِ خیام کے وسیلہ سے پاک صاف کرنا چاہتا ہے تا کہ ہم مکمل طور پر اُس کی حضوری میں آسکیں اور ہمارے اور اُس کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو۔

عیدِ خیام کا آٹھواں دن

یسوع نے یوحنا ۷:۳۷-۳۹ میں عیدِ خیام کے آٹھویں دن رُوح القدس کے نزول کی پیشین گوئی کی:

> ''پھر عید کے آخری دِن جو خاص دِن ہے یسوع کھڑا ہوا اور پکار کر کہا اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا اُس کے اندر سے جیسا کہ کتابِ مقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔ اُس نے یہ بات اُس رُوح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اُس پر ایمان لائے کیوں کہ رُوح اب تک نازل نہ ہوا تھا اِس لیے کہ یسوع ابھی اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا۔''

اُن دنوں رواج تھا کہ کاہن ہیکل میں عیدِ خیام کے ساتوں دن ہر صبح پانی کا تپاون چڑھایا کرتے تھے۔ اِس پانی کو چاندی کے گھڑے میں ڈالا جاتا۔ وہ آٹھویں دن کی صبح تپاون نہیں چڑھایا کرتے تھے۔ چناں چہ جب یسوع نے پکارا کہ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیئے، تو اُس نے ایک الگ قسم کے پانی کی نشان دہی کی جو عیدِ خیام کے آٹھویں دن بہایا جائے گا۔

عیدِ خیام پر پانی کا انڈیلنا خُدا کے رُوح کے انڈیلے جانے کی تصویر کشی کرتا ہے، جیسے یوایل ۲:۲۳ اور ۲۸ میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔ تاہم لوگ نے یہ سوچتے ہوئے اِسے دنیوی انداز میں دیکھا کہ یہ محض بارش کے لیے دُعا ہے، جو عام طور پر عیدِ خیام کے وقت ارد گرد برسی۔ درحقیقت یہ سال کے اُس وقت فصلوں کو لگانے

کے لیے بہت اہم ہوتی تھی۔لیکن اکثر وہ اِس کی حقیقی اہمیت سے محروم رہتے۔

جب یسوع نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ لوگ اُس کے پاس پینے کے لیے آئیں، اور جو کوئی اُس کے پاس آئے گا اُس کے اندر سے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہو جائیں گی۔ یہاں اصل میں وہ یسعیاہ ۱۲: ۲، ۳ کا ذکر کر رہا تھا جہاں لکھا ہوا ہے:

''دیکھو خُدا میری نجات (عبرانی Yeshua) ہے۔

میں اُس پر توکل کروں گا اور نہ ڈروں گا

کیوں کہ یاہ یہوواہ (عبرانی:Yah Yahweh) میرا زور اور میرا سرود ہے اور وہ

میری نجات (Yeshua) ہوا ہے۔

پس تم خوش ہو کر نجات (Yeshua) کے چشموں سے پانی بھرو گے۔''

Yeshua یا Joshua یسوع کا عبرانی نام ہے۔ یوں یسعیاہ دراصل پیشین گوئی کر رہا تھا کہ یہوواہ میری نجات بن گیا۔یعنی یسوع مسیح (Yeshua) جو اپنے تجسم سے پہلے عہدِ عتیق میں بہ طور یہوواہ جانا جاتا تھا۔مزید برآں، یسعیاہ نے پیشین گوئی کی کہ ہم ''خوش ہو کر نجات کے چشموں سے پانی بھریں گے۔'' اِس لیے جب یسوع نے عیدِ خیام کے آٹھویں دن بلند آواز سے پکار کر کہا کہ جو کوئی پیاسا ہو وہ میرے پاس آ کر پیئے، تو وہ یسعیاہ ۱۲: ۳ کا حوالہ دے رہا تھا۔

جیسا ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ سلیمانی ہیکل کو عیدِ خیام کے آٹھویں دن مخصوص کیا گیا۔ اِس واقعے نے زندہ پتھروں سے بنی نئی ہیکل کے جلال اور مخصوصیت کی پیشین گوئی کی، پینتکست محض اِس کا بیعانہ تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ یسوع نے عیدِ خیام کے آٹھویں دن رُوح کی معموری کی پیشین گئی کی جو اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ رُوح کی بھرپوری کا مقررہ وقت ہے۔

عیدِ خیام پر نبوتی ہیکل کی تقریبات

عیدِ خیام کے ساتوں دن ہی کاہن ایک جلوس تشکیل دیتے اور قربان گاہ کے گرد چکر لگاتے اور زبور ۱۱۸: ۲۵ گاتے ''آہ! اے خُداوند! بچا لے۔ آہ! اے خُداوند! خوش حالی بخش۔'' عید کے آخری دن جو کہ ساتواں دن ہوتا، کاہن مذبح کے گرد سات بار چکر لگاتے۔ الفریڈ ایڈرشیم اپنی کتاب The Temple کے صفحہ ۲۸۰

پر لکھتا ہے:

''لیکن ساتویں دن ۔۔۔وہ قربان گاہ کے گرد سات چکر لگاتے ۔وہ اِس بات کو یاد کرتے کہ کس طرح اِسی طرح کے حالات میں یریحو کی دیواریں گر گئیں،اور اُنھوں نے براہِ راست خُدا کے وسیلہ سے پیش قدمی کی ،اور بت پرست قوم کی دیواریں یہوواہ کے سامنے گر گئیں اور زمین نے اپنے آپ کو خُدا اور اُس کے لوگوں کے قبضہ میں دینے کے لیے کھول دیا۔''

اِس دن کو'' بیدوں کا دن'' یا '' جھاڑیوں کو پیٹنے کا دن'' بھی کہا جاتا تھا، جیسے ایڈرشیم نے ہمیں بتایا '' کیوں کہ بیدوں کی شاخوں سے تمام پتے جھڑ جاتے تھے اور قربان گاہ کی دیوار سے کھجور کی ڈالیوں کو ٹکڑوں میں پیٹا جاتا۔ایسا کرنے سے یریحو کی تباہی اور قوموں (درختوں) کی عدالت کی تصویر کشی کی جاتی ہے جس کے وسیلہ تمام قوموں کو مسیح کے تابع کیا جاتا ہے۔

قربان گاہ کے گرد چکر لگانا یریحو کی لڑائی کی تصویر کشی کرتا ہے،اور درختوں کی شاخوں کو پیٹنا یریحو پر فتح کی نشان دہی کرتا تھا۔ یہ وسیع تناظر میں تمام قوموں کو ظاہر کرتا ہے، کیوں کہ یریحو عام طور پر قوموں کی علامت اور اشارہ ہے۔ یہ اُس دن کی پیشین گوئی کرتا ہے جب تمام قوموں کو مفتوح کر لیا جائے گا اور مسیح اپنی میراث کے طور پر تمام قوموں پر حکمرانی کرے گا۔ یہ فتح خاص طور پر عیدِ خیام سے منسلک ہے،جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کی آمد اور الٰہی حکومت کا قیام اِس عید کی تکمیل پر ہوگا۔

یقیناً اِس کا آغاز غالب آنے والوں سے ہوگا ،جن کے ہلاک ہونے والے بدن (یریحو) اور فانی فطرتیں مسیح کی وساطت سے مغلوب ہوں گی اور مکمل طور پر الٰہی شریعت کے وسیلہ حکمرانی کریں گی۔ یہ تخلیق کے پہلے پھل ہیں جن کے ظہور کے لیے تمام مخلوقات کراہتی ہیں۔ جیسے یریحو اپنی فتح میں کنعان کا پہلا پھل ہے، اُسی طرح سے غالب آنے والوں کا بدن دُنیا کا پہلا پھل ہے۔

عیدِ خیام کے ساتوں دنوں کے دوران شام کی قربانی کے وقت کاہن ایک اور تقریب مناتے ۔ اِسے ہیکل کی تنویر کہا جاتا تھا۔دن کے اختتام پر قربانیاں اور تپاون چڑھانے کے بعد، حمد وثنا کرنے والے اسرائیل کے احاطے سے عورتوں کے احاطے میں آتے ۔ وہاں سونے کے چار بڑے چراغ دان ہوتے اور ہر ایک پر سونے کے چار پیالے ہوتے تھے۔ چار نوجوان کاہن تیل کے گھڑے اُٹھائے ہوئے ہوتے اور وہ چراغ دانوں کے

پیالوں کو بھر دیتے۔

اِس تقریب کا مقصد یروشلیم میں خُدا کے جلال کو ظاہر کرنا تھا۔ یقیناً خُدا کا جلال اِس ہیکل میں کبھی نہیں آیا تھا، یوں ہیکل کی تنویر یقیناً اُن کے لیے ایک ناقص متبادل محسوس ہوتی تھی جو واقعی اِس کو سمجھتے تھے۔ اِس کے باوجود اِس نے نئے یروشلیم اور زندہ پتھروں سے بنے نئے مقدس کی پیشین گوئی کی۔ یسوع نے اِس عمل کی اہمیت کے بارے میں اگلے دن واضح کیا جیسے ہی اُن نے لوگوں کو تعلیم دی، کیوں کہ ہم یوحنا ۸:۱۲ میں پڑھتے ہیں:

''یسوع نے پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہا دُنیا کا نور میں ہوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پائے گا۔''

جس طرح حقیقی زندگی کا پانی یسوع سے بہتا تھا، جیسے اُس نے عید کے آخری دن اعلان کیا، اُسی طرح سچائی کے حقیقی نور کو حاصل کرنے کے لیے سب کو لازمی یسوع کے پاس آنا چاہیے۔ زندگی کا نور اُس وقت آتا ہے جب رُوح کی معموری ہمارے بدنوں کے مقدس میں بسنے کے لیے نیچے آتی ہے۔ تب ہیکل کی تنویر خُدا کے جلال اور اُس کے نور کی پیشین گوئی کرتی ہے جو عیدِ خیام پر اپنے لوگوں کو معمور کرے گی۔

یوحنا کی انجیل میں آٹھ معجزات

پانی کو مے میں تبدیل کرنے کے بعد یوحنا ۲:۱۱ میں لکھا ہے:

''یہ پہلا معجزہ (یونانی: semeion، نشان، معجزہ یا نشانی) یسوع نے قانایِ گلیل میں دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا اور اُس کے شاگرد اُس پر ایمان لائے۔''

درحقیقت یوحنا کی انجیل میں آٹھ معجزات ہیں۔ وہ معجزات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ پانی کو مے میں تبدیل کرنا (یوحنا ۲:۱-۱۰)

۲۔ ایک افسر کے بیٹے کی شفا (یوحنا ۴:۴۶-۵۴)

۳۔ بیت حسدا پر شفا (یوحنا ۵:۱-۱۳)

۴۔ پانچ ہزار کو کھانا کھلانا (یوحنا ۶:۱-۱۳)

۵۔ پانی پر چلنا (یوحنا ۶:۱۶-۲۵)

۶۔اندھے آدمی کی شفا (یوحنا۹:۱-۷)

۷۔لعزر کا زندہ کیا جانا (یوحنا۱۱:۱-۴۵)

۸۔ایک سو ترپن بڑی مچھلیاں پکڑنا (یوحنا۲۱:۳-۲۱)

اِس کتاب میں اُن معجزات کا مکمل مطالعہ کرنا ممکن نہیں ہے، حالاں کہ یہ معجزات عیدِ خیام سے مربوط ہیں۔ یوحنا۲:۱۱ جس کا اُوپر حوالہ دیا گیا ہے، اُس کے مطابق اِن معجزات کا مقصد زمین پر اُس کے جلال کو ظاہر کرنا تھا۔ پہلے سات معجزات اُس کی موت اور جی اُٹھنے سے پہلے کیے گئے، لیکن آخری معجزہ اُس کے جی اُٹھنے کے بعد کیا گیا۔ ہر معجزے کے بعد یسوع نے اُس کے معنی اور مفہوم کے بارے میں اُن کو بتایا۔ یوحنا نے ہر معجزے کے بعد دُوسرے واقعات کو درج کیا۔ یہ پچھلے معجزے کی وضاحت کرتے ہیں۔

درمیانی معجزات یعنی چوتھا اور پانچواں معجزہ عیدِ خیام کے وسط کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ سب سے پہلے یسوع نے فسح کے وقت پانچ ہزار لوگوں کو جو کی روٹیاں اور دو مچھلیاں کھانے کو دیں (یوحنا۶:۴)۔ اِس کے نتیجے میں لوگ اُسے بادشاہ بنانا چاہتے تھے (یوحنا ۵:۱۶)۔ بعد میں یوحنا کی انجیل کے ساتویں باب میں عیدِ خیام کے موقع پر لوگ اُسے مصلوب کرنا چاہتے تھے (یوحنا۷:۱۹)۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھی یہ نہ جان سکے کہ کب کیا کرنا ہے۔ اُنھیں فسح کے موقع پر اُسے خُدا کے حضور بہ طور قربانی پیش کرنا چاہیے تھا اور عیدِ خیام پر اُسے بادشاہ بنانا چاہیے تھا۔

ہجوم کو کھانا کھلانے کے بعد، یسوع دُعا کرنے کے لیے پہاڑ پر چڑھ گیا، اُس نے اپنے شاگردوں کو اپنے آگے گلیل کی جھیل کے پار بھیجا۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو ایک تند آندھی کے بیچ پایا۔ جھیل کے بیچ میں یسوع پانی پر چلتا ہوا اُن کے پاس آیا۔ متی کی انجیل کے مطابق ہم پڑھتے ہیں کہ پطرس یسوع سے ملنے باہر گیا (متی۱۴:۳۹-۲۴)۔ یسوع اور پطرس پھر واپس کشتی پر آئے اور اُنھوں نے فوراً اپنے آپ کو کفرنحوم میں پایا (یوحنا۶:۲۱-۲۴)۔

یہ کہانی مسیح کی آمدِ ثانی کی پیشین گوئی کرتی ہے۔ یہ کہانی مسیح کے فسح کے کام سے شروع ہوتی ہے جہاں وہ تعلیم دینے کے ساتھ بھیڑ کو کھانا بھی کھلاتا ہے، جب کہ لوگ اُسے بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اُس کی پہلی آمد اُس کی موت کے کام پر مشتمل تھی۔ اِس لیے یسوع دُعا کے لیے اُونچے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ یہ اُس کے آسمان پر چڑھنے کی پیشین گوئی کرتا ہے، جہاں وہ ہماری شفاعت کرتا ہے (عبرانیوں

۷:۲۵)۔ دریں اثنا، اُس نے یہ بات جانتے ہوئے کہ اُس کی غیر موجودگی میں اُس کے شاگرد مصیبت کا سامنا کریں گے اُن کو دُنیا میں بھیجا۔ شاگردوں کو جس طوفان کا سامنا کرنا پڑا وہ مصیبت کو ظاہر کرتا ہے۔

پھر یسوع اُن کے پاس آیا۔ یوحنا کہتا ہے کہ وہ کھیتے کھیتے تین چار میل کے قریب نکل گئے (یوحنا ۱۹:۶)، یہ جھیل کا وسط تھا۔ پطرس اُسے ملنے کے لیے باہر نکلا۔ وہ وہاں غالب آنے والوں کی نمائندگی کر رہا تھا جو" ہوا میں خُدا کو ملیں گے" (۱۔تھسلنیکیوں ۱۷:۴)۔ یاد رکھیں تمام شاگرد اُسے ملنے کے لیے باہر نہیں گئے، حالاں کہ وہ سب ایمان دار تھے۔ صرف پطرس نے کشتی کے باہر قدم رکھا۔ وہ غالب آنے والوں کی تصویر کشی کرتا ہے۔ یقیناً جب پطرس نے ہوا اور لہروں کی طرف دیکھا تو وہ ڈوبنے لگا لیکن یسوع نے اُسے پکڑ لیا۔ یہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ شاید غالب آنے والے دُوسرے ایمان داروں یا شاگردوں سے زیادہ کامل نہیں ہیں، لیکن اُن کے اندر کچھ ایسی باتیں ہیں جو دُوسروں میں نہیں ہیں۔ بائبل کے دُوسرے حوالہ جات اِس کی تفصیل فراہم کرتے ہیں، لیکن یہ موجودہ کہانی کے دائرۂ کار سے باہر ہے۔

آخر کار جیسے ہی یسوع نے شاگردوں کے ساتھ کشتی میں قدم رکھا تو ہوا تھم گئی (متی ۲۳:۱۴)۔ اور کشتی معجزانہ طور پر فوراً جھیل کی دُوسری جانب کفرنحوم میں پہنچ گئی (یوحنا ۶:۲۱، ۲۴)۔ اِس کے بارے میں ہم مزید بعد میں بات کریں گے لیکن یہ "اُٹھایا جانا" ہے جس کی پیشین گوئی ۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ میں کی گئی ہے۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو کفرنحوم کے قصبے میں پایا جو کہ ایک مرکب عبرانی نام ہے۔ اِس نام کا ماخوذ کیپور kippur اور ناخم/nacham ہے۔ کیپور کے معنی "ڈھانپنا" جب کہ ناخم کا مطلب "تسلی دینے والا" کے ہیں۔ بالفاظ دیگر وہ رُوح کی معموری کے مقام پر پہنچے یعنی تسلی دینے والے کی مکمل حضوری میں جو کہ رُوح القدس ہے۔

ایک طرح سے یہ پیشین گوئی عیدِ خیام کے وسط کے متعلق ہے۔ جب کہ کچھ صورتوں میں یہ ابھی تک واضح نہیں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یسوع عید کے وسط میں آئے گا اور غالب آنے والے عیدِ خیام کے آٹھویں دن "اُٹھائے جائیں" گے جو اُن کا کفرنحوم ہے۔ جب کہ دُوسرے لوگ جن کو فسح کے نشان پر کھانا کھلایا گیا، اُسے ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے، وہ ابھی تک کھانا کھانے کی خواہش رکھتے ہیں اور اُن کی توجہ ابھی تک مسیح کے فسح کے کام پر ہے (یوحنا ۶:۲۲-۲۶)۔ اُنھیں عیدِ خیام کے کام کا کوئی علم نہیں یا وہ اُس کی سمجھ نہیں رکھتے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کہاں گیا یا وہ کب کفرنحوم میں آیا (یوحنا ۶:۲۵)۔

پھر یوحنا یسوع کی تعلیمات کا ذکر کرتا ہے جن میں اُن معجزات کی وضاحت کی گئی ہے۔ پہلے یسوع نے

واضح کیا کہ وہ آسمان سے اتری حقیقی روٹی ہے (یوحنا ۶: ۳۲)۔ جب پانچ ہزار کو کھانا کھلایا گیا تو بچے ہوئے ٹکڑوں سے بارہ ٹوکرے بھرے گئے۔ یسوع نے اِسے مُردوں کی قیامت کے مساوی قرار دیا، یوحنا ۶: ۳۹ اور ۴۰ میں مرقوم ہے:

''اور میرے بھیجنے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اُس نے مجھے دیا ہے میں اُس میں سے کچھ کھو نہ دُوں بلکہ اُسے آخری دن پھر زندہ کروں۔ کیوں کہ میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اُس پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے اور میں اُسے آخری دِن پھر زندہ کروں۔''

یسوع نے اِس بات کو یوحنا ۶: ۴۴ اور ۵۴ میں دو بار دہرایا ہے۔ آسمان سے من کا مقصد (پانچ ہزار کو کھانا کھلانا) یوحنا ۶: ۴۵ میں پایا جاتا ہے:

''نبیوں کے صحیفوں میں یہ لکھا ہے کہ وہ سب خُدا سے تعلیم یافتہ ہوں گے۔ جس کسی نے باپ سے سنا اور سیکھا ہے وہ میرے پاس آتا ہے۔''

یوحنا کے چھٹے باب کا باقی حصہ پانچ ہزار کو کھانا کھلانے کی وضاحت کرتا ہے۔ پھر یوحنا ساتویں باب میں ہمیں یسوع کی نبوتی کہانی ملتی ہے جب اُس نے عیدِ خیام کو منایا۔ یہ یوحنا کی انجیل میں پانچویں معجزہ کے معنی کی وضاحت اور تشریح کرتا ہے، جہاں یسوع جھیل کے بیچ میں شاگردوں کے پاس آیا۔

پانچویں معجزہ میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو اپنے آگے یروشلیم میں بھیجا۔ یوحنا ساتویں باب میں یسوع نے اپنے شاگردوں کو عیدِ خیام کے لیے یروشلیم میں اپنے آگے بھیجا۔

پانچویں معجزے میں لوگ نہیں جانتے تھے کہ یسوع کہاں ہے۔ یوحنا ساتویں باب میں دوبارہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ یسوع کہاں ہے۔

پانچویں معجزے میں یسوع جھیل کے بیچ میں شاگردوں کے پاس آیا۔ یوحنا ساتویں باب میں یسوع عیدِ خیام کے بیچ میں ہیکل میں آیا۔

پانچویں معجزے میں یسوع اور شاگرد کفرنحوم کی طرف چلے گئے یعنی ''تسلی دینے والے کی حضوری'' میں۔ یوحنا ساتویں باب میں یسوع نے عید کے آٹھویں دن رُوح القدس کے نزول کے متعلق پیشین گوئی کی۔

جہاں تک سال کے وقت کا تعلق ہے یہ تمام چیزیں ہمیں یسوع کی آمدِ ثانی کے وقت کے بارے میں

بتاتی ہیں۔ یقیناً یہ حوالہ جات اِس کے متعلق کچھ نہیں بتاتے کہ وہ کس سال آئے گا۔ بلاشبہ یہ واقعات اُس کی آمد کے طریقہ کے متعلق ظاہر کرتے ہیں، لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ واقعات بہ طور تمثیلات لکھے گئے ہیں، جس کی وجہ سے مختلف نقطۂ نظر سے بحث کی گنجایش پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم خود اِس کے بارے میں ایک مخصوص نظریے کے حامی ہیں، لیکن ہم اِس سوچ کی طرف راغب نہیں کہ ہم اپنے نظریات میں مبرا عن الخطا ہیں۔ پھر بھی وہ لوگ جو ہمارے محاصلات سے اختلاف کرتے ہیں وہ بھی بلاشبہ اِس کتاب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

آٹھواں باب

پہلوٹھے کو پیش کرنا

عیدِخیام ایک ہفتہ طویل ہوتی تھی، تاہم اِس عید کو توقیر دینے کے لیے آٹھویں دن ایک آخری تقریب کی جاتی تھی۔ الٰہی شریعت خود اِس پر نسبتاً خاموش ہے، اِس میں محض یہ حکم تھا کہ پہلا اور آٹھواں دن سبت کا دن ہوتا۔

آٹھویں دن ختنہ کی شریعت

احبار۲۳:۳۹ میں لکھا ہوا ہے:

''اور ساتویں مہینے کی پندرھویں تاریخ سے جب تم زمین کی پیداوار جمع کر چکو تو سات دن تک خُداوند کی عید ماننا۔ پہلا دِن خاص آرام کا ہو اور آٹھواں دن بھی خاص آرام ہی کا ہو۔''

جیسا ہم نے پہلے دیکھا، عیدِخیام کے آٹھویں دن کو خاص دن کہا جاتا، یوحنا۷:۳۷ میں لکھا ہے، ''عید کے آخری دن جو خاص دِن ہے۔'' اِس لیے یوحنا نے اِسے عید کا نقطۂِ عروج سمجھا، نہ کہ عید کا ایک الگ دن جیسے کچھ لوگ یقین کرتے ہیں۔

آٹھویں دن ختنہ بھی کیا جاتا تھا، کیوں کہ ابرہام کو اضحاق کی پیدایش سے پہلے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پیدایش۱۷:۱۲ میں لکھا ہے:

''تمھارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے۔ خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اُسے کسی پردیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔''

آٹھویں دِن مریم اور یوسف یسوع کو ہیکل میں لائے، تاکہ اُس کا ختنہ کیا جائے اور اُس کا نام لکھا جائے، لوقا۲:۲۱ میں لکھا ہے:

''جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اُس کے ختنہ کا وقت آیا تو اُس کا نام یسوع رکھا گیا جو فرشتہ نے اُس کے رحم میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔''

بیٹوں کا نام آٹھویں دِن رکھا جاتا جب اُن کی پیدائش کا اندراج ہیکل میں نسب نامے کی کتابوں میں کیا جاتا۔ یہ اندراج بہت اہم ہوتے تھے، کیوں کہ یہ قانونی طور پر ناموں کو عہد کے ماتحت کر دیتے تھے۔ یہ کتابِ حیات کی ایک دھندلی سی تصویر تھی، کیوں کہ اِس میں اُن لوگوں کے نام لکھے جاتے جو خُدا پر ایمان رکھتے اور اُس کی شریعت کی فرمانبرداری کرتے تھے۔ یقیناً یہ مقصد بُری طرح ناکام رہا۔ بہرحال یہ ایک کامل کتابِ حیات کا غیر کامل نمونہ بناتا ہے جو آسمان پر لکھی گئی اور جو مکمل طور پر دُرست ہے۔ اِس کتاب کا ذکر نہ صرف مکاشفہ ۲۰:۱۲ میں کیا گیا ہے بلکہ موسیٰ نے خود بھی اس کا ذکر خروج ۳۲:۳۲ میں کیا ہے۔

یہ تمام باتیں الٰہی شریعت کے ایک اصول کو پیش کرتی ہیں جو بیٹوں کے نام لکھنے اور اُن کے دل کا ختنہ کرنے کے مقررہ وقت کو طے کرتا ہے۔ غالب آنے والے (جو) عیدِ خیام کے آٹھویں دن اپنے دلوں کا ختنہ کریں گے۔ کلیسیا (گیہوں) کے دل کا ختنہ سات ہزار سال کے بعد کیا جائے گا، یعنی آٹھویں ہزار سالہ تاریخ کے دَور کے آغاز میں۔ قوموں (انگوروں) کے دلوں کا ختنہ پچاسویں ہزار سالہ دَور میں کیا جائے گا جو تخلیق کی عظیم یوبلی ہوگی۔ پچاسواں سال آٹھواں سال بھی ہے، کیوں کہ یہ انچاس سالوں کے سبت کے آرام کے بعد آتا ہے۔ اِس وجہ سے تمام مخلوقات خُدا کے بیٹوں کے ظہور کی منتظر ہیں (پہلے غالب آنے والے، اِس کے بعد کلیسیا)۔ جب وہ اِن کے ظہور کو دیکھیں گے تو وہ جان جائیں گے کہ اُن کے لیے بھی اُمید باقی ہے۔

اُسی طرح یہ بات آج ہمارے اندر اُمید پیدا کرتی ہے کہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا اور جلال میں ظاہر ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس نے موت کو فتح کیا اور یوں وہ اُن کے لیے بھی اُمید قائم کرتا ہے جو اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔

اِلٰہی شریعت ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ گایوں اور بھیڑوں کے پہلوٹھے بھی خداوند کے حضور پیش کیے جائیں۔ خروج ۲۲:۲۹-۳۰ میں لکھا ہے:

> ''تو اپنی کثیر پیداوار اور اپنے کولھو کے رس میں سے مجھے نذر و نیاز دینے میں دیر نہ کرنا اور اپنے بیٹوں میں سے پہلوٹھے کو مجھے دینا۔ اپنی گایوں اور بھیڑوں سے بھی ایسا ہی کرنا۔ سات دن تک تو بچہ اپنی ماں کے ساتھ رہے۔ آٹھویں دن تو اُسے مجھ کو دینا۔''

پہلوٹھے کو آٹھویں دِن کے علاوہ کسی اور دِن خُدا کے سامنے پیش کرنا غیر شرعی تھا۔ یہ ایک بہت اہم قانون ہے جو مقررہ وقتوں کو قائم کرتا ہے۔ ہمیں چیزوں کو اپنی عقل کے مطابق نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ خُدا کی عقل

کے مطابق سمجھنا چاہیے۔ اُس نے ہمیں رومیوں ۸:۱۹ میں بیان کیے گئے خُدا کے بیٹوں کے ظہور کے وقت کو دکھانے کے لیے یہ کیا۔ ہزاروں سالوں سے انسان اُس کے جلال کے ظہور کا تجربہ کرنے کے لیے راست باز اور مقدس بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ کچھ لوگوں نے پرانے عہد نامے میں فسح کے مسح کے تحت ایسا کرنے کی کوشش کی۔ دُوسروں نے پینتکست کی تکمیل کے بعد کے سالوں میں ایسا کرنے کی کوشش کی۔ مرد راہب اور تارک الدنیا ہو گئے اور اُنھوں نے عیدِ خیام سے کم تر مسح کے تحت کامل بننے اور خُدا پر دھیان گیان کرنے کے لیے اپنے آپ کو معاشرے سے الگ کر لیا۔

اگر وہ پارسا لوگ معاشرے کے اندر رہتے اور غیر ایمان داروں کو یسوع مسیح کی گواہی دیتے تو وہ لوگ خُدا کی بادشاہی کے لیے کتنا موثر کام کر سکتے تھے؟ یقیناً ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ بیابان میں جا کر خُدا سے ملا جائے۔ خُدا کچھ لوگوں کو بیابان میں بلاتا ہے تاکہ وہ براہِ راست اُس سے تربیت پذیر ہوں۔ لیکن بیابان کا مقصد ہمیشہ رہنا نہیں ہے، بلکہ واپس جانے کے لیے تربیت یافتہ اور لیس ہونا ہے جہاں اُن کی خدمات کی اشد ضرورت ہے۔

ناپاک جانوروں کے پہلوٹھے

ہر ایک گھریلو جانور کے پہلوٹھے کو آٹھویں دن خُدا کے حضور پیش کیا جاتا۔ صرف ناپاک جانوروں کے معاملے میں اِس قانون میں استثنیٰ حاصل تھا، جہاں اُس جانور کے پہلوٹھے کو برّے کے وسیلہ چھڑایا جاتا۔ مثال کے طور پر گدھے کے پہلوٹھے کو خُدا کے حضور نہیں پیش کیا جا سکتا تھا، یہ ایک بار پھر ایک بہت ہی اہم اصول کو قائم کرتا ہے۔ خُدا کسی بھی ناپاک جانور کو قبول نہیں کرے گا۔ خروج ۱۳:۱۲-۱۳ میں لکھا ہے:

> ''تو تو پہلوٹھی کے بچوں کو اور جانوروں کے پہلوٹھوں کو خُداوند کے لیے الگ کر دینا۔ سب نر بچے خُداوند کے ہوں گے۔ اور گدھے کے پہلے بچے کے فدیہ میں برّہ دینا اور اگر تو اُس کا فدیہ نہ دے تو اُس کی گردن توڑ ڈالنا اور تیرے بیٹوں میں جتنے پہلوٹھے ہوں اُن سب کا فدیہ تجھ کو دینا ہو گا۔''

سطحی سوچ رکھنے والوں کے لیے اِس قانون کا اطلاق صرف گدھوں پر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اُوپر بیان کی گئی تیرھویں آیت میں خُدا اِس کا اطلاق اسرائیل کے تمام پہلوٹھوں پر کرتا ہے۔ خُدا پہلے کہتا ہے کہ گدھوں

کے تمام پہلوٹھوں کا فدیہ برّوں سے دیا جائے، اور تمام اسرائیلی پہلوٹھوں کا بھی فدیہ دیا جائے۔ درحقیقت وہ اُن کو گدھوں کا ریوڑ کہہ رہا تھا۔ اُن سب کو فدیہ کی ضرورت تھی۔ اِسی وجہ سے خُدا نے فسح کو قائم کیا اور یہ بہت ضروری تھا کہ لوگوں کو برّے کے وسیلے چھڑایا جائے، کیوں کہ وہ اپنی ناپاک حالت میں خُدا کے حضور پیش نہیں ہو سکتے تھے۔ فسح کی وجہ سے اسرائیل ''اُس کی چراگاہ کی بھیڑیں'' (زبور ۱۰۰:۳) بن گیا۔ اِس طرح کے فدیے کے بغیر وہ اُس کے باڑے کے گدھے ہی رہتے۔ اِس لیے ہوسیع ۱۱:۱ میں لکھا ہے ''جب اسرائیل ابھی بچہ ہی تھا میں نے اُس سے محبت رکھی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔''

حقیقت میں خُدا اسرائیل کا باپ تھا، لیکن اُن کی ماں مصر تھا۔ یہاں تک کہ مصر سے نکلنے کے بعد بھی اُنھوں نے اُن کھانوں کی آرزو کی جن سے وہ مصر میں لطف اندوز ہوتے تھے۔ اُنھوں نے بیابان میں من کی قدر نہ کی۔ گنتی ۱۱:۴-۶ میں لکھا ہے:

> ''اور جو ملی جلی بھیڑ اِن لوگوں میں تھی وہ طرح طرح کی حرص کرنے لگی اور بنی اسرائیل بھی پھر رونے اور کہنے لگے کہ ہم کو کون گوشت کھانے کو دے گا؟ ہم کو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خربوزے اور وہ گندنے اور پیاز اور لہسن۔ لیکن اب تو ہماری جان خشک ہو گئی۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔''

اگرچہ اسرائیل خُدا کا ''بیٹا'' تھا جیسا ہوسیع ۱۱:۱ میں ہمیں بتایا گیا ہے وہ کردار کی نشوونما اور رُوحانی تجربے میں اسمٰعیل تھے نہ کہ اضحاق۔ اِس وجہ سے جب خُدا اُن کو ملکِ مصر سے نکال لایا تو اُن کو ضرورت تھی کہ فسح پر ایک برّے کے وسیلے چھڑائے جائیں۔ جیسا ابرام نے سارہ سے کیا، ویسے خُدا نے مصر سے کیا۔

ابرام نے ہاجرہ کو لیا اور اُس سے اسمٰعیل پیدا ہوا۔

خُدا نے مصر کو لیا اور اسرائیل کو پیدا کیا۔

یہ تمام نبوتی نمونے ہیں جو ہمیں الٰہی قوانین کے بارے میں بتاتے ہیں، نہ صرف اِس میں کہ ہم کیسے خُدا سے تعلق رکھتے ہیں اور کیسے عیدوں کے ذریعے اُس کا تجربہ کرتے ہیں، بلکہ وقت کے معاملے میں بھی۔ بالآخر خُدا کے بیٹوں کے ظہور میں، زیرِ تربیت غالب آنے والے اپنے خُدا کے علم میں پینتکست کے درجے سے عیدِ خیام کے درجے تک پہنچ جائیں گے۔ پولس بھی اِس بارے میں کچھ یوں بات کرتا ہے ''اپنے بدن کی

مخلصی'' (رومیوں ۸: ۲۳)۔ بدن کو مخلصی کی کیوں ضرورت ہے؟ اِسے لازمی چھٹکارا چاہیے، کیوں کہ اِس وقت یہ ایک ناپاک گدھا ہے۔

گدھے بُری مخلوق نہیں ہیں؛ وہ محض ناپاک ہیں۔ گدھے اچھے خدمت گزار ہو سکتے ہیں اور پینتکست کے دَور کا مقصد ہمیں خُدا کی آواز کو سننے اور اُس کی پیروی کرنے کے بارے میں سکھانا ہے، تا کہ ہم خُدا کے اچھے نوکر بن سکیں۔ اگر چہ ہمارا موجودہ بدن ناپاک ہے اور اِسے بدن کی مخلصی کے بغیر خُدا کے سامنے پہلوٹھے بیٹوں کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مخلصی وہ مقام ہے جہاں ہم مکمل طور پر برّے کی فطرت کو اپنے اُوپر لے لیں گے۔

اسمٰعیل جنگلی گورخر

ایک اور اہم مثال جو مخلصی کی اِس شریعت کو واضح کرتی ہے، وہ اسمٰعیل کی کہانی میں پائی جاتی ہے، جسے فرشتے نے گورخر کے نام سے پکارا۔ پیدایش ۱۶: ۱۲ میں فرشتہ کہتا ہے:

''وہ گورخر کی طرح آزاد مرد (عبرانی:Pareh awdawm) ہوگا۔ اُس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اُس کے خلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔''

اسمٰعیل کا باپ ابرام تھا (جسے بعد میں ابرہام کہا گیا)۔ اسمٰعیل کی ماں مصری لونڈی ہاجرہ تھی۔ وہ فرعون کے حرم کی بیٹیوں میں سے ایک تھی۔ فرعون نے سارہ کو اپنے حرم میں شامل کرنے کے بعد اُسے ہاجرہ کو معاوضے کی ادائیگی کے طور پر دیا، کیوں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ سارہ ابرام کی بیوی ہے (پیدایش ۱۲: ۱۰-۲۰)۔ آشر کی کتاب ہمیں اِس کی مکمل تفصیل فراہم کرتی ہے، آشر ۱۵: ۳۱-۳۲ میں لکھا ہے:

''بادشاہ (فرعون) نے اپنی ایک لونڈی کو لیا جو اُس کی حرم سے پیدا ہوئی تھی اور اُسے ساری کو دے دیا۔ اور بادشاہ نے اپنی بیٹی سے کہا، اے میری بیٹی تیرے لیے اس آدمی کے گھر کی لونڈی بننا میرے گھر کی مالکن بننے سے بہتر ہے، اور ہم اُس بُرائی کو دیکھ چکے ہیں جو اِس عورت کی وجہ سے ہم پر پڑی۔''

آشر ۲۳: ۱۶-۲۵ میں ہم اسمٰعیل کی پیدایش کی کہانی میں دوبارہ ہاجرہ کے شاہی نسب کے بارے میں

پڑھتے ہیں، اِس بار اُسے خاص طور پر نام سے پکارا گیا ہے:

> ''اُن دنوں حاران کی بیٹی ساری جو ابرام کی بیوی تھی وہ بانجھ تھی۔ ابرام سے اُس کے کوئی بیٹا یا بیٹی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ اُس کے کوئی اولاد نہیں تو اُس نے اپنی لونڈی ہاجرہ کو لیا جو فرعون نے اُسے دی تھی، اور اُسے اپنے شوہر ابرام کو دے دیا، تاکہ وہ اُس کی بیوی بنے۔ کیوں کہ ہاجرہ اُن تمام باتوں کے بارے میں سیکھ گئی تھی جو اُسے ساری نے سکھائی تھیں، اور وہ کسی بھی طرح سے اُس کی بات ماننے میں غیر مشاق نہیں تھی۔''

بائبلی بیانیے پر واپس آتے ہوئے ہم پیدایش ۱۶:۴ میں پڑھتے ہیں کہ جب ہاجرہ ابرام سے حاملہ ہوگئی تو اُس کا رویہ تبدیل ہوگیا۔ شاید اِس بات کو جاننا زیادہ قابل فہم ہے کہ ہاجرہ دراصل ایک مصری شہزادی تھی جسے ابرام کے گھر میں ایک لونڈی بنا دیا گیا۔ اسمٰعیل ابرام کا بیٹا تھا اور اپنی ماں کی طرف سے وہ فرعون کا نواسا تھا۔

جب ہاجرہ حاملہ ہوگئی تو وہ ساری کو حقیر جاننے لگی (پیدایش ۱۶:۴)۔ اُس نے ایک ایسی بلاہٹ کی خواہش کرنا شروع کردی جو اُس کے لیے نہیں تھی، اور اُس نے سوچنا شروع کر دیا کہ ابرام سے وعدہ اُس کے وسیلے سے پورا ہوگا۔ آخر کار بہ ظاہر ایسا لگتا تھا کہ خُدا نے ساری کو بانجھ کر دیا، اِس لیے یہ سوچنا فطری بات تھی کہ وہ وعدہ ہاجرہ کو منتقل ہوگیا۔ لہٰذا ساری نے ہاجرہ کو کچھ اِس طریقے سے سزا دی جس کا ذکر پیدایش ۱۶:۶ میں نہیں کیا گیا، اور ہاجرہ ساری کے پاس سے بھاگ گئی۔ بیابان میں خُدا کا فرشتہ اُسے دکھائی دیا اور اُسے کہا کہ وہ واپس چلی جائے۔ فرشتے نے اُسے یہ بھی بتایا کہ اُس کے بیٹا ہوگا اور وہ اُس کا نام اسمٰعیل رکھے، جس کا مطلب ہے ''خُدا سنتا ہے''۔

اِس تناظر میں فرشتہ ہاجرہ کو کہتا ہے کہ اُس کا بیٹا ''گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا'' اِس کے لیے عبرانی اصطلاح pareh adam ہے۔ لفظ pareh کا ترجمہ یرمیاہ ۲:۲۴ اور دُوسری جگہوں پر ''جنگلی گورخر'' یا ''جنگلی گدھا'' کیا گیا ہے۔ ہم نے اپنی کتاب The Wheat and Asses of Pentecost میں اِس بات کو ظاہر کیا ہے کہ پوری بائبل مقدس میں گیہوں اور گدھے عیدِ پینتکست کی دو بنیادی علامات ہیں۔ اسمٰعیل کی کہانی میں ہم اضحاق کے سلسلے میں اُسے پینتکست کی ایک مثل کے طور پر دیکھتے ہیں، جو عیدِ خیام کی ایک مثل ہے۔

گدھوں کے بڑے کان ہوتے ہیں جو سننے کے لیے بنائے گئے ہیں۔اسمٰعیل کا نام (خُدا سنتا ہے) پینتکست کے مقصد کو ظاہر کرتا ہے جو خُدا کی آواز کو سننا ہے، جیسا کہ ہم کوہِ سینا کی مثال میں دیکھ چکے ہیں۔گلتیوں ۴:۲۵ میں اسمٰعیل اور ہاجرہ کا تعلق بھی کوہِ سینا سے ہے۔اسمٰعیل پہلے پیدا ہوا، لیکن وہ وعدے کا فرزند نہیں۔اگر چہ پینتکست عیدِ خیام سے پہلے آتی ہے، لیکن خُدا اپنے وعدے کو پینتکست سے نہیں بلکہ عیدِ خیام سے قائم کرتا ہے۔

اِسی طرح اسمٰعیل ابرام سے پیدا ہوا؛ اضحاق ابرہام سے اُس وقت پیدا ہوا جب خُدا نے پیدائش ۱۷:۵ میں اُس کا نام تبدیل کر دیا۔اُس کے نام میں عبرانی کے حرف "H" کا اضافہ سانس کے ساتھ بولے جانے والا حرف ہے جو رُوح القدس کے الہام اور خُدا کے دم کو ظاہر کرتا ہے۔اِسی بات کا اطلاق اُس کی بیوی ساری کے ساتھ بھی ہوتا ہے جس کا نام تبدیل کر کے سارہ رکھ دیا گیا۔جب ابرام اور ساری نے اپنے نئے نام حاصل کر لیے تو یہ اِس بات کی پیشین گوئی تھی کہ وعدے کی نسل صرف رُوح القدس کے کام کے وسیلہ ہی آ سکتی ہے۔ یسوع مسیح کے معاملے میں رُوح القدس مریم پر آیا اور اُسے معجزانہ طور پر حاملہ کیا۔مسیح کے بدن کے معاملے میں یہ مجموعی طور پر خیموں کی عید پر رُوح کے نزول کی صورت میں پورا ہوگا۔

پینتکست ایک ایسی عید تھی جس میں خمیر کو بھی شامل کیا جاتا تھا (احبار ۲۳:۱۷)۔اسمٰعیل میں اِس کی تصویر کشی کی گئی ہے، ایک ایسا آدمی جس کا باپ ابرام تھا، لیکن اُس کی ماں ہاجرہ تھی۔یہ نبوتی نمونہ ہمیں بتاتا ہے کہ پینتکست کے دَور اور اُس کے مسح میں، کلیسیا ابرام جیسا ایمان رکھے گی لیکن اکثر فرعون کی طرح عمل کرے گی اور دُوسروں کو غلام بنانے کی کوشش کرے گی۔

جلال آٹھویں دن ظاہر ہوتا ہے

مکاشفہ ۲۰:۶ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ غالب آنے والے جو پہلی قیامت میں شامل ہوں گے وہ کاہن ہوں گے:

> ''مبارک اور مقدس وہ ہے جو پہلی قیامت میں شریک ہو۔ایسوں پر دُوسری موت کا کچھ اختیار نہیں بلکہ وہ خُدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے اور اُس کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔''

عبرانیوں کی کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ یہ ملکِ صدق کا کہانتی سلسلہ ہوگا، نہ کہ پرانا لاوی کہانتی سلسلہ۔ تاہم عہدِ جدید کی بنیادوں کا نمونہ عہدِ عتیق میں رکھا گیا۔ اِس لیے ہم لاوی کے کہانتی سلسلے میں تقدیس کے ایک بنیادی اصول کو دیکھتے ہیں جو ہمیں نئے سلسلے کی طرف لے جاتا ہے۔ احبار کی کتاب کا ۸ باب لاوی کہانتی سلسلے کے کاہنوں کی تقدیس کے بارے میں بات کرتا ہے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ہارون اور اُس کے بیٹوں کی بہ طور کاہن تقدیس میں پورے سات دن لگے۔ احبار ۸: ۳۳ میں اُنھیں اِس طرح ہدایت کی گئی:

''اور جب تک تمھاری تخصیص کے ایام پورے نہ ہوں تب تک یعنی سات دِن تک تم خیمۂ اجتماع کے دروازہ سے باہر نہ جانا کیوں کہ سات دِن تک وہ تمھاری تخصیص کرتا رہے گا۔''

پھر آٹھویں دن خُدا نے اپنا جلال ظاہر کرنے کا وعدہ کیا۔ احبار ۹: ۱-۴ میں لکھا ہے:

''آٹھویں دن موسیٰ نے ہارون اور اُس کے بیٹوں کو اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو بلایا اور ہارون سے کہا کہ خطا کی قربانی کے لیے ایک بے عیب بچھڑا اور سوختنی قربانی کے لیے ایک بے عیب مینڈھا تو اپنے واسطے لے اور اُن کو خداوند کے حضور گذران۔ اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ تم خطا کی قربانی کے لیے ایک بکرا اور سوختنی قربانی کے لیے ایک بچھڑا اور ایک بّرہ جو یکسالہ اور بے عیب ہوں لو۔ اور سلامتی کے ذبیحہ کے لیے خُداوند کے حضور چڑھانے کے واسطے ایک بیل اور ایک مینڈھا اور تیل ملی ہوئی نذر کی قربانی بھی لو کیوں کہ آج خُداوند تم پر ظاہر ہوگا۔''

مسیح کے ظہور کے سب سے اہم نبوتی نمونوں میں سے یہ ایک نمونہ ہے۔ یہ واقعہ پہلوٹھے کو خُدا کے حضور پیش کرنے کی شریعت کے مطابق آٹھویں دن ہوتا، جیسا ہم نے خروج ۲۲: ۳۰ کے اپنے مطالعہ میں دیکھا۔ احبار ۹ باب کو جاری رکھتے ہوئے ہم پڑھتے ہیں:

''موسیٰ نے کہا یہ وہ کام ہے جس کی بابت خُداوند نے حکم دیا ہے کہ تم اُسے کرو اور خُداوند کا جلال تم پر ظاہر ہوگا'' (احبار ۹: ۶)

یہ وہی بات ہے جسے کسی کو بھی لازمی کرنا چاہیے تا کہ ''خُداوند کا جلال اُس پر ظاہر ہو۔'' یہ کہانتی ہفتے کی تقدیس کے بنیادی مقاصد میں سے ایک کے بارے میں ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اُس طرح کی قربانی پیش کرنے

کے قابل ہو جائیں جس کی حقیقت میں خُدا کو ضرورت ہے۔ جب وہ کسی قربانی کو قبول کرتا ہے تو وہ بدلے میں باقی لوگوں پر خُدا کا جلال ظاہر کرتا ہے۔

''اور موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ مذبح کے نزدیک جا اور اپنی خطا کی قربانی اور اپنی سوختنی قربانی گذران اور اپنے لیے اور قوم کے لیے کفارہ دے اور جماعت کے چڑھاوے کو گذران اور اُن کے لیے کفارہ دے جیسا خُداوند نے حکم کیا ہے'' (احبار ۹:۷)۔

خُدا کا جلال صرف اُسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب کاہنوں کی جماعت خطا کی قربانی اور سوختنی قربانی پیش کرے گی جو خُدا کی نظر میں قبول ہو گی۔ یہی وجہ ہے ملاکی ۳:۱-۴ میں لکھا ہے کہ ''بنی لاوی'' کو پاک کرنے کے لیے وہ بہ طور ایک ''سنار کی آگ'' آئے گا۔ اگرچہ یہ بیان شریعت کی طرح کہانت کے پرانے سلسلے کے تناظر میں آیا ہے، لیکن یقیناً یہ ایک ایسا بیان ہے جو نئے عہد نامے کی نبوتی اہمیت رکھتا ہے۔ عیدِ خیام کی تکمیل پر، کاہنوں کی جماعت کی سات دن تک تخصیص ہو گی۔ یوحنا ۶ اور ۷ باب کے نمونے سے جس کا مطالعہ ہم پہلے کر چکے ہیں، مسیح کسی نہ کسی طریقہ سے اُسی وقت کے دوران آتا ہے۔ ایک بار جب اُس کے ملکِ صدق کے کاہنوں کی تخصیص ہو جائے گی، تب وہ خیموں کی عید کے آٹھویں دن خُدا کے حضور ایک مقبول قربانی پیش کر سکیں گے۔ پھر خُدا آگ سے اُس قربانی کو قبول کرتا ہے اور خُدا کا جلال دُنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔

سوختنی قربانی خُدا کے لیے ایک مکمل وقف شدہ زندگی کو ظاہر کرتی ہے۔ اِس کا مقصد خُدا کے حضور قبولیت کو حاصل کرنا تھا۔ احبار ۱:۳ اور ۴ میں لکھا ہے:

''اگر اُس کا چڑھاوا گائے بیل کی سوختنی قربانی ہو تو وہ بے عیب نر کو لا کر اُسے خیمۂ اجتماع کے دروازہ پر چڑھائے تا کہ وہ خود خُداوند کے حضور مقبول ٹھہرے۔ اور وہ سوختنی قربانی کے جانور کے سر پر اپنا ہاتھ رکھے تب وہ اُس کی طرف سے مقبول ہو گا تا کہ اُس کے لیے کفارہ ہو''

سوختنی قربانی ''خُداوند کے لیے راحت انگیز خوشبو'' ہوتی تھی (احبار ۱:۹)، نیو امریکن اسٹینڈرڈ بائبل (NASB) میں اِس کا ترجمہ کچھ یوں کیا گیا ہے: ''a soothing aroma to the Lord.'' ''راحت انگیز خوشبو'' کی قربانی اِس بات کی تصویر کشی کرتی ہے کہ خُدا اپنے دسترخوان پر ایسی قربانی چاہتا ہے جس کی خوشبو اور ذائقہ راحت انگیز ہو، اور وہ یہ بات ہمارے کردار میں ڈھونڈتا ہے۔ یسوع مسیح

ہمارے لیے سوختنی قربانی تھا، اِسی لیے اُس نے کہا "تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو" (لوقا۲۲:۴۲)۔ یہ مکمل طور پر مطیع ہونے کی بات کرتا ہے۔ کاہنوں کو چاہیے کہ وہ یسوع کے نقش قدم پر چلیں اور خُدا کے لیے مقبول سوختنی قربانی پیش کرنے کے لیے اُسی فرمانبرداری کے رویہ کی پیروی کریں۔

اور جو قربانی وہ پیش کرتے ہیں وہ اپنی مرضی سے اپنے دل کی قربان گاہ پر پیش کرتے ہیں۔ دُوسرے لفظوں میں، کاہنوں کا یہ سلسلہ یروشلیم میں قربان گاہ پر سوختنی قربانی پیش نہیں کرے گا۔ چاہے سرگرم آدمی لال بچھیا کی راکھ تلاش کرتے ہیں یا نہیں خُدا کو اِس سے کوئی سروکار نہیں۔ آخری خون کی قربانی پہلے سے ہی پیش کی جا چکی ہے اور کوئی بھی دُوسری پیش نہیں کر سکتا۔ نئے سلسلے کے یہ کاہن صرف اُسی سوختنی قربانی کو پیش کریں گے جسے خُدا ابتدا سے ہی چاہتا ہے، یعنی دل کی قربان گاہ پر اپنی جسمانی خواہشات کی قربانی۔ یہ وہ قربانی ہے جسے خُدا آگ کے بپتسمہ سے قبول کرے گا اور اِن کاہنوں کو مکمل طور پر تبدیل کر دے گا، اور وہ اُس کے ساتھ حکمرانی کریں گے اور باقی دُنیا پر مسیح کو ظاہر کریں گے۔

تخصیص شدہ کاہن سوختنی قربانی کے ساتھ خطا کی قربانی بھی پیش کرتے تھے۔ خطا کی قربانی قبولیت کے لیے نہیں بلکہ گناہ کے کفارے کے لیے تھی۔ اِس لیے خطا کی قربانی بھی اُسی جگہ ادا کی جاتی جہاں سوختنی قربانی کو قربان کیا جاتا (احبار۴:۳۳)۔ یہ اِس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ یسوع مسیح نہ صرف سوختنی قربانی ہے جس نے ہمیں خُدا کے سامنے مقبول بنایا، بلکہ وہ خطا کی قربانی بھی ہے جس نے ہمارے گناہ کا کفارہ دیا اور اُنھیں ڈھانپ دیا۔ اُس نے اِن دونوں قربانیوں کو صلیب پر ایک ہی جگہ ادا کیا۔

جب ملکِ صدق کے سلسلے کے کاہن عیدِ خیام کے اختتام پر خُدا کے خیمے سے باہر آئیں گے، تو وہ سوختنی قربانی کے ساتھ ساتھ خطا کی قربانی بھی پیش کر سکیں گے۔ اِس کا کیا مطلب ہے؟ اِس کا مطلب ہے کہ غالب آنے والے کاہن بے عیب بّرے ہوں گے، جیسے یسوع بے عیب بّرہ تھا۔ جب ملکِ صدق کے کہانتی سلسلے کے کاہنوں نے خطا کی قربانی پیش کی تو اُسے آگ سے قبول کیا جاتا ہے، یہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کا نیا بدن خُدا کے سامنے پیش کیا گیا جنھوں نے عیدِ خیام کے کام کی پاک کرنے کی قدرت سے تمام گناہ پر غلبہ حاصل کیا۔ اُس کے بدن کے عضو اُس کے کردار کے حامل ہوتے ہوئے تمام چیزوں کو اُس کے قدموں کے نیچے لانے کا کام مکمل کریں گے جو یسوع نے اپنی پہلی آمد میں شروع کیا تھا" کیوں کہ جب تک کہ وہ سب دُشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۵)۔

یہ کام ایک دن میں نہیں ہوگا۔ یہ مسیح کا دُوسرا کام ہے، جس کی وضاحت ہم آئندہ باب میں کریں گے۔ ابھی ہم اِس بات کو سمجھیں گے کہ مسیح کے دو کاموں کے بارے یومِ کفارے کی بابت شریعت میں پیشین گوئی اور اُس کی وضاحت کی گئی۔ احبار۱۶:۱۶ میں لکھا ہے کہ پہلا بکرا گناہ کے کفارہ کے لیے چنا جاتا، یعنی گناہ کو ڈھانپنے کے لیے، اور دُوسرا بکرا گناہ کو دُور کرنے کے لیے لیا جاتا (احبار۱۶:۲۰-۲۲)۔ یسوع کے پہلے کام میں اُس نے ہمارے گناہ کو ڈھانپنے کے لیے صلیب پر جان دی اور خزاں کی عیدوں کے اپنے دُوسرے کام کی بنیاد ڈالی۔ اپنے دُوسرے کام میں مسیح ہمارے مقدس یعنی بدنوں سے باہر آ کر بیابان (دُنیا) میں ہمارے گناہوں کو معاف کرنے کے لیے آجائے گا۔

یہ کام عیدِ خیام کے اختتام پر ہوگا، جہاں یسوع عید کے درمیان اپنے کاہنوں کو ایک نئے کام کے لیے پاک کرنے اور اُن کی تخصیص کے لیے آئے گا، جسے پورا ہونے میں ہزار سال لگیں گے۔ جیسے پینتکست نے شاگردوں کو عالم گیر انجیلی بشارت کا کام شروع کرنے کے لیے لیس کر دیا، اُسی طرح خیموں کی عید غالب آنے والوں کو ایک عظیم تر مسح کے تحت کام ختم کرنے کے لیے لیس کرے گی۔ پینتکست کے مسح کے تحت کی جانے والی منادی کو خمیر زدہ کر دیا گیا، یعنی یہ اُس وقت پورا ہوا جب ابھی ہم غیر کامل تھے۔ ہمارے گناہ ڈھانپ دیئے گئے ہیں، اور ہمیں راست باز قرار دے دیا گیا ہے (گویا جیسے ہم کامل ہیں)، لیکن آنے والے خیموں کے دور میں ہم راست بازی کی بھرپوری میں کام کو پورا کر لیں گے۔

آئیں واپس احبار۹ باب کی طرف جاتے ہیں، یہ مقدس کیے گئے کاہن کلیسیا اور باقی دُنیا کے لیے کامل طور پر سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی (اور دُوسری قربانیاں بھی) گذرانیں گے۔ جس طرح موسیٰ کے زمانے کے کاہن آٹھویں دن خُدا کے لیے مقبول قربانی پیش کرتے تھے، اُسی طرح ملکِ صدق کے کاہن خیموں کے آٹھویں دن خُدا کے حضور ایک بہت بڑی قربانی پیش کریں گے۔ یہ قربانی مکمل طور پر خُدا کی مقبول قربانی ہو گی، اور وہ آگ سے جواب دے گا اور اپنا جلال ظاہر کرے گا۔ احبار۹:۲۲-۲۴ میں ہم پڑھتے ہیں:

> ''اور ہارون نے جماعت کی طرف اپنے ہاتھ بڑھا کر اُن کو برکت دی اور خطا کی قربانی اور سوختنی قربانی اور سلامتی کی قربانی گذران کر نیچے اُتر آیا۔ اور موسیٰ اور ہارون خیمہِ اجتماع میں داخل ہوئے اور باہر نکل کر لوگوں کو برکت دی۔ تب سب لوگوں پر خُداوند کا جلال نمودار ہوا۔ اور خُداوند کے حضور سے آگ نکلی اور سوختنی قربانی اور چربی کو

مذبح کے اُوپر بھسم کر دیا۔لوگوں نے یہ دیکھ کر نعرے مارے اور سرنگوں ہو گئے۔"

پوری تاریخ میں بہت سے لوگوں نے سوختنی اور خطا کی قربانیاں گذرانیں، خاص طور پر عہدِ عتیق کے زمانے میں۔تاہم زیادہ تر قربانی کو جلانے کے لیے اُنھیں اپنی ہی آگ لانی پڑتی۔ہمیں اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُن میں سے زیادہ تر قربانیاں کسی نہ کسی سطح پر خُدا کے سامنے مقبول ہوئیں۔تاہم بائبلی نمونہ ظاہر کرتا ہے کہ جب خُدا کسی قربانی کو قبول کرتا تو وہ آسمان سے ایک خودرو آگ نازل کرتا، یہ اِس بات کا اظہار ہوتی کہ یہ قربانی خُدا کی نظر میں مکمل طور پر مقبول ہے۔اِس کی مثالیں سمسون کے باپ پر فرشتے کا ظاہر ہونا (قضاۃ ۱۳: ۲۰) اور ایلیاہ کی مشہور کہانی (۱۔سلاطین ۱۸: ۳۸) میں ملتی ہیں۔

اُوپری آگ کو گذراننا

بلاشبہ احبار ۹ باب میں کاہن اور دُوسرے لوگ اُس آگ سے بہت متاثر تھے جو آسمان پر سے نازل ہوئی، جو خُدا کے جلال کو ظاہر کرتی تھی۔تاہم یہ ایک پیش از وقت نشان اور سایہ تھا جو آنے والی عظیم چیزوں کا نمونہ تھا۔ہم دیکھتے ہیں کہ اُس زمانے کے کاہن ایک دن کے لیے بھی اُس جلال کو برقرار نہ رکھ سکے۔ہم دیکھتے ہیں کہ اگلے دن ہارون کے بیٹوں ندب اور ابیہو کو خُدا کی آگ نے بھسم کر دیا، احبار ۱۰: ۱ میں لکھا ہے:

> "اور ندب اور ابیہو نے جو ہارون کے بیٹے تھے اپنے اپنے بخوردان کو لے کر اُن میں آگ بھری اور اُس پر اوراُوپری آگ جس کا حکم خُداوند نے اُن کو نہیں دیا تھا خُداوند کے حضور گذرانی۔اور خُداوند کے حضور سے آگ نکلی اور اُن دونوں کو کھا گئی اور وہ خُداوند کے حضور مر گئے۔"

اِسی طرح کے نمونے پوری تاریخ میں پائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ کلیسیا کی حقیقی بیداریوں کی تاریخ میں بھی۔بعض اوقات خُدا کا رُوح کسی جگہ نازل ہوتا ہے،لیکن انسانوں کی ناتوانی کی وجہ سے حقیقی رُوحانی آگ بجھ جاتی ہے۔جب ایسا ہوتا ہے تو انسان ہمیشہ اپنی قربانی کو روشن کرنے کے لیے اپنی مساوی آگ ڈھونڈنے کے لیے بھاگتا ہے۔جب رُوح جدا ہو جاتا ہے تو فاصلے بڑھ جاتے ہیں، انسان سوچتے ہیں کہ وہ اپنی کوششوں سے اُن فاصلوں کو کم کر سکتے ہیں۔یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے کچھ مخصوص گیتوں سے اِس کمی کو دُور کرنے کی بھی کوشش کی۔یہ کاہن کا اپنی کوشش سے آگ جلانا ہے۔

ہم اُن لوگوں کے ہمدرد ہیں جو رُوح کی حقیقی جنبش سے لپٹے رہنا چاہتے ہیں۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہماری موجودہ پینتکست کی خمیری حالت کی وجہ سے ہم جاگنے کی بجائے سو جاتے ہیں، کیوں کہ ہم آگ کو روشن کرنے کے اپنے کہانتی فرائض کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔شریعت احبار ۶:۱۳ میں کہتی ہے، ''مذبح پر آگ ہمیشہ جلتی رکھی جائے۔وہ کبھی بجھنے نہ پائے۔''اگرچہ یہ حکم لاوی کاہنوں کے لیے تھا،لیکن یہ کوئی شریعت نہیں تھی کہ جسے وہ برقرار رکھتے۔اِس لیے خُدا کی آگ بجھ گئی،اور اُنھوں نے محسوس کیا کہ اُنھیں اپنی آگ کو اِس کا متبادل بنانا ہوگا۔اگلی صدیوں میں کاہنوں نے شریعت کو پورا کرنے کی غرض سے اپنی اُوپری آگ کو مسلسل جلتا رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔لیکن یہ آگ آسمان سے نہیں آئی تھی۔وہ محض اپنی آگ جلا رہے تھے۔

یہ شریعت اُن کے پورے کرنے کے لیے نہیں تھی۔یہ بعد میں آنے والے ملکِ صدق کے کہانتی سلسلے کے لیے تھی جن کی پینتکست کے دَور میں تربیت کی جائے گی اور پھر عیدِ خیام پر اُن کی تقدیس کی جائے گی۔یہ کہانتی سلسلہ خُدا کے بیٹوں کے ظہور کو ظاہر کرے گا، جو خیموں کے پہلے دن پیدا ہوں گے اور آٹھویں دن اُن کے دلوں کا ختنہ کیا جائے گا جب وہ خُدا کے سامنے بے عیب اور بے داغ پیش ہوں گے۔

یہ دُنیا کا خاتمہ نہیں ہوگا۔یہ ایک نیا آغاز ہوگا۔

نواں باب

خُدا کا چہرہ خُدا کی حضوری ہے

بائبل کا اصل عبرانی متن اکثر خُدا کے چہرے کا ذکر کرتا ہے لیکن عام طور پر تراجم میں اِس تصور کو ختم کر دیا گیا۔ عبرانی کے لفظ paniym کا مطلب ''چہرہ یا موجودگی'' ہے۔ تکنیکی اعتبار سے یہ لفظ صیغہ جمع ہے، لیکن اِسے ہمیشہ صیغہ واحد میں استعمال کیا گیا۔ یعقوب کی فرشتے کے ساتھ کشتی کے واقعہ میں اِس کا انگریزی میں ترجمہ ''face'' اور اُردو میں ''رُوبرُو'' کیا گیا ہے، ہم پیدائش ۳۲:۳۰ میں پڑھتے ہیں:

''اور یعقوب نے اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خُدا کو رُوبرو دیکھا تو بھی میری جان بچی رہی۔''

"And Jacob called the name of the place Peniel: for I have seen God face to face, and my life is preserved."

نام ''فنی ایل'' panah-el لفظ panah ، paniym کا واحد ہے۔ فنی ایل کا مطلب ''خُدا کا چہرہ'' یا ''خُدا کی حضوری'' ہے۔ فرشتے کے ساتھ یعقوب کی کشتی کا واقعہ اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ پیشین گوئی کے مطابق یعقوب کی ثابت قدمی کا دن تھا کہ آیا وہ واقعی خُدا کو آمنے سامنے دیکھنا چاہتا ہے (ہر کوئی خُدا کو رُوبرو دیکھنا چاہتا ہے، لیکن بہت کم لوگ اُس کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں)۔ جیسا ہم بائبل کے دُوسرے نمونوں میں دیکھیں گے یہ اُس کی زندگی کا ایک نازک نقطہ بھی تھا جس میں اُس نے اِس بات کا تعین کرنا تھا کہ آیا وہ اپنے چہرے میں خُدا کے چہرے کو ظاہر کرتا ہے۔ فیصلے کا یہ نازک دن اُس کی رُوحانی زندگی میں ایک محور کی حیثیت رکھتا تھا جس نے اُس کی حقیقی شناخت کا تعین کرنا تھا۔ وہ یا تو بہ طور یعقوب (چھیننے والے) اپنے سفر کو جاری رکھے گا یا وہ اسرائیل بنے گا اور اِس بات کی گواہی دے گا کہ خُدا اُس کے بدن، جان اور رُوح کا حکمران ہے۔

بائبل مقدس میں بہت سی جگہوں پر مندرج ہے کہ لوگ ''خُداوند کے سامنے'' آئے۔ عام طور پر عبرانی

متن میں یہ ''خُدا کے چہرے'' پڑھا جاتا ہے۔ عہدِ عتیق میں متعدد بار عبرانی لفظ paniym کا ترجمہ ''سامنے'' کیا گیا ہے۔ مترجمین نے اِسے محض ایک عبرانی محاورہ سمجھا، ہمیں اِس بات میں اُن سے کوئی اختلاف نہیں۔ خُدا کے سامنے ہونے کا مطلب اُس کا ''سامنا'' کرنا ہے۔ پھر بھی ترجمے نے کسی کے چہرے میں خُدا کے جلال کے ظہور کی ایک بہت اہم سچائی کو اوجھل کر دیا۔

موسیٰ کا چہرہ

جیسا کہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے موسیٰ کوہِ سینا پر آٹھ بار گیا۔ جب وہ اپنے آٹھویں دورے کے بعد پہاڑ سے واپس آیا تو خُدا کی حضوری کی وجہ سے اُس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ یہ عیدِ خیام کا ابتدائی نمونہ تھا اور پولس رسول نے کرنتھس کی کلیسیا کے نام لکھے گئے اپنے دُوسرے خط میں اِس پر تبصرہ کیا۔ موسیٰ کے آٹھ دورے درج ذیل ہیں:

پہلا دورہ: ''موسیٰ اُس پر چڑھ کر خُدا کے پاس گیا''۔ (خروج ۱۹:۳)

''تب موسیٰ نے آ کر اور اُن لوگوں کے بزرگوں کو بلا کر اُن کے رُوبرو وہ سب باتیں جو خُداوند نے اُسے فرمائی تھیں بیان کیں۔'' (خروج ۱۹:۷)

دُوسرا دورہ: ''موسیٰ نے لوگوں کا جواب خُداوند کو جا کر سنایا'' (خروج ۱۹:۸)

''تب موسیٰ پہاڑ پر سے اُتر کر لوگوں کے پاس گیا۔'' (خروج ۱۹:۱۴)

تیسرا دورہ: ''خُداوند نے پہاڑ کی چوٹی پر موسیٰ کو بلایا۔ سو موسیٰ اُوپر چڑھ گیا''۔ (خروج ۱۹:۲۰)

''چناں چہ موسیٰ نیچے اُتر کر لوگوں کے پاس گیا اور یہ باتیں اُن کو بتائیں۔'' (خروج ۱۹:۲۵)

اِس موقع پر خُدا نے اسرائیل کو احکامِ عشرہ دیئے۔ خروج ۲۰:۱۸-۲۱ میں لوگ کانپ اُٹھے اور اُنھوں نے باقی شریعت سننے کے لیے خُدا کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ چناں چہ موسیٰ باقی شریعت حاصل کرنے کے لیے پہاڑ پر گیا۔

چوتھا دورہ: ''اور وہ لوگ دُور ہی کھڑے رہے اور موسیٰ اُس گہری تاریکی کے نزدیک گیا جہاں خُدا تھا''۔ (خروج ۲۰:۲۱)

''اور موسیٰ نے لوگوں کے پاس جا کر خُداوند کی سب باتیں اور احکام اُن کو بتا دیئے۔''

(خروج ۲۴:۳)

پانچواں دورہ: ''تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگ اُوپر گئے'' (خروج ۹:۲۴)۔ اِس دورے میں اسرائیل کے ستر بزرگ بھی شامل تھے لیکن ہمیں اُن کے پہاڑ سے نیچے آنے کے بارے میں کوئی بیان نہیں ملتا۔

چھٹا دورہ: ''تب موسیٰ پہاڑ کے اُوپر گیا اور پہاڑ پر گھٹا چھا گئی'' (خروج ۱۵:۲۴)۔ یہاں موسیٰ نے خیمۂ اجتماع اور اُس کے ساز وسامان کے بارے میں ہدایات دیں۔ اِس دورے میں اُس نے خُدا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی پتھر کی دولوحیں بھی حاصل کیں جن کے اُوپر دس احکامات لکھے ہوئے تھے (خروج ۱۸:۳۱)۔ جب موسیٰ واپس آیا تو اُس نے اُن لوحوں کو توڑ دیا۔

''اور موسیٰ شہادت کی دونوں لوحیں ہاتھ میں لیے ہوئے اُلٹا پھرا اور پہاڑ سے نیچے اُترا اور وہ لوحیں اِدھر سے اور اُدھر سے دونوں طرف سے لکھی ہوئی تھیں'' (خروج ۱۵:۳۲)۔

ساتواں دورہ: ''اور موسیٰ خُداوند کے پاس لوٹ کر گیا'' (خروج ۳۱:۳۲)۔

''اب تو روانہ ہو اور لوگوں کو اُس جگہ لے جا جو میں نے تجھے بتائی ہے'' (خروج ۳۴:۳۲)

آٹھواں دورہ: ''اور موسیٰ نے پہلی لوحوں کی مانند پتھر کی دولوحیں تراشیں اور صبح سویرے اُٹھ کر پتھر کی دونوں لوحیں ہاتھ میں لیے ہوئے خُداوند کے حکم کے مطابق کوہِ سینا پر چڑھ گیا'' (خروج ۴:۳۴)۔

''اور جب موسیٰ شہادت کی دونوں لوحیں اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے کوہِ سینا سے اُترا آتا تھا تو پہاڑ سے نیچے اُترتے وقت اُسے خبر نہ تھی کہ خُداوند کے ساتھ باتیں کرنے کی وجہ سے اُس کا چہرہ چمک رہا ہے'' (خروج ۲۹:۳۴)

غالباً جس دن موسیٰ کا چہرہ خُدا کی حضوری کی وجہ سے چمک رہا تھا اُس دن کو بعد میں عیدِ خیام کے آٹھویں دن کے طور پر منایا گیا۔ بائبل میں اِس کی تاریخ کے بارے میں نہیں بتایا گیا، لیکن ہم جانتے ہیں یہ سال کے اُسی وقت کے آس پاس تھا۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ موسیٰ کو پہاڑ کے اُوپر اپنے آٹھویں دورے پر عیدِ خیام کے آٹھویں دن ابتدائی عیدِ خیام کا تجربہ ہوا۔

جب موسیٰ اپنے چھٹے دورے سے شریعت کی لوحیں لے کر واپس آیا تو اُس نے لوگوں کو بچھڑے کی پرستش کرتے پایا۔موسیٰ نے تختیوں کو گرا کر توڑ دیا۔ جب وہ اپنے آٹھویں دورے میں پہاڑ پر گیا تو واپسی پر وہ اپنے ساتھ پتھر کی دو لوحیں لے کر آیا جن کے اُوپر خُدا نے وہی احکامات لکھے ہوئے تھے۔ جب موسیٰ چمکتے ہوئے چہرے سے واپس لوٹا تو وہ اُن لوحوں کو اُٹھائے ہوئے تھا۔

یہ دو عہود کا نبوتی نمونہ ہے۔عہد ایک معاہدہ، اقرار یا سمجھوتا ہوتا ہے۔ پہلا عہد جسے ہم پرانا عہد کہتے ہیں،لوگوں نے اُسے توڑ دیا کیوں کہ خُدا کے برکات کے وعدے (نجات) لوگوں کے اُس کی شریعت پر عمل کر نے سے مشروط تھے، اِس لیے اُن کی نافرمانی نے اُن کو اُس عہد کے تحت حاصل ہونے والی برکات سے محروم کر دیا۔ نافرمانی نے ایک نئے عہد کی ضرورت کو جنم دیا جس کے وسیلہ خُدا ابنی نوع انسان کو برکت دے گا اور اُن کو بچائے گا۔ موسیٰ اُس نئے عہد کو حاصل کرنے کے لیے دُوسری بار پہاڑ پر گیا، جس کی توثیق یسوع نے اپنے خون کے وسیلہ کئی سال بعد کی۔ اُس عہد کے وسیلہ سے ہی موسیٰ کے زمانے میں بھی لوگوں کو رہائی ملی۔ کوئی شخص بھی پرانے عہد کے وسیلہ بچایا نہ گیا، کیوں کہ سب نے گناہ کیا (رومیوں ۳:۲۳)، یعنی سب نے شریعت کو توڑا۔

نئے عہد کے تحت جو موسیٰ کو ملا تھا، شریعت کی تختیاں توڑی نہ گئیں بلکہ صدیوں بعد ہم سلیمان کے زمانے میں اُنھیں عہد کے صندوق کے اندر دیکھتے ہیں (۱۔سلاطین ۸:۹)۔ دونوں عہود میں شریعت ایک جیسی تھی (خروج ۳۴:۱) تھی، اگر چہ عہد مختلف تھے۔ پرانا عہد اِس وعدہ پر مبنی تھا کہ انسان ہر ایک بات میں خُدا کا فرمانبردار رہے، یعنی ایسا وعدہ جسے پورا کرنا ناممکن ہے۔ نئے عہد کی بنیاد خُدا کے وعدہ پر ہے جو انسان میں کام کرتا ہے اور جو یقیناً اُسے پوری طرح فرمانبردار اور کامل بنائے گا (عبرانیوں ۸:۸-۱۳)۔ تاہم اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خُدا نے اپنی شریعت کو موقوف کر دیا ہے۔ خُدا نے دُوسری لوحوں پر بھی اُسی شریعت کو لکھا۔ عبرانیوں کی کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ نئے عہد میں خُدا نے شریعت کی کچھ ظاہری صورتوں، اشکال اور طریقوں کو تبدیل کیا جن میں شریعت کا اطلاق کیا جاتا اور اُس پر عمل کیا جاتا، لیکن شریعت نے اپنی اخلاقی قابلیت اور گناہ کی بائبلی تعریف کو تبدیل نہ کیا۔

سنہری بچھڑے کے واقعہ کے بعد، خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ شخصی طور پر اسرائیل کی وعدہ کی سرزمین میں رہنمائی نہیں کرے گا بلکہ اُن کی رہنمائی کے لیے ایک فرشتہ کو مقرر کرے گا (خروج ۳۲:۳۴؛

۳۳:۳)۔آج کل زیادہ تر لوگ اِس بات کو سن کر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ اُن کی رہنمائی کر رہا ہے، لیکن موسیٰ اِس بات پر افسردہ ہوا۔جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ اِس کا مطلب یہ تھا کہ جب اسرائیلی کنعان میں داخل ہوئے تو یہ عیدِ خیام کی تکمیل نہیں تھی جو خُدا کا چہرہ دیکھنے کے لیے ایک مقررہ دن تھا۔نتیجاً اسرائیلی چالیس سال بعد عیدِ خیام پر کنعان میں داخل ہونے کی بجائے عیدِ فسح کے موقع پر اُس میں داخل ہوئے (یشوع ۴:۱۹؛ ۵:۱۰)۔اگر چہ خُدا نے اُن کے فسح کے مسح کے تحت اُن کے لیے عظیم کام کیے لیکن کسی نے بھی خُدا کا جلال ظاہر نہ کیا۔

اِس لیے جب موسیٰ ساتویں مرتبہ خُدا کے پاس آیا تو اُس نے خُدا سے ایک بہت اہم بات کی۔اِس عید کو سمجھنا عیدِ خیام کی شان دار تکمیل کے وسط میں ہے۔اس کا ذکر خروج ۳۳:۱۲-۱۶ میں پایا جاتا ہے:

''اور موسیٰ نے خداوند سے کہ دیکھ تو مجھ سے کہتا ہے کہ اِن لوگوں کو لے چل پر مجھے یہ نہیں بتایا کہ تو کس کو میرے پاس بھیجے گا حالانکہ تو نے یہ بھی کہا ہے کہ میں تجھ کو بنام جانتا ہوں اور تجھ پر میرے کرم کی نظر ہے۔پس اگر مجھ پر تیرے کرم کی نظر ہے تو مجھ کو اپنی راہ بتا جس سے میں تجھے پہچان لوں تا کہ مجھ پر تیرے کرم کی نظر رہے اور یہ خیال رکھ کہ یہ قوم تیری ہی امت ہے۔''

اِس اگلے بیان کو ایک سوال کے طور پر پڑھا جانا چاہیے، کیوں کہ بنی اسرائیل کے سونے کے بچھڑے کی پرستش کرنے کی وجہ سے خُدا موسیٰ سے ایک سوال پوچھ رہا ہے:

''تب اُس نے کہا میں ساتھ (paniym, "face") چلوں گا اور تجھے آرام دُوں گا۔''

خُدا کے سوال پر موسیٰ کا جواب یہ تھا:

''موسیٰ نے کہا اگر تو ساتھ (paniym) نہ چلے تو ہم کو یہاں سے آگے نہ لے جا۔ کیوں کہ یہ کیوں کر معلوم ہوگا کہ مجھ پر اور تیرے لوگوں پر تیرے کرم کی نظر ہے؟ کیا اِسی طریق سے نہیں کہ تو ہمارے ساتھ ساتھ چلے تا کہ میں اور تیرے لوگ رُوِ (paniym) زمین کی سب قوموں سے نرالے ٹھہریں؟''

موسیٰ اِس بات سے حد درجہ فکر مند تھا کہ خُدا کی حضوری یا اُس کا چہرہ کنعان میں بنی اسرائیل کی رہنمائی

نہیں کرے گا۔ مندرجہ بالا آیات میں چودھویں آیت کو ایک بیان کی بجائے سوال کے طور پر پڑھنا چاہیے۔ موسیٰ اس بات کو جاننا چاہتا تھا کہ کون سا فرشتہ ملکِ کنعان میں بنی اسرائیل کی رہنمائی کرے گا، تیرہویں آیت میں وہ اِس اُمید پر قوم کی شفاعت بھی کرتا ہے کہ شاید خُدا رحم کرے۔ وہ جانتا تھا کہ لوگوں کے اندر اور اُن کے اُوپر خُدا کی شخصی حضوری (چہرہ) ہے اور اِسی وجہ سے بنی اسرائیل کو رُوئے زمین کے تمام لوگوں سے منفرد کیا جائے گا۔

یہ اِس حقیقت کا ایک مبہم ذکر ہے کہ اب ہمارے چہرے خُدا کی آسمانی تصویر کی بجائے زمین کی عکاسی کرتے ہیں۔ پولس ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۴۵-۴۹ میں کہتا ہے:

''چناں چہ لکھا بھی ہے کہ پہلا آدمی یعنی آدم زندہ نفس بنا۔ پچھلا آدم زندگی بخشنے والی رُوح بنا۔ لیکن رُوحانی پہلے نہ تھا بلکہ نفسانی تھا۔ اِس کے بعد رُوحانی ہوا۔ پہلا آدمی زمین سے یعنی خاکی تھا۔ دُوسرا آدمی آسمانی ہے۔ جیسا وہ خاکی تھا ویسے ہی اور خاکی بھی ہیں اور جیسا وہ آسمانی ہے ویسے ہی اور آسمانی بھی ہیں۔ اور جس طرح ہم اِس خاکی کی صورت پر ہوئے اُسی طرح اُس آسمانی کی صورت پر بھی ہوں گے۔''

جیسا ابھی ہم پہلے آدم کی صورت پر ہیں اُسی طرح ہم پچھلے آدم یعنی یسوع مسیح کی صورت پر بھی ہوں گے۔ جب موسیٰ پہاڑ پر گیا تو وہ پہلے آدم کی صورت پر تھا۔ جب وہ اپنے آٹھویں دورے سے واپس آیا اور شریعت اُس کے دل پر لکھی ہوئی تھی تو وہ خُدا کی آسمانی صورت پر تھا۔

اُس کے حضور کا فرشتہ

جیسا ہم نے کہا موسیٰ اِس بات سے فکر مند تھا کہ ایک فرشتہ اُنھیں ملکِ کنعان میں لے کر جائے گا۔ دراصل ایک فرشتہ شروع سے ہی اُن کی رہنمائی کر رہا تھا۔ پس خُدا ایک دُوسرے فرشتہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا جو اُن کی راہنمائی کرے گا۔ جب اسرائیلی پہلی بار ملکِ مصر سے نکلے تو اُن کی رہنمائی خُدا کے حضور کے فرشتہ نے کی۔ اُس فرشتہ کا ذکر سب سے پہلے خروج ۱۴: ۱۹ میں ہوا ہے، جب وہ بحیرہِ قلزم پر فرعون کی فوجوں اور اسرائیل کے درمیان کھڑا ہوا تھا:

''اور خُدا کا فرشتہ جو اسرائیلی لشکر کے آگے آگے چلا کرتا تھا جا کر اُن کے پیچھے ہو گیا اور

بادل کا وہ ستون اُن کے سامنے سے ہٹ کر اُن کے پیچھے جا ٹھہرا۔ یوں وہ مصریوں کے لشکر اور اسرائیلی لشکر کے بیچ میں ہو گیا۔ سو وہاں بادل بھی تھا اور اندھیرا بھی تو بھی رات کو اُس سے روشنی رہی۔ پس وہ رات بھر ایک دُوسرے کے پاس نہیں آئے۔''

اِس سے پہلے خروج ۲۱:۱۳ میں اِس فرشتہ کو ''خُداوند'' یا لغوی طور پر ''یہوواہ'' کہا گیا ہے۔ ہم گنتی ۱۶:۲۰ میں موسیٰ کے الفاظ بھی پڑھتے ہیں:

''اور جب ہم نے خُداوند سے فریاد کی تو اُس نے ہماری سنی اور ایک فرشتہ کو بھیج کر ہم کو مصر سے نکال لے آیا ہے اور اب ہم قادِس شہر میں ہیں جو تیری سرحد کے آخر میں واقع ہے۔''

اگر چہ کچھ مہینوں بعد اسرائیل کے سونے کے بچھڑے کی پرستش کرنے کے بعد خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ شخصی طور پر لوگوں کی ملکِ کنعان میں رہنمائی نہیں کرے گا، لیکن وہ ایک فرشتے کو بھیجے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اُن میں سے اپنی حضوری کے فرشتہ کو ہٹا لے گا اور اُس کی جگہ ایک متبادل فرشتہِ صغیر بھیجے گا۔ یسعیاہ ۶۳: ۹، ۱۰ میں اُس فرشتے کی نشاندہی بہ طور ''اُس کے حضور کے فرشتے'' کی گئی ہے جو اسرائیل کو ملکِ مصر سے نکال لایا۔

''اُن کی تمام مصیبتوں میں وہ مصیبت زدہ ہوا اور اُس کے حضور (''چہرہ'' paniym) کے فرشتہ نے اُن کو بچایا۔ اُس نے اپنی اُلفت اور رحمت سے اُن کا فدیہ (مصر سے) دیا۔ اُس نے اُن کو اُٹھایا اور قدیم سے ہمیشہ اُن کو لیے پھرا۔ لیکن وہ باغی ہوئے اور اُنھوں نے اُس کی رُوحِ قدس کو غمگین (سونے کے بچھڑے کی پرستش کرنے سے) کیا۔ اِس لیے وہ اُن کا دشمن ہو گیا اور اُن سے لڑا۔''

یہ میرا ذاتی ایمان ہے کہ جس فرشتے نے اسرائیل کو مصر سے باہر نکالا یہ وہی فرشتہ تھا جس نے فنی ایل میں یعقوب سے کشتی لڑی (پیدایش ۳۲: ۳۱)۔ جب یعقوب نے فرشتے سے اُس کا نام پوچھا تو فرشتے نے بڑی سادگی سے جواب دیا ''کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟'' (پیدایش ۳۲: ۲۹)۔ اگر اِس فقرہ کو جدید اصطلاح میں پیش کیا جائے تو فرشتے نے کچھ اِس طرح سے کہا ''اے خاکی انسان! کیا تم اب تک نہیں جانتے کہ میں کون ہوں''؟ پھر فرشتے نے یعقوب کو برکت دی اور اُس کا نام تبدیل کر کے اسرائیل رکھا۔ تب یعقوب نے اُس

جگہ کا نام ''فنی ایل'' رکھا یعنی ''خُدا کا چہرہ'' کیوں کہ اُس نے خُدا کو رُوبرو دیکھا۔

یہ بات بڑی عجیب ہے کہ بائبل مقدس میں یہ واحد موقع ہے جب جغرافیائی محل وقوع کو فنی ایل (Peniel) کہا گیا ہے۔ باقی ہر جگہ بشمول اگلی آیت اِس جگہ کو فنی ایل (Penuel) کہا گیا ہے۔ اصل عبرانی لفظ بھی اِس لفظ کے مختلف ہجے ظاہر کرتا ہے اِس لیے یہ محض ترجمہ کی غلطی نہیں ہے۔ فنی ایل (Peniel) اور فنی ایل (Penuel) کے معنی ایک ہی ہیں۔ یہ دونوں لفظ panah یعنی خُدا کی ''حضوری'' یا ''چہرہ'' سے ماخوذ ہیں۔ لیکن پیدایش ۳۲: ۳۰ میں بتایا گیا ہے کہ یعقوب نے اُس جگہ کا نام فنی ایل (Peniel) رکھا۔ عبرانی کا وہ لفظ جس کا ترجمہ یہاں ''جگہ'' کیا گیا ہے وہ mawkome ہے۔ Strong's Concordance اُس کے معنی کچھ یوں بیان کرتی ہے: ''ایک مقام، ایک جگہ، جو کسی بڑے علاقے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ حالت (جسمانی اور عقلی) کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔''

میری دانست میں فنی ایل (Penuel) اور فنی ایل (Peniel) کے درمیان مفاہمت پیدا کرنے کے لیے فنی ایل (Penuel) کو اصل جگہ کے لیے اور فنی ایل (Peniel) کو جسمانی یا ذہنی حالت کو بیان کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہیے جو یعقوب کی اُس وقت ہوئی جب اُس کا سامنا فرشتہ کے ساتھ ہوا۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے کا سامنا ہمارے بدنوں میں تبدیلی لاتا ہے، جیسا کہ ہم خُدا کے چہرے کے جلال کو دیکھتے ہیں۔

بالفاظ دیگر، اُس کے حضور یا چہرے کے فرشتے کا نام فنی ایل (Peniel) رکھا گیا، جیسا کہ دُوسرے فرشتوں کے بھی نام ہیں جو اُن کے نام اور اُن کے کام کی تفصیل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جیسے فرشتے میں خُدا کے چہرہ کو دیکھنے سے یعقوب کا نام اسرائیل تبدیل کر دیا گیا، اُسی طرح ہم بھی اُس کے چہرہ کو دیکھ کر اُس کے جلال میں تبدیل ہو جائیں گے (۲۔کرنتھیوں ۳: ۱۸)۔

پھر کوئی پوچھ سکتا ہے کہ کس فرشتے نے اسرائیل کی ملکِ کنعان کی جانب رہنمائی کی، جب وہ بیابان میں اپنے چالیس سالوں کو ختم کر چکے۔ اِس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہمیں لازمی اسرائیل کے ملکِ کنعان میں داخلے کے طریقہ کار کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پہلی بار جب اُنھیں کنعان میں داخل ہونے کا موقع ملا تو خُدا اُنھیں یردن پار کیے بغیر جنوب سے ملک میں لے کر آنا چاہتا تھا۔ تاہم دُوسری بار وہ مشرق سے یریحو کے

نزدیک دریائے یردن کو پار کرتے ہوئے ملکِ کنعان میں داخل ہوئے۔

اگر بنی اسرائیل اپنے پہلے موقع پر آدم سے پچاسویں یوبلی پر ملکِ کنعان میں داخل ہوتے تو وہ عیدِ خیام کے موقع پر وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوتے اور اُس حقیقی میراث کے جلال میں داخل ہوتے جسے آدم نے اپنے گناہ کی وجہ سے کھو دیا تھا۔ یعنی وہ جلالی اور لافانی بدنوں کو حاصل کر سکتے تھے۔ وہ موت کے بغیر بدنی تبدیلی کا تجربہ کر سکتے تھے (جس کی تصویر کشی دریائے یردن کے وسیلے کی گئی ہے)۔

میراث میں آنے کے دو طریقے ہیں۔ اولاً، موت اور جی اُٹھنے کے وسیلہ سے۔ ثانیاً، اُن لوگوں کی تبدیلی کے وسیلہ سے جو زمین پر زندہ ہیں۔ اسرائیل نے فنی ایل (Peniel) کی خدمت کو کھو دیا، جو اُنھیں موت اور جی اُٹھنے کے بغیر تبدیل کر سکتی تھی۔ لیکن اسرائیل اُس وقت ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ سنہری بچھڑے کی پرستش کرنے کی وجہ سے اُنھوں نے فنی ایل (Peniel) کی رہنمائی کو کھو دیا۔ اور اُس کے بدلے میں اُنھیں ایک دُوسرا فرشتہ دیا گیا، اِس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا جو قیامت اور جی اُٹھنے کا فرشتہ ہے، جو صرف اسرائیل کو دریائے یردن کو پار کرنے کے وسیلے وعدہ کی سرزمین میں لاسکتا تھا۔ کئی سال بعد دانی ایل ہمیں بتاتا ہے کہ میکائیل اسرائیل کا شہزادہ تھا۔ دانی ایل ۱۲:۱ میں لکھا ہے:

> ''اور اُس وقت میکائیل مقرب فرشتہ جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمایت کے لیے کھڑا ہے اُٹھے گا اور وہ ایسی تکلیف کا وقت ہوگا کہ ابتدائِ اقوام سے اُس وقت تک کبھی نہ ہوا ہوگا اور اُس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جس کا نام کتاب میں لکھا ہوگا رہائی پائے گا۔ اور جو خاک میں سو رہے ہیں اُن میں سے بہتیرے جاگ اُٹھیں گے۔ بعض حیاتِ ابدی کے لیے اور بعض رسوائی اور ذلتِ ابدی کے لیے۔''

جب میکائیل کھڑا ہوتا یا اُٹھتا ہے تو بہتیرے اُس کی پیروی کریں گے اور مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے۔ میکائیل قیامت اور جی اُٹھنے کا فرشتہ ہے۔ بلاشبہ وہ ایک عظیم مقرب فرشتہ ہے اور اُسے کبھی بھی حقیر نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ اُس کا یہ کام دُنیا کے عظیم ترین کاموں میں سے ایک ہے، کیوں کہ مُردوں کا جی اُٹھنا مسیحی عقیدے کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے۔ یوں میکائیل نرسنگوں کی عید کا فرشتہ ہے جس میں مُردوں کے جی اُٹھنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ یہ بات زبانِ زدِ عام ہے کہ جبرائیل مُردوں کے جی اُٹھنے پر اپنا نرسنگا پھونکے گا، لیکن میرا ایمان ہے کہ یہ حقیقت میں میکائیل کا نرسنگا ہوگا جو مُردوں کو زندہ کرے گا۔

یہ جبرائیل کی بنیادی بلاہٹ ہے کہ وہ یسوع مسیح اور غالب آنے والے گروہ کی پیدائش کا اعلان کرے۔ جبرائیل کا مطلب ''خُدا کا زبردست آدمی'' ہے۔ اِس کا ماخوذ geber ہے ، جس کے معنی ''زبردست آدمی'' کے ہیں۔ایوب۳:۳میں گبر(geber) کاترجمہ(کنگ جیمز ورژن میں) ''بیٹا'' کیا گیا ہے۔دانی ۹:۲۱۔۲۷میں جبرائیل بنی کومسیح کےآنے کےوقت کے بارے میں بتاتا ہے۔لوقا۱:۱۹میں وہ یوحنا اصطباغی کی پیدائش کے بارے میں اعلان کرتا ہےاورلوقا۱:۲۶ میں وہ مریم کونظرآتا ہےاورمسیح کی پیدائش کے بارے میں بتاتا ہے۔ایسامحسوس ہوتا ہے کہ جبرائیل کا نام خود''خُداکےزبردست آدمیوں'' کی پیشین گوئی ہے جو زمین پر برپا ہوں گے۔دُوسرےلفظوں میں جبرائیل وہ فرشتہ ہے جو ''خُداکےزبردست آدمیوں'' کی پیدائش کے بارے میں اعلان کرتا ہے۔

میکائیل لافانی زندگی میں قیامت کا فرشتہ ہے ۔لیکن سب لوگوں کو مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی ضرورت نہیں ہوگی کیوں کہ''دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ہم سب تونہیں سوئیں گےمگرسب بدل جائیں گے''(ا۔کرنتھیوں۱۵:۵۱)۔یہ اُن لوگوں کی تبدیلی ہے جوزندہ ہیں اوراُس کی آمدتک باقی رہیں گے، اُن کی تبدیلی فنی ایل فرشتہ کی ذمہ داری ہے، جوعیدِخیام کا فرشتہ ہے۔فنی ایل اُس نورکولاتا ہےجس سے موسیٰ کا چہرہ چمکتا تھا۔

خُداکے چہرے کےمتعلق پولس کی توضیح

۲۔کرنتھیوں۳:۱۳۔۱۸میں پولس رسول موسیٰ اوریعقوب کی خُداکےساتھ ملاقات کےمتعلق تبصرہ کرتا ہے:

> ''اورموسیٰ کی طرح نہیں ہیں جس نے اپنے چہرے(prosopon) پرنقاب ڈالا تاکہ بنی اسرائیل اُس مٹنے والی چیز کے انجام کو نہ دیکھ سکیں۔لیکن اُن کے خیالات کثیف ہوگئے کیوں کہ آج تک پرانے عہدنامہ کو پڑھتے وقت اُن کے دِلوں پر وہی پردہ پڑارہتا ہےاوروہ مسیح میں اُٹھ جاتا ہے۔مگرآج تک جب کبھی موسیٰ کی کتاب پڑھی جاتی ہےتو اُن کے دِل پر پردہ پڑارہتا ہے۔لیکن جب کبھی اُن کا دل خُداوند کی طرف پھرے گا تو وہ پردہ اُٹھ جائے گا۔اورخُداوندرُوح ہےاور جہاں کہیں خُداوند کا رُوح

ہے وہاں آزادی ہے۔مگر جب ہم سب کے بےنقاب چہروں سے خُداوند کا جلال اِس
طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں تو اُس خُداوند کے وسیلہ سے جو رُوح ہے ہم
اُسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں۔"

اِس حوالے کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ہمیں یونانی لفظ Prosopon کے معنی کو واضح کرنا پڑے گا جس کا ترجمہ تیرہویں آیت میں اور پولس کے باقی بیان میں "چہرے" کیا گیا ہے۔ پولس کے زمانے میں لوگ کسی شخص کی موجودگی کے متعلق بیان کرنے کے لیے اُس شخص کے چہرے کی اصطلاح استعمال کرتے تھے۔ یہ عبرانی اور یونانی دونوں زبانوں میں صادق آتا ہے۔ مثال کے طور پر زکریاہ لوقا ۱:۷۶ میں اپنے وعدہ کے فرزند یوحنا اصطباغی کو کہتا ہے:

"اور اے لڑکے تو خُدا تعالےٰ کا نبی کہلائے گا کیونکہ تو خُداوند کی راہیں تیار کرنے کو اُس
کے آگے آگے (یونانی:prosophon، "کا چہرہ") چلے گا۔"

نیو امریکن اسٹینڈرڈ بائبل نے اِس آیت میں لفظ prosophon کا ترجمہ کرنے کی زحمت نہیں کی، کیوں کہ انگریزی میں ہم اِس اصطلاح کو اِس انداز سے استعمال نہیں کرتے۔ تاہم کنگ جیمس ورژن نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ "خُداوند کا چہرہ" کیا ہے۔ یہ قدرے لفظی ترجمہ ہے، جب کہ نیو امریکن اسٹینڈرڈ بائبل میں اِسے ہمارے جدید رجحانات کے مطابق قابلِ مطالعہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہفتادی ترجمہ (عبرانی صحائف کا یونانی ترجمہ جو مسیح سے دو صدیاں پہلے مرتب کیا گیا) نے اِس میں مماثلت کو قائم کیا کہ کس عبرانی تصور کو بیان کرنے کے لیے کون سا یونانی لفظ استعمال کیا گیا۔ خروج چونتیسویں باب میں بیان کی گئی موسیٰ کی کہانی میں ہفتادی ترجمہ نے عبرانی لفظ paniym (چہرے یا حضوری) کا ترجمہ کرنے کے لیے یونانی کی اصطلاح prosopon کو استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم خروج ۳۴:۲۹ اور ۳۰ میں پڑھتے ہیں:

"اور جب موسیٰ شہادت کی دونوں لوحیں اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے کوہ سینا سے اُترا آتا
تھا تو پہاڑ سے نیچے اُترتے وقت اُسے خبر نہ تھی کہ خُداوند کے ساتھ باتیں کرنے کی وجہ
سے اُس کا چہرہ (عبرانی:paniym) چمک رہا ہے۔ اور جب ہارون اور بنی اسرائیل
نے موسیٰ پر نظر کی اور اُس کے چہرہ (عبرانی:paniym) کو چمکتے دیکھا تو اُس کے

نزدیک آنے سے ڈرے۔"

ہفتادی ترجمے کے یونانی متن میں وہی آیات عبرانی لفظ paniym کے لیے لفظ prosopon استعمال کرتی ہیں۔ اِسی لیے جب پولس ۲۔کرنتھیوں تیسرے باب میں موسیٰ کے چہرے پر بحث کرتا تو وہ لفظ prosopon استعمال کرتا ہے، جس کا انگریزی میں ترجمہ "چہرہ" کیا گیا ہے۔

اِسی طرح ۱۔پطرس ۳:۱۲ میں رسول زبور ۳۴:۱۶ کے ہفتادی ترجمے سے اقتباس دیتا ہے۔ زبور ۳۴:۱۶ میں استعمال ہونے والا عبرانی لفظ paniym ہے۔ اور پطرس ہفتادی ترجمہ کی پیروی کرتے ہوئے یونانی لفظ prosopon کا ترجمہ "چہرہ" کرتا ہے۔ ہم پہلے ہی اِس بارے میں بتا چکے ہیں کہ paniym عبرانی لفظ panah کی جمع ہے اور یہ peniel اور penuel کے ناموں کا ماخوذ ہے۔ یہ خُدا کی حضوری یا چہرے کے تصور سے تعلق رکھتا ہے، جس کا تجربہ یعقوب کے ساتھ ساتھ موسیٰ نے بھی کیا جب وہ چمک دار چہرے کے ساتھ پہاڑ سے اُتر رہا تھا۔

بہ حیثیت راست باز ہمیں خُدا کے جلال اور موسیٰ کی طرح اُس کی حضوری اور اُس کے چہرے کا تجربہ کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ ہم خُدا کا گھر، اُس کا مقدس اور اُس کا چہرہ ہیں اور اُس کی حضوری ہماری اندر بسی ہوئی ہے۔ لیکن دُنیا میں خُدا کی حضوری کا مظہر تین پردوں کے وسیلہ محدود ہے، جنہیں ایک ایک کر کے ہٹانا ضروری ہے تا کہ ناراستوں کو ہمارے اندر مسیح کا چہرہ نظر آئے۔

پہلا پردہ فسح کے تجربہ کے وسیلہ ایمان سے راست باز ٹھہرنے سے ہٹا دیا گیا۔ دوسرا پردہ پینتکست کے تجربہ کے وسیلہ اور "رُوح القدس کے بپتسمہ" کے ذریعے ہٹا دیا گیا، جب خُدا کی حضوری باہر کی دُنیا کے لیے اور زیادہ واضح ہو جائے گی۔ لیکن صرف تب جب تیسرا پردہ عیدِ خیام کے تجربہ سے ہٹایا جائے گا تو زمین کے لوگ حقیقت میں خُدا کی حضوری اور اُس کی محبت کے اظہار کو دیکھیں گے۔ یہ عیدِ خیام کی تکمیل ہے اور یہ مسیحیوں کے مصر سے وعدہ کی سرزمین کے سفر کا منتہائے مقصود ہے۔ جب یہ وقت آئے گا تو دُنیا کے لوگوں کے درمیان ایک عظیم بیداری اور توبہ ہو گی جو اِس سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی گئی۔ اِس کے بعد ہم دُنیا کو کلام کی تلوار اور اُس کی محبت کی قدرت سے فتح کریں گے، جیسے یشوع نے طبعی تلوار کی طاقت سے کنعان کو فتح کیا۔

ہیکل میں تین پردے

جب پولس موسیٰ کے چہرے کی بات کرتا ہے تو وہ موسیٰ کے بدن میں الٰہی حضوری کے ظاہر ہونے کا

حوالہ دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر، وہ عیدِ خیام کے تجربہ کی بات کر رہا تھا۔ اِس کہانی کے سلسلہ میں پولس اِس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب موسیٰ لوگوں سے بات کرتا تو اُس وقت وہ اپنے چہرے پر پردہ ڈال لیتا، لیکن جب وہ خُدا سے بات کرتا وہ اُس پردے کو ہٹا لیتا۔ پردہ کو چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ موسیٰ کے خیمہ اجتماع میں تین پردے تھے جو لوگوں سے خُدا کے چہرے (حضوری) کے جلال کو چھپانے کے لیے استعمال کیے گئے۔

فسح کا پردہ موسیٰ کے خیمہِ اجتماع کے بیرونی صحن کو دُنیا سے الگ کرتا۔

پینتکست کا پردہ پاک مقام کو پاک ترین مقام سے الگ کرتا۔

خیموں کا پردہ پاک ترین مقام کو پاک مقام سے الگ کرتا جہاں خُدا سرپوش پر بیٹھا تھا۔

موسیٰ کے خیمہِ اجتماع کے ہر ایک حصہ میں داخل ہونے کے لیے ایک پردہ سے گزرنا پڑتا تھا۔ بالفاظ دیگر، باہر کھڑا ہوا کوئی شخص پاک ترین مقام میں خُدا کے جلال کو نہیں دیکھ سکتا کیوں کہ خُدا اور اُس کے درمیان تین پردے ہیں۔ پولس ہمیں ۲۔ کرنتھیوں ۱۶:۳ میں بتاتا ہے "لیکن جب کبھی اُن کا دِل خُداوند کی طرف پھرے گا تو وہ پردہ اُٹھ جائے گا۔" زیادہ تر مسیحی اِسے آسان تر بناتے اور ایسے ظاہر کرتے ہیں جیسے صرف ایک پردہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک بار جب کوئی شخص ایمان (فسح) سے راستباز بن گیا تو اُسے خُدا کی حضوری میں جانے کی مکمل رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اِس بات کو نہیں سمجھتے کہ یہ تین پردوں میں صرف پہلا پردہ ہے، اور ہمیں لازمی اُس جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جانا ہے (آیت ۱۸)۔

جیسا ہم نے پہلے ظاہر کیا خیمہِ اجتماع کے اِن تین حصوں کی تصویر کشی تین اہم تاریخی واقعات سے بھی کی جاتی ہے جن کا تجربہ اسرائیل نے ملکِ مصر سے وعدہ کی سرزمین کے سفر کے دوران کیا:

بیرونی احاطہ کا تجربہ ایمان سے راستباز ٹھہرائے جانے کو ظاہر کرتا ہے جو فسح کے موقع پر مکمل ہوا جیسے ہی بنی اسرائیل نے مصر کو چھوڑا۔ وہ ملکِ مصر کو چھوڑنا چاہتے تھے تاکہ خُدا کو قربانیاں پیش کر سکیں اور بحیرہ قلزم کو عبور کر سکیں۔ یہ دونوں چیزیں پیتل کی قربان گاہ اور دھونے کے برتن کی تصویر کشی کرتی ہیں جو خیمہ اجتماع کے بیرونی احاطہ میں تھیں۔

پاک مقام کا تجربہ تقدیس کو ظاہر کرتا ہے جو خُدا کی آواز کی فرماں برداری کے وسیلہ پینتکست کے موقع

پر پورا ہوا جب اسرائیلی کوہِ سینا میں تھے۔ تاہم اُس کی آواز کو سننے سے انکار کرنے کی وجہ سے وہ اُس پردے میں سے نہ گزر سکے جس سے اُن کا خُدا کے ساتھ گہرا اور قریبی تعلق اُستوار ہونا تھا۔ عہدِ جدید میں کلیسیا نے اعمال ۲ باب میں اِس پردے کو ہٹا دیا۔ اِس کے باوجود بہت سے مسیحی ایسے ہیں جو ایمان سے راست باز ہونے پر اکتفا کیے ہوئے ہیں اور پینتکست کے متعلق بہت کم یا بالکل نہیں جانتے۔

پاک ترین مقام کا تجربہ جلالی بدن کو ظاہر کرتا ہے اور اِس کو حاصل کرنے کے لیے اعمال کی کتاب میں کلیسیا بھی تیار نہیں تھی۔ یہ ابھی تک تاریخ میں ایک مقررہ وقت پر ہونا باقی ہے جب ایمان دار آدم میں کھوئی ہوئی میراث کو حاصل کرنے کے لیے وعدے کی سرزمین میں داخل ہوں گے۔ وہ لوگ جو اِس رُویا سے واقفیت رکھتے ہیں ''بدن کی مخلصی'' (رومیوں ۸:۲۳) کی اُمید سے لبریز ہیں جس کے وسیلہ سے وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ باقی ایمان دار اِس اُمید پر قائم دکھائی دیتے ہیں کہ اُن کا جسمانی بدن بکھر جائے گا اور وہ ایک رُوحانی ہستی کے طور پر آسمان میں داخل ہوں گے۔

آج کلیسیا میں بہت سے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ ایک یا دو پردوں میں خُدا کے جلال کو دیکھنا کافی ہے اور وہ راست باز ٹھہرائے جانے یا پینتکست کے موقع پر رُوح کی بھرپوری کو حاصل کر لینا کافی سمجھتے ہیں۔ اگر ہمارا رویہ بیابان میں اسرائیل جیسا ہوا تو ہم اُن سے کیسے بہتر ہیں؟ مسیح کے چہرے پر ابھی بھی ایک پردہ باقی ہے۔ ہمیں لازمی یشوع اور کالب کی آوازوں کو سننا چاہیے، جیسا وہ ہمیں متنبہ کرتے ہیں کہ ہم پینتکست سے آگے اُس مکمل وعدے تک جائیں جس کا خُدا نے وعدہ کیا ہے۔

موسیٰ کے چہرے کا پردہ موسیٰ کی طرف سے کسی لاعلمی کی نشان دہی نہیں کرتا تھا۔ موسیٰ مسیح کی مثل تھا جس نے آدمیوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا جو اُسے رُوبرو دیکھنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یہ پردہ اسرائیل کے اندھے پن کو ظاہر کرتا ہے۔ پولس ۲۔ کرنتھیوں ۳:۱۵ میں کہتا ہے کہ ''اُن کے دِل پر پردہ پڑا رہتا ہے۔'' لوگوں نے سینا کے مقام پر اُس کی آواز کو سننے اور اُس کی حضوری میں پردوں کو ہٹانے سے انکار کر دیا۔ خُدا کے جلال اور اُس کی صداقت پر پردہ پڑا رہا، اِس لیے لوگ اپنے تمام بیابانی ایام میں اندھے ہو گئے۔ استثنا ۲۹:۴-۵ میں موسیٰ نے بنی اسرائیل کو اُن کی چالیس سالہ بیابانی آوارگی کے اختتام پر کہا:

> ''لیکن خُداوند نے تم کو <u>آج تک</u> نہ تو ایسا دِل دیا جو سمجھے اور نہ دیکھنے کی آنکھیں اور سننے کے کان دیئے۔ اور میں چالیس برس بیابان میں تم کو لیے پھرا اور نہ تمھارے تن کے

کپڑے پرانے ہوئے اور نہ تیرے پاؤں کی جوتی پرانی ہوئی۔"

یہ "بیابانی کلیسیا" تھی (اعمال ۷: ۳۸)، یہاں تک کہ یہ نمونہ دورِ خمسین (Pentecostal Age) میں بھی چالیس یوبلیوں کے عرصہ کے لیے دُہرایا گیا۔ اگر چہ بہت سے مسیحیوں نے پینتکست کے دُوسرے پردے کو ہٹا دیا ہے، لیکن کسی نے بھی مکمل طور پر عیدِ خیام کے تیسرے پردے کو ابھی تک نہیں ہٹایا۔ یہ محض اِس لیے ہے کیوں کہ ابھی تک مقررہ وقت نہیں آیا۔ یوں ہم جزوی طور پر اندھے پن کی حالت میں ہیں، کیوں کہ پولس رسول نے خود ا۔کرنتھیوں ۱۳: ۹-۱۲ میں اِس کا اعتراف کیا۔

"کیوں کہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام۔لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔۔۔اب ہم کو آئینہ میں دُھندلا سا دکھائی دیتا ہے مگر اُس وقت رُوبرو دیکھیں گے۔ اِس وقت میرا علم ناقص ہے مگر اُس وقت ایسے پورے طور پر پہچانوں گا جیسے میں پہچانا گیا ہوں۔"

شاگردوں نے اعمال ۲ باب میں بالاخانہ پر دُوسرے پردے کو ہٹا دیا۔ اُس وقت سے بہت سے لوگ ایسا کر چکے ہیں۔لیکن تیسرے پردے کے اُس پار سے ابھی مزید جلال ظاہر ہونا باقی ہے اور یہ "جلال کی اُمید" ہے جو اُن لوگوں کا انتظار کر رہی ہے جو خُدا کے سامنے کھلے چہرے کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور اُسی جلال میں تبدیل ہو جائیں گے۔ موسیٰ خُدا کے ساتھ رُوبرو ملاقات کا سب سے بڑا نمونہ ہے۔خروج ۳۳: ۱۱ میں لکھا ہے:

"اور جیسے کوئی شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے ویسے ہی خُداوند رُوبرو ہو کر موسیٰ سے باتیں کرتا تھا۔۔۔"

اِس پر غور کرنا بہت ضروری ہے کہ کوئی بھی خُدا سے دُعا کر سکتا ہے، چاہے اُس کا تعلق موسیٰ کے زمانے سے تھا یا وہ موجودہ دور میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نقاب زدہ چہروں کے ساتھ بھی لوگوں کو اجازت تھی کہ وہ خُدا سے دُعا کریں۔ یہاں ہمارا سوال کسی کے دُعا کرنے کے حق پر بات کرنا نہیں ہے۔ ہمارا مدعا یہ ہے کوئی خُدا سے کتنا قریب ہو سکتا ہے۔ ہم کتنے پردوں میں خُدا سے دُعا کرتے ہیں؟ خُدا کے ساتھ ہماری رفاقت اور شراکت کتنی گہری ہے؟ لیکن عام طور پر یہ غلط خیال پایا جاتا ہے جنھوں نے اُسے قبول کر لیا ہے اُنھیں خُدا تک مکمل رسائی حاصل ہے۔ اِس تصور کی بنیاد زیادہ تر عبرانیوں ۴: ۱۶ پر رکھی جاتی ہے:

''پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تا کہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔''

تاہم رُوح القدس سے تحریک یافتہ لکھاری اصل میں ہمیں یہ نہیں بتا رہا کہ سب لوگ آزادی کے ساتھ پاک ترین مقام میں فضل کے تخت تک آزادی سے جا سکتے ہیں۔ یہ محض ہمیں ایسا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیسے کیا جائے۔ کوئی بھی شخص دروازے سے آئے بغیر جو یسوع مسیح ہے بیرونی صحن میں پہلے پردے پر نہیں آ سکتا۔ اِسی طرح مخصوص کاہن کے علاوہ کوئی شخص پاک مقام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کسی کو پاک مقام میں رسائی حاصل کرنے کے لیے لازمی مخصوص پادری یا مبشر ہونا چاہیے۔ کوئی بھی راست باز کاہن ہو سکتا ہے۔ بہت سے کلیسیائی نظام اپنے اراکین کی خُدا تک براہِ راست رسائی میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ وہ اپنے اراکین کو بتاتے ہیں کہ اُنھیں لازمی اپنی کلیسیا کے مقرر کردہ خدام کے ذریعے ہی خُدا سے رجوع کرنا چاہیے۔ وہ اکثر عام آدمی سے خُدا کی آواز سننے کا حق چھین لیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر، وہ اُن سے کہانت کا حق چھین لیتے ہیں۔ وہ عام لوگوں کو بتاتے ہیں کہ پینتکست اُن کے لیے نہیں کہ وہ اُس کا تجربہ کریں۔ صرف کلیسیا کی طرف سے مقرر کردہ خدام کے پاس ہی حق ہے کہ وہ خُدا کی آواز کو سنیں اور پھر اراکین کو بتائیں کہ خُدا نے کیا کہا ہے۔ ایسا کرنے سے وہ دوبارہ اُسی غلطی کو دُہراتے ہیں جو اسرائیل نے بیابان میں کی۔ خروج ۲۰:۱۹ میں لکھا ہے:

''اور موسیٰ سے کہنے لگے تو ہی ہم سے باتیں کیا کر اور ہم سن لیا کریں گے لیکن خُدا ہم سے باتیں نہ کرے تا نہ ہو کہ ہم مر جائیں۔''

پینتکست کے زمانہ میں تمام راست بازوں کو کہانت کا حق حاصل ہے کہ وہ پاک مقام میں داخل ہوں اور اپنے لیے خُدا کی آواز کو سنیں۔ اب کہانت صرف چند مخصوص لوگوں تک محدود نہیں ہے، جیسا عہدِ عتیق کے دنوں میں تھا جب صرف ہارون کی نسل کو ہی پاک مقام تک رسائی حاصل تھی۔ اعمال ۲ باب میں پینتکست کے دن سے تمام راست بازوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ پردوں میں سے گزرتے ہوئے خُدا کی حضوری میں چلیں۔ جب عیدِ خیام کا زمانہ آئے گا تو اُن لوگوں کے لیے آخری پردہ بھی ہٹا دیا جائے گا جو اُن بندشوں اور رکاوٹوں کو توڑنے کے لیے جرات مند ہیں جو بہت سے کلیسیائی فرقے اُن پر عائد کرتے ہیں۔

دُوسری آیات بشمول ۲۔ کرنتھیوں ۳:۱۸ جن کا اقتباس پہلے کیا گیا، وہ ہمیں بتاتی ہیں کہ اُن لوگوں کے

لیے پردہ ہٹ چکا ہے جو نئے عہد کے ماتحت ہیں۔ ہم کلامِ مقدس سے ہرگز اختلاف نہیں کرتے بلکہ ہم اِس کی تشریح سے اختلاف کرتے ہیں۔صلیب پر مسیح کے کام نے کلیسیا کے لیے پہلا پردہ ہٹا دیا اور اُس کی ذات اور اُس کے کردار کو سمجھنے کے لیے ہماری آنکھوں کو کھول دیا۔ دو مہینوں کے بعد پینتکست کے موقع پر کلیسیا کی آنکھوں سے دُوسرا پردہ ہٹا دیا گیا اور کلیسیا خُدا کے ساتھ رفاقت کے اپنے افزودہ درجہ میں پاک مقام میں داخل ہوئی۔

اُس وقت سے کلیسیا کو بلایا گیا ہے کہ وہ اپنے دلوں کو خُدا کی حضوری کے بھرپور تجربہ کے لیے تیار کریں۔ پینتکست کا مقصد نسبتاً مدھم روشنی کی عادت ڈالنا ہے تاکہ ہماری آنکھیں عیدِ خیام کی عظیم روشنی کے لیے تیار ہو جائیں۔ اِس وقت کے دوران خُدا نے چند لوگوں کو عارضی طور پر تیسرے پردے کے پار مکمل الٰہی حضوری میں آنے کی اجازت دی۔ یہ ادنیٰ تجربات تھے جو ہمیں خُدا کی مکمل معموری کے تشنہ کرنے کے لیے بنائے گئے۔ جب کہ کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مستقل طور پر تیسرے پردے سے پاک ترین مقام کی مکمل معموری میں داخل ہو چکے ہیں، میرا ایمان ہے کہ کلامِ مقدس اِس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہارون کی نسل کی طرح آدمی صرف عارضی طور پر اِس پردے سے گزر سکتے ہیں جیسا کہ خُدا اجازت دیتا ہے۔

ایمان اور مثبت سوچ

آج بہت سے مسیحی اِس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ وہ اب کامل ہو چکے ہیں اور عیدِ خیام کے دائرہِ اثر میں رہتے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ ایسا ہی ہو، کیوں کہ میں خُداوند میں چاہتا ہوں کہ سبھی لوگ ابھی اُس بابرکت دائرہ اثر میں داخل ہوں۔ تاہم یہ خیال اُس تصور کو مسترد کرتا ہے کہ خُدا کے تمام وقت مقررہ ہیں جنھیں کوئی بھی انسان تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ خیال اُن تاریخی واقعات کو تسلیم نہیں کرتا جو فسح اور پینتکست کے دَور کو الگ کرتے ہیں۔ یہ خیال اِس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ لازمی کوئی ایک تاریخی واقعہ ہونا چاہیے جو عیدِ خیام کے دَور کی نشان دہی کرے۔

پچھلی صدیوں میں ہزاروں مسیحی ایسے گزرے ہیں جو یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ کبھی نہیں مریں گے۔ تاہم پھر بھی وہ اُن تمام دُکھوں اور کمزوریوں کا شکار ہوئے جن کا شکار سب لوگ ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے وہ پروان چڑھے اُنھوں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ اگر وہ محض مثبت سوچتے ہیں تو اُن کی سوچ اُن کے ایمان کے وسیلہ

قائم ہوگی۔ اُن میں سے زیادہ تر لوگ جسمانی راستوں کی طرف چلے گئے، یقیناً اُن میں سے کچھ لوگ ابھی تک جوان ہیں اور وہ مرے نہیں۔ میرے خیال میں ایسے لوگ ایمان اور مثبت سوچ میں واضح فرق نہیں کرتے اور وہ شاید تکبر کے گناہ میں گر جاتے ہیں۔

آج کل ایک مسیحی تحریک پروان چڑھ رہی ہے جس کا نام ''Word of Faith'' ہے، اُن کی بنیاد اِس نظریہ پر ہے کہ جو کچھ آپ مانیں گے وہ ہو جائے گا۔ اگر چہ یقیناً اِس نظریہ کی بنیاد ایک حقیقی سچ پر ہے، لیکن اِسے بڑی حد تک بگاڑا اور مسخ کیا جاتا ہے۔ ''پس ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے اور سننا مسیح کے کلام سے (رومیوں ۱۰:۱۷)۔ مثبت سوچ سننے سے آتی ہے اور وہ انسانی باتیں سننے کے وسیلہ آتی ہے۔ اگر ایک مسیحی عیش وعشرت کی زندگی چاہتا ہے اور وہ فیصلہ کرتا ہے کہ خُدا اُسے امیر بنانا چاہتا ہے، اور پھر وہ اعتراف کرنا شروع کرتا ہے اور اپنی رُوح میں اُس کا دعویٰ کرتا ہے تو شاید وہ مثبت سوچنے کے وسیلہ کچھ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ اُسے حاصل کرتا ہے یا نہیں لیکن یہ نکتہ بے ربط ہے۔ اگر کلام انسان میں دِل کے بت کے وسیلے آتا ہے تو یہ ایمان نہیں ہے۔ ایمان کی بنیاد خُدا سے براہِ راست کلام کے وسیلہ سے ہے، کسی چیز کا مکاشفہ جو خُدا کہتا ہے کہ وہ کرنے والا ہے۔ مثبت سوچ ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے میں انسان دعویٰ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ خُدا اُس دعویٰ کی حمایت کرے۔

ایمان کا کلام ایک حقیقت ہے، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زیادہ تر جسے ایمان سمجھا جاتا ہے وہ محض مثبت سوچنا ہے جس کی بنیاد اِس سوچ پر ہے کہ خُدا کو اُن کے لیے کیا کرنا چاہیے یا وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ اِس نظریہ کے ماننے والے مادی دولت، بیماریوں سے شفا اور شاید کچھ رُوحانی تحائف کے دعوے کے ساتھ مطمئن ہیں۔ تاہم دُوسرے لوگ حیاتِ جاودانی اور کاملیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ہر روز اُس کا اقرار کرتے ہیں۔ اکثر وہ حقیقت کی بصیرت کو کھو دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنی موجودہ حالت کا اعتراف کریں گے تو وہ کسی نہ کسی اُس چیز کو کھو دیں گے جس کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں۔

یہ اُن کے لیے غلامی بن جاتا ہے۔ اور سچائی دل پسندی کی سوچ کی وجہ سے ماند پڑ جاتی ہے۔ سب سے بُری بات یہ ہے کہ اِس طرح کی برکات کی طرف جانے والا راستہ کبھی بھی سر نہیں ہوتا، کیوں کہ اِس طرح کے لوگ سوچتے ہیں کہ وہ پہلے سے ہی اپنی منزلِ مقصود پر ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خُدا چاہتا ہے کہ ہم صحت، دولت اور حیاتِ ابدی حاصل کریں۔ لیکن خُدا ہمارے کردار کی نشو ونما میں زیادہ دل چسپی رکھتا ہے، جو آزمائشوں اور

امتحانوں اور اکثر بیماریوں اور مالی مصیبتوں کے ذریعے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ جب خُدا نے عہدِ عتیق میں اپنے انبیا اور دُوسرے غالب آنے والوں کی تربیت کی تو اُس نے اِسے بہت سی صعوبتوں کے ساتھ اِسے انجام دیا۔ عبرانیوں ۱۱ باب اُن مقدسین کی ایک جزوی فہرست ہے۔ کیا عہدِ جدید میں صورتحال تبدیل ہوگئی؟ کیا یسوع مسیح صلیب پر اِس لیے مرا تاکہ مسیحی ہمیشہ صحت مند، دولت منداور لافانی رہیں اور کبھی بھی تکلیف، غربت یا موت سے نہ گزریں؟

ابتدائی کلیسیا کو سب سے پہلے یروشلیم اور پھر روم میں حد درجہ ستایا گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں مسیحی راست بازوں کو ہولناک اذیتوں سے گزرنا پڑا۔ جب مکاشفہ ۶:۹-۱۱ میں ''قربان گاہ کے نیچے اُن کی رُوحیں'' اِس بارے میں پوچھتی ہیں:

> ''۔۔۔اُن سے کہا گیا کہ اور تھوڑی مدت آرام کرو جب تک کہ تمھارے ہم خدمت اور بھائیوں کا بھی شمار پورا نہ ہو لے جو تمھاری طرح قتل ہونے والے ہیں۔''

یقیناً یسوع مسیح طبیب اعظم، خروج ۱۵:۲۶ کا یہوواہ رفاہ ہے۔ صلیب پر اُس نے ہماری کمزوریاں اُٹھا لیں (یسعیاہ ۵۳:۴؛ متی ۸:۱۷)۔ پھر بھی بہت سے مسیحی کسی نہ کسی بیماری کا شکار رہتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ انسان صدیوں سے اِس سوال سے نبرد آزما ہیں۔ یسوع بھی مر گیا تاکہ ہم حیاتِ جاوداں حاصل کرسکیں، لیکن پھر بھی مسیحی مسلسل مر رہے ہیں یہاں تک کہ اگر وہ اِس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ کبھی نہیں مریں گے۔ ایسا کیوں ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب کسی کے ذہن میں ہوتا ہے اور اگر کوئی حقیقت میں اِس لائق ہے اور سب کچھ جو مسیح نے ہمارے لیے صلیب پر کیا پھر وہ مافوق الفطرت اور الٰہی صحت سے لطف اندوز ہوں گے اور ہرگز نہیں مریں گے۔

یہ ناکافی جواب ہے۔ درحقیقت اکثر یہ مسئلہ کو مزید بگاڑ دیتا ہے، کیوں کہ یہ اُن تمام لوگوں کو غیر ضروری احساسِ جرم کا شکار کر دیتا ہے جو بیماری یا مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بچے کبھی بھی مشکلات کا سامنا نہ کریں، لیکن میں جانتا ہوں کہ بغیر مشکلات کے وہ کبھی بھی حقیقی طور پر بالغ نہیں ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دولت مند ہوں، لیکن پھر بھی میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے اُنھیں وہ سب کچھ بھی دے دیا جو وہ چاہتے ہیں تو وہ کبھی بھی اُن چیزوں کی قدر کو نہیں جان پائیں گے جو اُن کے پاس ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صحت مند رہیں، لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ کبھی بھی بیماروں کے تعلق سے ہمدردی کا جذبہ نہیں رکھیں گے

جب تک اُنھوں نے خود بیماری کا تجربہ نہ کیا۔ خُدا ابھی بلکہ ایسے ہی کرتا ہے اور وہی وائرسز کا خالق ہے۔

ہمارا مقصد یہ بتانا ہے کہ ابھی مقررہ وقت نہیں آیا کہ انسان تیسرے پردے میں داخل ہو اور پاک ترین مقام میں رہے۔ یسوع مسیح اب بھی خُدا کی دہنی طرف بیٹھا تیاری کر رہا ہے اور یہی دورِ خمسین کا مقصد ہے۔ الٰہی شریعت بھی مسیح کی دو آمدوں کی وجوہات کو ظاہر کرتی ہے۔ جب ہم دسویں باب کا مطالعہ کریں گے جہاں مسیح کے دو کاموں کا ذکر کیا گیا ہے تو وہاں ہم اِس پر مزید تفصیل سے بات کریں گے کہ اپنے کام کو ختم کرنے کے لیے اُسے کیوں دوبارہ آنا پڑا۔ میرا ماننا ہے چوں کہ مسیحیوں نے شریعت کو نہیں سمجھا، اُنھوں نے عیدِ خیام کا بوجھ عیدِ فسح پر ڈال دیا اور اُنھوں نے اِس بات کو نہ جانا کہ اِن دونوں عیدوں کے مختلف مقاصد اور مختلف افعال ہیں۔

جدعون کی فوج پر پولس کی وضاحت

جیسا آپ کو یاد ہوگا ۲۔ کرنتھیوں ۳ باب میں موسیٰ کے جلالی چہرے کا حوالہ دیا گیا اور نقاب ہٹانے کا یہ تصور اگلے باب میں بھی جاری رکھا گیا ہے۔ لیکن اب پولس ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح جدعون اور موسیٰ عیدِ خیام کی تصویرکشی کے لیے مماثل ہیں۔ یہ بتانے کے بعد کہ ہم موسیٰ کی طرح اُسے رُوبرو دیکھنے سے تبدیل ہو جاتے ہیں (۱۸:۳)، پولس کہتا ہے کہ ہمیں ''یہ خدمت'' ہے (۱:۴)۔ بالفاظ دیگر ہمارے اندر مسیح کے بے نقاب ہونے کا مقصد دُوسروں کی خدمت ہے۔ ۲۔ کرنتھیوں ۴:۳ میں کہا گیا ہے:

''اور اگر ہماری خوش خبری پر پردہ پڑا ہے تو ہلاک ہونے والوں ہی کے واسطے پڑا ہے۔
یعنی اُن بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اِس جہان کے خُدا نے اندھا کر دیا ہے
تاکہ مسیح جو خُدا کی صورت ہے اُس کے جلال کی خوش خبری کی روشنی اُن پر نہ پڑے۔''

پولس کہتا ہے کہ وہ پردہ بے ایمانوں پر ہے۔ ایسی بات کرنا پولس کے لیے عجیب معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں بے ایمانوں پر پردہ نہیں تھا بلکہ موسیٰ نے اپنے چہرے پر پردہ ڈال لیا۔ بے ایمانوں کو اپنے چہروں کے لیے پردے کی ضرورت نہیں تھی، کیوں کہ خُدا کا جلال اُن کے چہروں سے نہیں چمک رہا تھا۔ پھر بھی ابھی تک اُن پر پردہ پڑا ہے۔ کیوں؟ کس طریقے سے؟

جب موسیٰ نے پردے میں لوگوں سے خُدا کے جلال کے ساتھ بات کی تو وہ مسیح کی مثل تھا، جس نے

خُدا کے جلال کو پردے میں چھپا رکھا تھا جو اُس کے اندر تھا۔ وہ خیمہِ اجتماع کی بھی تصویر کشی کر رہا تھا جس کے اندر خُدا کا جلال تھا۔ پردوں نے خُدا کے جلال کے نور کو لوگوں سے چھپا رکھا تھا۔ پردوں نے کسی طرح بھی خُدا کو نہیں چھپایا تھا۔ اِسی لیے پولس کہتا ہے کہ بے ایمانوں کے لیے خوش خبری پر پردہ پڑا ہے اور وہ مسیح کے نور کو نہیں دیکھتے اور نہ ہی وہ اُس کی شبیہ کو ہمارے اندر دیکھتے ہیں۔

پولس بہت سی جگہوں پر سکھاتا ہے کہ مسیح ایمان داروں کے دل میں ہے جیسے خُدا کی حضوری کا جلال موسیٰ کے خیمہِ اجتماع اور ہیکلِ سلیمانی میں رہتا تھا۔ اگر ہم خُدا کا مقدس ہیں تو پھر ہمارے پاس بھی بشریت کا ایک پردہ ہے جو اُس کے جلال کو چھپاتا ہے۔

''اِس لیے کہ خُدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے اور وہی ہمارے دلوں میں چمکا تاکہ خُدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو۔ لیکن ہمارے پاس یہ خزانہ مٹی کے برتنوں میں رکھا ہے تاکہ یہ حد سے زیادہ قدرت ہماری طرف سے نہیں بلکہ خُدا کی طرف سے معلوم ہو۔'' (۲۔کرنتھیوں۴:۶-۷)

پیدائش۱:۳ میں ہم تخلیق کے عمل کو اِن الفاظ میں پڑھتے ہیں ''روشنی ہو جا۔'' عبرانی میں ''ہو جا'' کے لیے استعمال ہونے والا لفظ مذکر ہے، اِس کا ترجمہ اِس طرح بھی کیا جا سکتا ہے ''روشنی کر دو۔'' میرا ایمان ہے کہ یہ کلامِ مقدس میں یسوع مسیح کا سب سے اولین ذکر ہے جو دُنیا کا نور ہے، دُوسرا یہ اُس کا بدن ہے جسے دُنیا کو تاریکی سے نکالنے اور مسیح کا نور چمکانے کے لیے بلایا گیا ہے۔ چوں کہ چوتھے دن تک سورج، چاند اور ستاروں کو تخلیق نہیں کیا گیا تھا (پیدائش ۱:۱۴)، یہ واضح ہے کہ تیسری آیت کی ''روشنی'' چودھویں آیت کی ''روشنیوں'' سے مختلف ہے۔ نبوتی طور پر پولس رسول کہہ رہا ہے کہ ''خُدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو'' (۲۔کرنتھیوں۴:۶)۔

بہ حیثیت اُس کے بدن ہمارے اندر بھی وہ روشنی ہے۔ ۲۔کرنتھیوں۴:۷ میں پولس رسول اُسے مٹی کے برتنوں میں رکھا خزانہ کہتا ہے۔ یہ جدعون کی کہانی کا حوالہ ہے جس کے جنگی ہتھیاروں میں مٹی کا ایک گھڑا تھا جس کے اندر ایک مشعل تھی (قضاۃ ۷:۱۶)۔ مقررہ وقت پر فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ نرسنگا پھونکیں اور پھر روشنی کو دکھانے کے لیے مٹی کے برتنوں کو توڑ دیں۔ یہ ایک پیشین گوئی تھی، سب سے پہلے نرسنگوں کی عید (مُردوں کے جی اُٹھنے کی طرف اشارہ) کی، اِس کے بعد مٹی کے برتنوں کا ٹوٹنا یعنی جسمانی بدن جو جلال کو ڈھانپے

ہوئے ہے۔ یہ عیدِ خیام کی تصویر ہے، جہاں پردہ پھٹ جائے گا اور خُدا کا شان دار جلال تاریکی میں سے دُنیا پر چمکے گا۔ یہ خُدا کے بیٹوں کا ظہور ہے، جسے دیکھ کر تمام مخلوقات خوش ہوں گی (رومیوں ۸:۱۹-۲۲)۔ یہ حبقوق ۲:۱۴ میں کلام کی تکمیل کے حقیقی آغاز کو بھی ظاہر کرے گا۔

''کیوں کہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خُداوند کے جلال کے عرفان سے معمور ہو گی۔''

اِس وقت ہمارے اندر موجود خُدا کے جلال پر پردہ پڑا ہے، کیوں کہ ابھی مٹی کے برتنوں کے ٹوٹنے کا وقت نہیں آیا۔ اِس دورِ خمسین (Pentecostal Age) میں خُدا کا رُوح دُنیا سے اپنے لوگوں کے ذریعے بدن کے پردے کے پیچھے کلام کرتا ہے۔ آنے والے زمانے میں ایک عظیم روشنی چمکے گی، کیوں کہ ایک غیر معمولی طریقے سے خُدا کے لوگوں سے پردے کو ہٹایا جائے گا۔ پھر عالم گیر انجیلی بشارت کا ایک ایسا دَور شروع ہو گا جس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بائبل مقدس کہتی ہے کہ اُس وقت تمام قومیں اُس کی عبادت کرنے آئیں گی۔

دو خیموں پر پولس کی توضیح

۲۔ کرنتھیوں ۵ باب میں پولس آخر کار عیدِ خیام پر اپنی توضیح کو بامِ عروج پر لاتا ہے۔ وہ باب کا آغاز اِس فانی بدن کے ہمارے موجودہ ''خیمہ'' کا لافانی ''خیمہ'' سے تقابل کرنے سے کرتا ہے۔ وہ اُس عید کے زمانے کے رواج کی طرف اشارہ کرتا ہے، جہاں لوگ اپنے پتھر اور لکڑی سے بنے گھروں کو چھوڑتے اور درختوں کی شاخوں سے بنے خیموں میں سات دن تک رہتے۔

''کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر جو زمین پر ہے گرایا جائے گا تو ہم کو خُدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملے گی جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے۔ چناں چہ ہم اِس میں کراہتے ہیں اور بڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں۔ تا کہ ملبس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں۔ کیوں کہ ہم اِس خیمہ میں رہ کر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں۔ اِس لیے نہیں کہ یہ لباس اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ اِس پر اور پہننا چاہتے ہیں تا کہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہو جائے۔''

(۲۔کرنتھیوں ۵:۱-۴)

ہم اِس موجودہ زمینی فانی گھر میں اِس کی کمزوریوں اور حدبندیوں کی وجہ سے ''کراہتے'' ہیں۔لیکن ہمارے پاس ایک دُوسرا خیمہ بھی ہے جو زندہ اور غیر فانی ہے۔پولس یہ نہیں کہتا کہ ہم اب اُس خیمہ سے ملبس ہیں، بلکہ وہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے لیے آسمانوں پر محفوظ ہے۔پولس واضح طور پر ہمیں بتاتا ہے کہ ابھی وہ مقررہ وقت نہیں آیا کہ ہم اُس خیمہ کا دعویٰ کریں۔نہ ہی یہ پولس اور نہ ہی کسی بھی مسیحی کو یہ اُس وقت ملا جب وہ ایمان کے ذریعے راست باز ٹھہرائے گئے یا اُنھوں نے پینتکست کے موقع پر رُوح القدس کو حاصل کیا۔وہ آج ہمارا ہے، لیکن ہم ابھی تک اُس نئے بدن سے ملبس نہیں ہوئے۔یہ مستقبل کی ایک اُمید ہے اور ہم صرف خُدا کے مقررہ وقت پر عیدِ خیام کی تکمیل کے موقع پر اُس خیمہ سے ملبس ہوں گے۔

دریں اثنا، پولس کہتا ہے کہ ہمارے پینتکست کے مسح کے تحت ہمیں رُوح بیعانہ میں دیا گیا (۲۔کرنتھیوں ۵:۵)۔لفظ ''بیعانہ'' یونانی لفظ arrhabon کا ترجمہ ہے جو دراصل یونانی متن میں براہِ راست ایک عبرانی لفظ کی حروفِ نقلی ہے۔جس کا مطلب ''ابتدائی ادائیگی ہے اور مکمل رقم بعد میں ادا کی جائے گی۔'' بالفاظ دیگر، خُدا کا رُوح ہمیں پینتکست کے موقع پر مکمل میراث کے بیعانہ کے طور پر دیا گیا، جسے ہم بعد میں عیدِ خیام کی تکمیل کے موقع پر حاصل کریں گے۔

درحقیقت کچھ لوگ اِس خیال سے بیزار ہوتے ہیں کہ اُن کے پاس محض رُوح کا بیعانہ ہے۔وہ اُن آیات کا موازنہ کرتے ہیں جہاں لکھا ہوا ہے ''رُوح سے بھر گئے''، گویا اِن اقتباسات کا مطلب ہے کہ اُنھوں نے وہ سب کچھ حاصل کر لیا ہے جو خُدا کے رُوح سے ہونا تھا۔تاہم جب بائبل اِس طرح کی اصطلاحات کا استعمال کرتی ہے تو اُنھیں لازمی طور پر اِس انداز سے سمجھنا چاہیے کہ یہ اُن آیات سے متصادم نہیں جہاں رُوح کے ''بیعانہ'' کے بارے میں بات کی گئی ہے۔میرے خیال سے پینتکست کے تحت ہم رُوح سے اتنے ہی معمور ہوئے جتنے معمور ہونے کی ہم صلاحیت رکھتے ہیں۔لیکن اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ہم اِس کے کس درجہ پر ہیں یہ محض اُس کا بیعانہ یا ابتدائی ادائیگی ہے جو آنے والے وقت میں ہمیں ملے گا۔پولس اِس اصطلاح کو افسیوں ۱:۱۳اور اِس کے ساتھ ساتھ ۲۔کرنتھیوں ۱:۲۲ میں استعمال کرنے سے واضح کرتا ہے۔

میل ملاپ کی خدمت

عیدِ خیام کے متعلق پولس کی توضیح کے اختتام پر وہ دُنیا کی خدمت کے متعلق ایک بیان کے ساتھ اِس کا محاصل پیش کرتا ہے، جو رُوح کے بپتسمہ کا مقصد ہے۔ فسح کے زمانہ میں اسرائیل کو اُس وقت کی کلیسیا کے طور پر ملکِ مصر سے بلایا گیا تا کہ وہ قوموں کے لیے ایک مثال بنیں جو سب پر خُدا کی روشنی کو ظاہر کریں۔ وہ بڑی حد تک اُس میں ناکام رہے، کیوں کہ اُنھوں نے دُوسری اقوام کے بتوں کی پوجا کرنے کو ترجیح دی اور ابھی تک اِس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر سلیمان کی سلطنت کے ابتدائی ایام میں سبا کی ملکہ خُدا کے طریقوں کے متعلق سیکھنے کے لیے آئی اور یہ اُن اقوام کا ایک نبوتی نمونہ ہے جو خُدا کی شریعت کو سیکھنے کے لیے آئیں گی، جیسا یسعیاہ ۲:۱-۴ اور میکاہ ۴:۱-۳ میں پیشین گوئی کی گئی ہے۔

دورِ خمسین میں خُدا نے اسرائیل میں سے راست بازوں کو بلایا اور اُن کو دُوسرے ایمان داروں کے ساتھ ایک کیا جو نئے عہد پر قائم ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ کلیسیا کی ایک نئی توضیح بن گئی جس میں اب غیر ایمان داروں کو شامل نہیں کیا گیا، جیسا کہ عہدِ عتیق کی کلیسیا اسرائیل کے معاملے میں تھا۔ اِس نئے بدن کو یہودیت کے پرانے مذہب کے جبر اور اندھے پن سے باہر بلایا گیا تھا، اور یہ خیال تھا کہ یہ باقی دُنیا پر مسیح اور کلامِ نور کو منور کریں گے۔ اِس نئے بدن کو عہدِ عتیق کی کلیسیا سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی، لیکن بالآخر یہ اپنی ذمہ داری کو ختم کرنے میں نام رہا۔ یہاں تک کہ بیسویں صدی میں پینتکاسٹل تحریکوں کی بیداری کے باوجود کلیسیا قوموں میں راست بازی کو قائم کرنے میں ناکام رہی۔

آنے والے عیدِ خیام کے دور میں خُدا دوبارہ خمسینی کلیسیا میں سے راست بازوں کے بدن کو بلائے گا اور پوری دُنیا کو خُدا کے کلام کی منادی کرنے کے لیے اُن کو مسح کرے گا۔ یہ غالب آنے والے ناکام نہیں ہوں گے۔ اُس کی خدمت تمام توقعات سے زیادہ کامیاب ہوگی۔ وہ رُوح القدس کی قدرت سے زمین پر راست بازی لائیں گے، تمام ظلم وستم کا خاتمہ کریں گے اور جہاں بھی تاریکی کو دیکھیں گے وہ اُسے دُور کر دیں گے۔

اِن میں سے ہر ایک دَور کے آغاز میں خُدا انسان کے پاس آیا اور اپنے رُوح کا کچھ حصہ اُسے دیا۔ اپنے رُوح سے معمور کرنے میں خُدا کا مقصد ہمیشہ مقدسوں کو خدمت کے کام کے لیے لیس کرنا تھا۔ اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ۲۔ کرنتھیوں ۵:۱۸-۲۱ کا مطالعہ کریں:

''اور سب چیزیں خُدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا

میل ملاپ کرلیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی۔ مطلب یہ ہے کہ خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کرلیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے۔ پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں گویا ہمارے وسیلہ سے خُدا التماس کرتا ہے۔ ہم مسیح کی طرف سے منت کرتے ہیں کہ خُدا سے میل ملاپ کرلو۔ جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تا کہ ہم اُس میں ہو کر خُدا کی راست بازی ہو جائیں۔''

صحائف ہمیں بتاتے ہیں کہ ایک جلیل القدر زمانہ آنے والا ہے جس میں زمین کی سب قومیں آ کر خُدا کی راہیں اور اُس کے راستوں کو سیکھنا چاہیں گی (یسعیاہ ۲:۱-۴)۔ یہ محض خود بخود نہیں ہو گا۔ یہ اُس وقت ہو گا جب غالب آنے والوں کو خُدا کے رُوح کے وسیلے عیدِ خیام کے تحت مکمل طور پر با اختیار بنایا جائے گا۔ جیسا ہم آیندہ باب میں دیکھیں گے اِس کی پیشین گوئی یوناہ کی کہانی کے وسیلہ سے کی گئی، جس نے نینوہ کو کلام کی منادی کی اور پورے شہر نے توبہ کر لی۔ زبور ۶۷:۱-۲ ہمیں بتاتا ہے:

''خُدا ہم پر رحم کرے اور ہم کو برکت بخشے اور اپنے چہرہ کو ہم پر جلوہ گر فرمائے۔
تا کہ تیری راہ زمین پر ظاہر ہو جائے اور تیری نجات سب قوموں پر۔''

جب خُدا کا چہرہ ہم پر جلوہ گر ہو گا (یعنی ظاہری اور باطنی) تو پھر پوری دُنیا اُس کی راہ کو جان جائے گی۔ یہ فنی ایل کے تجربہ میں ہمارے اندر خُدا کے ''چہرے'' کے ظہور کا مقصد ہے۔ وہ زبور اُسی تسلسل کو جاری رکھتا ہے:

''اُمتیں خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں
کیوں کہ تو راستی سے لوگوں کی عدالت کرے گا
اور زمین کی اُمتوں پر حکومت کرے گا۔
اے خُدا! لوگ تیری تعریف کریں۔
سب لوگ تیری تعریف کریں۔
زمین نے اپنی پیداوار دے دی۔
خُدا یعنی ہمارا خُدا ہم کو برکت دے گا۔

خُدا ہم کو برکت دے گا

اور زمین کی انتہا تک سب لوگ اُس کا ڈر مانیں گے۔ ''(زبور ۶۷: ۴-۷)

زبور نویس کہتا ہے کہ اُمتیں خوش ہوں گی، کیوں کہ وہ وہ راستی سے قوموں کا انصاف اور اُن کی رہنمائی کرے گا، اور زمین کی ظالمانہ حکومتوں کی جگہ لے لے گا۔ ساتویں آیت یہ واضح کرتی ہے کہ ہمارے اُوپر خُدا کی برکت یعنی اُس کے چہرے کا مقصد یہ ہے کہ ساری زمین جھوٹے خُداؤں کی بجائے اُس سے ڈریں۔ ایک بار پھر زبور ۷۲ ہمیں بتاتا ہے:

''اُس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک

اور دریایِ فرات سے زمین کی انتہا تک ہو گی۔

بیابان کے رہنے والے اُس کے آگے جھکیں گے اور اُس کے دشمن خاک چاٹیں گے۔

ترسیس کے اور جزیروں کے بادشاہ نذریں گذرانیں گے۔

سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے لائیں گے۔

بلکہ سب بادشاہ اُس کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔

کل قومیں اُس کی مطیع ہوں گی۔'' (زبور ۷۲: ۸-۱۱)

۱۷-۱۹ آیات اِسے جاری رکھتی ہیں:

''اُس کا نام ہمیشہ قائم رہے گا۔

جب تک سورج ہے اُس کا نام رہے گا۔

اور لوگ اُس کے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔

سب قومیں اُسے خوش نصیب کہیں گی۔

خُداوند خُدا اسرائیل کا خُدا مبارک ہو۔

وہی عجیب و غریب کام کرتا ہے۔

اُس کا جلیل نام ہمیشہ کے لیے مبارک ہو اور ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہو۔

آمین ثم آمین۔''

اُس کے جلال سے معمور زمین

یہ تصور کہ ایک دن پوری زمین اُس کے جلال سے معمور ہوگی اِس کا ذکر بائبل میں پانچ مرتبہ آیا ہے۔ اِس کی پہلی مثال گنتی ۱۴ باب میں ملتی ہے جب اسرائیل نے عیدِ خیام پر کنعان میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ جب کالب اور یشوع نے لوگوں پر کنعان میں داخل ہونے کے لیے زور دیا تو اُنھوں نے اُنھیں سنگسار کرنا چاہا، لیکن اُسی وقت فوراً ''خیمۂ اجتماع میں سب بنی اسرائیل کے سامنے خُداوند کا جلال نمایاں ہوا'' (۱۴:۱۰)۔ تب خُدا نے کہا کہ وہ بنی اسرائیل کو میراث سے محروم کر دے گا، لیکن موسیٰ نے اُن کی شفاعت کرتے ہوئے کہا کہ کنعانی لوگ کہیں گے کہ خُدا اسرائیل کو اُس ملک میں نہ پہنچا سکا جس کا اُس نے اُن سے وعدہ کیا تھا۔ دُوسرے لفظوں میں خُدا کی پیروی کرنے میں انسان کی نااہلی خُدا کی اُس قابلیت سے زیادہ مضبوط ہوگی کہ وہ اُنھیں فرمانبرداری کے مقام پر لے آئے۔

یہ مسئلہ آج کی کلیسیا میں بھی بلکہ اُسی طرح ہے۔ کیا خُدا قادرِ مطلق ہے؟ کیا خُدا حقیقت میں یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ ایک فرمانبردار قوم کے وسیلہ زمین کو اپنے جلال سے معمور کرے؟ اگر یہ کام انسان کی مرضی پر منحصر ہے تو یہ مایوس کن لگتا ہے، لیکن اگر یہ صرف خُدا کی واحد ذات پر منحصر ہے تو یہ ممکن ہے۔

اگرچہ اُس نسل نے خُدا کی معموری کو حاصل کرنے کا موقع کھو دیا، خُدا نے اپنی حیات کی قسم کھائی کہ ایک دن ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہوگی۔ گنتی ۱۴:۲۱ میں لکھا ہے ''لیکن مجھے اپنی حیات کی قسم اور خُداوند کے جلال کی قسم جس سے ساری زمین معمور ہوگی۔'' یہ خُدا کا ارادہ اور اُس کا مقصد ہے اِسے اُس کے مقررہ وقت پر پورا ہونے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔

خُدا اپنے جلال کو زمین پر تین مراحل میں لا رہا ہے، اِسے تین پردوں سے ڈھانپا گیا ہے جو ایک وقت میں ایک ایک کر کے ہٹائے جائیں گے۔ اِن پردوں کا ہٹایا جانا ہمیں فسح، پینتکست اور بالآخر عیدِ خیام کے تین مراحل کی طرف لے جاتا ہے، جہاں اُس کا جلال غالب آنے والوں میں پوری طرح سے ظاہر ہوگا۔ یہ لوگوں کا پہلا بدن ہوگا، راست بازوں کا قدرے صغیر بدن، جو خُدا کے نزدیک پہلے پھلوں میں سے پہلا ہوگا۔ کلیسیا عیدِ خیام کے اختتام پر آئے گی۔ اور آنے والے سالوں میں خُدا اُس وقت تک باقی دُنیا سے پیش آتا رہے گا جب تک پوری دُنیا اُس کے جلال سے معمور نہیں ہو جاتی۔ اِس عنوان پر خُدا کے منصوبے کی مکمل تفصیل کے متعلق ہم نے اپنی کتاب ''تخلیق کی یوبلی'' میں بحث کی ہے۔

زبور۲۷:۱۹ اور گنتی ۱۴:۲۱ کے علاوہ تین اور حوالہ جات ہیں جہاں خُدا تمام زمین پر اپنے جلال کو ظاہر کرنے کے ارادہ کے متعلق بیان کرتا ہے۔ یسعیاہ ۶:۳ میں لکھا ہے:

"اور ایک نے دُوسرے کو پکارا اور کہا
قدوس قدوس قدوس
رب الافواج ہے۔
ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے۔"

یسعیاہ کی خدمت کے لیے بلاہٹ کے وقت اِس نبوتی رُویا میں نبی نے خُدا کے کام کے حتمی اختتام اور تخلیق کے مقصد کے تمام نبوتی اظہارات کے مقصد کو دیکھا۔ اُس نے زمین کو جلتے اور تباہ و برباد ہوتے نہیں دیکھا، بلکہ رُوح القدس اور آگ کے بپتسمہ کے وسیلہ خُدا کے جلال سے سلگتے دیکھا۔ یسعیاہ ۱۱:۹ میں نبی نے اِس کی تصدیق کی۔ پھر حبقوق ۲:۱۴ میں نبی کہتا ہے:

"کیوں کہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خُداوند کے جلال کے عرفان سے معمور ہوگی۔"

پانی سمندر کے کتنے حصے کو ڈھانپتا ہے؟ ہمیں یہ کہنے میں کسی قسم کی عار نہیں کہ سو فیصد حصہ کو۔ نبی کہتا ہے کہ اُس کا جلال اِسی طرح زمین کو معمور کر دے گا۔ یعنی رُوئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں رہے گی جو اُس کے جلال سے خالی رہے۔ زمین ایک جلالی مستقبل ہے، اِس لیے نہیں کہ انسان کی مرضی بہت طاقت ور ہے بلکہ اِس لیے کہ خُدا خود مختار اور قادرِ مطلق ہے۔

اگرچہ خُدا محبت ہے، لیکن اِس کے باوجود وہ کبھی بھی لوگوں کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ بھی اُس سے محبت رکھیں۔ وہ لوگوں کی عدالت کر رہا ہے اور اِس میں کچھ وقت لگے گا۔ خُدا کی طاقت کا ایک عظیم مظاہرہ (جیسا یہ سینا پر ہوا جب پہاڑ پر آگ نازل ہوئی اور زمین اُس کی آواز سے کانپ اُٹھی) محض لوگوں کو اُس سے ڈرانے کا سبب بنتا ہے۔ شاید خوف ایک نقطۂ آغاز ہے، کیوں کہ ہم امثال ۱:۷ میں پڑھتے ہیں "خُداوند کا خوف علم کا شروع ہے۔" لیکن اگاپے محبت (کامل محبت) خوف کو دُور کر دیتی ہے (۱۔ یوحنا ۴:۱۸)۔ خوف تاریخ کا مقصد نہیں، بلکہ محض اِس کا آغاز ہے۔ خُدا کا بالکل یہ ارادہ نہیں کہ لوگ اُس کی خدمت ایک فرض کے طور پر کریں، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اُس کی خدمت دل کی خواہش اور محبت سے کریں۔ ایک بار جب کسی کو خُدا کی

حقیقی محبت کا علم ہو جائے تو وہ اِس بات کو سمجھ جاتا ہے کہ خُدا کی محبت اٹل ہے۔ اِسی لیے خُدا نے وقت کو تخلیق کیا۔ محبت کو پروان چڑھنے میں وقت لگتا ہے۔ وقت محبت سے تخلیق کیا گیا۔

دسواں باب

مسیح کے دو کام

ہمارے مطالعے کا یہ حصہ یسوع کے زمین پر دو بار آنے کے مقصد سے علاقہ رکھتا ہے۔ مسیح کی دونوں آمدوں کو اُس کے دو کاموں کے طور پر دیکھنا بہت مناسب ہے، کیوں کہ اُس کے دونوں ظہوروں میں زمین پر نجات کے الٰہی منصوبے کے لیے ایک کام ہے۔ اپنے پہلے ظہور میں یسوع نے بہار کی عیدوں کو پورا کیا۔ خزاں کی عیدیں جن کا پورا ہونا ابھی باقی ہے، وہ ہمیں اُس کے دُوسرے ظہور کا وقت اور مقصد بتاتی ہیں۔

اِس مطالعے میں ہم جن اہم نمونوں پر بات کریں گے وہ احبار ۱۴ اور ۱۶ ابواب میں پائے جاتے ہیں، کوڑھی کو پاک کرنے کے لیے دو پرندے اور یوم کفارہ (یوم کپور) پر دو بکرے استعمال کیے جاتے تھے۔ یہ دو عبارتیں مسیح کے دو کاموں کے قوانین کو یکجا کر دیتی ہیں۔

جیسا ہم اِس کو واضح کریں گے کہ کوڑھ ہماری فنا پذیری کو ظاہر کرتا ہے جو ہمیں آدم سے وراثت میں ملا، جیسا کہ پولس رومیوں ۵:۱۲ میں کہتا ہے ''موت سب آدمیوں میں پھیل گئی''۔ دو پرندے کوڑھیوں کو پاک کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے، یعنی یہ دو پرندے اُن دو مراحل کو ظاہر کرتے ہیں جن سے ہم فنا پذیری سے پاک ہوتے ہیں۔ پہلے پرندے کو دُوسرے پرندے کے لیے خون فراہم کرنے کے لیے ذبح کیا جاتا تھا۔ پہلے پرندے کی موت ہمیں زندگی عطا کرتی ہے جب کہ دُوسرا پرندہ جب ''کھیت'' (دُنیا) میں چھوڑا جائے گا تو ہمیں حقیقی لافانیت اور زندگی میں داخل کرے گا۔

جہاں تک یومِ کفارہ کے دن دو بکروں کی رسم کا تعلق ہے، یہ موت کے سوال کے متعلق نہیں بلکہ گناہ کے متعلق ہیں۔ ایک بار پھر یہاں دو مراحل ہیں جن کے ذریعے ہمارے گناہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ پہلا بکرا ہمارا گناہ ڈھانکتا ہے، جب کہ دُوسرا اُنھیں ختم کر دیتا ہے۔ ہم یہ ظاہر کریں گے کہ پہلا بکرا (مسیح) اپنے خون کے وسیلے ہمارے گناہ کے کفارے کے لیے مارا گیا۔ دُوسرا بکرا اِس لحاظ سے مختلف ہے کہ اُس نے تمام گناہوں کو زمین سے ختم کر دیا جو اِس کا حصہ نہیں تھے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی ہمارے بدنوں سے گناہ کے خاتمے کو پورا کرے گی۔

بہ طور مسیحی ہم ابھی تک گناہ گار ہیں جو فضل سے بچائے گئے ہیں۔ ہمارے گناہ یسوع کے خون سے ڈھانکے گئے ہیں اور اِس کے وسیلہ خُدا راست بازی کو ہم سے منسوب کرتا ہے اور جو چیزیں نہیں ہیں اُن کو ایسے بلا لیتا ہے جیسے وہ ہیں (رومیوں ۴:۱۷)۔ اگرچہ ہم اپنی ذات میں ناراست ہیں، خُدا نے صلیب پر مسیح کے پہلے کام کے وسیلے ہماری ناراستی کو مسیح کے خون سے ڈھانپ دیا، تاکہ قانونی طور پر خُدا ہمیں راست باز کہہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ بائبل ایمان داروں کو ''مقدسین'' کہتی ہے اگرچہ وہ ابھی تک مسیح میں بچے اور اپنی انسانی کم زوریوں کے تابع ہیں۔

تاہم ایک دُوسرا کام آنے والا ہے جس میں مسیح کو دُنیا میں بھیجا جائے گا کہ وہ ہمارے اندر سے گناہ کو دُور کرے اور حقیقت میں ہمیں راست باز بنائے۔ یہ اُس نبوتی شریعت کی تکمیل ہو گی جس میں دُوسرے بکرے کو تمام گناہوں کی معافی کے لیے بیابان میں بھیج دیا جاتا تھا۔

کوڑھیوں کا پاک ٹھہرایا جانا

احبار ۱۴:۲-۲۰ ہمیں کوڑھیوں کو پاک ٹھہرائے جانے کی رسمی شریعت کے بارے میں بتاتا ہے، جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ ہم پر لافانیت سے ابدیت میں جانے کے عمل کو ظاہر کرتا ہے۔

> ''کہ کوڑھی کے لیے جس دن وہ پاک قرار دیا جائے یہ شرع ہے کہ اُسے کاہن کے پاس لے جائیں۔ اور کاہن لشکر گاہ کے باہر جائے اور کاہن خود کوڑھی کو ملاحظہ کرے اور اگر دیکھے کہ اُس کا کوڑھ اچھا ہو گیا ہے۔ تو کاہن حکم دے کہ وہ جو پاک قرار دیا جانے کو ہے اُس کے لیے دو زندہ پاک پرندے اور دیودار کی لکڑی اور سرخ کپڑا اور زُوفا لیں۔ اور کاہن حکم دے کہ اُن میں سے ایک پرندہ کسی مٹی کے برتن میں بہتے ہوئے پانی کے اُوپر ذبح کیا جائے۔ پھر وہ زندہ پرندہ کو اور دیودار کی لکڑی اور سرخ کپڑے اور زوفا کو لے اور اِن کو اور اُس پرندہ کو اُس پرندہ کے خون میں غوطہ دے جو بہتے پانی پر ذبح ہو چکا ہے۔ اور اُس شخص پر جو کوڑھ سے پاک قرار دیا جانے کو ہے سات بار چھڑک کر اُسے پاک قرار دے اور زندہ پرندہ کو کھلے میدان میں چھوڑ دے اور وہ جو پاک قرار دیا جائے گا اپنے کپڑے دھوئے اور سارے بال منڈائے اور پانی میں غسل کرے۔ تب وہ پاک

ٹھہرے گا۔اس کے بعد وہ لشکر گاہ میں آئے پر سات دن تک اپنے خیمہ کے باہر ہی رہے۔اور ساتویں روز اپنے سر کے سب بال اور اپنی داڑھی اور اپنے ابرو غرض اپنے سارے بال منڈائے اور اپنے کپڑے دھوئے اور پانی میں نہائے تب وہ پاک ٹھہرے گا۔

اور وہ آٹھویں دن دو بے عیب نر برّے اور ایک بے عیب یکسالہ مادہ برّہ اور نذر کی قربانی کے لیے ایفہ کے تین دہائی حصہ کے برابر تیل ملا ہوا میدہ اور لوج بھر تیل لے۔تب وہ کاہن جو اُسے پاک قرار دے گا اُس شخص کو جو پاک قرار دیا جائے گا اور اِن چیزوں کو خُداوند کے حضور خیمہِ اجتماع کے دروازہ پر حاضر کرے۔اور کاہن نر برّوں میں سے ایک کو لے کر جرم کی قربانی کے لیے اُسے اور اُس لوج بھر تیل کو نزدیک لائے اور اُن کو ہلانے کی قربانی کے طور پر خداوند کے حضور ہلائے۔اور اُس برّہ کو مقدس میں اُس جگہ ذبح کرے جہاں خطا کی قربانی اور سوختنی قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں کیوں کہ جرم کی قربانی خطا کی قربانی کی طرح کاہن کا حصہ ٹھہرے گی۔وہ نہایت مقدس ہے۔ اور کاہن جرم کی قربانی کا کچھ خون لے اور جو شخص پاک قرار دیا جائے گا اُس کے دہنے کان کی لو پر اور دہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر اور دہنے پاؤں کے انگوٹھے پر اُسے لگائے۔ اور کاہن اُس لوج بھر تیل میں سے کچھ لے کر اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں ڈالے۔اور کاہن اپنی دہنی اُنگلی کو اپنے بائیں ہاتھ کے تیل میں ڈبوئے اور خُداوند کے حضور کچھ تیل سات بار اپنی اُنگلی سے چھڑکے۔اور کاہن اپنے ہاتھ کے باقی تیل میں سے کچھ لے اور جو شخص پاک قرار دیا جائے گا اُس کے دہنے کان کی لو پر اور اُس کے دہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور دہنے پاؤں کے انگوٹھے پر جرم کی قربانی کے خون کے اُوپر لگائے۔اور جو تیل کاہن کے ہاتھ میں باقی بچے اُسے وہ اُس شخص کے سر میں ڈال دے جو پاک قرار دیا جائے گا۔یوں کاہن اُس کے لیے خداوند کے حضور کفارہ دے۔

اور کاہن خطا کی قربانی بھی گذرانے اور اُس کے لیے جو اپنی ناپاکی سے پاک قرار دیا جائے گا کفارہ دے۔اِس کے بعد وہ سوختنی قربانی کے جانور کو ذبح کرے۔پھر کاہن

سوختنی قربانی اورنذر کی قربانی کو مذبح پر چڑھائے۔ یوں کاہن اُس کے لیے کفارہ دے
تو وہ پاک ٹھہرے گا۔''

تیسری آیت کو پڑھتے ہوئے اِس بات کو یاد رکھیں کہ پاک کرنے کی یہ رسم کوڑھیوں کو شفا نہیں دیتی تھی۔ دراصل کوئی بھی کوڑھی اتنا بے وقوف نہیں ہوتا تھا کہ وہ پاک ہونے کے لیے کاہن کے پاس جائے، سوائے اِس بات کے کہ وہ جانتا ہو کہ وہ پہلے ہی شفا پا چکا ہے۔ یہ رسم ایک معائنہ اور شفایابی کا رسمی اعلان ہوتی تھی۔ شفا کوڑھ کا مسئلہ خود حل کر دیتی تھی اور باضابطہ اعلان لوگوں کے سامنے اُس کی شفا کی تصدیق کر دیتا تھا۔ یہ ایک بہت اہم بھید ہے، کیوں کہ چھٹی اور ساتویں آیات کلامِ مقدس میں بپتسمہ کی شریعت کی بنیاد ہیں۔ ایک کوڑھی جو الٰہی طور پر شفا حاصل کر لیتا وہ پاک ہونے کے لیے کاہن کے پاس جاتا اور کاہن اُس پر سات بار پانی چھڑکتا تھا۔ بپتسمہ ایک رسمی اظہار ہوتا کہ جو شخص کوڑھ (آدم کی فنا پذیری) میں مبتلا تھا وہ شفا پا گیا ہے۔ بپتسمہ اپنی ذات میں گناہ گار کو راست باز نہیں ٹھہراتا اور نہ ہی اُسے لافانی بناتا ہے۔ بپتسمہ اُس کام کی عوامی گواہی ہے جو خُدا پہلے سے ہی کر چکا ہے۔ بپتسمہ مسیحی لوگوں کے لیے ایک عوامی گواہی ہے (متی ۸:۴)، جہاں ایک خادم گواہی دیتا ہے کہ گناہ گار ایمان سے راست باز ٹھہرایا جا چکا ہے، یقیناً اب وہ ایک مسیحی ہے۔ خادم کا اعلان یا گواہی گناہ گار کو مسیحی نہیں بناتی۔ وہ محض اُس بات کی گواہی دیتا ہے جو خُدا پہلے سے ہی گناہ گار میں کر چکا ہوتا ہے۔

جب یسوع نے کوڑھیوں کو شفا دی تو اُس نے اُن سے کہا کہ وہ موسیٰ کے قانون کے مطابق کاہن کے پاس جائیں۔ اِس کی ایک اچھی مثال متی ۸:۲۔۴ میں ملتی ہے:

> ''اور دیکھو ایک کوڑھی نے پاس آ کر اُسے سجدہ کیا اور کہا اے خُداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے چھوا اور کہا میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا۔ وہ فوراً کوڑھ سے پاک صاف (شفایاب) ہو گیا۔ یسوع نے اُس سے کہا خبردار کسی سے نہ کہنا بلکہ جا کر اپنے تئیں کاہن کو دِکھا اور جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اُسے گذران تا کہ اُن کے لیے گواہی ہو۔''

پاک ہونا آٹھ دن کا عمل ہوتا جس کے دوران کوڑھی خود کو تین بار کاہن کے سامنے پیش کرتا۔ یہ سچائی کو ثابت کرنے کے لیے دو یا تین گواہوں کی ضرورت کی عکاسی کرتا ہے۔ کوڑھ زدہ شخص کاہن کے پاس پاک

ہونے کے لیے آنے سے پہلے ہی جسمانی طور پر شفا پا چکا ہوتا تھا، لیکن وہ شرعی طور پر اُس وقت تک پاک نہ ٹھہرتا جب تک وہ شریعت کے مطابق آٹھ دنوں کے عمل کو مکمل نہ کرتا۔ یہی وجہ تھی کہ یسوع نے اُس شخص کو جس کو اُس نے کوڑھ سے شفا دی تھی کہا کہ وہ اپنے آپ کو کاہن کو دکھائے (متی ۸:۴)۔

رسمی پاک ہونا بپتسمہ تھا

چھٹی اور ساتویں آیات میں غوطہ دینا اور چھڑکنا صرف پاک قرار دینے کے تصور کو ہی بیان نہیں کرتا، بلکہ یہ بپتسمہ کے بنیادی قانون کو بھی ظاہر کرتا ہے، جو احبار کے غوطہ دینے اور چھڑکنے سے شروع ہوا تھا۔ اِس میں ڈبکی دینا شامل نہیں، کیوں کہ موسیٰ کے ماتحت رسمی طور پر پاک قرار دینا چھڑکنے اور انڈیلنے سے کیا جاتا تھا۔ عبرانیوں کی کتاب کا مصنف اِن غسلوں (baptismos) کا ذکر عبرانیوں ۹:۱۰-۱۴ میں کرتا ہے جہاں وہ کہتا ہے:

''اِس لیے کہ وہ صرف کھانے پینے اور طرح طرح کے غسلوں (یونانی:baptismos، ''بپتسمے'') کی بنا پر جسمانی احکام ہیں جو اِصلاح کے وقت تک مقرر کیے گئے ہیں۔ لیکن جب مسیح آیندہ کی اچھی چیزوں کا سردار کاہن ہو کر آیا تو اُس بزرگ تر اور کامل تر خیمہ کی راہ سے جو ہاتھوں کا بنا ہوا یعنی اِس دُنیا کا نہیں۔ اور بکروں اور بچھڑوں کا خون لے کر نہیں بلکہ اپنا ہی خون لے کر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا اور ابدی خلاصی کرائی۔ کیوں کہ جب بکروں اور بیلوں کے خون اور گائے کی راکھ ناپاکوں پر چھڑکے جانے سے ظاہری پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ تو مسیح کا خون جس نے اپنے آپ کو ازلی رُوح کے وسیلہ سے خُدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمھارے دِلوں کو مُردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا تا کہ زندہ خُدا کی عبادت کریں۔''

اصطباغی چھڑکاؤ کے اِس قانون کا ذکر دوبارہ عبرانیوں ۹:۱۹ اور ۲۱ میں ہوا ہے۔ مرقس ۷:۱-۴ میں ہم کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور اِسی طرح پیالوں اور لوٹوں اور تانبے کے برتنوں کو دھونے کے متعلق پڑھتے ہیں۔

''پھر فریسی اور بعض فقیہہ اُس کے پاس جمع ہوئے۔ وہ یروشلیم سے آئے تھے۔ اور اُنھوں

نے دیکھا کہ اُس کے بعض شاگرد ناپاک یعنی بن دھوئے ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہیں۔
کیوں کہ فریسی اور سب یہودی بزرگوں کی روایت کے مطابق جب تک اپنے ہاتھ خوب
دھو نہ لیں نہیں کھاتے۔ اور بازار سے آکر جب تک غسل (یونانی:baptizo، "بپتسمہ")
نہ کر لیں نہیں کھاتے اور بہت سی اور باتوں کہ جو اُن کو پہنچی ہیں پابند ہیں جیسے پیالوں اور
لوٹوں اور تانبے کے برتنوں کو دھونا (یونانی:baptismos، "بپتسمے")۔"

یہ رسمی انڈیلنا اور چھڑکنا تھا نہ کہ ڈبکی لگانا۔ اُنھیں شریعت میں پاک قرار دیئے جانے کی کچھ رسموں کو تجویز کیا گیا، لیکن یسوع کے زمانے کے کاہنوں نے اِس کا اطلاق کوڑھی کو پاک قرار دیئے جانے کی رسم سے کہیں آگے بڑھا دیا۔ اُس زمانے کے کاہنوں نے اپنے جوش میں شریعت کی تشریح کو اپنے مطابق کیا اور شریعت کو لوگوں کے لیے بوجھ بنا دیا۔ اِس لیے انسان کو ہمیشہ انسانی روایات اور خُدا کی شریعت کے درمیان واضح فرق کرنا چاہیے۔ یسوع نے شریعت کو من وعن پورا کیا، لیکن اُس نے آدمیوں کی روایات کو ردّ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ فریسیوں نے مندرجہ بالا آیات میں یسوع اور اُس کے شاگردوں میں غلطی تلاش کرنے کی کوشش کی۔ یسوع نے اُن کی تردید کرتے ہوئے کہا:

"اُس نے اُن سے کہا یسعیاہ نے تم ریاکاروں کے حق میں کیا خوب نبوت کی جیسا کہ لکھا ہے: یہ لوگ ہونٹوں سے تو میری تعظیم کرتے ہیں لیکن اِن کے دِل مجھ سے دُور ہیں۔ اور بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں کیوں کہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ تم خُدا کے حکموں کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم رکھتے ہو۔" (مرقس ۷:۶-۸)

جیسا ہم نے دیکھا، یونانی متن اِن رسمی چھڑکاؤں کو بہ طور بپتسمہ (baptismos) بیان کرتا ہے۔ یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ پھر وہ بپتسمہ یوحنا اصطباغی کی اختراع نہیں تھا۔ اُس نے محض ہیکل میں بہ طور کاہن اِسے سیکھا تھا، جہاں وہ موسیٰ کے دنوں سے بپتسموں کو سرانجام دے رہے تھے۔ بپتسمہ لینے والے اِن لوگوں میں کوڑھی بھی تھے جنھیں خُدا نے شفا بخشی تھی۔ احبار ۱۴:۷ میں بائبلی قانون کے مطابق اُن پر سات بار پانی چھڑکا جاتا تھا۔

اسوری لشکر کے سردار نعمان (۲۔سلاطین ۵) کی کہانی عہدِ عتیق میں بپتسمے کی ایک عمدہ مثال ہے۔ ۲۔سلاطین ۵:۱۰ میں نبی نے نعمان کو دریائے یردن میں سات بار غوطہ (عبرانی:rachats) لگانے کو کہا۔ نعمان

کو بہت غصہ آیا لیکن آخر کار اُس نے ویسا ہی کیا جیسا اُسے کہا گیا تھا۔ تاہم متن کہتا ہے کہ اُس نے خود کو ڈبویا اور یہاں لفظ rachats کی بجائے لفظ tabal استعمال ہوا ہے۔ آیا یہ لفظی تبدیلی اِس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نعمان نے اپنے آپ کو نبی کے بتائے ہوئے طریقے کے برخلاف بپتسمہ دیا یا نہیں یہ قابل بحث ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں اگر وہ احبار ۱۴: ۷ میں بیان کیے گئے بائبلی طریقہ کی پیروی کرتا تو اُس پر سات بار پانی چھڑکا جاتا۔ اگر نعمان نے اپنی لاعملی کی وجہ سے شرعی تقاضا کے برعکس اپنے آپ کو یردن میں غوطہ دیا، بہر حال خُدا نے اُسے شفا دے دی۔ کیوں کہ اُس کا ایمان قابل توجہ تھا نہ کہ بپتسمہ کا طریقہ۔

عہدِ عتیق کا یونانی ترجمہ سپٹواجنٹ (۲۸۰ ق م) ۲۔ سلاطین ۵: ۱۴ میں بیان کیے گئے اُس کے عمل کو بیان کرنے کے لیے اصطلاح baptizo استعمال کرتا ہے۔ اِس سے ہم کم از کم یہ جانتے ہیں کہ احبار ۱۴: ۷ میں سات بار پانی چھڑکنے کے شرعی حکم کو یسوع کے زمانے میں بہ طور بپتسمہ سمجھا جاتا تھا۔ عہدِ عتیق میں نعمان بپتسمے کی ایک اچھی مثال ہے اور اِسے کسی بھی ایسے نظریے کی تردید کرنی چاہیے کہ بپتسمہ ایک نیا مکاشفہ تھا جو یوحنا اصطباغی کو دیا گیا۔

تین بپتسمے اور تین عیدیں

کوڑھی کو پاک کرنے کے لیے تین بپتسمے (دھونا اور چھڑکنا) ہیں۔ اُن میں تیل (رُوح)، خون (جان) اور پانی (جسم) شامل ہیں۔ احبار کے چودھویں باب میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوڑھیوں کو پاک کرنے کے لیے یہ تینوں اجزا استعمال کیے جاتے تھے۔ تینوں بپتسموں کا تعلق پورے انسان، رُوح، جان اور بدن کے پاک کیے جانے سے ہے، جسے تین بار الگ الگ پاک کیا گیا۔ یہ براہِ راست موسیٰ کے خیمہِ اجتماع اور سلیمانی ہیکل سے تعلق رکھتے ہیں، جس میں یہ خُدا کے ساتھ مکمل رفاقت کے تین مراحل کو بیان کرتے ہیں۔ اِن کا تعلق اسرائیل کی تین بنیادی عیدوں سے بھی ہے جو فسح، پینٹکسٹ اور عیدِ خیام ہیں۔ جن کو مصر سے وعدے کی سرزمین کی طرف جانے کی یاد میں منایا جاتا تھا۔

عہدِ عتیق کے عکوس کی یہ صورتیں ظاہر کرتی ہیں کہ خُدا کے ساتھ مکمل بحالی کا راستہ کسی کے ایمان سے راست باز ٹھہرائے جانے سے شروع یا ختم نہیں ہوتا۔ یہ انسان کی مکمل نجات کا محض پہلا قدم ہے۔ یہ اُس کا فسح کا تجربہ ہے جو اُسے مصر (دُنیا) سے باہر لاتا ہے، لیکن یہ اُسے وعدے کی سرزمین میں نہیں لاتا۔ نجات کا دُوسرا

مرحلہ کسی کا خمسینی (Pentecostal) تجربہ ہے جو کوہِ حورب پر شریعت دینے کی یاد دلاتا ہے۔ پینتکست کلام سننے کے وسیلے اُسے ہمارے دلوں پر اُسے لکھنے کا اظہار کرتی ہے۔ اِس لیے پینتکست کاموں کی بجائے ہمیں ایمان سے راست باز ٹھہراتی ہے، پینتکست فرماں برداری کے ذریعے تقدیس کے عمل کو شروع کرتی ہے جو ہمارے ایمان کے عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔

پینتکست فسح اور عیدِ خیام کے درمیان ایک تغیر پذیر عید ہے۔ فسح آغاز ہے، عیدِ خیام اختتام ہے۔ فسح ہمیں برّہ کے خون سے ڈھانپنے کر راست بازی کو ہم سے منسوب کرتی ہے۔ عیدِ خیام ہم سے گناہ کو مکمل طور پر دُور کر کے ہمیں حقیقی راست باز بناتی ہے۔ دریں اثنا، پینتکست کا آغاز کوہِ حورب سے ہوتا ہے اور یہ ہمیں قوت دیتی ہے کہ ہم اپنی بیابانی آوارگی میں رُوح کی رہنمائی میں چلیں۔

یہ کہنا مناسب ہوگا کہ احبار چودھویں باب کے دو پرندے مسیح کے فسح اور عیدِ خیام کے کام کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ جب اُس نے صلیب پر کہا ''تمام ہوا'' تو اُس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ زمین پر خُدا کی بادشاہی قائم کرنے کے لیے مزید کسی اور کام کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس سے اُس کا یہ مطلب تھا کہ فسح کا کام مکمل ہو چکا ہے، کیوں کہ وہ فسح کے دن مصلوب ہوا اور یہ اُس کی پہلی آمد کا مقصد تھا۔

''مسیح کے تکمیل شدہ کام'' کے بارے میں مسیحی حلقوں میں کئی سالوں سے سکھایا جا رہا ہے، لیکن عام طور پر اِس کی وضاحت خُدا کی شریعت کی روشنی میں نہیں کی جاتی۔ اِس وجہ سے بہت سے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ صلیب پر جان دینے کے بعد ابھی کوئی بھی کام نہیں رہتا۔ لیکن یقیناً یہ دُرست نہیں ہے۔ اپنے جی اُٹھنے کے پچاس دن بعد اُس نے پینتکست کے دن زمین پر رُوح القدس کو بھیج کر ایک اور کام کیا۔ دُوسرے لفظوں میں یسوع کے صلیب پر کیے جانے والے کام نے پینتکست کے کام کو مکمل نہ کیا، نہ ہی اِس نے عیدِ خیام کے کام کو پورا کیا۔ اِس کی بجائے اُس کے صلیب پر فسح کے کام نے دُوسری عیدوں کی تکمیل کو ممکن بنایا۔ (نجات کے حصول کے لیے ہر ایک کو لازماً مصر کو چھوڑ کر حورب سے ہوتے ہوئے آخر کار وعدے کی سرزمین میں جانا ہو گا۔)

شریعت ظاہر کرتی ہے کہ ''مسیح کا تکمیل شدہ کام'' دو مراحل میں ہے جس کی پیشین گوئی احبار چودھویں باب کے دو پرندوں (اُسی طرح احبار ۱۶ باب کے دو بکروں) کے وسیلے کی گئی۔ پہلا کام اُس کی موت کا کام تھا، اور یہ اِس لحاظ سے ''مکمل'' ہو گیا ہے کہ اب اُسے مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم اُس کا دُوسرا ظہور ایک

زندہ کام ہے جسے ہم بہت جلد دیکھیں گے۔ یہ ایک ایسا کام ہوگا جو زمین پر راست لوگوں کو قائم کرے گا جو باقی دُنیا کے سامنے یسوع مسیح کے کردار کو مکمل طور پر ظاہر کرنے کے اہل ہوں گے۔ یہ رُوح القدس کی آخری عظیم بیداری اور اُس کے نزول کو جنم دے گا جو ختم نہیں ہوگا۔

یسوع کا بپتسمہ اور بیابانی آزمائش

پہلے پرندے کو بہتے پانی کے اُوپر مٹی کے برتن میں ذبح کیا جاتا تھا۔ یسوع نے دریائے یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیتے وقت اِس کام کو پورا کرنا شروع کیا۔ بپتسمہ جو کہ موت اور جی اُٹھنے کی علامت ہے، یسوع بپتسمہ کے وسیلے ''مارا گیا''۔ یعنی اُس کا مرنا لازم تھا، کیوں کہ اُس نے وہاں اپنے آپ کو پہلے پرندے اور پہلے بکرے کے طور پر پیش کیا اور مقررہ وقت پر صلیب پر جان دینے کا عہد کیا۔

اگر چہ بلاشبہ وہ دریائے یردن میں یوحنا کے ساتھ کھڑا تھا لیکن بائبل کا کوئی بھی ایسا حوالہ موجود نہیں جو یہ ظاہر کرے کہ وہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ابتدائی کلیسیا کی تصاویر میں یوحنا کو گھڑے سے اُس کے سر پر پانی ڈالتے دکھایا گیا ہے۔ نیاسا کا گریگوری (Nyassa Gregory) جسے ''فادر آف فادرز'' کے نام سے بھی جانا جاتا تھا، اُس نے چوتھی صدی میں اپنے ایک مقالہ (treatise) The Great Catechism XXXV میں لکھا:

''پانی میں اُترنا اور کسی شخص کا اِس میں تہرا غوطہ، ایک اور بھید ہے۔''

بے شک نو مرید بپتسمہ کے لیے پانی میں اُترے، لیکن گریگوری ہمیں بتاتا ہے کہ اُن کے بپتسمے کا طریقہ تین بار پانی سر پر ڈالنا تھا۔ لفظ ''baptismos'' کا ترجمہ غوطہ کرتے ہوئے مترجمین یہ ظاہر کرتے ہیں کہ لوگ اپنے بپتسمے میں تین بار غوطہ لگاتے تھے۔ یہ محض مترجم کی رغبت کی عکاسی کرتا ہے اور یہ کسی بھی طرح اُن کے عمل کی حقیقت کی عکاسی نہیں کرتا۔ گریگوری ہمیں بتاتا ہے کہ تین مرتبہ پانی ڈالنے کا مطلب مسیح کے ''تین دن مرنے اور پھر دوبارہ زندہ ہونے'' کو پیش کرنا تھا۔ بعد ازاں اُسی مقالے میں گریگوری یسوع کی تدفین اور بپتسمہ کے وسیلے ہماری موت کا یہ کہتے ہوئے موازنہ کیا ''زمین کی بجائے، اُس پر پانی انڈیلا گیا۔'' پھر وہ لکھتا ہے:

''لیکن چوں کہ جیسے کہا گیا ہے، ہم اب تک اپنی فطرت کی کم زوری کی وجہ سے ایک

ماورائے ادراک قوت کی تقلید کرتے ہیں، کیوں کہ ہم پر تین بار پانی ڈالا گیا اور دوبارہ پانی سے باہر آئے، ہم مرنے اور جی اُٹھنے کو ظاہر کرتے ہیں، جو تیسرے دن ہوا۔ اِس خیال کے ساتھ جس طرح ہم پانی میں جانے اور اُس سے نکلنے کا اختیار رکھتے ہیں، اُسی طرح وہ جسے پوری کائنات پر اختیار حاصل ہے اُس نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا جیسے ہم پانی کے نیچے جانے کے وسیلے کرتے ہیں، اور پھر قدرت کے ساتھ موت پر فتح حاصل کر لی۔''

گریگوری بپتسمہ کا تعلق موسیٰ کے ماتحت دھونے کے برتن سے بھی منسوب کرتا ہے۔ وہ ''فضل کے برتن'' (ch. XXXV) اور ''بپتسمہ کے برتن میں دھونا'' (ch.XL) کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اِس بات کو بائبل کے تمام علما قبول کرتے ہیں کہ کسی بھی کاہن نے کبھی موسیٰ کے خیمۂ اجتماع میں دھونے کے برتن میں غوطہ لگانے کی جرات نہیں کی تھی۔ اُس برتن میں کاہن اُوپر سے بہتے ہوئے پانی سے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے تھے۔ حزقی ایل ۳٦:۲۵ اور ۲٦ میں نبی نے اِس کی شہادت دی:

> ''تب تم پر صاف پانی چھڑکوں گا اور تم پاک صاف ہو گے اور میں تم کو تمھاری تمام گندگی سے اور تمھارے سب بتوں سے پاک کروں گا۔ اور میں تم کو نیا دِل بخشوں گا اور نئی رُوح تمھارے باطن میں ڈالوں گا اور تمھارے جسم میں سے سنگین دِل کو نکال ڈالوں گا اور گوشتین دِل تم کو عنایت کروں گا۔''

جو کچھ بھی ہوا، ہم بلا خوف وخطر کہہ سکتے ہیں کہ یسوع نے شریعت کی ہر ایک بات کو پورا کیا۔ احبار ۱۴:٦ میں لکھا ہے کہ پہلے پرندے کو مٹی کے برتن (جسمانی بدن) میں بہتے پانی پر ذبح کیا جاتا تھا۔ یہ چھوٹا سا حرفِ جار ''پر'' بہت اہمیت حاصل کر لیتا ہے جب ہم یسوع کے بپتسمے کے واقعات کو دوبارہ سے تشکیل دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ پرندہ کو ڈوب کر پانی کے نیچے نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ بہتے (زندہ) پانی پر ذبح کیا گیا تھا۔ یسوع کے بپتسمہ کے بعد، رُوح اُترا اور اُس پر کبوتر کی مانند آ کر ٹھہر گیا تا کہ اُس شریعت کی پہچان ہو سکے جسے وہ پورا کر رہا تھا۔

وہ رسم یہاں پر ہی ختم نہیں ہوئی۔ شریعت ہمیں بتاتی ہے کہ دُوسرے پرندہ کو پہلے پرندہ کے خون میں غوطہ دیا جاتا اور اُسے کھلے میدان میں چھوڑ دیا جاتا۔ ہم جانتے ہیں کہ جب پرندے کو ذبح کیا جاتا تو اُس میں سے بہت کم خون نکلتا۔ ذبح کیے ہوئے پرندے کے خون میں ڈبونا اِس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ اُسے اُس میں

غوطہ دیا جاتا تھا۔ دُوسرے پرندے کے پروں کے پچھلے حصے میں خون لگایا جاتا، اِس سے پہلے کہ کاہن اُسے کھلے میدان میں چھوڑے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ مسیح کے دُوسرے کام کی بنیاد اُس کے پہلے کام پر ہے اور در حقیقت یہ اُس کی موت سے ممکن ہوا۔

یسوع کا دُوسرے پرندے کے طور پر ظاہر ہونا مکاشفہ ۱۹: ۱۱-۱۳ میں دکھایا گیا ہے:

> ''پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اُس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اُس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور اُس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اُس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اور اُس کا نام کلامِ خُدا کہلاتا ہے۔''

اُسے کلامِ خُدا کہا گیا ہے جو خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے سفید گھوڑے پر آرہا ہے۔ ''چھڑکنا'' یونانی کے لفظ ''bapto'' یا ''Baptized'' سے اَخذ کیا گیا ہے۔ یہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ احبار ۱۴: ۶ کی شریعت کو پورا کر رہا ہے۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوڑھیوں کو پاک کرنے کی شریعت میں ڈبونے اور چھڑکنے کو بپتسمہ سمجھا جاتا تھا۔

اگرچہ اُس کا پہلا کام موت کا کام تھا، دُوسرا کام زندہ کام ہے جس کے وسیلے دُنیا کو ''کلام'' کی منادی کی جاتی ہے۔ وہ ہمارے گناہوں کے لیے ایک بار مر گیا اور اُسے دوبارہ مرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ پھر بھی دُوسرے کام کی بنیاد پہلے کام پر ہے۔ زندگی کی حقیقت بپتسمہ، موت اور جی اُٹھنے کے وسیلے دکھائے گئے دائرہ کو مکمل کرتی ہے۔ اگرچہ ہم پہلے سے ہی یسوع مسیح کے خون بہانے کے وسیلے ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کر چکے ہیں، پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحی بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے مرتے ہیں۔ ہمیں جو زندگی موجودہ دَور میں دی گئی ہے اُسے گزارنا ہم پر فرض ہے۔

شاید پچھلے دو ہزار سالوں میں لاکھوں مسیحیوں نے مسیح کے پہلے کام کے وسیلے لافانیت حاصل کوشش کی۔ بہت سے لوگ مخلصانہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ کبھی نہیں مر سکتے۔ اُنھوں نے اِس کا اقرار اور دعویٰ کیا اور ایمان سے اِس کا اعلان بھی کیا اور اُس زندگی کے بارے میں بار بار پیشین گوئی بھی کی، لیکن وہ سب ہی وعدے کو حاصل کیے بغیر مر گئے۔ ایسا کیوں ہوا؟ کیوں کہ مسیح کے دُوسرے کام کا ابھی تک وقت نہیں ہوا تھا۔ ہر

ایک چیز کا ایک مقررہ وقت ہے۔ دریں اثنا موجود وقت میں مسیح کا پہلا کام محض ہمارے لیے زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے، لیکن اِس کا بنیادی محور موت ہے۔ پہلے کام کے تحت ہمیں اُس کے ساتھ مرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ دُوسرے کام میں ہمیں زندگی اور لافانیت کی طرف بلایا گیا ہے۔ دُوسرے کام کی بنیادی پہلے کام پر ہے، لیکن وہ دو مختلف کام ہیں اور ہر ایک مقررہ وقت پر دُنیا میں وقوع پذیر ہوگا۔

زیادہ تر مسیحی یسوع کی آمدِ ثانی کے تصور کو قبول کرتے ہیں، کیوں کہ یہ عہدِ جدید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم بہت سے لوگ اِس بات پر غور نہیں کرتے کہ اُسے دو بار کیوں آنا پڑا۔ یہودی مسیح کی صرف پہلی آمد کے بارے میں جانتے ہیں۔ وہ بھی دو پرندوں اور دو بکروں کے مقصد کو نہیں سمجھ پائے۔ عمومی طور پر وہ نہ ہی گناہ کو ڈھانپنے اور اُسے ختم کرنے کے درمیان فرق کی بہتر سمجھ رکھتے ہیں۔ نہ ہی عارضی لافانیت اور حقیقی لافانیت کے درمیان درست تفہیم رکھتے ہیں۔

کوڑھی کو پاک قرار دیئے جانے کا اعلان آٹھویں دن کے تیسرے اور آخری وقت کیا جاتا اور اُسے تیل سے مسح کیا جاتا تھا۔ اِس رسم کے آٹھ دن عیدِ خیام کے آٹھ دنوں سے تعلق رکھتا ہے۔ پاک قرار دیا جانے والے کوڑھی کو اُس کے پاک کیے جانے کے آٹھویں دن تک تیل سے مسح نہیں کیا جاتا تھا۔ تیل کا انڈیلا جانا عیدِ خیام کے آٹھویں دن رُوح القدس کی مکمل معموری کی پیشین گوئی کرتا ہے، جس میں ہم موت سے زندگی میں آ کر کامل بن جاتے اور الٰہی حضوری کے پاک ترین مقام میں آجاتے ہیں۔

شریعت کی یہ تفصیل مسیحی نظریہ کے ایک اور سوال کو حل کرتی ہے۔ کچھ مسیحی ایسے ہیں جو یہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ پہلے سے ہی پینتکست کے مسح کے تحت رُوح کی مکمل معموری حاصل کر چکے ہیں۔ بے شک پولس رسول کہتا ہے کہ ہمیں صرف رُوح بیعانہ میں ملا ہے (۲۔کرنتھیوں ۱:۲۲؛ ۵:۵)۔ احبار ۱۴: ۱۰۔۱۸ میں ہم دیکھتے ہیں کہ کاہن شفا پانے والے کوڑھی پر پاک قرار دیئے جانے کے آٹھویں دن تک تیل نہیں ڈالتا تھا۔ یہ پینتکست کی بجائے عیدِ خیام کے آٹھویں دن کی تکمیل کی پیشین گوئی کرتا ہے۔

یومِ کفارہ (احبار ۱۶ باب)

جس طرح دو کبوتر فنا پذیری یا موت کے مسئلہ سے نمٹتے ہیں، اُسی طرح دو بکرے یومِ کفارہ پر گناہ کے مسئلہ سے نمٹتے ہیں۔ اگر چہ شریعت اِن دونوں مسائل سے الگ الگ نمٹتی ہے، لیکن اِن کا مطالعہ اِس طرح کرنا

چاہیے جیسے یہ ایک دُوسرے سے پیوست ہیں۔ہمیں چاہیے کہ ہم احبار۱۴اور۱۶ابواب کا اکٹھا مطالعہ کریں تا کہ مسیح کے دو کاموں کے متعلق ایک جامع تصور حاصل کیا جا سکے۔احبار۱۶ اباب ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ کاہن یومِ کفارہ پر کیا کیا کرتے تھے:

''اور بنی اسرائیل کی جماعت سے خطا کی قربانی کے لیے دو بکرے اور سوختنی قربانی کے لیے ایک مینڈھا لے۔اور ہارون خطا کی قربانی کے بچھڑے کو جو اُس کی طرف سے ہے گذران کر اپنے اور اپنے گھر کے لیے کفارہ دے۔پھر اُن دونوں بکروں کو لے کر اُن کو خیمہِ اجتماع کے دروازہ پر خُداوند کے حضور کھڑا کرے۔ اور ہارون اُن دونوں بکروں پر چٹھیاں ڈالے۔ایک چٹھی خُداوند کے لیے اور دُوسری عزازیل کے لیے ہو۔اور جس بکروں پر خُداوند کے نام کی چٹھی نکلے اُسے ہارون لے کر خطا کی قربانی کے لیے چڑھائے۔لیکن جس بکرے پر عزازیل کے نام کی چٹھی نکلے وہ خُداوند کے حضور زندہ کھڑا کیا جائے تا کہ اُس سے کفارہ دیا جائے اور وہ عزازیل کے لیے بیابان میں چھوڑ دیا جائے۔اور ہارون خطا کی قربانی کے بچھڑے کو جو اُس کی طرف سے خطا کی قربانی کے لیے ذبح کرے۔اور وہ ایک بخوردان کو لے جس میں خُداوند کے مذبح پر کی آگ کے انگارے بھرے ہوں اور اپنی مٹھی باریک خوش بودار بخور سے بھر لے اور اُسے پردہ کے اندر لائے۔اور اُس بخور کو خُداوند کے حضور آگ میں ڈالے تا کہ بخور کا دُھواں سر پوش کو جو شہادت کے صندوق کے اُوپر ہے چھپا لے کہ وہ ہلاک نہ ہو۔پھر وہ اُس بچھڑے کا کچھ خون لے کر اُسے اُنگلی سے مشرق کی طرف سر پوش کے اُوپر چھڑکے اور سر پوش کے آگے بھی کچھ خون اپنی اُنگلی سے سات بار چھڑکے۔پھر وہ خطا کی قربانی کے اُس بکرے کو ذبح کرے جو جماعت کی طرف سے ہے اور اُس کے خون کو پردہ کے اندر لا کر جو کچھ اُس نے بچھڑے کے خون سے کیا تھا وہی اِس سے بھی کرے اور اُسے سر پوش کے اُوپر اور اُس کے سامنے چھڑکے۔اور بنی اسرائیل کی ساری نجاستوں اور گناہوں اور خطاؤں کے سبب سے پاکترین مقام کے لیے کفارہ دے اور ایسا ہی وہ خیمہِ اجتماع کے لیے بھی کرے جو اُن کے ساتھ اُن کی نجاستوں کے درمیان رہتا ہے۔

(احبار۱۶:۵-۱۶)

اور جب وہ پاکترین مقام اور خیمۂ اجتماع اور مذبح کے لیے کفارہ دے چکے تو اُس زندہ بکرے کو آگے لائے۔ اور ہارون اپنے دونوں ہاتھ اُس زندہ بکرے کے سر پر رکھ کر اُس کے اُوپر بنی اسرائیل کی سب بدکاریوں اور اُن کے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرے اور اُن کو اُس بکرے کے سر پر دھر کر اُسے کسی شخص کے ہاتھ جو اِس کام کے لیے تیار ہو بیابان میں بھجوا دے۔ اور وہ بکرا اُن کی سب بدکاریاں اپنے اُوپر لادے ہوئے کسی ویرانہ میں لے جائے گا۔ سو وہ اُس بکرے کو بیابان میں چھوڑ دے۔'' (احبار ۱۶: ۲۰-۲۲)

ہم دیکھتے ہیں کہ یومِ کفارہ کی رسم میں دو بکرے شامل ہوتے تھے۔ پہلے بکرے کو قربان کر دیا جاتا اور اُس کا خون پاک ترین مقام میں لایا جاتا اور اُسے کفارہ کے سرپوش کے اُوپر چھڑکا جاتا۔ دُوسرے بکرے کو قربان نہیں کیا جاتا تھا۔ کاہن اپنے ہاتھ اُس بکرے کے سر پر رکھتا اور تمام قوم کا گناہ اُس کے سر پر لاد دیتا۔ پھر ''کسی شخص کے ہاتھ جو اِس کام کے لیے تیار ہو'' اُس بکرے کو بیابان میں لے جاتا اُسے ''کسی ویرانہ'' میں چھوڑ آتا۔

پہلے بکرے کے خون نے گناہ کو ڈھانپ (موت کا کام) دیا۔ دُوسرے بکرے (زندہ کام) نے تمام گناہ کو مٹا دیا (احبار ۱۶: ۲۱-۲۲ اور عبرانیوں ۹: ۲۸)۔ بکرے میں قدرت تھی کہ وہ راست بازی کو ہم سے منسوب کرے اور ہمیں خُدا کی نظر میں کامل بنائے، حالاں کہ ہم ابھی تک فنا پذیری اور گناہ کے اثرات سے دوچار ہیں۔ تاہم حقیقت میں دُوسرا بکرا ہمیں خُدا کے سامنے راست باز بناتا ہے، کیوں کہ یہ گناہ کو دُور کرتا ہے۔

دو پرندوں اور دو بکروں کا موازنہ

آئیں دو پرندوں کے کام کو دو بکروں کے کام کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ پہلے پرندہ کو ہم سے زندگی کو منسوب کرنے کے لیے ذبح کیا جاتا اور اِس کے نتیجہ میں پہلے بکرے کو ہم سے راست بازی منسوب کرنے کے لیے قربان کر دیا جاتا۔ پھر دُوسرے کام میں دُوسرے پرندہ کو لافانی زندگی کے تحفہ کی علامت کے طور پر کھلے میدان میں چھوڑ دیا جاتا اور اِس کے نتیجہ میں دُوسرے بکرے کو بھی گناہ سے کامل ہونے کی علامت کے طور پر زندہ رکھا جاتا۔

اِس کا تعلق مسیح کے دو کاموں سے ہے، پہلی بار یسوع مرنے کے لیے آیا۔ عبرانیوں ۹:۱۲ ہمیں بتاتا ہے کہ اپنی موت اور جی اُٹھنے کے بعد یسوع مسیح جو ہمارا سردار کاہن ہے وہ آسمان پر پاک ترین مقام میں داخل ہوا تا کہ کفارہ کے سرپوش پر اپنا خون چھڑکے۔ ایمان سے (ابرہام کی طرح) ہم اِس کو قبول کر سکتے ہیں، جس کے ذریعے راست بازی ہم سے منسوب ہوتی ہے، جیسے پولس رومیوں ۴:۲۲-۲۴ میں ہمیں بتاتا ہے:

> ''اِسی سبب سے یہ اُس کے لیے راست بازی گنا گیا۔ اور یہ بات کہ ایمان اُس کے لیے راست بازی گنا گیا نہ صرف اُس کے لیے لکھی گئی۔ بلکہ ہمارے لیے بھی جن کے لیے ایمان راست بازی گنا جائے گا۔ اِس واسطے کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں جس نے ہمارے خُداوند یسوع کو مُردوں میں سے جلایا۔''

مصلوب ہونے کے بعد، یسوع اپنے خون کو کفارہ کے سرپوش پر چھڑکنے کے لیے آسمان پر پاک ترین مقام میں داخل ہوا۔ اِس سے پہلے بکرے کی شریعت پوری ہوتی ہے۔ پھر دُوسرے بکرے کی شریعت کو فوراً پورا کرنے کی بجائے، وہ باپ کی دہنی طرف بیٹھ گیا۔ عبرانیوں ۱۰:۱۲ اور ۱۳ میں لکھا ہے:

> ''لیکن یہ شخص ہمیشہ کے لیے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گذران کر خُدا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ اور اُسی وقت سے منتظر ہے کہ اُس کے دُشمن اُس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں۔''

یسوع نے اُسی وقت دُوسرے پرندے اور دُوسرے بکرے کے کام کو پورا نہ کیا۔ اِس کی بجائے وہ پینتکست کے دَور میں ہمارے لیے شفاعت کرنے کے لیے باپ کی دہنی طرف بیٹھ گیا۔ پچھلے دو ہزار سالوں سے وہ اُس دن کا انتظار کر رہا ہے جب اُس کے دشمن اُس کے پاؤں تلے ہو جائیں گے۔ تب ہی وہ کھڑا ہو گا اور آسمان سے کبوتر کی مانند آئے گا۔ اور تب ہی وہ دُنیا پر اپنے بدن کے مقدس میں سے بہ طور دُوسرا بکرا آئے گا تا کہ اُن کے دلوں کے تمام گناہ مٹا دے گا۔

یسوع کے صلیب پر پہلے کام کے بعد سے ہم ایک بیچ کے زمانہ میں رہ رہے ہیں جسے ہم پینتکست کا زمانہ کہتے ہیں۔ یہ فسح سے خیام کو منتقل ہونا ہے۔ بائبلی عکوس اور تشبیہات میں تاریخی طور پر اِس کی نمائندگی اسرائیل کے مصر سے وعدہ کی سرزمین کے سفر کے ذریعے کی گئی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اب ہم مسیح کے دُوسرے کام اور خیموں کی عید کی تکمیل کے قریب آ رہے ہیں۔ اِس وجہ سے خُدا اب شریعت میں کچھ گہری

چیزوں کو ظاہر کرنا شروع کر رہا ہے کہ کیسے وہ چیزیں جن کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی بہت جلد پوری ہونے جا رہی ہیں۔

دُوسرا کبوتر ضرور آئے گا جیسا کہ مکاشفہ ۱۹: ۱۳ میں ظاہر کیا گیا ہے، جیسے کلام سفید گھوڑے پر آتا ہے۔ اُس کی پوشاک خون میں چھڑکی ہوئی ہے بلکہ جیسے دُوسرے پرندے کو پہلے پرندے کے خون میں ڈبویا جاتا تھا۔ یہ واقعہ موت کے ہماری ذات سے مکمل خاتمہ کی علامت ہے اور اِس کے نتیجہ میں تمام گناہ بھی فوراً مٹ جائیں گے۔ دُوسرے بکرے کو ہیکل سے کسی ویران جگہ پر بھیج دیا جاتا تھا۔ اُسی طرح دُوسرا بکرا جو مسیح کی تصویر کشی کرتا ہے وہ ہم سے ظاہر ہوگا، کیوں کہ ہم رُوح القدس کا مقدس ہیں۔ ہم سے نکل کر وہ ہمارے تمام گناہ مٹا ڈالے گا۔ یہ بیٹے کی پیدائش ہے ''اور وہ یہ ہے کہ مسیح جو جلال کی اُمید ہے تم میں رہتا ہے'' (کلسیوں ۱: ۲۷)۔ یہ وہ لمحہ ہوگا جب ہم مکمل طور پر اُس کی صورت اور اُس کی شبیہ پر ڈھلتے جائیں گے۔

ایک آسمانی کام ہے اور ایک زمینی کام ہے۔ کبوتر کی طرح یسوع آسمان سے آتا ہے۔ اور بکرے کی طرح وہ اپنی زمینی ہیکل سے نکلتا ہے۔ وہ بیک وقت دونوں طریقوں سے آتا ہے۔ اُسے لازماً کبوتر کی طرح آسمان سے زمین پر آنا چاہیے کیوں کہ کبوتر کو کھلے میدان میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ متی ۱۳: ۳۸ ہمیں بتاتا ہے کہ میدان یا کھیت دُنیا کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس لیے ہمیں لافانی بنانے کے لیے اپنے دُوسرے کام کے لیے اُسے لازماً دوبارہ دُنیا میں آنا پڑے گا۔ لیکن وہ زمین پر اپنی ہیکل سے بھی باہر آ رہا ہے جو زندہ پتھروں سے بنی ہوئی ہے، یہ ہمارے بدنوں کے تمام گناہ کو دُور کرنے کے لیے دُوسرے بکرے کا کام ہے۔

یومِ کفارہ کے دن یسوع کا بپتسمہ

بائبلی واقعات اور تاریخ کے مطالعہ سے ہم یہ مانتے ہیں کہ یسوع یوحنا کے پاس یومِ کفارہ پر بپتسمہ لینے کے لیے آیا، اِس دن یروشلیم میں پہلا بکرا ذبح کیا جاتا تھا۔ نو دن پہلے نرسنگوں کی عید پر وہ اپنی عمر کے تیس سال مکمل کر چکا تھا (مزید وضاحت کے لیے کتاب ''یسوع کب پیدا ہوا؟ صفحہ ۲۶ دیکھیں)۔ یوحنا کے پاس بپتسمہ لینے آنے کے لیے وہ کبوتر اور بکرے دونوں کی نمائندگی کر رہا تھا۔

جب یسوع نے بپتسمہ لے لیا، یوحنا نے دیکھا کہ ایک کبوتر اُس کے اُوپر آ کر ٹھہر گیا اور اِس بات کی گواہی دی کہ وہ پہلے کبوتر کا نمونہ ہے۔ بپتسمہ لینے کے بعد رُوح القدس اُسے جنگل میں لے گیا تا کہ وہ چالیس

دن شیطان سے آزمایا جائے۔ بیابان میں جانے سے وہ دُوسرے بکرے کی نمائندگی کر رہا تھا۔ یہ دونوں قوانین کا ایک انوکھا امتزاج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں آپس میں گہرے طور پر پیوست ہیں۔

صرف رُوح القدس ہی اُسے بیابان میں لے کر جانے کا اہل تھا تاکہ اِس کے وسیلہ وہ احبار ۱۶:۲۱ کی شریعت کو پورا کرے۔

''اور ہارون اپنے دونوں ہاتھ اُس زندہ بکرے کے سر پر رکھ کر اُس کے اُوپر بنی اسرائیل کی سب بدکاریوں اور اُن کے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرے اور اُن کو اُس بکرے کے سر پر دھر کر اُسے کسی شخص کے ہاتھ جو اِس کام کے لیے تیار ہو بیابان میں بھجوا دے۔''

متی ۴:۱ اِس نبوتی شریعت کی تکمیل کو ظاہر کرتا ہے:

''اُس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔''

احبار ۱۶:۸ دُوسرے بکرے کو بہ طور'' قربانی کا بکرا'' بیان کرتا ہے۔ جب کہ عبرانی متن میں اِسے ''عزازیل کے لیے'' پڑھا جاتا ہے۔ یہ لفظ ''az''، ''بکری'' اور ''azel''، ''دُور جانا'' سے اَخذ کیا گیا ہے۔ تاہم کچھ قدیم تحریرات میں یہ لفظ ایک بُرے دیوتا کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور اِس کا موازنہ شیطان سے کیا گیا ہے۔ بُرے دیوتا کے ساتھ یہ مماثلت تب ہی سمجھ میں آتی ہے جب ہم اِس کی تشریح متی چوتھے باب میں یسوع کے اُس حوالہ کی تکمیل کے مطابق کرتے ہیں۔ پھر ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جو بکرا ''عزازیل کے لیے'' چھوڑا جاتا تھا اُس کی تکمیل یسوع کے وسیلہ ہوتی ہے جو بیابان میں گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بکرا شیطان کے لیے تھا بلکہ بجائے اِس کے ایک مخصوص عرصہ کے لیے شیطان سے آزمایا جائے تاکہ اُس کی اہلیت ثابت ہو جائے۔ اِن حوالہ جات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خُدا کے منصوبے میں ابلیس کا ایک اہم کردار ہے تاکہ غالب آنے والوں کو آزمایا جائے اور اُنھیں کامل کیا جائے۔

یسوع چالیس دن بیابان میں بھوکا رہا اور شیطان سے آزمایا گیا۔ پھر وہ واپس آیا اور اپنی خدمت کے وسیلے کلام کی تعلیم اور منادی کرنے لگا۔ یہ دورِ خمسین کی بھی پیشین گوئی کرتی ہے جو چالیس یوبلیوں (۱۹۶۰=۴۰×۴۹) کے دور کو ظاہر کرتی ہے۔ موسیٰ کے ماتحت بیابانی کلیسیا کو چالیس سالوں کے لیے بیابان میں آزمایا گیا۔ اُسی طرح خُدا نے یسوع مسیح کو برپا کیا کہ وہ پینٹکسٹ کے تحت بیابان میں کلیسیا کی رہنمائی کرے اور اُن کے دلوں کو آزمائے اور دیکھے کہ آیا وہ اُس کی آواز سنتے اور اُس کی فرماں برداری کرتے ہیں کہ

نہیں۔

پہلے چالیس سالوں کا اختتام ۷۰-۷۳ عیسوی میں یروشلیم کی تباہی سے ہوا۔ وسیع تناظر میں، آرام کے چالیس سال کے دور (۷x۴۰ =۲۸۰) کا خاتمہ رومی سلطنت کی تباہی اور قسطنطین کے تحت ۳۱۰-۳۱۳ عیسوی میں ایک مسیحی سلطنت کے قیام سے ہوا۔ آخر کار ۱۹۹۳ء میں چالیس یوبلیوں کے دور کا اختتام ہوا۔ اگر یہ نمونہ دُرست ہے تو اب ہم دانی ایل کی پیشین گوئی کے مطابق بابلی دُنیا کے نظام کی تباہی کو دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن کیوں کہ یہ ہمارے موجودہ مطالعہ کا حصہ نہیں اِس لیے ہم اِس پر بہت زیادہ بات نہیں کریں گے۔

چوں کہ پینتکست، فسح اور عیدِ خیام کی ایک درمیانی عید ہے، اِس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اِس کا ربط اُن دونوں سے ہے۔ دورِ خمسین میں بہت سے لوگوں نے اپنے ایمان کی وجہ سے اپنی جانوں کو قربان کر دیا اور وہ یسوع مسیح کی موت میں اُس کے ساتھ ایک ہو گئے۔ لیکن پینتکست ہمیں رُوح بیعانہ میں بھی دیتی ہے (۲۔ کرنتھیوں ۱:۲۲؛ ۵:۵؛ افسیوں ۱:۱۴)۔ جب تک ہم بدن کی نجات یعنی بدن کی مخلصی حاصل نہیں کرتے ہمیں میراث کا بیعانہ دیا گیا ہے (رومیوں ۸:۲۳)۔

گیارھواں باب

مسیح یہوداہ اور یوسف کے قبائل سے آتا ہے

شریعت سے مسیح کے دو کاموں کی وضاحت کرنے کے بعد، اب ہم اُس نبوتی نمونے کی طرف بڑھتے ہیں جو یہوداہ اور یوسف میں ظاہر ہوا تھا۔ متی کے پہلے باب میں بیان کیے گئے نسب نامے سے ہم اِس بات کو جانتے ہیں کہ وہ یہوداہ کے قبیلے اور خاص طور پر داؤد کے گھرانے سے پیدا ہوا۔ وہ پہلی بار اِس مخصوص سلسلے میں آیا تا کہ وہ زمین پر حکومت کرنے کے عصا کو حاصل کرنے کا اہل ہو۔ فی الحقیقت سبھی راست باز اِس سے واقف ہیں۔ وہ بات جو عام طور پر سمجھ میں نہیں آتی کہ مسیح کو اپنے پہلوٹھے کے حق کو محفوظ کرنے کے لیے لازمی بہ طور یوسف آنا چاہیے۔ یہی ہمارے موجودہ باب کا موضوع ہے۔

یہ سمجھنے کے لیے کہ یعقوب کے اُن دونوں بیٹوں میں تمام نمونے اور اشارے کیسے پورے ہوتے ہیں، ہمیں اُن کی نبوتی شناختوں کو لازمی سمجھنا پڑے گا۔ وہ ہم پیدایش ۴۸ اور ۴۹ ابواب میں دیکھتے ہیں جہاں یعقوب اپنے بیٹوں کو برکت دیتا ہے اور اُن کو اُس کہانی کے کردار سونپتا ہے جسے ہم آج اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں:

''اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے
تیرا ہاتھ تیرے دشمنوں کی گردن پر ہوگا۔
تیرے باپ کی اولاد تیرے آگے سرنگوں ہوگی۔
یہوداہ شیر ببر کا بچہ ہے۔
اے میرے بیٹے! تو شکار مار کر چل دیا ہے۔
وہ شیر ببر بلکہ شیرنی کی طرح
دبک کر بیٹھ گیا۔ کون اُسے چھیڑے؟
یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی
اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔

جب تک شیلوہ نہ آئے
اور قومیں اُس کی مطیع ہوں گی
وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے
اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کرے گا۔
وہ اپنا لباس مے میں اور اپنی پوشاک آبِ انگور میں دھویا کرے گا'' (پیدایش ۴۹: ۸-۱۱)۔

یہوداہ نے آدم سے یسوع مسیح تک زمین کے حکمرانوں کے لیے جائز شاہی سلسلہ فراہم کرنا تھا۔ بادشاہی اور اختیار آدم کے سپرد کیا گیا (پیدایش ۱: ۲۶) جس نے یہ اختیار پیدایشی حق کے طور پر اگلی نسل تک منتقل کیا۔ پہلوٹھے کا حق نوح اور پھر سم کو دیا گیا۔ سم سالم (یروشلیم) کے شہر میں ابرہام سے بھی زیادہ دیر زندہ رہا، جسے اُس نے تعمیر کیا اور ملکِ صدق کے لقب کے تحت حکمرانی کی۔ اُس کی موت کے بعد آدم سے ۲۱۵۸ برس بعد حکمرانی کا اختیار اضحاق کو منتقل ہوا جو اُس وقت ایک سو دس برس کا تھا۔ تیرہ سال بعد جب اضحاق ایک سو تئیس برس اور یعقوب اور عیسو تریسٹھ برس کے تھے تو اضحاق نے پہلوٹھے کی برکت یعقوب کو دے دی، جس کا خیال تھا کہ وہ یہ برکت عیسو کو دے رہا ہے (پیدایش ۲۷)۔

برسوں بعد جب یعقوب (اسرائیل) مرنے کے قریب تھا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو برکت دی۔ اُس برکت میں اُس نے بادشاہی سلسلے کو پہلوٹھے کی برکت سے الگ کر دیا اور یہوداہ کو حکمرانی کا اختیار دے دیا۔ ہم نے مندرجہ بالا حوالہ میں دیکھا کہ یعقوب نے یہوداہ کا موازنہ ببر سے کیا۔ کچھ آیات کے بعد یعقوب نے پیدایش ۴۹: ۲۲-۲۶ میں یوسف کو بار آوری اور پھل داری کی برکت دی:

''یوسف ایک پھل دار پودا ہے۔
ایسا پھل دار پودا جو پانی کے چشمہ کے پاس لگا ہوا ہو
اور اُس کی شاخیں دیوار پر پھیل گئی ہوں۔
تیر اندازوں نے اُسے بہت چھیڑا
اور مارا اور ستایا ہے
لیکن اُس کی کمان مضبوط رہی
اور اُس کے ہاتھوں اور بازوؤں نے یعقوب کے قادر کے ہاتھ سے قوت پائی۔

(وہیں سے وہ چوپان اُٹھا ہے جو اسرائیل کی چٹان ہے۔)

یہ تیرے باپ کے خُدا کا کام ہے جو تیری مدد کرے گا۔

اُسی قادرِمطلق کا کام جو اُوپر سے آسمان کی برکتیں

اور نیچے سے گہرے سمندر کی برکتیں

اور چھاتیوں اور رحموں کی برکتیں عطا کرے گا۔

تیرے باپ کی برکتیں

میرے باپ دادا کی برکتوں سے کہیں زیادہ ہیں اور قدیم پہاڑوں کی انتہا تک پہنچی ہیں۔''

یہ اُس برکت کے مشابہ ہے جو اضحاق نے کئی سال پہلے یعقوب کو دی تھی۔ دراصل یعقوب، یوسف کو پہلوٹھے کا حق دے رہا تھا لیکن ہمیں اِس کی دریافت کے لیے انسانی توضیحی صلاحیتوں پر نہیں چھوڑا گیا۔ یہ حقیقت ا۔تواریخ ۵:۱اور۲ میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے،

''اور اسرائیل کے پہلوٹھے روبن کے بیٹے (کیوں کہ وہ اُس کا پہلوٹھا تھا لیکن اِس لیے کہ اُس نے اپنے باپ کے بچھونے کو ناپاک کیا تھا اُس کے پہلوٹھے ہونے کا حق اسرائیل کے بیٹے یوسف کی اولاد کو دیا گیا تاکہ نسب نامہ پہلوٹھے پن کے مطابق نہ ہو۔ کیوں کہ یہوداہ اپنے بھائیوں سے زورآور ہوگیا اور سردار اُسی میں نکلا لیکن پہلوٹھے کا حق یوسف کا ہوا)۔''

یوسف کو پہلوٹھے کا حق دیا گیا جو خُدا کی بادشاہی کو یکجا کرتا ہے۔ لیکن یہوداہ کو بادشاہی کا عصا دیا گیا، جس کا مطلب ہے کہ یسوع مسیح کی حتمی بادشاہی اُسی کی نسل سے آئے گی۔ اُسے ببر کہا گیا۔ یعقوب نے یہوداہ پر موت کے کام اور حکمرانی کی پیشین گوئی کی جو یہوداہ کے قبیلے کے ببر یسوع مسیح میں پوری ہوگی۔

یسوع مسیح نے اپنی پہلی آمد میں یہوداہ کے گھرانے کے متعلق پیشین گوئی کو پورا کیا۔ وہ داؤد کے شہر یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا۔ داؤد کی نسل یہوداہ سے تھی اُسے مسیح کو دُنیا میں لانے کے لیے چنا گیا۔ یسوع بہ طور ابن داؤد اپنے حکمرانی کے اختیار کو بحال کرنے کے لیے آیا تاکہ وہ اسرائیل کے گھرانے پر حکومت کرنے کا اہل ہو۔

لیکن ببر کو حکمرانی کے حصول کے لیے مرنا پڑا۔ پیدایش ۴۹:۱۰-۱۱ یہوداہ کی تصویر ایک ایسے شیر کے طور

پر پیش کرتی ہے جو جھکی حالت میں بیٹھا اور خون سے ڈھکا ہوا ہے۔ یہ یہوداہ کے قبیلہ کے ببر کی ایک نبوتی تصویر ہے، مسیح نے پیدایشی طور پر اپنی موت اور جی اُٹھنے کے وسیلے اپنے تخت کو حاصل کیا۔

سمسون کی پہیلی: مُردہ شیر میں سے شہد

مُردہ شیر کے موضوع کو سمسون کی زندگی میں مزید واضح کیا گیا ہے۔ قضاۃ ۱۴: ۵-۱۷ میں سمسون کی مُردہ شیر کے متعلق پہیلی اور اُس کے بعد کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے:

''پھر سمسون اور اُس کے ماں باپ تمنت کو چلے اور تمنت کے تاکستان میں پہنچے اور دیکھو ایک جوان شیر سمسون کے سامنے آ کر گرجنے لگا۔ تب خُداوند کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہوئی اور اُس نے اُسے بکری کے بچے کی طرح چیر ڈالا گو اُس کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا لیکن جو اُس نے کیا اُسے اپنے باپ یا ماں کو نہ بتایا۔ اور اُس نے جا کر اُس عورت سے باتیں کیں اور وہ سمسون کو بہت پسند آئی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ اُسے لینے کو لوٹا اور شیر کی لاش دیکھنے کو کترا گیا اور دیکھا کہ شیر کے پنجر میں شہد کی مکھیوں کو ہجوم اور شہد ہے۔ اُس نے اُسے ہاتھ میں لے لیا اور کھاتا ہوا چلا اور اپنے ماں باپ کے پاس آ کر اُن کو بھی دیا اور اُنھوں نے بھی کھایا پر اُس نے اُن کو نہ بتایا کہ یہ شہد اُس نے شیر کے پنجر میں سے نکالا تھا۔

پھر اُس کا باپ اُس عورت کے ہاں گیا۔ وہاں سمسون نے بڑی ضیافت کی کیوں کہ جوان ایسا ہی کرتے تھے۔ وہ اُسے دیکھ کر اُس کے لیے تیس رفیقوں کو لے آئے کہ اُس کے ساتھ رہیں۔ سمسون نے اُن سے کہا میں تم سے ایک پہیلی پوچھتا ہوں سو اگر تم ضیافت کے سات دن کے اندر اندر اُسے بوجھ کر مجھے اُس کا مطلب بتا دو تو میں تیس کتانی کرتے اور تین جوڑے کپڑے تم کو دُوں گا۔ اگر تم بتا نہ سکو تو تم تیس کتانی کرتے اور تیس جوڑے کپڑے مجھ کو دینا۔ اُنہوں نے اُس سے کہا کہ تو اپنی پہیلی بیان کرتا کہ ہم اُسے سنیں۔ اُس نے اُن سے کہا 'کھانے والے میں سے تو کھانا نکلا اور زبردست میں سے مٹھاس نکلی' اور وہ تین دن تک اُس پہیلی کو حل نہ کر سکے۔

اور ساتویں دن اُنھوں نے سمسون کی بیوی سے کہا کہ اپنے شوہر کو پھسلا تاکہ اِس پہیلی کا

مطلب وہ ہم کو بتا دے نہیں تو ہم تجھ کو اور تیرے باپ کے گھر کو آگ سے جلا دیں گے۔ کیا تم نے ہم کو اِسی لیے بلایا ہے کہ ہم کو فقیر کر دو؟ کیا بات بھی یوں ہی نہیں؟ اور سمسون کی بیوی اُس کے آگے رو کر کہنے لگی تجھے تو مجھ سے نفرت ہے۔ تو مجھ کو پیار نہیں کرتا۔ تو نے میری قوم کے لوگوں سے پہیلی پوچھی پر وہ مجھے نہ بتائی۔ اُس نے اُس سے کہا خوب! میں نے اُسے اپنے ماں باپ کو تو بتایا نہیں اور تجھے بتا دُوں۔ سو وہ اُس کے آگے جب تک ضیافت رہی ساتوں دن روتی رہی اور ساتویں دن ایسا ہوا کہ اُس نے اُسے بتا ہی دیا کیوں کہ اُس نے اُسے نہایت تنگ کیا تھا اور اُس عورت نے وہ پہیلی اپنی قوم کے لوگوں کو بتا دی۔

اور اُس شہر کے لوگوں نے ساتویں دن سورج کے ڈوبنے سے پہلے اُس سے کہا 'شہد سے میٹھا اور کیا ہوتا ہے؟ اور شیر سے زور آور اور کون ہے؟ اُس نے اُن سے کہا 'اگر تم میری بچھیا کو ہل میں نہ جوتتے تو میری پہیلی کبھی نہ بوجھتے'۔ پھر خداوند کی رُوح اُس پر زور سے نازل ہوئی اور وہ اسقلون کو گیا۔ وہاں اُس نے اُن کے تیس آدمی مارے اور اُن کو لوٹ کر کپڑوں کے جوڑے پہیلی بوجھنے والوں کو دیئے اور اُس کا قہر بھڑک اُٹھا اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلا گیا۔ پر سمسون کی بیوی اُس کے ایک رفیق کو جسے سمسون نے دوست بنایا تھا دے دی گئی۔''

اِس واقعے میں جن سات دنوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بے خمیری روٹیوں کے سات دن ہیں اور یہ فسح کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو بے خمیری روٹیوں کی عید کا پہلا دن ہوتا تھا۔ اِس پہیلی کا جواب وہ مُردہ شیر ہے جس کے مُردہ جسم سے شہد نکلا۔ یہ نجات اور وعدے کی سرزمین کی پہیلی ہے۔ ایک ایسی سرزمین جہاں دُودھ اور شہد بہتا ہے جو شیر یعنی یسوع مسیح کی موت کے وسیلے میسر ہوتی ہے۔ یسوع آیا اور فسح کے موقع پر اُس نے جان دی اور اُسی سے شہد نکلتا ہے۔

تبدیلی کا وعدہ بھی اِسی پہیلی میں موجود ہے۔ اگر فلستی نجات کی پہیلی کو بتا دیتے ہیں تو وہ نئے لباس کو حاصل کر سکتے تھے۔ اگر وہ ناکام ہوجاتے تو اُنھیں سمسون کو جوڑے دینے پڑتے۔ تبدیلی کا وعدہ یسوع (شیر) کے پہلے کام کے ذریعے قائم کیا گیا، حالاں کہ یہ دُوسرے کام تک پورا نہیں ہوتا۔ فسح کی پہیلی یہ ہے: ''انسان کیسے بچایا جاتا ہے؟'' کوئی پوشاک (نجات کا لباس یا تبدیلی) کی تبدیلی کیسے حاصل کرتا ہے؟''

سمسون کی ضیافت میں فلستیوں (نفسانی عقل) نے اُس پہیلی کا جواب حاصل کیا لیکن اُنھوں نے اُسے غیر قانونی طریقہ سے حاصل کیا۔ اُنھوں نے اُس عورت اور اُس کے باپ کے گھر کو جلانے کی دھمکی دی۔ یوں اُنھوں نے اپنے غیر شرعی کاموں کی قیمت ادا کی۔ اُنھوں نے جوڑے حاصل کر لیے، لیکن سمسون نے اُسے اُن ہی میں سے نکالا جیسا اُس نے کہا تھا۔ فلستی ذہن اپنی نجات کو حاصل کرے گا، لیکن وہ آگ سے جلتے جلتے بچے گا (۱۔کرنتھیوں ۳:۱۵)۔ ہمیں اُس پہیلی کا جواب دُرست طریقے سے یعنی خُدا سے حاصل کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ آگ سے جلانے کی دھمکی دے کر۔

سمسون کی پہیلی ایمان سے راست باز ہونے کا ایک بھید ہے، جسے نفسانی ذہن نہیں سمجھ سکتا۔ پہیلی حقیقی بر یسوع مسیح کی موت کی پیشین گوئی ہے، جس سے خُدا کی بادشاہی میں نجات اور راست بازی کا شہد نکلے گا۔ یہ ناگزیر تھا کہ وہ اپنی آمد میں اُس مخصوص سلسلے سے پیدا ہوتا کہ وہ زمین کا جائزہ وارث اور حقیقی بادشاہ بن سکے جیسے آدم تھا۔ تاہم اپنی دُوسری آمد میں وہ بہ طور یوسف کی اصل آئے گا تا کہ وہ قانونی طور پر اپنے پہلوٹھے کے حق کا دعویٰ کر سکے۔

یوسف: فرزندیت کا پیغام

یعقوب نے پیدایش ۴۹:۲۲ میں یوسف کو ایک پھل دار پودا کہا۔ یہاں جس لفظ کا ترجمہ ''پودا'' کیا گیا ہے وہ عبرانی لفظ ben ہے اِس کا مطلب ''بیٹا'' ہے۔ فرزندیت کا وعدہ حاصل کرنے کے لیے پہلوٹھا ہونا لازمی ہے۔ مسیح کا دُوسرا کام یوسف کا کام ہے جو ہمیں مکمل فرزندیت میں لاتا ہے۔ جسے ''لے پالک بیٹے'' کہا جاتا ہے۔

یوسف کے بھائیوں نے اپنے ہاتھ اُس پر رکھنے سے اپنے گناہ اُس سے منسوب کر دیئے۔ اُنھوں نے سب سے پہلے اُسے گڑھے میں پھینکا، تا کہ جب واقعات افشاں ہوں تو ہم اُن کی نبوتی ترتیب کو دیکھ سکیں۔ گڑھا یسوع کو اُس کے پہلے کام میں ظاہر کرتا ہے، جہاں وہ مر گیا اور دفن ہوا۔ بعد میں یوسف کو گڑھے سے نکال لیا گیا اور اُسے مصر جاتے ہوئے تاجروں کے ہاتھ بیچ دیا گیا۔

یہ دُوسرے مرحلے یا مسیح کے دُوسرے کام کو پیش کرتا ہے جو نبوتی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ یوسف کے بھائیوں نے اُس سے نفرت کی اور اُسے اپنے گناہوں کا عوضی بنایا۔ اِس بات نے یوسف کو دُوسرے بکرے کی

مثل بنا دیا۔ اُنھوں نے اُس کی قبا کو بکرے کے خون میں تر کیا (پیدایش ۳۷:۳۱)، یہ بوقلمونی قبا اُس کی وارث اور منفرد بیٹے کے طور پر شناخت کرتی ہے۔ یوسف کے بھائی اِس بات سے بے خبر تھے کہ وہ مستقبل کی چیزوں کی پیشین گوئی کر رہے ہیں۔ موسوی شریعت کہتی ہے کہ دُوسرے پرندے کو پہلے پرندے کے خون میں ڈبویا جاتا اور دُوسرے بکرے کو بیابان میں بھیج دیا جاتا تھا۔ یوسف کے بھائیوں نے اُس کی قبا کو بکرے کے خون میں ڈبونے سے اِس نبوتی نمونے کو یکجا کر دیا۔

اِس کے بعد یوسف کو مصر لایا گیا جہاں بالآخر اُس نے فرعون سے دُوسرے درجے پر سب کے اُوپر اختیار حاصل کر لیا، اِس نمونے میں یوسف مسیح کی مثل تھا جو اپنی موت اور جی اُٹھنے کے بعد باپ کے پاس صعود فرما گیا اور اُسے وہ نام بخشا گیا جو سب ناموں سے افضل ہے۔ یعقوب کی مصیبت کے اکیس سالوں کے اختتام پر جن میں یعقوب یوسف سے الگ ہوا اور وہ اُسے مردہ سمجھتا تھا، خُدا نے اِس دَور کو ختم کرنے کے لیے قحط کو استعمال کیا۔ یوسف کے بھائی اناج خریدنے مصر آئے اور آخر کار یوسف نے اپنے بھائیوں کے سامنے خود کو ظاہر کر دیا۔

یوسف نے اپنے خاندان کو مصر آنے کے دعوت دی اور جب وہ آ رہا تھا تو وہ یعقوب کے استقبال کو گیا (پیدایش ۴۶:۲۹)۔ وہ اپنے رتھ میں گیا اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ سفید گھوڑے اُسے کھینچ رہے تھے، کیوں کہ یہ مکاشفہ انیسویں باب میں مسیح کی آمد کو سب سے اُتم انداز میں پیش کرتا ہے، جہاں کہا گیا ہے کہ وہ سفید گھوڑے پر بیٹھ کر آسمانی فوجوں کی قیادت کرے گا۔ اِس طرح یوسف بہت سے لوگوں کو زندہ بچا سکا، کیوں کہ اُس کے بھائیوں نے اُسے مصر میں بہ طور غلام بیچ دیا تھا۔ اُنھوں نے جو بُرائی کی خُدا نے اُس میں سے بھلائی پیدا کی۔ یہ بھلائی کبھی بھی ممکن نہیں ہو سکتی تھی اگر یوسف کے بھائی اُس کی قبا خون میں ڈبو کر اُسے بیابان میں نہ بھیجتے۔

یہوداہ، یوسف اور بنیمین

زمانۂ قدیم میں اِس سوال پر بہت زیادہ بحث ہوئی کہ مسیح کس نسل سے پیدا ہوگا؟ ربیوں میں اِس سوال سے متعلق مختلف مکتبۂ فکر پائے جاتے تھے؟ کچھ کا خیال تھا کہ وہ یہوداہ سے ہوگا، وہ اِس کی بنیاد اِس پیشین گوئی پر رکھتے تھے کہ وہ ابن داؤد ہوگا۔ دُوسرے لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یوسف کی نسل سے ہوگا، کیوں کہ وہ پہلوٹھے کا

حق رکھتا ہے۔ جب کہ کچھ لوگوں کے مطابق وہ یقیناً لاوی کے قبیلے اور خصوصاً ہارون کی نسل سے پیدا ہوگا، کیوں کہ وہ سردار کاہن ہوگا۔ ٹھیک ہے وہ سب کسی نہ کسی حد تک ٹھیک ہیں۔ مسیح کے کردار کا بہ طور سردار کاہن مطالعہ کرنا ہماری موجودہ بحث کا حصہ نہیں اِس لیے ہم قارئین کو عبرانیوں کے خط کا مطالعہ کرنے کی تجویز دیں گے۔ اِس کی بجائے ہم مسیح کی یہوداہ اور یوسف کی مثل کی تکمیل پر توجہ مرکوز کریں گے۔

پیدایش ۳۲: ۲۸ میں یعقوب ایک فرشتے سے کشتی لڑتا ہے۔ پھر فرشتے نے یعقوب کا نام تبدیل کر کے اسرائیل رکھ دیا۔ کئی سالوں بعد، جیسے ہی یعقوب یعنی اسرائیل اپنی زندگی کے آخری ایام میں پہنچا تو اُس نے اپنے بارہ بیٹوں میں سے ہر ایک کو برکت دی۔ تاہم یوسف کو دوگنی برکت دی گئی، کیوں کہ وہ پہلوٹھے کے حق کا حامل تھا۔ چناں چہ یعقوب نے اُس کے دو بیٹوں افرائیم اور منسی کو اپنا بیٹا بنا لیا اور اُنھیں اسرائیل کے قبائل بنا دیا۔ اِس تبنیت اور برکت میں یعقوب نے یوسف کے اُن بیٹوں کو اسرائیل کا نام دیا، جیسا کہ ہم پیدایش ۴۸: ۱۱-۱۶ میں پڑھتے ہیں:

> ''اور اسرائیل نے یوسف سے کہا مجھے تو خیال بھی نہ تھا کہ تیرا منہ دیکھوں گا لیکن خُدا نے تیری اولاد بھی مجھے دکھائی۔ اور یوسف اُن کو اپنے گھٹنوں کے بیچ سے ہٹا کے منہ کے بل زمین تک جھکا۔ اور یوسف اُن دونوں کو لے کر یعنی افرائیم کو اپنے دہنے ہاتھ سے اسرائیل کے بائیں ہاتھ کے مقابل اور منسی کو اپنے بائیں ہاتھ سے اسرائیل کے دہنے ہاتھ کے مقابل کر کے اُن کو اُس کے نزدیک لایا۔ اور اسرائیل نے اپنا دہنا ہاتھ بڑھا کر افرائیم کے سر پر جو چھوٹا تھا اور بایاں ہاتھ منسی کے سر پر رکھ دیا۔ اُس نے جان بوجھ کر اپنے ہاتھ یوں رکھے کیوں کہ پہلوٹھا تو منسی ہی تھا۔ اور اُس نے یوسف کو برکت دی اور کہا کہ خُدا جس کے سامنے میرے باپ ابرہام اور اضحاق نے اپنا دور پورا کیا۔ وہ خُدا جس نے ساری عمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی۔ اور وہ فرشتہ جس نے مجھے سب بلاؤں سے بچایا اِن لڑکوں کو برکت دے اور جو میرا (اسرائیل) اور میرے باپ دادا ابرہام اور اضحاق کا نام ہے اُسی سے یہ نامزد ہوں!''

یعقوب نے اپنا نام (اسرائیل) یہوداہ اور اپنے دُوسرے بیٹوں کو دینے کی بجائے یوسف کے بیٹوں کو دیا۔ یہ ایک اہم قانونی معاملہ تھا، کیوں کہ اب یوسف کے بیٹے اسرائیل کے نام کے محافظ تھے۔ دُوسرے قبائل

صرف اِسی صورت میں اُس نام کو استعمال کر سکتے تھے اگر وہ یوسف کے قبائل کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ اِسی وجہ سے پوری قوم یعنی بارہ قبائل بشمول ساؤل کے تحت لاوی کا قبیلہ، داؤد اور سلیمان کو اسرائیل کی سلطنت کے طور پر جانا جاتا تھا۔

سلیمان کی وفات کے بعد سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی۔ یوسف کے قبائل یہوداہ کے قبیلے سے الگ ہو گئے۔ قوم تقسیم ہو گئی۔ جنوبی سلطنت یہوداہ، بنیمین اور زیادہ تر لاوی کے قبائل پر مشتمل تھی جسے باضابطہ طور پر یہوداہ کے گھرانے سے جانا جاتا ہے۔ دس شمالی قبائل کو اسرائیل کے گھرانے سے جانا گیا۔ چوں کہ شمالی قبائل میں افرائیم اور منسی شامل تھے اور اُن قبائل کو اسرائیل کا نام دیا گیا، اِس لیے وہ اسرائیل کے نام سے موسوم ہونے کا حق برقرار رکھتے تھے۔

اخیاہ نبی نے سلیمان کو بتایا کہ خُدا سلطنت کو تقسیم کرنے جا رہا ہے۔ ہم ۱۔سلاطین ۱۱ باب میں یہ پڑھتے ہیں:

''اور وہ شخص یربعام ایک زبردست سورما تھا اور سلیمان نے اُس جوان کو دیکھا کہ محنتی ہے۔ سو اُس نے اُسے بنی یوسف (یعنی اسرائیل) کے سارے کام پر مختار بنا دیا۔ اُس وقت جب یربعام یروشلیم سے نکل کر جا رہا تھا تو سیلانی اخیاہ نبی اُسے راہ میں ملا اور اخیاہ ایک نئی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ یہ دونوں میدان میں اکیلے تھے۔ سو اخیاہ نے اُس نئی چادر کو جو اُس پر تھی لے کر اُس کے بارہ ٹکڑے پھاڑے۔ اور اُس نے یربعام سے کہا کہ تو اپنے لیے دس ٹکڑے لے لے کیوں کہ خُداوند اسرائیل کا خُدا یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں سلیمان کے ہاتھ سے سلطنت چھین لوں گا اور دس قبیلے تجھے دُوں گا۔ (لیکن میرے بندہ داؤد کی خاطر اور یروشلیم یعنی اُس شہر کی خاطر جسے میں نے بنی اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے چن لیا ہے ایک قبیلہ اُس کے پاس رہے گا)۔'' (۱۔سلاطین ۱۱: ۲۸-۳۲)

یہاں خاص طور پر اِس نکتے پر غور کریں کہ خُدا نے سلیمان اور اُس کے بیٹے کے ہاتھ سے ''سلطنت'' لے لی۔ ایسا نہیں کہ بعض قبائل نے بغاوت کی اور ایک نئی سلطنت قائم کی۔ بلکہ خُدا سلیمان کی بادشاہت کو ختم کر کے اُس کی عدالت کر رہا تھا۔ یہ ۳۴-۳۶ آیات میں دُہرایا گیا ہے، جہاں ہم پڑھتے ہیں:

''پھر بھی میں ساری مملکت اُس کے ہاتھ سے نہیں لے لوں گا بلکہ اپنے بندہ داؤد کی خاطر

جسے میں نے اِس لیے چن لیا کہ اُس نے میرے احکام اور آئین مانے ۔ میں اِس کی عمر بھر اِسے پیشوا بنائے رکھوں گا ۔ پر اُس کے بیٹے کے ہاتھ سے سلطنت یعنی دس قبیلوں کو لے کر اُن کو تجھے دُوں گا۔ اور اُس کے بیٹے کو ایک قبیلہ دُوں گا تا کہ میرے بندہ داؤد کا چراغ یروشلیم یعنی اُس شہر میں جسے میں نے اپنا نام رکھنے کے لیے چن لیا ہے ہمیشہ میرے آگے رہے۔''

بغاوت کے بعد، یہوداہ کے جنوبی گھرانے نے محدود طریقے سے ایک سلطنت قائم کی، لیکن یہ اسرائیل کی بادشاہت نہیں تھی۔ دراصل یہ وہ سلطنت نہیں تھی جس کا وعدہ یہوداہ اور داؤد سے کیا گیا تھا۔ یہ پہلوٹھے کے حق اور بادشاہی کے عصا کے درمیان تقسیم تھی۔ یوسف کے چھوٹے بھائی بنیمین کا قبیلہ چراغ بننے کے لیے یہوداہ اور یروشلیم کو دیا گیا (۱۔سلاطین ۱۱:۳۶)۔ یوں بنیمین، یہوداہ اور یوسف دونوں سے منسلک تھا اور دونوں گھرانوں کے درمیان بہ طور ثالث ایک منفرد کردار کا حامل تھا۔ اِس طرح وہ بادشاہ اور اُس کی کھوئی ہوئی سلطنت کے درمیان رخنے کو پُر کرنے کے اہل تھا۔

اِس لیے بنیمین یہوداہ اور اسرائیل دونوں کا ہے اور یہ اُن دو ناموں سے ظاہر ہوتا ہے جو پیدایش کے وقت اُسے دیئے گئے تھے (پیدایش ۳۵:۱۸)۔ اُس کی ماں نے اُسے بنونی کہا ''میرے غم کا فرزند'' اُس کے باپ یعقوب یعنی اسرائیل نے اُس کا نام بنیمین رکھا ''میرے دہنے ہاتھ کا فرزند''۔ یسعیاہ میں ہمیں خُدا کے برّہ کے طور پر یسوع کے صلیب پر کیے جانے والے کام کی عظیم پیشین گوئی ملتی ہے۔ یسعیاہ ۵۳:۳ میں یسوع کو نبوتی طور پر ''مردِ غم ناک'' کہا گیا ہے۔ تاہم اُس کام کی تکمیل کے بعد وہ باپ کی دہنی طرف بیٹھنے کے لیے آسمان پر صعود فرما گیا (عبرانیوں ۱:۳)۔ بنیمین کا مطلب ''میرے دہنے ہاتھ کا فرزند'' ہے۔ یہ مسیح کے دُوسرے کام کی پیشین گوئی ہے۔

بالآخر یسوع مسیح یہوداہ اور اسرائیل کے درمیان رخنے کو پُر کرنے والا ہے یعنی بادشاہ اپنی بادشاہی کے ساتھ اور سر اپنے بدن کے ساتھ۔ خُدا جو کچھ رُوحانی طور پر سرانجام دے رہا ہے وہ زمینی دائرۂ اثر میں ظاہر ہوتا ہے تا کہ ہم زمین پر اُس کے مقصد اور منصوبے کو جان سکیں اور اُس کے کاموں کے وقت کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔ بنیمین کا کردار یہوداہ اور اسرائیل کے درمیان رخنے کو پُر کرنا تھا۔ اِس نبوتی کہانی میں یسوع مسیح کو بہ طور یہوداہ پیش کیا گیا ہے، یعنی خُدا کی بادشاہی یوسف اور مسیحی بنیمین ہیں۔

یسوع کے تقریباً تمام شاگرد گلیل سے یعنی بنیمینی تھے۔ اُن کے آباواجداد بابل کی اسیری سے واپس آنے کے بعد یروشلیم کے شمال میں آباد ہوئے تھے (نحمیاہ ۱۱: ۳۱-۳۵)۔ یہوداہ کا قبیلہ یروشلیم اور جنوب میں اپنے آبائی شہروں میں آباد ہوا (نحمیاہ ۱۱: ۲۵-۳۰)۔ جب یسوع کی پیدائش ہوئی تو اُس وقت بنیمین کا علاقہ گلیل کے نام سے جانا جاتا تھا اور یہوداہ کے لوگوں کا علاقہ ''یہودیہ'' کہلاتا تھا۔

یسوع کے شاگردوں نے نئے عہدنامے کی کلیسیا کے مرکز کو تشکیل دیا۔ یسوع کے زیادہ تر پیروکاروں کا تعلق بھی گلیل سے تھا۔ یوں خُداوند کے سامنے یروشلیم کے لیے چراغ بننے کا بنیمین کا کردار پورا ہو گیا۔ یقیناً جب وہ ایذا رسانی کی وجہ سے پراگندہ ہوئے تو وہ یسعیاہ ۴۹: ۶ کی پیشین گوئی کی تکمیل میں سب قوموں کے لیے نور بن گئے۔

''ہاں خُداوند فرماتا ہے کہ
یہ تو ہلکی سی بات (یعنی بہت آسان ہے) ہے کہ تو یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے
اور محفوظ اسرائیلیوں کو واپس لانے کے لیے میرا خادم ہو
بلکہ میں تجھ کو قوموں کے لیے نور بناؤں گا
کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچے۔''

پیشین گوئی میں یوسف کا گھرانہ

یوسف کی زندگی نے ایک نبوتی نمونہ قائم کیا جس کی پیروی اُس کی اولاد کو آنے والی صدیوں میں کرنی تھی۔ اُسے مصر میں ایک غلام کے طور پر بیچ دیا گیا جہاں بالآخر وہ حکمران بن گیا۔ فرعون نے اُس کا بیاہ کر دیا اور وہاں اُس کے دو بیٹے افرائیم اور منسی پیدا ہوئے۔ افرائیم کا مطلب ''پھل دار'' اور منسی کا مطلب ''بسراہٹ یا بھول جانا'' ہیں۔ اگرچہ یوسف کھو گیا اور اکیس سال تک اُسے مُردہ سمجھا گیا، اِسی طرح اسرائیل کے قبائل بھی کھو گئے اور اُنھیں ہزاروں سال تک مُردہ سمجھا گیا۔ اسرائیل کے شمالی گھرانے کے دس قبائل جن کی قیادت افرائیم اور منسی کرتے تھے اُن کو اکثر یوسف کا گھرانہ کہا جاتا تھا۔ (مثال کے طور پر عاموس ۵: ۶؛ عبدیاہ ۱۸ اور زکریاہ ۱۰: ۶ کو دیکھیں)۔

یوسف کے قبائل نے پہلوٹھے کا حق اور اسرائیل کا نام لے لیا جو یعقوب نے خود اُن کو دیا تھا۔ جب

۷۴۵ ق م سے ۷۲۱ ق م تک یہ قبائل اسوریوں کی اسیری میں چلے گئے تو پہلو ٹھے کا حق اور اسرائیل کا نام تلف ہوتا محسوس ہوا۔ تاہم مسیح کا سلسلہ نسب جنوبی قوم یہوداہ میں محفوظ تھا۔ یہوداہ کا بلاواشیلوہ کو زمین پر پیدا کرنا تھا، جسے دُنیا کے گناہوں کے لیے پہلے پرندے اور پہلے بکرے کے طور پر مرنا تھا۔

یہوداہ کے گھرانے کو ۶۰۴ ق م میں فتح کیا گیا اور ستر برس کے لیے بابل کی اسیری میں بھیج دیا گیا۔ وہ دوبارہ ۵۳۴ ق م میں اپنے سابقہ علاقے میں واپس آئے۔ لیکن اسرائیل کے قبائل اپنے یہوداہ کے بھائیوں کے ساتھ واپس نہ آئے۔ اِسے تمام مورخین بہ خوبی جانتے ہیں، کیوں کہ اِس کا ذکر تمام قدیم دستاویز میں موجود ہے۔ یہودیہ کے پہلی صدی کے مورخ یوسفیس نے Antiquities of the Jews, XI, v,2 میں لکھا:

''۔۔۔لیکن پھر اسرائیل کے سبھی لوگ اُس ملک میں رہے، اِس لیے ایشیا اور یورپ میں صرف دو قبیلے رومیوں کے تابع ہیں، جب کہ دس قبائل ابھی تک فرات کے پار ہیں اور یہ ایک بے پایاں ہجوم ہے اِن کا اندازاُن کی تعداد سے نہ لگایا جائے۔''

مسیح اور رسولوں کے زمانے میں، اسرائیل کے دس قبائل کا ٹھکانہ کافی معروف تھا۔ اُن کی آبادی بحیرہ اسود اور بحیرہ کیسپین کے آس پاس کے علاقوں میں کثرت سے پھیل گئی جہاں سات سو سال پہلے اسوریوں نے اُنہیں جلاوطن کیا تھا۔ اُس وقت تک وہ پارتھی سلطنت کے اہم ترین لوگ بن چکے تھے جو اپنی قدامت اور طاقت میں رومی سلطنت کے مدمقابل تھی، جو فرات سے ہندوستان تک ۶۴ ق م سے ۲۲۵ عیسوی تک حکومت کر رہی تھی۔ عموماً دریائے فرات پارتھین اور رومی سلطنت کے درمیان ایک تسلیم شدہ سرحد تھی۔ اِس لیے یوسفیس لکھتا ہے کہ اسرائیل کے دس قبائل اِس سرحد کے پار پارتھیا میں رہتے تھے۔ دراصل رالنسن (Rawlinson) کی کتاب The Sixth Great Oriental Monarchy کے صفحہ ۱۶ کے مطابق: ''یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اُن کے نام کا مطلب 'جلاوطن' ہے۔'' اگرچہ کوئی اِس بات کو یقینی طور پر ثابت نہیں کر سکتا کہ اُن کا نام کس جلاوطنی کا ذکر کرتا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ اُس نے اِس علاقے میں اسرائیل کی جلاوطنی کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۹ ق م میں سیلوسیڈ (Seleucid) سلطنت جو یہودیہ کو کنٹرول کر رہی تھی اُسے پارتھیوں کے ہاتھوں جنگ میں شکست ہوئی، اور بادشاہ انطاکس اپنے تین لاکھ سپاہیوں سمیت مارا گیا۔ اِس نے مکابیوں کو

قائل کیا کہ وہ اپنی آزادی پر زور دیں اور اپنے ہمسائیوں کو فتح کریں اور پھر سے اپنی بادشاہت کو قائم کریں۔ یہودیہ ۶۳ ق م میں رومی سلطنت کے زیر تسلط آ گیا جب پومپئی نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا۔ لیکن جب رومی جنرل کراسس نے دس سال بعد پارتھیا پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو اُس کی آدھی فوج ماری گئی اور دُوسرے چوتھائی حصے کو گرفتار کر لیا گیا۔ کراسس خود اِس لڑائی میں مارا گیا۔ چالیس قبل از مسیح میں پارتھیوں نے شام اور یہودیہ کو فتح کیا اور رومیوں کو ایشیا کوچک سے باہر دھکیل دیا۔ اِس وقت اُنھوں نے اینٹی گونس (Antigonus) کو یہودیہ کے تخت پر بٹھا دیا۔ اُس نے ۳۷ ق م تک بہ طور پارتھی گورنر حکومت کی، جب ہیرودیس نے روم کی طرف سے یروشلیم کو فتح کیا۔ جب یسوع کی پیدایش ہوئی تو یہی ہیرودیس بادشاہ تھا۔

اُسی وقت مارک انتھونی نے ایک لاکھ تیرہ ہزار فوجیوں کے ساتھ پارتھیا پر حملہ کر دیا لیکن پسپائی اختیار کرنے سے پہلے اُس کے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے۔ اگلا نازک مرحلہ اُس وقت پیش آیا جب دو قبل از مسیح کے اواخر میں مجوسی نئے ''یہودیوں کے بادشاہ'' کو تاج پہنانے آئے۔ مجوسی، پارتھی امرا کا ایک طاقت ور طبقہ تھا اور شاید نئے بادشاہ کے لیے اپنے تحائف کی حفاظت کے لیے اُن کے ساتھ بہت سے دستے بھی تھے۔ متی ۲:۳ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ نہ صرف ہیرودیس بادشاہ بلکہ ''یروشلیم کے سب لوگ'' اِس آمد سے گھبرا گئے۔ تاریخ بیان کرتی ہے کہ اگلے سال (ایک قبل از مسیح) پارتھیا پر ایک اور رومی حملے کو دریائے فرات کے وسط میں ایک غیر جانبدار جزیرے پر گفت وشنید کے ذریعے بمشکل ٹال دیا گیا۔ اِس گفت وشنید کے نتیجے میں اگلے پچاس سالوں تک دونوں طاقتوں کے درمیان امن قائم رہا، جس سے مسیحیت کو جنگ کے بغیر پنپنے کا سنہری موقع ملا۔

اگرچہ اِن باتوں کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں مندرج ہے، مگر بہت کم لوگوں کو پارتھیا یا اسرائیل کے جلاوطن قبائل کے ساتھ اِس کے تعلق کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ پھر بھی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی آبادی (جیسا کہ اِس کی تصدیق یوسفیس نے کی) نے یوسف کے اپنے بیٹے کو افرائیم کا نام دینے کی پیشین گوئی کو پورا کیا جس کا مطلب ''پھل دار'' ہے۔ اگرچہ یہ خُدا کا منصوبہ تھا کہ وہ تقریباً مکمل طور پر کھو جائیں اور ''مردہ'' تصور کیے جائیں کیوں کہ یہ یوسف کے دُوسرے بیٹے منسی کی پیشین گوئی تھی۔ یاد رکھیں منسی کے نام کا مطلب ''بھول جانا یا بسراہٹ'' ہے۔ اُسے یہ نام اِس لیے دیا گیا کیوں کہ خُدا نے یوسف کو اُس کے باپ کا گھر بھلا دیا تھا (پیدایش ۵۱:۴۱)۔ یہ نام اُس وقت کی پیشین گوئی کرتا ہے جب اسرائیل کا گھرانہ اپنے باپ کے

گھر کو بھول جائے گا، بتدریج وہ اسرائیل میں اپنی بنیادوں کے شعور کو کھو دیں گے۔

چناں چہ ہم اِس بات کو شامل کرنے میں جلدی کر رہے ہیں کہ یہ قبائل بھی ''یعقوب کی مصیبت کے وقت'' کے آخری دنوں میں مل جائیں گے۔ کھوئے ہوئے پہلو ٹھے کے حق کو لازمی بحال ہونا چاہیے۔ زمین پر خُدا کی بادشاہی کو ظاہر کرنے کے لیے یوسف کو لازمی طور پر ملنا چاہیے۔

اسرائیل کے قبائل کبھی بھی یہودی نہیں رہے۔ اصطلاح ''یہودی'' محض عہد جدید کے یونانی لفظ Ioudeos، Judean یا Judahite کی مختصر شکل ہے۔ یہودیوں کو مسیح کے زمانے میں قومِ یہودیہ (یا یہوداہ) کی تاریخ کا سراغ لگا کر یہودی کہا جاتا تھا۔ مسیح یہودیہ میں سے آیا جو اسرائیل کے پورے گھرانے کا جائز حکمران تھا، کیوں کہ یہی یہوداہ کا بلاوا تھا۔ اِس کے برعکس اسرائیل کے قبائل جن کی سربراہی یوسف نے کی جو پہلو ٹھے کے حق کا وارث تھا اور جسے خُدا کی بادشاہی کو لانے کے لیے بلایا گیا تھا۔ یہودیوں کو کبھی بھی لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم نہیں سمجھا گیا جو افرائیم کے نام کی پیشین گوئی کو پورا کر سکے اور نہ ہی یہودی کبھی یہ بھولے کہ وہ منسی کے نام کی پیشین گوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔ اِس کی وجہ بہت سادہ ہے، وہ یوسف یا اسرائیل کے گھرانے کے دس قبائل سے نہیں ہیں، یوں وہ یوسف سے وابستہ پیشین گوئیوں کو پورا نہیں کر سکتے۔

ہوسیع نبی نے اسرائیل کے گھرانے کی نبوتی سرنوشت پر بہت زیادہ روشنی ڈالی۔ خُدا نے ہوسیع سے کہا کہ وہ ایک بدکار عورت ''جُمر'' سے شادی کرے تا کہ خُدا کے ساتھ اسرائیل کے گھرانے کے ناقص اور ادھورے سمبندھ کی عکاسی ہو، جنھوں نے جھوٹے معبودوں کی پرستش میں رُوحانی بدکاری کی۔ ہوسیع نے اپنے پہلے بیٹے کا نام ''یزرعیل'' رکھا جس کا مطلب ''خُدا پراگندہ کرتا ہے'' کے ہیں، کیوں کہ خُدا نے اسرائیل کے گھرانے کو پراگندہ کرنے اور اُن کے پہلو ٹھے کے حق کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا (ہوسیع ۱:۴)۔

اسرائیل کی بربادی کو اُس کے دُوسرے بچے کے نام سے مزید وسعت دی گئی، اُس کے بیٹی پیدا ہوئی اور اُس کا نام ''لورُحامہ'' رکھا گیا جس کا مطلب ''کوئی رحم نہیں'' ہے، اُس کا ایک اور بیٹا ہوا جس کا نام لوعمی رکھا گیا جس کا مطلب ہے ''تم میرے لوگ نہیں'' (ہوسیع ۱:۶-۹)۔ ہوسیع کی کتاب کے دُوسرے باب میں نبی اِس سزا کو بہ طور طلاق بیان کرتا ہے۔ یعنی خُدا اسرائیل کے گھرانے کی رُوحانی بدکاری کی وجہ سے اُنھیں طلاق دے رہا تھا۔ خُدا ہوسیع ۲:۲ میں کہتا ہے ''نہ وہ میری بیوی ہے اور نہ میں اُس کا شوہر ہوں۔'' دو صدیوں بعد یرمیاہ نبی نے اپنی کتاب ۳:۸-۱۰ میں اِس طلاق کے بارے میں بتایا:

''پھر میں نے دیکھا کہ جب برگشتہ اسرائیل کی زناکاری کے سبب سے میں نے اُس کو طلاق دے دی اور اُسے طلاق نامہ لکھ دیا تو بھی اُس کی بے وفا بہن یہوداہ نہ ڈری بلکہ اُس نے بھی جا کر بدکاری کی۔ اور ایسا ہوا کہ اُس نے اپنی بدکاری کی بُرائی سے زمین کو ناپاک کیا اور پتھر اور لکڑی کے ساتھ زناکاری کی۔ اور خُداوند فرماتا ہے کہ باوجود اِس سب کے اُس کی بے وفا بہن یہوداہ سچے دل سے میری طرف نہ پھری بلکہ ریاکاری سے۔''

ہوسیع کی اسرائیل کے گھرانے کو خُدا کی طلاق کی پیشین گوئی کے ایک صدی بعد، خُدا نے اُسوریوں کو اسرائیل کے گھرانے کے دس قبائل کو کنعان کی سرزمین میں اپنے گھر سے باہر نکالنے کے لیے برپا کیا۔ اِس جلاوطنی کا آغاز ۷۴۵ ق م میں ہوا اور یہ چوبیس سال جاری رہی۔ آخر کار اُن کے دارالسلطنت سامریہ پر ۷۲۱ ق م میں قبضہ کر لیا گیا۔ خُدا نے اُسے طلاق کے پروانے کے ساتھ اپنے گھر سے باہر نکال دیا جیسا کہ استثنا ۲۴:۱-۴ میں شریعت میں یہ بیان کیا گیا۔ اِس کے باوجود ہوسیع بعد میں اپنی کتاب کے ۲:۱۴ آیت میں کہتا ہے کہ خُدا ایک بار پھر اسرائیل پر فریفتہ ہوگا جب وہ بیابان میں تھے تو وہ ایک بار پھر اُس سے شادی کرے گا، ہوسیع ۲:۱۹-۲۳ میں وہ کہتا ہے:

''اور تجھے اپنی ابدی نامزد کروں گا۔\
ہاں تجھے صداقت اور عدالت\
اور شفقت و رحمت سے اپنی نامزد کروں گا۔\
میں تجھے وفاداری سے اپنی نامزد بناؤں گا\
اور تو خُداوند کو پہچانے گی۔\
اور اُس وقت میں سنوں گا خُداوند فرماتا ہے۔\
میں آسمان کی سنوں گا اور آسمان زمین کی سنے گا۔\
اور زمین اناج اور مے اور تیل کی سنے گی اور وہ\
یزرعیل کی سنیں گے۔\
اور میں اُس کو اُس سرزمین میں اپنے لیے بوؤں گا\
اور لورُحامہ پر رحم کروں گا

اور لوعمی سے کہوں گا تم میرے لوگ ہو
اور وہ کہیں گے اے ہمارے خُدا! ''

بالفاظ دیگر ہوسیع کہتا ہے کہ اگر چہ خُدا نے اسرائیل کے گھرانے کو طلاق دے دی تھی اور اُسے اپنے گھر سے نکال کر اسور کی سرزمین میں بھیج دیا تھا، لیکن خُدا مستقبل میں کسی وقت دوبارہ اُس پر فریفتہ ہوگا اور اُسے اپنی نامزد کرے گا۔ ہوسیع کہتا ہے کہ خُدا نے اسرائیل کے گھرانے کو ہمیشہ کے لیے نہیں نکال دیا بلکہ وہ مستقبل میں اُسے پھر بحال کرے گا۔ ہوسیع کے بیٹے یزرعیل جس کے نام کا مطلب ''خُدا پراگندہ کرتا ہے'' کے ہیں، یہ اسرائیل کی تباہی اور اسور کی سرزمین میں اُس کی جلاوطنی کی پیشین گوئی تھی۔ تاہم یزرعیل کے معنی ''خُدا بکھرتا ہے'' کے بھی ہیں، جیسا ہم نے اُوپر ہوسیع ۲:۲۳ میں دیکھا۔

اِس نام کا دوہرا مطلب ہے کیوں کہ بیج بونے کے لیے اُسے کھیت میں بکھرنا پڑتا ہے۔ اِس پیشین گوئی میں خُدا بنی اسرائیل کے پراگندہ کرنے کے اپنے حتمی ارادے کو ظاہر کرتا ہے۔ اُس نے اُسے دُنیا میں بکھرنے کے لیے ایسا کیا۔ بیج کو زیادہ پھل لانے کے لیے لازمی مرنا پڑتا ہے۔ بنی اسرائیل ایک قوم کے طور پر مرگئی تاکہ وہ آخری وقت تک کھیت (دُنیا) میں چھپی رہے۔ تبھی کھویا ہوا اسرائیل مل جائے گا، جیسے یوسف مصر میں چھپنے کے بعد مل گیا۔

یزرعیل کے معنی بہت سے بیٹے پیدا کرنے کے مقصد سے کھیت (دُنیا) میں بیج (اسرائیل) کے بونے کی عکاسی کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو سمندر کی ریت کی مانند بے شمار ہونا اور ''زندہ خُدا کے بیٹوں'' کے نام سے جانا جانا تھا (ہوسیع ۱:۱۰)۔ کلیسیا کے پورے دور میں ہم تربیت میں بیٹے ہیں۔ یہ تربیت مسیح کے دُوسرے کام یعنی یوسف (پھل دار پودا) کے کام میں اپنی تکمیل کو پہنچے گی جو ہمیں ''لے پالک'' بیٹے بناتا ہے جیسا پولس نے نئے عہد نامے میں بیان کیا ہے۔ جب یسوع مسیح دوبارہ ظاہر ہوگا جس کی تصویر مکاشفہ ۱۹ باب میں ایک سفید گھوڑے پر آتے ہوئے دکھائی گئی ہے، وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے۔ وہ یوسف کے بیٹے کے طور پر آتا ہے، جس کی قبا خون میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یہ دُوسرے پرندے کی شریعت کو پورا کرتا ہے جسے کھلے میدان میں زندہ چھوڑ دیا جاتا تھا۔

اِس پیشین گوئی کی سب سے عمدہ وضاحت ایک مختصر تمثیل میں کی گئی ہے جسے یسوع نے متی ۱۳:۴۴ میں بیان کیا، وہاں وہ کہتا ہے:

''آسمان کی بادشاہی کھیت میں چھپے خزانہ کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے پا کر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اُس کھیت کو مول لے لیا۔''

خروج ۱۹: ۵ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کو خُدا کی ''خاص ملکیت'' کہا گیا ہے۔ جب خُدا نے اِس طرح اسرائیل کو بکھیرا جیسے کھیت میں بویا جاتا ہے تو خُدا نے اسرائیل کو قوموں کے درمیان چھپا دیا، بالکل جیسے یوسف مصر میں چھپا ہوا تھا۔ حزقی ایل ۳۴: ۶ کہتا ہے:

''میری بھیڑیں تمام پہاڑوں پر اور ہر ایک اُونچے ٹیلے پر بھٹکتی پھرتی تھیں۔ ہاں میری بھیڑیں تمام رُوئے زمین پر تتر بتر ہو گئیں اور کسی نے نہ اُن کو ڈھونڈا نہ اُن کی تلاش کی۔''

استثنا ۲۲: ۱-۳ میں شریعت نے حکم دیا کہ ہمیں اپنے بھائی کی کھوئی ہوئی بھیڑ (مال) کی اُس وقت تک دیکھ بھال کرنی ہے جب تک وہ اُس کا دعویٰ کرنے نہیں آ جاتا۔ حزقی ایل ۳۴ باب میں چرواہوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ اُنھوں نے خُدا کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اُس کے واپس آنے تک تلاش کرنے اور اُن کا خیال رکھنے سے انکار کیا۔ کیوں کہ چرواہوں نے اُنھیں تلاش کرنے سے انکار کر دیا، اِس لیے خُدا گیارھویں سے سولھویں آیات میں کہتا ہے:

''کیوں کہ خُداوند خُدا فرماتا ہے دیکھ میں خود اپنی بھیڑوں کی تلاش کروں گا اور اُن کو ڈھونڈ نکالوں گا۔۔۔ میں گم شدہ کی تلاش کروں گا اور خارج شدہ کو واپس لاؤں گا اور شکستہ کو باندھوں گا اور بیماروں کو تقویت دُوں گا لیکن موٹوں اور زبردستوں کو ہلاک کروں گا۔ میں اُن کو سیاست کا کھانا کھلاؤں گا۔''

یسوع اِس پیشین گوئی کو پورا کرنے کے لیے زمین پر آیا۔ اُس نے متی ۱۵: ۲۴ میں کہا ''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' یوں یسوع متی ۱۳: ۴۴ میں بیان کی گئی تمثیل کا آدمی ہے۔ وہ وہی ہے جو اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ کو ڈھونڈتا ہے۔ لیکن یسوع وہ آدمی بھی ہے جس نے تمثیل کے مطابق اُنھیں دوبارہ چھپا دیا۔ اُس نے اپنا سب کچھ بیچ دیا یعنی اُس نے اپنا آسمانی جلال اور الوہیت ایک طرف رکھ دیئے اور بہ طور ایک عاجز آدمی زمین پر آیا، اور آخر کار اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دینے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔

تاہم یہ تمثیل اُس کے کام کو اسرائیل تک محدود نہیں کرتی کیوں کہ وہ محض چھپا ہوا خزانہ خریدنے نہیں آیا

تھا۔ بلکہ اِس کی بجائے اُس نے پورے کھیت (دُنیا) کو خرید لیا تا کہ اِس میں چھپے ہوئے خزانہ کو حاصل کر سکے۔ پرانے وقتوں میں جب لوگوں کے پاس اپنی رقم جمع کرانے کے لیے بنک نہیں ہوتے تھے تو عموماً وہ اپنا خزانہ اپنے کھیت میں چھپا دیتے تھے۔ اگر کسی آدمی کو ایسا خزانہ مل جائے تو وہ قانونی طور پر اُس پر اپنا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ وہ کھیت کا مالک نہیں ہوتا تھا۔ صرف اِسی صورت میں وہ کھیت میں موجود تمام چیزوں کا دعویٰ کر سکتا تھا اگر وہ کھیت کو خرید لیتا ہے۔

یسوع چور نہیں تھا۔ اُسے چھپا ہوا خزانہ مل گیا، اُس نے پورے کھیت کو خرید لیا تا کہ اِس خزانہ پر قانونی طور پر دعویٰ کر سکے۔

یہ تمثیل واضح کرتی ہے کہ یزرعیل کے بارے میں ہوسیع کی پیشین گوئی کیسے پوری ہونی تھی۔ خُدا نے اسرائیل کو ۷۲۱ ق م میں تتر بتر کر دیا یعنی اُنھیں کھیت میں بویا تا کہ اُس کی بادشاہی کے لیے لوگوں کی ایک بڑی فصل کو کاٹا جائے۔ پولس رومیوں ۱۱:۱۱-۱۲ میں اس طرح بیان کرتا ہے:

> ''پس میں کہتا ہوں کہ کیا اُنھوں نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ گر پڑیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ اُن کی لغزش سے غیر قوموں (یونانی: ethnos، 'اقوام') کو نجات ملی تا کہ اُنھیں غیرت آئے۔ پس جب اُن کی لغزش دُنیا کے لیے دولت کا باعث اور اُن کا گھٹنا غیر قوموں (اقوام) کے لیے دولت کا باعث ہوا تو اُن کا بھرپور ہونا ضرور ہی دولت کا باعث ہوگا۔''

مسیح کا دُوسرا کام جو شریعت میں دُوسرے پرندے اور دُوسرے بکرے کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے وہ یوسف کا کام ہے۔ یہ اُس کے پہلے کام کے برعکس ہے جو یہوداہ کا کام ہے۔ یہوداہ کا کام مسیح کو ایک دُکھ اُٹھانے والے خادم کے طور پر لانا تھا جو ہمارے گناہوں کے لیے مرے گا۔ یوسف کا کام تمام اقوام میں بادشاہی کی خوش خبری کی منادی کے وسیلہ دُنیا کو بچانا تھا۔

خُدا کا منصوبہ واقعی حیرت خیز ہے۔ اُس نے پہلے سے مقرر کر دیا کہ اسرائیل ٹھوکریں کھائے تا کہ دُنیا اُن کے دوبارہ جمع ہونے سے بچ جائے۔ اِس منصوبے کا سب سے عمدہ بیان خود یوسف کی زندگی میں ہے۔ جب یعقوب مر گیا تو یوسف کے بھائی یہ سوچ کر اپنی زندگیوں کے لیے خوف زدہ ہوئے کہ وہ سالوں پہلے اُسے غلام کے طور پر مصر میں بیچے جانے کا بدلہ اُن سے لے سکتا ہے۔ تاہم یوسف نے واضح طور پر ایک بڑے منظر نامے کو دیکھا، کیوں کہ ہم پیدائش ۵۰:۱۹-۲۰ میں پڑھتے ہیں:

''یوسف نے اُن سے کہا مت ڈرو۔ کیا میں خُدا کی جگہ پر ہوں؟ تم نے تو مجھ سے بدی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن خُدا نے اُسی سے نیکی کا قصد کیا تا کہ بہت سے لوگوں کی جان بچائے چناں چہ آج کے دِن ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اِس لیے مت ڈرو۔ میں تمھاری اور تمھارے بال بچوں کی پرورش کرتا رہوں گا۔ یوں اُس نے اپنی ملائم باتوں سے اُن کی خاطر جمع کی۔''

ایمان کا یہ بیان خُدا کے مقصد اور منصوبے کو سمیٹتا ہے کہ کیوں یوسف کو مصر میں غلام کے طور پر بیچ دیا گیا۔ یہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ خُدا خود ایک بھلے طویل المدتی منصوبے کے ساتھ اِن واقعات کے پیچھے تھا۔ یوسف نے جو کچھ اپنی ذاتی صورت حال کے بارے میں کہا وہ آیندہ سالوں میں اسرائیل کے گھرانے پر بھی قابل اِطلاق تھا۔ خُدا چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کا تتر بتر کیا جانا آخر کار دُنیا کی نجات کا باعث بنے یعنی یہ ''بہت سے لوگوں کو زندہ بچانا'' تھا۔

اسرائیل کا گھرانہ کیسے کھو گیا؟

جب اسرائیل کی بربادی کے متعلق ہوسیع کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں (جیسا کہ ۲۔سلاطین ۱۷:۶، ۹:۱۸ میں درج ہے)۔ تو دُوسری اقوام نے اُسے ''اسرائیل'' نہیں کہا۔ اُس وقت اُن کو Beth-Ghomri، Beth-Khumri یا ''عمری کے گھرانہ'' سے جانا جاتا تھا۔ عمری اسرائیل کے عظیم بادشاہوں میں سے ایک تھا (ا۔سلاطین ۱۶:۲۵) اور وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے اُسور کے ساتھ تعلق استوار کیے۔ عمری اسرائیلی بادشاہ اخی اب کا باپ تھا، عمری (اِسے قدیم عبرانی میں گھومری/Ghomri بولا جاتا) کا ذکر بہت سے قدیم پتھروں پر بھی ملتا ہے جن میں سلمنسر کا مشہور سیاہ مربع مینار بھی شامل ہے۔ سلمنسر ایک اُسوری بادشاہ تھا جس نے اسرائیلیوں کو مفتوح کیا اور اُنھیں اسیر کر کے اُسور لے گیا۔ ۲۔سلاطین ۹:۱۸-۱۱ میں ہم اِس کے متعلق پڑھتے ہیں:

''اور حزقیاہ بادشاہ کے چوتھے برس جو شاہ اسرائیل ہوسیع بن ایلہ کا ساتواں برس تھا ایسا ہوا کہ شاہِ اسور سلمنسر نے سامریہ پر چڑھائی کی اور اُس کا محاصرہ کیا۔ اور تین سال کے آخر میں اُنھوں نے اُس کو لے لیا یعنی حزقیاہ کے چھٹے سال جو شاہِ اسرائیل ہوسیع کا نواں برس

تھا سامریہ لے لیا گیا۔ اور شاہِ اسور اسرائیل کو اسیر کر کے اسور کو لے گیا اور اُن کو خلح میں
جوزان کی ندی خابور پر اور مادیوں کے شہروں میں رکھا۔"

گھومری نام ہوسیع کی بیوی جمر کی خفیف سی ترمیم شدہ صورت ہے۔ مزید برآں یہ ہوسیع بادشاہ کی حکومت کا زمانہ تھا کہ اسرائیل اسیری میں چلا گیا۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہوسیع نبی اور اُس کی بیوی جمر بذاتِ خود ایک پیشین گوئی تھے کہ ہوسیع بادشاہ اور اسرائیل (گھومری) کو اسیر کر لیا جائے گا۔ نبی اور اُس کی بدکار بیوی کا نام پیشین گوئی کے طور پر رکھا گیا اور یہ پیشین گوئی دو صدیوں بعد ہوسیع بادشاہ اور گھومری یعنی اسرائیل کے ذریعے پوری ہونا شروع ہوئی۔ یہ ایک بہت ہی غیر معمولی پیشین گوئی تھی جسے زیادہ تر نبوتی تعلیم میں دُرُست طور پر نہیں سمجھا جاتا۔

خُدا نے دیکھا کہ اسرائیل کھو جائے گا اور اُسے مُردہ سمجھا جائے گا، جیسے اُن کے باپ یوسف کو کئی سال پہلے سمجھا گیا۔ خُدا نے ایسا اُن سے اسرائیل کے پہلوٹھے کا حق ختم کرنے سے کیا۔ جیسے یوسف کو ایک نیا نام دیا گیا اُسی طرح اسرائیل کو بھی نیا نام دیا گیا۔ پیدایش ۴۱: ۴۵ میں ہم پڑھتے ہیں کہ فرعون نے یوسف کا نام صفنات فعنیح رکھا جس کا مطلب "دُنیا کا بچانے والا یا جلالی آرام کا خزانہ"۔ اسٹرونگ کونکورڈینس میں اِس نام کا نمبر ۶۸۴۷ ہے۔ اُس کے نام کا پہلا حصہ "صفنات" ہے، جو لفظ Zaphan یا Tsaphan سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب "ڈھانک کر چھپانا" ہے۔ اسٹرونگ کونکورڈینس میں اِس کا نمبر ۶۸۴۵ ہے۔ یہ یوسف کا نام تھا جب وہ مصر میں چھپا ہوا تھا۔ یہ نام اُس کی نسل کی اُسور میں اسیر کی پیشین گوئی ہے کیوں کہ وہ کھیت میں چھپا ہوا خزانہ ہیں جسے یسوع نے اپنی تمثیل میں بیان کیا۔

ہوسیع کے مطابق اسیری کے دوران اسرائیل کا بنیادی نام جمر یا گھومری تھا۔ آج کے تمام مورخین اِس بات پر متفق ہیں کہ بعد کی صدیوں میں گھومری (Ghomri) نام کے ہجے Khumri، Humria اور Cymri ہونے لگے۔ وہ کیلٹس (Celts) کے جدامجد ہیں جنہوں نے یورپ، ویلز اور آئرلینڈ کا بیشتر حصہ آباد کیا۔ ویلش کے لوگ آج بھی اپنے آپ کو کھمری کہتے ہیں اور اپنے اُس قدیم نام کو استعمال کرنے کو ترجیح دیتے ہیں جو اسوریوں نے اُنھیں دیا اور ہوسیع نے اُس کے متعلق پیشین گوئی کی۔

نبوتوں کے متعلق تعلیم دینے والے بہت سے اساتذہ آج جانتے ہیں کہ یہ لوگ "جمر" سے تھے لیکن وہ پیدایش ۱۰: ۲ میں جمر کے ساتھ اُس کی شناخت کرنے کی غلطی کرتے ہیں۔ وہ جمر ہوسیع کی بیوی کی بجائے

یافت کا بیٹا تھا۔ اِس وجہ سے بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یورپ کے کاکیشیائی لوگ اسرائیل کی بجائے یافت سے ہیں۔ یہ ایک واضح غلطی ہے۔ اِس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ اسوری دستاویز میں مذکورہ گھومری یافت کی نسل سے ہیں۔ بلکہ وہ تمام یادگاریں اسرائیل کی ''عمری کے گھرانے'' (Ghomri) سے شناخت کراتی ہیں۔

خُدا نے کس احسن طریقہ سے یوسف یعنی اسرائیل کی اولاد کو یافت کے بیٹے کا نام دے کر چھپا دیا۔ کیا کوئی شک کر سکتا ہے کہ خُدا نے منسی کے نام کی پیشین گوئی کو پورا کرنے کے لیے یہ الجھن پیدا کی؟ اور یہ ہوسیع نبی سے واضح طور پر ثابت شدہ ہے جس کی بیوی کا نام یافت کے بیٹے جیسا تھا۔ خُدا نے دیکھا کہ اسوری لوگوں نے اسرائیلیوں کو بحیرہ اسود اور بحیرہ کیسپین کے درمیان قفقاز کے پہاڑوں کے جنوب میں واقع علاقے میں جلاوطن کر دیا۔ چوں کہ اُن میں سے بہت سے لوگ قفقاز کے پہاڑوں سے ہجرت کر کے یورپ میں داخل ہوئے، اِس لیے مورخین اُنھیں کاکیشیائی کہتے ہیں۔

بہستون (Behistun) چٹان (فارس کے دارااول کا مقبرہ) ایک پہاڑ ہے جس کے اُوپر تین زبانوں میں اُن تمام نسلی گروہوں کو کندہ کیا گیا ہے جس پر اِس بادشاہ نے حکومت کی۔ اُن میں گمیری (گھومری) بھی تھے۔ اِس متوازی کندہ کاری میں اُنھیں Scythians (جس کا تلفظ Sakka ہے) کہا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر، بہستوں چٹان پہاڑ پر کندہ کیا گیا ایک قدیم نوشتہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو ایک زبان میں گھومری کہا گیا، جسے دُوسری قومیں Scythians (Sakka) کہتی تھی۔ دراصل یہ وہی لوگ ہیں۔ ہیروڈوٹس کی یونانی تاریخ کی کتابوں میں اُن لوگوں کو Sacae کہا گیا۔ رومی تاریخ کی کتابوں میں اُنھیں Saxons کہا گیا ہے۔ یہ سبھی ایک ہی تھے، لیکن اُن کے نام اُن کے متعلق لکھنے والے مورخین کی زبان کے مطابق مختلف تھے۔ درحقیقت وہ اسرائیلی تھے، یا زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ وہ پراگندہ ہونے والے سابق اسرائیلی تھے جن سے خُدا نے پہلوٹھے کا حق واپس لے لیا تا کہ اُنھیں اخیر زمانے تک دُنیا میں چھپایا جا سکے۔

ہم اب اخیر زمانے میں ہیں۔ یوسف مل چکا ہے۔ وہ کئی سالوں سے ظاہری نگاہوں سے پوشیدہ تھا۔ کھوئے ہوئے پہلوٹھے کے حق کو اب بحال کیا جا رہا ہے۔ جلد ہی خُدا کے بیٹے ظاہر ہوں گے۔ مسیح کا دُوسرا کام ہم پر ہے اور یہ خُدا کی بادشاہی کو مکمل طور پر ظاہر کر دے گا، یہ اب کھیت میں چھپے خزانے کی مانند نہیں رہے

گا۔

یہودی قوم کا ''اسرائیل'' بائبل کا اسرائیل نہیں ہے۔ یہوداہ کو اسرائیل کا نام نہیں دیا گیا، اور نہ ہی وہ پہلوٹھے کے حق کے وارث ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں اُنھوں نے یوسف کے بلاوئے کو پورا کرنے کی کوشش میں اسرائیل کے پہلوٹھے کے حق کے نام پر قبضہ کر لیا، لیکن وہ ممکنہ طور پر خُدا کے بیٹوں کو پیدا نہیں کر سکتے، کیوں کہ اُنھیں اِس مقصد کے لیے نہیں بلایا گیا۔ یہوداہ کے بلاوے کی حد شیلوہ کو پیدا کرنا تھا، اور اُنھیں نے یہ کام دو ہزار سال پہلے پورا کر دیا۔ (بائبلی پیشین گوئی میں اسرائیلی ریاست کے کردار کے مکمل مطالعے کے لیے ہماری کتاب ''پہلوٹھے کے حق کے لیے جدوجہد'' کو دیکھیں)

لاوی کے قبیلے اور ہارون کی نسل کے کاہنوں کو پہلے پرندے اور پہلے بکرے کے کام کو پورا کرنے کے لیے اُسے گناہ کی قربانی کے طور پر پیش کرنے کے لیے بلایا گیا اور اُنھوں نے اپنی ذمہ داری کو بہ خوبی نبھایا۔ لیکن مسیح کے دُوسرے کام میں نہ تو یہوداہ اور نہ ہی لاوی کو خُدا کی بادشاہی قائم کرنے کے لیے بلایا گیا۔ یہ یوسف کے پہلوٹھے کے حق کا بلاوا تھا۔ جب تک ہم یوسف کے بلاوئے کو پورا کرنے کے لیے یہودیوں کی طرف دیکھتے رہیں گے ہم مایوس ہوں گے۔ لیکن وہ دن قریب ہے جب خُدا اِس معاملے کو واضح کر دے گا، کیوں کہ اُس نے حزقی ایل کے چونتیسویں باب میں کہا کہ وہ خود اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرے گا اور اُنھیں ڈھونڈ لے گا۔

بنونی یعنی بنیمین اور بیت لحم یعنی افراتہ

یعقوب کی بیوی راخل نے بیت لحم میں بنیمین کو جنم دیا (پیدایش ۳۵:۱۶-۳۵)۔ جب راخل بنیمین کو جنم دے رہی تھی تو مرتے مرتے اُس نے اُس کا نام بنونی رکھا جس کا مطلب ہے ''میرے غم کا فرزند''۔ یسوع کو بھی مردِ غم ناک اور رنج کا آشنا کہا جاتا ہے (یسعیاہ ۵۳:۳)۔ اپنی پہلی آمد میں وہ بیت لحم میں پیدا ہوا جو کہ اُس کے پہلے کام (مرنا) کی جگہ کی نشان دہی کی پیشین گوئی ہے۔ مریم کو اُسے دُکھ میں اور مرتا دیکھنا برداشت کرنا پڑا، جو کہ راخل کی موت کے تجربے کی مثل ہے۔ تاہم یعقوب نے اپنے بیٹے کا نام بنیمین رکھا جس کا مطلب ''میرے دائیں ہاتھ کا بیٹا'' ہے (پیدایش ۳۵:۱۶-۱۸)۔ یہ مسیح کے دُوسرے کام کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیوں کہ بہ طور مردِ غم آنے کے بعد وہ آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کی دہنی طرف بیٹھ گیا (مرقس ۱۶:۱۹)۔

میکاہ نے پیشین گوئی کی کہ یسوع بیت لحم افراتاہ میں پیدا ہوگا (میکاہ ۵:۲)۔ یہ دونوں نام مسیح کے دو کاموں کی شان دار پیشین گوئی ہیں۔ یسوع یہوداہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا (متی ۲:۱)۔ یعنی اُس کی پہلی آمد یہوداہ کے کام کی تکمیل تھی۔ تاہم اُس کی آمد ثانی یوسف کے کام کو پورا کرے گی اور افراتاہ محض افرائیم کے نام کی واحد شکل ہے۔ لہٰذا میکاہ کی پیشین گوئی دراصل مسیح کی دونوں آمدوں یعنی پہلی یہودیہ (یہوداہ) اور دُوسری یوسف (افرائیم) پر مشتمل ہے۔

جب راخل بنیمین کو جنم دیتے ہوئے مرگئی تو وہ افراتاہ کے سفر پر تھی۔ افراتاہ اُس کے دُوسرے کام یعنی فرزیت کا ایک نبوتی حوالہ ہے، جہاں مسیح پھل دار ہوتا ہے اور ہمارے لیے اپنے آپ کو زمین میں پیدا کرتا اور بہت سے بیٹوں کو جلال میں لاتا ہے۔ یوسف کو ایک پھل دار پودا کہا گیا ہے (پیدایش ۴۹:۲۲)۔ یہاں فرزندیت کا وعدہ کیا گیا ہے جو مسیح کے دُوسرے کام کا ایک حوالہ ہے جس کی شرطِ لازم پہلے کام کی تکمیل ہے۔ اِس سے پہلے کہ مسیح دُوسرے بکرے کے طور پر گناہ کو ختم کرنے کے لیے آئے کسی کو بھی لازمی پہلے اپنے گناہوں کو یسوع مسیح کے خون سے ڈھانپنے کی ضرورت ہے۔

کالب اور یشوع

نئے عہد نامہ کا نام ''یسوع'' پرانے عہد کے نام ''یشوع'' کا مترادف ہے (دیکھیں عبرانیوں ۴:۸ جہاں یشوع کو یسوع کہا گیا ہے)۔ یشوع موسیٰ کا جانشین تھا جس نے اسرائیل کو وعدے کی سرزمین تک پہنچایا۔ وہ مسیح کی مثل ہے۔ لیکن یشوع یہوداہ کے قبیلے سے نہیں تھا، بلکہ اُس کا تعلق یوسف کے بیٹے افرائیم کے قبیلے سے تھا (گنتی ۱۳:۸)۔ موسیٰ نے کنعان میں بارہ جاسوسوں کو بھیجا اور اُن کی فہرست گنتی ۱۳ باب میں دی گئی ہے۔ چھٹی آیت ہمیں بتاتی ہے کہ کالب کا تعلق یہوداہ کے قبیلے سے تھا جب کہ آٹھویں آیت کہتی ہے کہ یشوع افرائیم کے قبیلہ سے تھا۔

> ''اور یہوداہ کے قبیلہ سے یفنہ کا بیٹا کالب ۔۔۔ اور افرائیم کے قبیلہ سے نون کا بیٹا ہوسیع۔'' (گنتی ۱۳:۶-۸)

سولھویں آیت ہمیں بتاتی ہے کہ ہوسیع اصل میں یشوع ہے:

> ''یہی اُن لوگوں کے نام ہیں جن کو موسیٰ نے ملک کا حال دریافت کرنے کو بھیجا تھا اور نون

کے بیٹے ہوسیع کا نام موسیٰ نے یشوع رکھا۔‘‘ (گنتی ۱۳:۱۶)

یہ وہ دو جاسوس تھے جن کا ایمان تھا کہ وہ وعدے کی سر زمین میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دُوسرے دس جاسوسوں نے بُری خبر دی۔ لوگوں نے بُری خبر پر یقین کیا اور اِس بات نے اُس نسل کو کنعان میں داخل ہونے کے لیے نا اہل کر دیا۔

کالب اور یشوع دونوں مسیح کی مثل ہیں۔ یہوداہ کے قبیلے سے تعلق رکھنے والا کالب مسیح کی پہلی آمد میں اُس کی مثل ہے جب کہ افرائیمی یشوع مسیح کی دُوسری آمد میں اُس کا مثل ہے۔ وہ دونوں ہی بہت اہم تھے، کیوں کہ وہ اُس کی بادشاہی کے قیام میں خُدا کے دو گواہ تھے۔ جب یسوع دو ہزار سال پہلے بیت لحم میں پیدا ہوا تو وہ یہوداہ کے قبیلے میں پیدا ہوا جس نے کالب کی گواہی کو پورا کیا۔ اِس سے پہلے کہ ہم پینتکست کے بیابان سے نکلیں اور عیدِ خیام کے وعدے کی سر زمین میں داخل ہوں اُسے لازمی افرائیمی یشوع کے طور پر دوبارہ آنا چاہیے۔

بائبل کے بہت سے علما اِس بات کو جانتے اور سمجھتے ہیں کہ خُدا کی بادشاہی کی طرف رہنمائی کرنے میں یشوع مسیح کی مثل ہے۔ یسوع عبرانی نام یشوع کی یونانی شکل ہے۔ بے شک بہت سے لوگ اِس بات سے حیران ہوئے ہوں گے کہ یشوع یہوداہ کے قبیلے سے کیوں نہیں جیسے یسوع اُسی قبیلے سے تھا۔ مسیح کے دو کاموں اور یہوداہ اور یوسف کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے نبوتی تصویر واضح ہو جاتی ہے۔ اپنی دُوسری آمد میں وہ لازمی بہ طور یوسف آئے گا جسے پہلوٹھے کا حق دیا گیا، تا کہ وہ زمین پر خُدا کے بیٹوں کو ظاہر کرے۔ یہ عیدِ خیام کے ذریعے کیا جائے گا۔

بارھواں باب

یوناہ کا نشان

ہم نے دو کبوتروں اور دو بکروں کے متعلق مطالعہ کیا کہ وہ کیسے مسیح کے دو کاموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کبوتر کوڑھ سے پاک ہونے کی تصویر کشی کرتے ہیں اور بکرے پاک مُقدس کے صاف ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔ فانی موت کی فطرت ہمیں رُوحانی کوڑھی بناتی ہے، جسے پاکیزگی کی ضرورت ہے اور ہم رُوح القدس کی ہیکل کا پاک مقام ہیں۔ ہم نے اِس بات کو ظاہر کیا کہ کس طرح یہوداہ اور یوسف کا اطلاق مسیح کے دو کاموں اور آج کے زمانے میں ہمارے سامنے منکشف ہونے والے واقعات پر ہوتا ہے۔ اپنے مطالعے کے آخری حصہ میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح یوناہ کی کتاب بڑی صراحت سے اُن نمونوں اور اشاروں کی وضاحت کرتی ہے۔ یوناہ کی کہانی ایک دل خراش تصویر کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے جو ہمیں اپنے رویوں کا جائزہ لینے کی ترغیب دیتی ہے۔

جب فقیہوں اور فریسیوں نے متی ۱۲ باب میں نشان مانگا تو یسوع نے کہا کہ اُنھیں یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان نہیں دیا جائے گا۔ یوناہ کے نام کا مطلب ''کبوتر'' ہے اور وہ واضح طور پر احبار ۱۴ باب کے دو کبوتروں کو ظاہر کرتا ہے۔ یوناہ کے کبوتر کا نشان دو حصوں میں بٹا ہوا ہے اور یہ براہِ راست اُن تمام باتوں سے تعلق رکھتا ہے جن کا اب تک ہم نے مطالعہ کیا ہے۔

منادی کرنے کے لیے یوناہ کی پہلی بلاہٹ

جب خُدا نے یوناہ کو نینوہ کے خلاف منادی کرنے کے لیے کہا تو یقیناً وہ اِس سے خوش نہیں تھا۔ کچھ لوگ تو اُسے ''ناخوش نبی'' بھی کہتے ہیں۔ خُدا نے یوناہ کو شمال اور مشرق میں جانے کے لیے کہا اور وہ مغرب میں ترسیس (غالباً سپین) کی طرف چلا گیا۔ خُدا کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے یوناہ نے ایک نبوتی نمونے کو ظاہر کیا جو مسیح کے پہلے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ جب یوناہ جہاز پر بیٹھ کر بھاگ رہا تھا تو سمندر میں ایک طوفان برپا ہوا۔ جہاز پر یوناہ کے ساتھ سہمے ہوئے ناخداؤں نے قرعہ ڈالا (یوناہ ۱:۷) تا کہ دیکھا جائے کہ یہ مصیبت کسی کی وجہ سے اُن پر آئی ہے تو قرعہ یوناہ کے نام نکلا۔ یہ قرعہ ہمیں یومِ کفارہ پر بیابان میں چھوڑے گئے بکرے کے چناؤ

اور صلیب پر چڑھائے جانے والے یسوع کی پوشاک پر ڈالے گئے قرعے کی یاد دلاتا ہے۔ بہر حال ناخداؤں نے یوناہ کو سمندر میں پھینک دیا۔ پھر یوناہ ۱: ۱۷ میں لکھا ہے:

"لیکن خُداوند نے ایک مچھلی مقرر کر رکھی تھی کہ یوناہ کو نگل جائے اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔"

متی ۱۲ باب میں فریسیوں نے یسوع سے اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ وہ مسیح ہے ایک نشان مانگا۔ اُس نے اُن کو اُس طرح کا نشان نہیں دیا جس کی وہ خواہش کر رہے تھے، لیکن اُس نے اُنھیں ایک نبوتی نشان دیا جسے وہ نہ سمجھے۔ متی ۱۲: ۳۸-۴۰ میں لکھا ہے:

اِس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اُس سے کہا اَے اُستاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُس نے جواب دے کر اُن سے کہا اِس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔ کیوں کہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

یہ آیات واضح طور پر یوناہ کو بہ طور مثلِ مسیح پیش کرتی ہیں جس نے فسح کے برّے کے طور پر صلیب پر اپنی جان قربان کر دی۔ لیکن یہ پینتکست کی طرف بھی اشارہ ہے جہاں رُوح القدس نے ہمارے اندر بسیرا کیا۔ رُوح القدس کی بہ طور کبوتر بھی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ یوناہ کے نام کے معنی بھی "کبوتر" ہیں۔ جس طرح یوناہ مچھلی کے پیٹ میں رہا اُسی طرح رُوح القدس ہمارے اندر بسیرا کرتا ہے۔ پنتیکست محض رُوح کی راستی ہے جو خیموں کی عید کے تحت اِس زمانے کے آخر میں مکمل ہوگی۔ خیموں کی عید کے تحت پولس کہتا ہے کہ ہم "سب بدل جائیں گے۔ اور یہ ایک دم میں۔ ایک پل میں۔ پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا کیوں کہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مُردے غیر فانی حالت میں اُٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے" (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۵۱، ۵۲)۔

یونانی کے جس لفظ کا ترجمہ "پل" کیا گیا ہے وہ "atomos" ہے اور اُس کے لغوی معنی ایٹموس (ATOMS) ہیں۔ قدیم زمانوں میں یہ لفظ مادے کے سب سے چھوٹے ذرے کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا، جسے ذیلی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا تھا۔ پولس اِس لفظ کو مادی جسم میں ماہیتی تبدیلی کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے جو اِن بدنوں کو خُدا کا جلال ظاہر کرنے کے قابل بنائے گا جیسا بدن مسیح نے

اپنے جی اُٹھنے کے بعد حاصل کیا۔ یہاں تک کہ صلیب پر اپنی موت سے پہلے اِس ماہیتی تبدیلی کو مختصراً اُس کی جلالی صورت میں تبدیلی کے موقع پر ظاہر کیا گیا۔ اِس قسم کا بدن ہم ''پچھلا نرسنگا پھونکتے'' ہی حاصل کریں گے اور یہ تبدیلی ''ایک پل میں'' ہوگی۔

مندرجہ بالا اقتباس میں یسوع نے مچھلی کے پیٹ کو زمین کے قلب سے مماثل کیا۔ اِس لیے ہم مچھلی اور زمین دونوں پر ہیں، جہاں کبوتر کو رہنا تھا۔ ابتدائی کلیسیا مسیحیوں کی شناخت کے لیے مچھلی کا نشان استعمال کرتی۔ اِس لیے جب آدم کو زمین کی مٹی سے بنایا گیا تو اُس کا نام (عبرانی:adama، ''مٹی'') بھی زمین کے نام پر رکھا گیا، یہ واضح ہے کہ رُوح القدس زمین کے انسانوں میں بستا ہے۔

مچھلی کے پیٹ میں کچھ دن رہنے کے بعد یوناہ کو خشکی پر اُگل دیا گیا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جب یوناہ کو خشکی پر اُگلا گیا تو مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے اُس کی جلد سفید ہو چکی ہوگی۔ مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا ''آخری نرسنگے'' پر مُردوں کے جی اُٹھنے کے نمائندگی کرتا تھا، اُس کے تجربے کی علامتی نوعیت کی وجہ سے امکان غالب ہے کہ مچھلی نے اُسے اُس سال ستمبر میں نرسنگوں کی عید کے موقع پر اُگلا ہوگا۔

منادی کے لیے یوناہ کی دُوسری بلاہٹ

مچھلی کے تجربے کے بعد، خُدا نے دُوسری بار یوناہ کو نینوہ کے خلاف منادی کرنے کے لیے کہا۔ یہ مسیح کے دُوسرے کام کی پیشین گوئی ہے اور ہمیں کلامِ مقدس میں مسیح کی آمد ثانی کے مقصد کے بارے میں واضح تصور فراہم کرتی ہے۔ یوناہ ۳:۱اور۲ میں لکھا ہوا ہے:

> ''اور خُداوند کا کلام دُوسری بار یوناہ پر نازل ہوا۔ کہ اُٹھ اُس بڑے شہر نینوہ کو جا اور وہاں اُس بات کی منادی کر جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں۔''

یوناہ کی خدمت کا یہ مرحلہ مسیح کے دُوسرے کام کی نمائندگی کرتا، جہاں ارشادِ اعظم مکمل ہو جائے گا اور تمام قومیں اُس کی مطیع ہو جائیں گی۔ اِس دُوسرے کام کو لازماً عیدِ خیام کے مسح کے ماتحت کیا جانا چاہیے، جس وقت غالب آنے والے تبدیل ہو جائیں گے اور اپنی ''سفید پوشاک'' پہن کر مقدسوں کی راست بازی کی نمائندگی کریں گے۔ جب یوناہ سفید ہو گیا تو اُس کا بدن اُس ماہیتی تبدیلی کی پیشگی نمائندگی کرتا تھا جو خیموں کی عید کی تکمیل پر پورا ہونا باقی ہے۔

یوناہ تاریخ کے کچھ بہرہ مند انبیا میں سے ایک تھا، کیوں کہ وہ اپنے دُوسرے کام کی لیاقت کی وجہ سے مثلِ مسیح ہے۔ نینوہ کے معنی ''مچھلی کا گھر'' ہیں اور وہ مچھلی دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ بلاشبہ یوناہ کے تجربے نے نینوہ کے لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ ایک نبی ہے اور اُسے اُن کے مچھلی دیوتا نے بھیجا ہے۔

یہ خُدا کی حاکمیت کی ایک حیرت انگیز مثال ہے کیوں کہ اگر یوناہ اپنی پہلی بلاہٹ پر ہی نینوہ چلا جاتا تو یہ بات قابلِ شبہ تھی کہ نینوہ کے لوگ اُس کے پیغام پر توبہ کر لیتے۔ لیکن یوناہ اپنے مچھلی کے پیٹ میں جانے کے تجربے تک وہاں نہیں گیا۔ اُس کی جلد کا سفید ہونا اِس بات کا صریح ثبوت تھا کہ وہ مچھلی کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اُس کی شہرت اُس کے وہاں جانے سے پہلے پہنچ گئی اور نینوہ کے لوگوں نے سنا کہ اُن کے مچھلی دیوتا نے ایک نبی کو اُن کے لیے پیغام دے کر بھیجا ہے۔ بادشاہ سے لے کر ایک عام شہری تک سب نے توبہ کر لی۔

چوں کہ نینوہ اسور کا دارالسلطنت تھا جس نے اسرائیل کو فتح کیا اور اُسے اسیر بنا لیا۔ اسور کو بڑی مچھلی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ہوسیع ۸:۸۔۹ میں لکھا ہے:

> ''اسرائیل نگلا گیا۔ اب وہ قوموں کے درمیان ناپسندیدہ برتن کی مانند ہوں گے۔ کیوں کہ وہ تنہا گورخر کی مانند اسور کو چلے گئے ہیں۔ افرائیم نے اُجرت پر یار بلائے۔''

اسور بڑی مچھلی کی نمائندگی کرتا اور اسرائیل یوناہ کی تصویر کشی کرتا ہے۔ جس طرح مچھلی نے یوناہ کو نگل لیا اُسی طرح اسور نے بنی اسرائیل کو نگل لیا۔ یوناہ جانتا تھا کہ ایسا ہوگا اِس لیے وہ اسوری قوم کو منادی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ لوگ توبہ کریں، کیوں کہ وہ ہرگز اِس بات کا متمنی نہیں تھا کہ خُدا اِس دشمن قوم پر رحم کرے۔ اِس لیے وہ جہاز پر بیٹھ کر ترسیس کو چلا گیا، ایسا کرنے سے وہ مسیح کے پہلے کام میں اُس کی مثل بن گیا۔

سب اقوام کی صلح

یوناہ کے نشان کا دُوسرا حصہ اِس بات کی پیشین گوئی ہے جو نرسنگوں کی عید کی تکمیل پر مُردوں کے جی اُٹھنے کے بعد واقع ہوگا۔ یوناہ کا مچھلی کے پیٹ (زمین کے قلب) سے نکلنا آخری نرسنگے پر مُردوں کے جی اُٹھنے کی تصویر کشی کرتا ہے۔ وہ سفید (تبدیل) ہو کر مچھلی کے پیٹ سے نکلا۔ اِس کے بعد اُسے نینوہ میں منادی کرنے کے لیے بھیج دیا گیا جو ''خُدا کے دشمنوں'' سمیت تمام اقوام کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب دُنیا خُدا کے

بیٹوں کے ظہور کو دیکھے گی تو وہ آنے والے عالم میں تبدیل ہو جائے گی۔ پھر یسعیاہ ۲:۲-۴ کی پیشین گوئی پوری ہو جائے گی، جہاں لکھا ہوا ہے:

''آخری دنوں میں یوں ہوگا
کہ خُداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا
اور ٹیلوں سے بلند ہوگا اور سب قومیں وہاں پہنچیں گی۔
بلکہ بہت سی اُمتیں آئیں گی اور کہیں گی
آؤ خُداوند کے پہاڑ پر چڑھیں
یعنی یعقوب کے خُدا کے گھر میں داخل ہوں
اور وہ اپنی راہیں ہم کو بتائے گا
اور ہم اُس کے راستوں پر چلیں گے
کیوں کہ شریعت صیون سے اور خُداوند کا کلام یروشلیم سے صادر ہوگا۔
اور وہ قوموں کے درمیان عدالت کرے گا
اور بہت سی اُمتوں کو ڈانٹے گا
اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں
اور اپنے بھالوں کو ہنسولے بنا ڈالیں گے
اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائے گی
اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے۔''

شریعت میں ہمیں مسیح کے دو کاموں کے بنیادی حقائق بتائے گئے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ پہلا کام موت کا کام ہے جب کہ دُوسرا زندہ کام ہے۔ آٹھویں دن کوڑھیوں کے پاک ہونے کے ساتھ دو کبوتروں کا پیش کیا جانا ہم پر اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کسی سال عیدِ خیام کے آٹھویں دن تک یہ کام ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ یوناہ کی کہانی ہمیں مسیح کے دُوسرے کام کی عملی اہمیت کے بارے میں بتاتی ہے۔ یوناہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ یہ منادی کا کام ہی ہے جو سب چیزوں کو یسوع مسیح کے قدموں کے نیچے کر دے گا۔ منادی کے عمل میں یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں سے نکلنے (جی اُٹھنے) کے بعد کلام کی منادی کی، یہ ہم پر اُس کے دُوسرے کام کو ظاہر کرتا

ہے۔ اگر چہ یہ جزوی طور پر پینتکست کے تحت پورا ہوا، لیکن یہ مکمل طور پر اُس وقت تک ظاہر نہیں ہوگا جب تک مُردے نہیں جی اُٹھتے اور خیموں کی عید کی تکمیل پر ماہیتی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

مکاشفہ ۱۹:۱۱ میں یسوع کو ایک سفید گھوڑے پر دکھایا گیا ہے جو خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے۔ یہاں اُسے اپنا دُوسرا کام کرنے کے لیے آتے ہوئے دکھایا گیا ہے، جب وہ سب قوموں کو اپنا مطیع کر لے گا۔ یشوع افرائیمی ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں یسوع مسیح کی طرف سے خُدا کی بادشاہی کی موعودہ سرزمین میں بہ طور افرائیمی لے کر جایا جائے گا نہ کہ بہ طور یہودی۔ یشوع نون کا بیٹا تھا جس کا مطلب ''مچھلی'' ہے۔ اُسی طرح یوناہ بھی مچھلی کے پیٹ سے نکلا جب مچھلی نے یوناہ کو خشکی پر اُگل دیا، یہ نئی زندگی میں اُس کے جی اُٹھنے کا دن تھا۔

مسیح کے دُوسرے کام کے پیغام کا خلاصہ ۲۔کرنتھیوں ۵:۱۸-۲۰ میں کیا گیا ہے:

> ''اور سب چیزیں خُدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل کر لیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی۔ مطلب یہ ہے کہ خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کر لیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے۔ پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں۔ گویا ہمارے وسیلہ سے خُدا التماس کرتا ہے۔ ہم مسیح کی طرف سے منت کرتے ہیں کہ خُدا سے میل ملاپ کر لو۔''

جب خُدا اپنے لوگوں کو عیدِ خیام کے مسح میں قوموں کے درمیان بھیجتا ہے تو وہ اِس پیغام کی منادی کریں گے۔ نینوہ کو خُدا کی بادشاہی سے ختم کر دیا جائے گا کیوں کہ دُنیا کے لوگ اُس وقت توبہ کریں گے جب وہ خُدا کی محبت کو اُس کے بیٹوں اور بیٹیوں سے ظاہر ہوتی دیکھیں گے۔ اُس وقت کچھ لوگ یوناہ کی طرح کا منفی رویہ رکھیں گے اور وہ بالکل خوش نہیں ہوں گے جب خُدا قوموں کو بچائے گا۔ یوناہ کی کتاب کے چوتھے باب میں ہم دیکھتے ہیں کہ یوناہ نینوہ کے لوگوں کو بچانے کی وجہ سے خُدا سے ناراض ہوتا ہے۔ اُس کا یہ رویہ ہمیں بہت اہم سبق سکھاتا ہے۔ کچھ مسیحی یہ پختہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خُدا کو لازماً قوموں کی عدالت کرنی چاہیے، وہ لوگ نہایت پریشان ہوں گے جب خُدا اُن کو توبہ کے لیے مائل کرے گا تا کہ وہ دُنیا کے ساتھ اپنا میل کر سکے۔

یقیناً یہ سچ ہے کہ خُدا گناہ کی عدالت کرتا ہے۔ یہی الٰہی شریعت ہے۔ تاہم جب گناہ گار توبہ کرتے ہیں

تو اُن کی عدالت مسیح کے صلیب پر کام کے وسیلے کی جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ موجودہ صورت حال اتنی بگڑ چکی ہے کہ خُدا ابھی اُسے پلٹ نہیں سکتا اور اُسے زمین کو تباہ کرنا پڑے گا۔ یوناہ کی کہانی کسی اور سمت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ دانش مندانہ ہوگا کہ ہم اِس بات کو یقینی بنانے کے لیے اپنے دلوں کا جائزہ لیں کہ ہم تب ہی خُدا کے ساتھ خوشی منائیں گے جب وہ دُنیا کا نجات دہندہ ہوگا نہ کہ دُنیا کو تباہ کرنے والا۔ اُس بات کو یاد رکھیں جو خُدا نے یوناہ کو ۴: ۱۰-۱۱ میں کہی:

''تب خُداوند نے فرمایا کہ تجھے اِس بیل کا اتنا خیال ہے جس کے لیے تو نے نہ کچھ محنت کی اور نہ اُسے اُگایا۔ جو ایک ہی رات میں اُگی اور ایک ہی رات میں سوکھ گئی۔ اور کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اِتنے بڑے شہر نینوہ کا خیال کروں جس میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ ایسے ہیں جو اپنے دہنے اور بائیں ہاتھ میں امتیاز نہیں کر سکتے اور بے شمار مویشی ہیں؟''

خُدا یہاں یوناہ کے دل کے رویے کی نشان دہی کر رہا ہے۔ ہمیں بھی لازماً محتاط رہنا چاہیے کہ ہم اُس جیسے رویے کے شکار نہ ہوں۔

ہمیں بُرائی سے بچا

یوناہ نے ایک چھپر بنایا جو نبوتی طور پر اُسے ایک ایسے شخص کے طور پر پیش کرتا ہے جو عیدِ خیام یا خیموں کی عید کو پورا کرتا ہے۔ پھر خُدا نے اُسے اُس کی ''تکلیف'' سے بچانے کے لیے کدو کی ایک بیل اُگائی۔ ٦ آیت میں لکھا ہے:

''تب خُداوند خُدا نے کدو کی بیل اُگائی اور اُسے یوناہ کے اُوپر پھیلایا کہ اُس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے اور یوناہ اُس بیل کے سبب سے نہایت خوش ہوا۔''

(یوناہ ۴:٦)

بے شک کدو کی بیل نے یوناہ کے سر پر سایہ ڈالا اور اُسے سورج کی تپش سے بچایا، لیکن اِس کے گہرے معنی خیموں کی عید کے ذریعے تمام برائیوں سے چھٹکارے کو ظاہر کرتے ہیں۔ جب خُدا ہم سب کے لیے ایسا کرے گا تو ہم سب بہت خوش ہوں گے۔ پھر خُدا نے کیوں کدو کی بیل کو کاٹنے کے لیے کیڑا بھیجا؟

یہاں جس عبرانی لفظ (qiqayon) کا ترجمہ ''کدو'' کیا گیا ہے وہ ارنڈے کے تیل کے لیے استعمال ہونے والا عبرانی لفظ بھی ہے یا اِسے لغوی طور پر ''شجرِ قے/ vomit plant'' بھی کہتے ہیں۔جس کسی نے ارنڈے کا تیل چکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسے قے کا تیل کہنے کی کیا وجہ ہے۔خُدا ہمیں دکھا رہا ہے کہ یوناہ کا دل ابھی تک کامل نہیں تھا۔اُسے نینوہ کے بارے میں اپنے دل کی تلخی اور سخت رویے کے متعلق اپنے دل کی مکمل باطنی صفائی کی ضرورت تھی۔اُسے اُس بُرائی کو نکال پھینکنے کی ضرورت تھی جو ابھی تک اُس کے جسم میں موجود تھی۔جیسا ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں ہمارے اندر کی بُرائی کا خاتمہ مسیح کے دو کاموں کے ذریعے ہوتا ہے نہ کہ ایک کام کے ذریعے۔صلیب پر مسیح کا پہلا کام (فسح) ہمارے گناہوں کو ڈھانپ کر ہمیں ایک جواب طلب راست بازی فراہم کرتا ہے، جب کہ خیام کے تحت اُس کا دُوسرا کام تمام گناہوں کو مٹا کر ہمیں حقیقی راست بازی عطا کرتا ہے۔

یوناہ کو بُرائی سے بچانے کے لیے شجرِ قے (vomit plant) نہ ملتا اگر وہ چھپر نہ بناتا۔یوں ہم یوناہ کی کتاب کے مختصر اختتام پر خیموں کی عید اور مسیح کے دُوسرے کام کی جھلک دیکھتے ہیں۔لیکن یہ اس کہانی کی مکمل تصویر نہیں ہے، کیوں کہ خُدا نے بیل کو کاٹنے کے لیے ایک کیڑا بھیجا جس کی وجہ سے یوناہ موت کا آرزو مند ہونے لگا۔اِس کہانی کا اِس سے کیا تعلق ہے؟

> ''لیکن دُوسرے دِن صبح کے وقت خُدا نے ایک کیڑا (عبرانی:towla) بھیجا جس نے اُس بیل کو کاٹ ڈالا اور وہ سوکھ گئی۔اور جب آفتاب بلند ہوا تو خُدا نے مشرق سے لو چلائی اور آفتاب کی گرمی نے یوناہ کے سر میں اثر کیا اور وہ بیتاب ہو گیا اور موت کا آرزو مند ہو کر کہنے لگا کہ میرے اِس جینے سے مر جانا بہتر ہے۔'' (یوناہ ۴:۷)

یہ کوئی عام کیڑا نہیں تھا۔عبرانی متن میں اُسے ''towla'' کہا جاتا ہے، جو ایک کیڑا ہے جس سے قدیم زمانے میں قرمزی رنگ نکالا جاتا تھا۔ہنری مورس (Henry Morris) کی کتاب <u>Biblical Basis for Modren Science</u> کے صفحہ ۷۳ کے مطابق:

> ''جب سرخ نسل کے کیڑے کی مادہ اپنے بچوں کو جنم دینے کے لیے تیار ہوتی تو وہ اپنے جسم کو مستقل اور مضبوطی سے درخت کے تنے کے ساتھ پیوست کر لیتی کہ پھر وہ کبھی بھی اِس سے الگ نہ ہو سکتی۔اُس مادہ کے انڈے اُس کے جسم کے نیچے جمع ہوتے تھے اور وہ

اُس وقت تک وہاں محفوظ رہتے جب تک اُن میں سے لاروا نکل نہیں آتے اور اپنی
زندگی کے اگلے مرحلے میں داخل ہونے کے قابل نہیں ہوتے۔ جیسے ہی وہ مادہ مرجاتی
تو سرخ رنگ کا سیال اُس کے جسم اور اُس کے اردگرد کی لکڑی پر رنگ چڑھا دیتا۔ سرخ
رنگ کے اِن مادہ کیڑوں سے قدیم زمانے میں سرخ تجارتی رنگ نکالا جاتا تھا۔''

یہ ہمیں بتاتا ہے کہ یوناہ کی کہانی میں کیڑے نے چھپر پر سرخ رنگ چڑھا دیا کیوں کہ اُس نے اولاد پیدا کرنے کے لیے اپنی جان دے دی۔ کیا یہ مسیح کی ایک کامل تصویر نہیں، جس نے بہت سے بیٹوں کو جلال میں لانے کے لیے اپنی جان دے دی؟ زبور ۲۲: ۶ میں یسوع مسیح کی صلیبی موت کی پیشین گوئی کرتے ہوئے کہا گیا ہے، ''پر میں تو کیڑا ہوں۔ انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔'' جب یسوع نے جان دی تو اُس کے خون نے صلیب کو سرخ کر دیا، بالکل اُسی طرح جیسے کیڑے نے یوناہ کے زمانے میں درخت کے تنے کو سرخ کر دیا۔

اِس کا ایک دُوسرا مفہوم بھی ہے۔ جو مسیح کے دُوسرے کام میں، احبار ۱۴ باب میں دُوسرے کبوتر کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔ ہم وہاں دیکھتے ہیں کہ دُوسرے کبوتر کو پہلے کبوتر کے خون میں ڈبویا جاتا جسے ذبح کیا جا چکا ہوتا۔ اِسی طرح ہم نے دیکھا کہ جب کیڑا مر جاتا ہے تو بیل کے اُوپر رنگ چڑھ جاتا ہے جو چھپر سے منسلک تھی۔ دُوسرے لفظوں میں خیام پر مسیح کے دُوسرے کام کی بنیاد فسح کے موقع پر صلیب پر کیا جانے والا پہلا کام ہے۔

یہ دونوں کام یا خدمتیں مل کر اُس بُرائی سے نجات دلائیں گی جو ہم سب کے اندر ہے۔ یوناہ کی کہانی میں نبی چھپر کے نیچے بیٹھا تھا، لیکن اُس کے دل کی بدی اُس وقت تک ظاہر نہیں ہوئی اور خون سے ڈھانپی نہ گئی جب تک کیڑا نہ آیا اور اُس نے بیل کو کاٹ نہ دیا۔ پھر اُس کے دل کی بدی ظاہر ہوئی۔ یہاں تک کہ اُس کے مرنے کی آرزو اِس اعتبار سے بھی پیشین گوئی تھی کہ یہ ہمارے زندگی اور کاملیت کے راستے کو عیاں کرتی ہے جو بدن کی موت کے وسیلے سے ہے۔ اِس سے پہلے کہ ہم مسیح کے دُوسرے کام میں اُس کے ساتھ ایک ہوں ہمیں لازماً پہلے صلیب پر اُس کی موت میں ایک ہونا چاہیے۔

کدو اور نینوہ کے درمیان بھی ایک گہری نسبت ہے۔ ایک بڑی مچھلی نے یوناہ کو نگل لیا اور پھر اُسے خشکی پر اُگل دیا، یہ یسوع مسیح کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے کی تصویر کشی کرتی ہے۔ نینوہ کے خلاف منادی کرنے

کے لیے یوناہ کی دُوسری بلاہٹ میں وہ ''مچھلی کے شہر'' (نینوہ) میں جاتا ہے اور ایک چھپر میں بیٹھتا ہے جو خیموں کی عید کی تصویر کشی کرتی ہے۔ یہاں نبی کامل ہونے کے لیے شجر تے کے نیچے بیٹھتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اُگلنا جی اُٹھنے کو ظاہر کرتا ہے کیوں کہ یوناہ مثلِ مسیح ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے یوناہ نے تین دن مچھلی کے پیٹ میں گزارے اُسی طرح یسوع نے بھی تین دن زمین کے قلب میں گزارے۔ جس طرح یوناہ کا مچھلی کے پیٹ سے اُگلا جانا مردوں میں سے جی اُٹھنے کی تصویر کشی کرتا ہے اُسی طرح یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

دُنیا میں ایک جابرانہ نظام ہے جسے نبوتی طور پر نینوہ، مصر اور بابل کہا جاتا ہے۔ یوناہ کی کہانی ایک نبوت ہے کہ مسیح کا دُوسرا کام دُنیا میں توبہ اور سب لوگوں کی نجات کا سبب بننے والا ہے۔ یوناہ اُن کو بچتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا، اور جب خُدا نے اُس شہر کو تباہ نہ کیا تو اُس نے تلخی سے خُدا سے شکایت کی۔ اِس رویے سے اُس نے مسیح کی مانند بننا ترک کر دیا اور مسیحیوں جیسا بن گیا۔ جب خُدا اِس شاندار کام کو کرتا ہے تو ہمیں کبھی بھی تند مزاج نہیں ہونا چاہیے۔ کیا ہم یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ خُدا اُن گناہ گاروں کو تباہ و برباد کرے اور اُن سے ویسا سلوک کرے جس کے وہ حق دار ہیں یا ہم اُن کی نجات کے لیے خوشی منائیں گے؟

یہ بُرا رویہ ہمارے دلوں میں موجود بدی کی وجہ سے پروان چڑھتا ہے اور اِسے لازماً تمام جسمانی انداز فکر کے ساتھ مار دینا چاہیے۔ ایسا صرف اُسی صورت میں ہوگا جب ہمارا دل راست ہوگا اور نینوہ کو اُسی طرح دیکھے گا جیسے خُدا اُسے دیکھتا ہے تو وہ ایک حقیقی محبت بھرے دل سے اُن کو بادشاہی کی خوش خبری سنانے کے لیے تیار ہوگا۔ خیموں کی عید کو اِسی لیے ترتیب دیا گیا کہ ہمارے دل مکمل طور پر دُنیا کے میل ملاپ کی خدمت کے لیے تیار ہوں۔

مسیح کی آمدِ ثانی کے تناظر میں

بہت سے لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مسیح کی آمدِ ثانی میں مسیحیوں کو لے لیا جائے گا، رُوح القدس کو اُٹھا لیا جائے گا اور ایک ''مخالفِ مسیح'' برپا ہوگا جو دُنیا کو خُدا کے خلاف ایک بے معنی جنگ کے لیے متحد کرے گا۔ وہ یہ سکھاتے ہیں کہ پھر خُدا سات سال کے لیے (یا شاید ساڑھے تین سال) دُنیا پر مصیبت بھیجے گا جو دُنیا کی ایک بہت بڑی آبادی، زمین اور سمندر حیات کو تباہ و برباد کر دے گی۔ یہ بات بھی بہت زیادہ سکھائی جاتی ہے کہ

یہودیوں کونہیں اُٹھایا جائے گا، بلکہ وہ زمین پر ہی رہیں گے اور اُن میں سے کم از کم ایک لاکھ چوالیس ہزار اُس وقت تک غیر ایمان داروں کوخوش خبری سنائیں گے جب تک مصیبت کے دَور کے اختتام پر مسیح کلیسیا کے ساتھ واپس نہیں آجاتا۔

یہ تصورات اُن لوگوں کے قائم کردہ ہیں جنھوں نے شاید کبھی بھی مسیح کی آمد ثانی کے قوانین کونہیں پڑھا اور نہ ہی اُنھیں سمجھا ہے۔ چوں کہ ہم نے مذکورہ مواد کا مطالعہ کرلیا ہے اِس لیے اب ہم نئے عہد نامے کی طرف بڑھ سکتے ہیں اور یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اُس کے مصنفین دراصل کیا کہہ رہے تھے۔ اگلے باب میں ہم دکھائیں گے کہ کس طرح ''اُٹھائے جانے'' کو عیدِ خیام کے تناظر میں سمجھا جانا چاہیے۔ ہم دیکھیں گے کہ بائبل میں اِس واقعہ کو ''the harpazo'' یا ''چھین لینا/ اُٹھالینا'' کہا گیا ہے، خاص طور پر یہ تاریخ کا وہ مقام ہوگا جہاں غالب آنے والے جلالی بدن حاصل کریں گے اور مادی اور رُوحانی دائرہ اثر کے درمیان آنے جانے کے قابل ہوں گے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں وہ اُونی سے کتانی ''کپڑے تبدیل'' کرنے کے قابل ہوں گے جیسا حزقی ایل ۴۴ باب میں کہا گیا ہے۔

ہم یہ دیکھیں گے کہ بائبل میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ایمان دار زمین کو سات سالوں کے لیے یا ساڑھے تین سال کے لیے چھوڑ دیں گے۔ دراصل اس تبدیلی کا مقصد جیسا یہ مسیح کے دو کاموں میں ظاہر کیا گیا ہے ''نینوہ'' کے شہریوں کی تبدیلی ہے جو موجودہ ظالم دُنیا کی علامت ہے۔ یہ خوش خبری ایک لاکھ چوالیس ہزار یہودیوں کے ذریعے نہیں بلکہ غالب آنے والوں کے ذریعے سنائی جائے گی۔ اگر ہم مکاشفہ ۷ باب کو ظاہری طور پر سمجھیں اور یہ یقین رکھیں کہ اسرائیل کے ہر قبیلے سے بارہ ہزار غالب آنے والے ہوں گے، مکاشفہ ۷:۵ ہمیں بتاتا ہے کہ صرف یہوداہ میں سے بارہ ہزار شامل ہوں گے۔ کوئی ممکنہ طور پر اِس میں مزید بارہ ہزار بنیمین اور بارہ ہزار لاوی کے قبیلے سے شامل کر کے بڑھا سکتا ہے، کیوں کہ یہ یسوع کے زمانے میں بنی یہوداہ اِن تینوں قبائل پر مشتمل تھے۔ تاہم یہ غلط مفروضہ ہے کہ یہودی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑیں یا وہ اسرائیل کے تمام قبائل کی نمائندگی کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسیحی ابتدا میں مغربی اقوام کے درمیان آباد ہوئے، جہاں بہت سے اسرائیلی اُسور سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ ماہرین آثار قدیمہ اُن کو کاکیشیائی (Caucasian) کہتے ہیں، کیوں کہ اُن میں سے بہت سے لوگ قفقاز (Caucasus) کے پہاڑوں سے گزرے جو بحیرہ اسود اور بحیرہ کیسپین کے

درمیان واقع ہے۔ پھر بھی اُن کی اُتنی ہی تعداد ایشیا کو چک (موجودہ ترکی) کے شمالی حصے میں پھیلی ہوئی ہے جو کپدکیہ، بتونیہ اور پنطس کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں۔ چوتھی صدی میں یہ علاقہ ابتدائی کلیسیا کا خاص گڑھ تھا۔

دُوسرے لفظوں میں ایک لاکھ چوالیس ہزار یہودی مبشرین کا نظریہ جو بڑی مصیبت کے دوران منادی کریں گے اُس وقت کم زور ہونا شروع ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اسرائیلی مسیحیوں کی تعداد یہودی مسیحیوں سے زیادہ ہے۔ اگر تمام اسرائیلی بڑی مصیبت کے دوران زمین پر رہیں گے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ صرف ایشیائی اور افریقی مسیحی ہی اُٹھائے جائیں گے، اور یہ بھی کہ کروڑوں اسرائیلی مسیحی اُس وقت زمین پر ہوں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ اِن نظریات کی بنیاد نہ صرف شریعت بلکہ تاریخ اور آثارِ قدیمہ سے بھی لاعلمی ہے۔ یقیناً ہمارا مقصد تنقید کرنا نہیں ہے، کلامِ مقدس نے پیشین گوئی کی تھی کہ اسرائیل کھو جائے گا اور کئی سال تک مُردہ تصور کیا جائے گا۔ جب یعقوب (اسرائیل) نے پیدایش ۴۸:۱۱ میں یوسف سے کہا ''مجھے تو خیال بھی نہ تھا کہ تیرا منہ دیکھوں گا لیکن خُدا نے تیری اولاد بھی مجھے دکھائی۔'' اُس نے یہ ہمارے زمانے کی پیشین گوئی کی، کلیسیا بھی بہت جلد یہ کہے گی کہ ''ہمیں تو خیال نہیں تھا کہ ہم اسرائیل کے کھوئے ہوئے قبائل کو دوبارہ دیکھیں گے لیکن خُدا نے اب ہمیں اجازت دی کہ ہم پہلوٹھے کے وعدے کی تکمیل کو دیکھیں کیوں کہ اسرائیل نے بہت سے جسمانی اور رُوحانی بچوں کو جنم دیا۔

کیوں کہ دورِ خمسین (Age of Pentecost) اب چل رہا ہے اور ہماری توجہ دورِ خیام پر ہے۔ جیسے ہی خُدا کا منصوبہ منکشف ہوگا تو بائبل اور نبوت کی ایک نئی تفہیم بھی آئے گی۔ اسرائیل کے اُوپر جو پردہ پڑا ہے وہ اب اُٹھنے کے لیے تیار ہے۔ غالب آنے والوں پر سے بھی پردہ اُٹھنے والا ہے تا کہ ارفع طور پر خُدا کا جلال ظاہر ہو۔ یہ خُدا اور اُس کے کلام کے بارے میں ہماری تفہیم میں بیش بہا تبدیلیاں لائے گا اور اِس کے نتیجہ میں پوری دُنیا میں سیاسی نظام اور سماجی رویہ میں انقلاب برپا ہوگا۔ تمام لوگ خُدا کے قوانین اور اُس کے طریقوں کو سیکھنا شروع کر دیں گے، اور وہ اُن کو صرف اپنے انفرادی اعمال پر ہی لاگو نہیں کریں گے بلکہ وہ اُن کا اطلاق قومی قوانین اور حکمت عملیوں پر بھی کریں گے اور یہ سب لوگوں کے لیے آزادی اور جوبلی کا سبب بنے گی۔

تیرھواں باب

حقیقی اُٹھایا جانا

اصطلاح ''اُٹھایا جانا'' ایک بائبلی اصطلاح نہیں ہے۔ یہ ایک الٰہیاتی اصطلاح ہے جسے بہت سے بائبل کے علما نے یونانی لفظ ''harpazo'' کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا، جس کا ذکر ا۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ میں کیا گیا ہے۔ بائبلی اور دُوسرے بہت سے الفاظ کی طرح، مسئلہ اصطلاحات میں نہیں بلکہ لوگوں کی تصریح اور سمجھ میں ہے۔ الفاظ صرف لوگوں کو معنی کی دُرُست تفہیم مہیا کرتے ہیں۔

ہمارا مقصد یا ارادہ لفظ ''اُٹھایا جانا'' پر تنقید کرنا نہیں کیوں کہ اصل مسئلہ یہ لفظ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اِس لفظ کی وضاحت پچھلی دو صدیوں میں اُن لوگوں نے کی جو نرسنگوں کی عید یا عیدِ خیام کے بارے میں بالکل یا بہت کم جانتے تھے۔ اِس کی وجہ سے کلیسیا کے زیادہ تر حصے کو یہ سکھایا گیا کہ جب مسیح آئے گا، مُردے زندہ ہوں گے اور راست باز فوراً آسمان پر ''اُٹھا لیے'' جائیں گے۔ لیکن عید کے دن ہمیں یہ نہیں سکھاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں، نرسنگوں کی عید مُردوں کے جی اُٹھنے کے بارے میں پیشین گوئی کرتی ہے لیکن خیموں کی عید اگلے دو ہفتوں تک پوری نہیں ہوگی۔

یوحنا چھٹے اور ساتویں باب کے نمونے میں، جس کا ہم نے ساتویں باب میں مطالعہ کیا، ہم نے دیکھا کہ پطرس یسوع سے ملنے کے لیے جھیل کے بیچ میں گیا اور یسوع خیموں کی عید منانے اِس عید کے بیچ میں آیا تھا۔ اگرچہ ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کب آئے گا، لیکن تمام نمونے بڑی شدت سے اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسیح عیدِ خیام کے وسط میں آئے گا اور پطرس کی طرح غالب آنے والے اُسے ملنے کے لیے اُس وقت اُٹھائے جائیں گے۔ لیکن یہ نرسنگوں کی عید کے دو ہفتوں کے بعد ہوگا۔

ان نمونوں اور قوانین سے یہ واضح ہے کہ ہمیں مسیح کی دُوسری آمد پر تہ در تہ غور کرنے کی ضرورت ہے، جس کی بنیاد پرانے اور نئے عہد نامہ کے وسیع علم پر ہو۔ اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئیں ا۔تھسلنیکیوں ۴:۱۴-۱۸ کو دیکھیں:

''کیوں کہ جب ہمیں یہ یقین ہے کہ یسوع مر گیا اور جی اُٹھا تو اُسی طرح خُدا اُن کو بھی

جو سو گئے ہیں یسوع کے وسیلہ سے اُسی کے ساتھ لے آئے گا۔

چناں چہ ہم تم سے خُداوند کے کلام کے مطابق کہتے ہیں کہ ہم جو زندہ ہیں اور خُداوند کے آنے تک باقی رہیں گے سوئے ہوؤں سے ہرگز آگے نہ بڑھیں گے۔ کیوں کہ خُداوند خود آسمان سے للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز اور خُدا کے نرسنگے کے ساتھ اُتر آئے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے (یونانی: harpazo، ''اُٹھایا جانا'') تاکہ ہوا میں خُداوند کا استقبال کریں اور اِس طرح ہمیشہ خُداوند کے ساتھ رہیں گے۔ پس تم اِن باتوں سے ایک دُوسرے کو تسلی دیا کرو۔''

یہ حوالہ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ جیسے ہی وہ مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے وہ ''اُٹھائے جائیں'' گے۔ یہ اُن لوگوں نے فرض کر لیا جو نرسنگوں کی عید سے ناواقف تھے۔ پولس ہمیں وہ ترتیب فراہم کرتا ہے جس میں یہ واقعات رونما ہوں گے لیکن وہ وقت کے بارے میں بہت کم یا بالکل کچھ نہیں کہتا۔ شاید اِس لیے کہ اگلی آیات (۵:۱،۲) اِس کے متعلق بیان کرتی ہیں:

''مگر اے بھائیو! اِس کی کچھ حاجت نہیں کہ وقتوں اور موقعوں کی بابت تم کو کچھ لکھا جائے۔ اِس واسطے کہ تم آپ خوب جانتے ہو کہ خُداوند کا دِن اِس طرح آنے والا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے۔''

تھسلنیکے کے مسیحی پہلے سے ہی وقتوں اور موقعوں کے بارے میں جانتے تھے، کیوں کہ وہ عید کے دنوں سے واقف تھے جو اُن وقتوں اور موقعوں کو قائم کرتے ہیں۔ تاہم افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسیحی عید کے دنوں کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ مناسب تعلیم کی کمی کی وجہ سے کلیسیا کے ایک بہت بڑے حصہ کو اُس مواد کی ضرورت پڑ گئی جس پر پولس نے اپنے اِس خط میں بحث نہیں کی۔ اِس لیے ہم نے اِس کتاب کے ابتدائی ابواب میں اُس تعلیم اور مواد پر سیر حاصل بحث کر کے ایک مضبوط بنیاد قائم کر لی۔ پولس کی طرح ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں کہ مزید اُس مواد کو دہرایا جائے۔ البتہ ہم پرانے عہد نامے کے دیگر اقتباسات کی طرف جا سکتے ہیں جنھیں پولس نے بہ طور اپنا ماخذ مواد استعمال کیا۔

مسیح کی آمد کا پہلا قانون

ابتدا سے ہی خُدا کا مقصد تھا کہ وہ تخلیق کے وسیلے خُدا کے فرزندوں کو اپنی شبیہ پر پیدا کرے۔ پہلا آدم گناہ کی وجہ سے ایسا کرنے میں ناکام ہو گیا۔تاہم پچھلا آدم جو یسوع مسیح ہے اُسے اِس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے مقرر کیا گیا۔حوا کو آدم سے لیا گیا اور کلیسیا کو مسیح سے لیا گیا۔مرد اور عورت کی جدائی میں خُدا نے شادی کی ضرورت کو پیدا کیا، تاکہ وہ دونوں ایک نئے اتحاد و یگانگت میں پیوست ہو جائیں۔ پیدایش ۲:۲۲-۲۴ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ اتحاد کس طرح پورا ہوا:

> ''اور خُداوند خُدا اُس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا۔اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اِس لیے وہ ناری کہلائے گی کیوں کہ وہ نر سے نکالی گئی۔ اِس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے۔''

خاص طور پر اِس بات کو یاد رکھیں کہ یہ انسان ہے جو اپنے ماں اور باپ کو چھوڑے گا۔ یہ ایک نبوتی بیان ہے، اور اِس کا اطلاق خاص طور پر پچھلے آدم پر ہوتا ہے جو اپنی دلہن کو لینے آتا ہے۔مسیح کو لازمی اپنے باپ (یہوواہ) اور اپنی ماں (ایل شیدائی) کو چھوڑ کر زمین پر آنا چاہیے تاکہ وہ اپنی بیوی سے متحد ہو سکے۔(اِس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یہوواہ اور ایل شیدائی دو الگ الگ خُدا ہیں؛ وہ محض واحد خُدا کے نر و مادہ مظہر ہیں۔اِس تفریق کا تعلق ذاتی فرق کی بجائے خُدا کے ہمارے تعلق کی مانند ہے۔)

اِس لحاظ سے یسوع مسیح کو آسمان چھوڑ کر دلہن کے گھر زمین پر آنا پڑا۔ایسے نہیں کہ دلہن کو اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آسمان پر اپنے دلہے کے گھر جانا چاہیے۔

یوں جب پولس مسیح کی آمد کے بارے میں بات کرتا ہے، تو وہ ایمان داروں کے بارے میں بات کرتا ہے جو ہوا میں اُس سے ملتے ہیں تاکہ اُسے زمین پر لے جا سکیں، لیکن وہ راست بازوں کے حتمی گھر آسمان پر جانے کے بارے میں بات نہیں کرتا۔تخلیق اور تاریخ کا سب سے بنیادی مقصد آسمان کو زمین پر لانا، مسیح کا زمین پر اپنے آپ کو ظاہر کرنا اور پوری زمین کو خُدا کے جلال سے معمور کرنا ہے۔ یہ زمین پر اُس کی بادشاہی قائم کرنا ہے، نہ کہ زمین کو تباہ کرنا اور آسمان پر بادشاہی قائم کرنا ہے۔اُس کا مقصد رُوحانی بدن کو پیدا کرنا ہے جو

خُدا کے جلال کو ظاہر کرے، جس کی ایک مثل موسیٰ اور یسوع ہماری مثال ہے۔

پیدایش ۲ باب میں خُدا کا بیان جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے، خُدا کے مقصد کا سب سے پہلا بنیادی بیان ہے جو مسیح کی آمد کے لیے نبوتی نمونہ قائم کرتا ہے۔ تاہم یہ ہمیں اُس کے آنے کا طریقہ اور نہ ہی اُس کے آنے کے وقت کے بارے میں کچھ بتاتا ہے۔ یہ تفصیلات آئندہ صدیوں میں سچائی کے ایک ترقی پذیر مکاشفہ میں دُوسرے انبیا کے لیے مخفی ہیں۔ اِس کے باوجود مستقبل کا کوئی بھی مکاشفہ ابتدا میں قائم مسیح کی آمد کے بنیادی قانون سے متصادم نہیں ہوسکتا۔

خروج ۱۹ باب میں مسیح کی آمد کے نمونے

یہ ہمارے لیے دستور ہے کہ ہم کوہِ سینا پر خُدا کی موجودگی کو باپ کے طور پر بیٹے سے الگ سمجھیں۔ عام طور پر ہم یاوہ (یہوواہ) کو پرانے عہد نامے کا خُدا اور یسوع مسیح کو نئے عہد نامے کا خُدا سمجھتے ہیں۔ تاہم خروج ۱۵:۲ اور یسعیاہ ۱۲:۲ میں بیان کیا گیا ہے کہ ''یاہ یہوواہ (یشوع) میری نجات ہو'' (عبرانی میں یسوع کا نام)۔ اِس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یسوع مسیح ''یاوہ'' کا مجسم تھا وہ خُدا جس نے اپنے آپ کو موسیٰ پر خروج ۶:۲،۳ میں ظاہر کیا اور وہی خُدا جس نے کوہِ سینا پر اسرائیل کو شریعت دی۔

اِس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یسوع مسیح کوہِ سینا کے مقام پر زمین پر آگ کی صورت میں اُترا۔ تاہم اِس آمد میں وہ خون اور گوشت میں مجسم نہیں ہوا۔ اِس لیے ہم سینا کے ظہور کو مسیح کی آمد نہیں کہتے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ یہ تجسد خون اور گوشت کے وسیلے نہیں تھا۔ اِس کے باوجود ہمیں سمجھنا چاہیے کہ موسیٰ کے زمانے میں کوہِ سینا کے دامن میں مسیح کی آمد کے نمونے موجود ہیں۔

مسیح کی دُوسری آمد کے متعلق پولس کی تفہیم خروج کی کتاب کے متعدد حوالوں سے اَخذ کی گئی ہے۔ سب سے پہلے خروج ۱۹:۱۸ جہاں لکھا ہوا ہے:

> ''اور کوہِ سینا اُوپر سے نیچے تک دُھوئیں سے بھر گیا کیوں کہ خُداوند شعلہ میں ہو کر اُس پر اُترا اور دُھواں تنور کے دُھوئیں کی طرح اُوپر کو اُٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہل رہا تھا۔ اور جب قرنا کی آواز نہایت ہی بلند ہوتی گئی تو موسیٰ بولنے لگا اور خُدا نے آواز کے ذریعہ سے اُسے جواب دیا۔ اور خُداوند کوہِ سینا کی چوٹی پر اُترا اور خُداوند نے پہاڑ

کی چوٹی پر موسیٰ کو بلایا۔سو موسیٰ اُوپر چڑھ گیا۔‘‘

اِس حوالے کا نئے عہد نامے میں پولس کے بیان سے موازنہ کریں۔خروج ۱۹: ۱۸ میں ’’خُداوند اُترا‘‘۔ ا۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۶ میں ہم پڑھتے ہیں کہ ’’خُداوند خود اُتر آئے گا‘‘۔

خروج ۱۹: ۱۹ میں ’’اور جب قرنا کی آواز نہایت ہی بلند ہوتی گئی‘‘۔ا۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۶ میں ہم پڑھتے ہیں ’’مقرب فرشتہ کی آواز اور خُدا کے نرسنگے کے ساتھ‘‘۔

خروج ۱۹: ۲۰ میں ’’موسیٰ اُوپر چڑھ گیا‘‘ اور وہ پہاڑ بادل سے ڈھکا ہوا تھا۔ا۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۷ میں راست باز ’’اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خُداوند کا استقبال کریں۔‘‘

خروج کی کتاب کے ساتھ پولس کے بیانات کا موازنہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ پولس موسیٰ کے بارے میں مکمل طور پر آگاہ تھا اور وہ جانتا تھا کہ مسیح کی دُوسری آمد کا نمونہ کئی سال پہلے قائم کر دیا گیا تھا جب مسیح کوہِ سینا پر اُترا تھا۔

خروج ۲۴ باب میں مسیح کی آمد کے نمونے

خروج کی کتاب میں اور بھی حوالہ جات موجود ہیں جو مسیح کے آنے کے متعلق پولس کی وضاحت سے گہری مشابہت رکھتے ہیں۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل موسیٰ آٹھ مرتبہ پہاڑ کے اُوپر گیا اور نیچے آیا۔ہر بار اُس نے سفر کیا، موسیٰ (اعمال ۷: ۳۷ کے مطابق مثلِ مسیح ہے) نے مسیح کی دُوسری آمد کے اپنے نمونے میں مزید تفصیل فراہم کی۔خروج ۲۴: ۱۳-۱۸ میں لکھا ہے:

> ’’اور موسیٰ اور اُس کا خادم یشوع اُٹھے اور موسیٰ خُدا کے پہاڑ کے اُوپر گیا۔اور بزرگوں سے کہہ گیا کہ جب تک ہم لوٹ کر تمھارے پاس نہ آجائیں تم ہمارے لیے یہیں ٹھہرے رہو اور دیکھو ہارون اور حور تمھارے ساتھ ہیں۔جس کسی کا کوئی مقدمہ ہو وہ اُن کے پاس جائے۔تب موسیٰ پہاڑ کے اُوپر گیا اور پہاڑ پر گھٹا چھا گئی۔اور خُداوند کا جلال کوہِ سینا پر آکر ٹھہرا اور چھ دِن تک گھٹا اُس پر چھائی رہی اور ساتویں دِن اُس نے گھٹا میں سے موسیٰ کو بلایا۔اور بنی اسرائیل کی نگاہ میں پہاڑ کی چوٹی پر خُداوند کے جلال کا منظر بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا۔اور موسیٰ گھٹا کے بیچ میں ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا

اور وہ پہاڑ پر چالیس دِن اور چالیس رات رہا۔''

واقعات کا یہ سلسلہ دراصل یسوع کے جی اُٹھنے، صعود فرمانے اور دُوسری بار آنے کا نمونہ قائم کرتا ہے۔ غور کریں کس طرح ۱۳ آیت موسیٰ کو یشوع (یسوع) سے منسلک کرتی ہے۔ ''موسیٰ اُٹھا'' جیسے یہ مُردوں میں سے جی اُٹھنا تھا اور پھر ''خُدا کے پہاڑ پر گیا۔'' تاہم اُوپر چڑھنے سے پہلے اُس نے بزرگوں سے کہا ''جب تک ہم لوٹ کر تمھارے پاس نہ آجائیں تم ہمارے لیے یہیں ٹھہرے رہو۔'' یہ من وعن وہی بات ہے جو یسوع نے لوقا ۲۴:۴۹ اور اعمال ۱:۴ میں اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے کہی۔ اُنھیں اُس وقت تک یروشلیم میں ''ٹھہرے رہنا'' تھا جب تک رُوح القدس اُن پر نازل نہیں ہوتا۔ پھر بادل نے اُسے اُن کے دیکھتے دیکھتے چھپا لیا، جیسے ہم اعمال ۱:۹ میں پڑھتے ہیں:

''یہ کہہ کر وہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لیا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔''

موسیٰ اُوپر چڑھ گیا اور چالیس دن تک پہاڑ پر رہا۔ اِسی طرح یسوع آسمان پر چڑھ گیا جہاں وہ ہماری شفاعت کے لیے ہمیشہ زندہ ہے (عبرانیوں ۷:۲۵)۔ موسیٰ چالیس دن تک پہاڑ پر رہا۔ یہ ممکن ہے کہ یہ اُن چالیس یوبلیوں کی پیشین گوئی ہو جن میں یسوع اپنے صعود فرمانے کے بعد آسمان پر رہے۔ چالیس یوبلیوں کا عرصہ ۴۰ x ۴۹ یا ۱۹۶۰ سال ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ یسوع ۳۳ عیسوی میں صعود فرما گیا، یوں وہ چالیس یوبلیاں ۱۹۹۳ء میں ختم ہوتی ہیں۔ اگر یہ اِس طرح ہے تو اُس کے آنے کا وقت بہت قریب ہے۔

لیکن موسیٰ محض یسوع مسیح ہی نہیں بلکہ وہ غالب آنے والوں کی مثل اور عکس بھی ہے۔ اگر ہم موسیٰ کے اُوپر چڑھنے کو اِس تناظر میں دیکھیں کہ موسیٰ کا اُوپر چڑھنا ہمارے خُداوند کو ہوا میں ملنے کے مترادف ہے۔ ہم خروج ۲۴:۱۶ میں دیکھتے ہیں کہ پہاڑ پر بادل نے چھ دن تک خُدا کے جلال کو چھپائے رکھا۔ پھر ساتویں دن خُدا نے موسیٰ کو اُوپر پہاڑ پر بلایا۔ یہ پیشین گوئی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اُس سے ملنے اور ہمارے دلوں پر شریعت کو لکھنے کے لیے ہمارے اُوپر چڑھنے کا آغاز ساتویں دن ہوگا یعنی آدم سے ساتویں ہزار سال پر۔ ابتدائی کلیسیا میں بڑے وسیع پیمانے پر اِس پر یقین کیا جاتا تھا۔ تاہم اِس کتاب میں وقتوں کا مطالعہ موزوں نہیں رہے گا۔ ہم نے اپنی کتاب ''وقت کے بھید'' میں الٰہی یوبلی کیلنڈر اور علمِ تاریخ کے ربط پر بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

ہم خُداوند سے کیسے ملیں گے؟

۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم ہوا میں خُدا کا ''استقبال'' کریں گے۔استقبال کے جس یونانی لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ ''apantesis'' ہے۔یونانی کا یہ لفظ ایک تکنیکی اصطلاح ہے کہ جب کسی شہر میں کوئی اہم شخصیت آتی ہے تو اُس شہر کے راہنما کیا کرتے ہیں۔وہ اُس شخص سے ملنے کے لیے ایک استقبالیہ وفد بھیجتے ہیں۔لیکن وہ وفد کبھی بھی آنے والے معززین کے شہر میں نہیں جاتا۔بلکہ وہ وفد اُس شخصیت کو اپنے ساتھ اپنے شہر میں لے کر جاتے ہیں۔

یہ تکنیکی اصطلاح متی ۲۵:۱ اور پھر دوبارہ چھٹی (٦) آیت میں یسوع کی دس کنواریوں کی تمثیل میں ملتی ہے۔وہاں ہم پڑھتے ہیں:

> ''اُس وقت آسمان کی بادشاہی اُن دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لے کر دُلہا کے استقبال (یونانی: apantesis) کو نکلیں۔۔۔آدھی رات کو دُھوم مچی کہ دیکھو دُلہا آ گیا! اُس کے استقبال (یونانی:apantesis) کو نکلو۔''

تمثیل میں کنواریاں اپنے دُلہا کی آمد کا انتظار کر رہی تھیں۔جیسے ہی وہ نزدیک آیا تو دُھوم مچ گئی کہ دُلہا آ گیا ہے۔کچھ کنواریاں اُس کے استقبال کو نکلیں، جب کہ دُوسری کنواریاں نہ نکلیں۔وہ سب کنواریاں تھیں، یعنی کہ وہ سب راست باز تھیں۔لیکن کچھ غالب آنے والی تھیں اور دُوسری غالب آنے والی نہیں تھیں۔ہر کوئی شادی کی ضیافت میں شامل نہیں ہوا جو کہ خیموں کی عید ہے۔جن کی کپیوں میں تیل (رُوح القدس) نہیں تھا اُنھیں اُسی وقت تیل خریدنے جانا پڑا،لیکن ہم دسویں آیت میں پڑھتے ہیں:

> ''جب وہ مول لینے جا رہی تھیں تو دُلہا آ پہنچا اور جو تیار تھیں وہ اُس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہو گیا۔''

اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دُلہا اُن عقل مند کنواریوں کو اُس جگہ نہیں لے کر گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔اِس کی بجائے عقل مند کنواریاں اُسے اُس جگہ لے گئیں جہاں وہ اُس کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔اِس تمثیل اور ۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ میں استعمال ہونے والا یونانی لفظ apantesis آپس میں گہری مطابقت رکھتا ہے۔

ایک اور جگہ جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہ اعمال ۲۸:۱۵ ہے۔یہ ایک قیدی کے طور پر پولس کے یروشلیم سے

روم تک کے سفر کی کہانی ہے:

''وہاں سے بھائی ہماری خبر سن کر اَپیس کے چوک اور تین سرای (یونانی:Taberne) تک ہمارے استقبال (apantesis) کو آئے اور پولس نے اُنھیں دیکھ کر خُدا کا شکر کیا اور اُس کی خاطر جمع ہوئی۔''

روم کے مسیحی پولس سے اِس طرح ملنے آئے جیسے وہ ایک معزز مہمان ہو۔ یہ پولس کے لیے بہت باعث تقویت تھا۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ پولس اُن مسیحیوں کو لے کر واپس یروشلیم نہیں گیا۔ وہ پولس سے ملے اور اُسے روم لے گئے۔

اِس مخصوص مثال میں ہمارے پاس یونانی متن میں خیموں کی عید کا ایک پوشیدہ حوالہ بھی موجود ہے۔ اُن کے ملنے کی جگہ تین سرای تھی۔ یہاں جس یونانی لفظ کا ترجمہ ''سرای'' کیا گیا ہے وہ taberne ہے۔ اصل میں یہ لاطینی کے لفظ taberna سے ماخوذ ہے، جسے یونانی میں نقلِ حرفی کر کے اُسی طرح اپنا لیا گیا۔ لہٰذا متن میں پوشیدہ لفظ apantesis خُدا سے ملاقات اور خیموں کی عید کے درمیان ایک کڑی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم عیدِ خیام کے دوران خُداوند سے ملیں گے، بالکل جیسے رومی بھائی پولس سے تین سرای میں ملے تھے۔

کچھ دُوسری مثالیں بھی موجود ہیں جو apantesis کی وضاحت کرتی ہیں۔ متی ۱۴:۲۲-۳۴ میں اصطلاح apantesis دراصل متن میں استعمال نہیں کی گئی، لیکن یہ کہانی اُسی اصول کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اُن اقتباسات میں سے ایک ہے جن پر ہم نے پہلے بحث کی تھی، جہاں یسوع طوفان میں پانی پر چل کر اپنے شاگردوں کے پاس آیا۔ پطرس اُسے ملنے کے لیے باہر آیا اور یسوع کو کشتی میں لے کر گیا۔ خیموں کی عید کے اپنے مطالعے میں ہم نے دیکھا کہ یہ کہانی مسیح کی دُوسری آمد کی پیشین گوئی ہے اور پطرس غالب آنے والوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ پطرس یسوع سے ملنے نکلا، لیکن پھر وہ یسوع کے ساتھ کشتی پر گیا جہاں دُوسرے شاگرد تھے۔ یہاں یہ بات نہایت قابلِ غور ہے کہ یسوع واپس دُوسرے کنارے کی طرف نہیں آیا جہاں سے وہ آیا تھا، اور یقیناً نہ ہی وہ پطرس کو لے کر دُوسرے کنارے کی طرف چلا گیا۔

یونانی کے اِس لفظ apantesis کے معنی مسیح کی پہلی آمد کی تائید کرتے ہیں جو پیدائش ۲:۲۲-۲۴ میں ملتے ہیں، جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا تھا۔ یہ واضح ہے کہ دُلہا اپنا گھر چھوڑ کر زمین پر رہنے کے لیے آ رہا ہے۔ دُلہن

(کنواریاں) دُلہے کو ملنے کے لیے باہر نکلے گی جب وہ اپنی دُلہن کو لینے آئے گا، لیکن وہ کنواریاں اور دُلہن ہرگز دُلہا کے ساتھ رہنے کے لیے آسمانی گھر میں واپس نہیں جائیں گئیں۔ نئے عہدنامہ میں لفظ apantesis کا جس طرح استعمال ہوا ہے، وہ ظاہر کرتا ہے کہ اِس کا مطلب کسی اہم شخصیت کو اُس کی منزل تک لے جانے کے مقصد کے لیے ملنا ہے۔

اُٹھایا جانا (Harpazo)

پولس نے ۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ میں لکھا ''پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں (یونانی harpazo) گے تاکہ ہوا میں خُداوند کا اِستقبال کریں اور اِس طرح ہمیشہ خُدا کے ساتھ رہیں گے۔ یونانی لفظ harpazo کو غلط سمجھا گیا، کیوں کہ زیادہ تر لوگوں اِسے عیدِ خیام کے تناظر میں نہیں دیکھتے۔ یوحنا ۷:۱۴ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ مسیح عیدِ خیام کے وسط میں آتا ہے۔ یوحنا ۶:۲۱ اور متی ۱۴:۲۸-۳۲ ہم پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ''خُداوند سے ہوا میں ملیں گے۔'' تاہم جیسا ہم نے دیکھا پطرس یسوع سے ملا، لیکن یسوع اُسے اُس کنارے کی طرف نہیں لے گیا جہاں سے وہ آیا تھا، اِس کی بجائے وہ واپس اُسے کشتی پر لے گیا۔

جب اُنھوں نے کشتی میں قدم رکھا تو اُنھوں نے harpazo کا تجربہ کیا (یوحنا ۶:۲۱)۔ وہ کفرنحوم کو چلے گئے (یوحنا ۶:۲۴)، جس نے یسوع کی خدمت میں زیادہ تر صدرِ مقام کا کردار ادا کیا۔ کیوں کہ کفرنحوم کا مطلب ''تسلی دینے والے کا ڈھانپنا'' یہ اُس لمحے کی پیشین گوئی کرتا ہے جب غالب آنے والے رُوح القدس کے مکمل نزول کو حاصل کریں گے۔ یہ خیموں کی عید کے آٹھویں دن کا حتمی مقصد ہے۔

شاگردوں کے معاملے میں ''اُٹھایا جانا'' تب ظاہر ہوتا ہے جب ہم اُس سے ملنے کے لیے باہر نکلتے ہیں۔ آخرکار شاگردوں کی کشتی یسوع اور پطرس کے واپس کشتی میں آنے سے اُٹھائی گئی۔ تاہم یہ واضح ہے کہ ہمیں اِس کہانی کو اُس انداز میں نہیں سمجھنا ہے۔ آخرکار پولس کہتا ہے کہ اُٹھائے جانے کا مقصد خُداوند کو ہوا میں ملنا ہے۔ ہم صرف اُٹھائے جانے (harpazo) کا تجربہ کرنے کے لیے خُداوند کو ہوا میں نہیں ملتے۔

اِس لیے ہمیں لازمی پطرس کے پانی پر چلنے کی اہلیت کو غالب آنے والوں کے ابتدائی اُٹھائے جانے (harpazo) کے تجربے کے طور پر سمجھنا چاہیے جو مسیح کی آمد پر اُسے ملیں گے۔ اِس کے بعد غالب

آنے والے شاگردوں کی کشتی کی طرح ہم اپنی مرضی سے ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانے کی مستقل اہلیت رکھیں گے، جیسا کہ یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد رکھتا تھا۔ وہ سوچ کی رفتار سے زمین کے ایک حصہ سے دُوسرے حصہ یا آسمان اورزمین (رُوحانی قلمرو اور جسمانی قلمرو) کے درمیان سفر کرسکیں گے۔

پطرس کے اُٹھائے جانے (harpazo) کے متعلق بیان کیے گئے معنی

یہ کہانی اپنے آپ میں تمثیلی معنی رکھتی ہے۔ یسوع دُعا یا ہماری شفاعت کرنے کے لیے ''پہاڑ'' پر چڑھ گیا (عبرانیوں ۷:۲۵)۔ اِس عرصے میں اُس نے اپنے شاگردوں کو آنے والے طوفان میں اپنے آگے بھیجا۔ دُوسرے لفظوں میں شاگردوں کو دُنیا میں بھیجا گیا تھا جہاں وہ دُنیا کے سیاسی اور مذہبی نظاموں کے ہاتھوں مصیبت اور ایذا رسانی کا تجربہ کریں۔ پھر یسوع پانی پر چلتے ہوئے جھیل کے بیچ میں اُن کے پاس آیا۔ یہ تمام اقوام پر اُس کے اختیار کے مرتبے کی نشان دہی کرتا ہے کیوں کہ مکاشفہ ۱۷:۱۵ میں لکھا ہے کہ پانی ''اُمتوں اور گروہوں اور قوموں اور اہل زبان'' کی نمائندگی کرتا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ پطرس بھی اُسی پانی پر چلتا ہے یہ اِس بات کا اظہار ہے کہ غالب آنے والوں کو قوموں پر اختیار دیا جائے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ جب پطرس نے پانی اور لہروں کو دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو گیا یہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اُس کا اختیار ایمان پر مبنی ہے۔ اُسے اپنی نگاہیں ہوا اور لہروں کی بجائے یسوع مسیح پر مرکوز رکھنی چاہیے تھیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خوف لوگوں کو غالب آنے کے لیے نا اہل کر دیتا ہے۔ ہم اِسے استثنا ۲۰:۸ میں جنگ کی ہدایات اور جدعون کی کہانی میں بھی سیکھتے ہیں، جس کی فوج کو ترسان اور ہراسان لوگوں کے گھروں میں لوٹ جانے سے کافی حد تک کم کر دیا گیا (قضاۃ ۷:۳)۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسیحیوں کو کشتی میں ہی رکھنے کے لیے لہروں سے ڈرنا سکھایا جاتا ہے۔ اور وہ خُدا کی محبت سے زیادہ اُس کے غضب کے خوف سے مسیح کو قبول کرنے کے قائل ہیں۔ اور چرچ میں اُن کو اکثر سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے فرقے کے علاوہ کسی دُوسرے خادم کی نہ سنیں اور اپنے چرچ کی منظور شدہ کتابوں کے علاوہ کسی دُوسری کتاب کو نہ پڑھیں۔ کیوں کہ وہ رہنما جانتے ہیں کہ لوگوں کو خوف کے ذریعے قابو کیا جا سکتا ہے۔

شاید عقیدوں کے خوف نے کسی بھی چیز سے زیادہ مسیحیوں کو کلامِ مقدس سے ناواقفیت میں رکھا

ہے۔ بہت سے فرقہ پرست رہنما جان بوجھ کر مسیحیوں کو اپنے فرقے کی کشتی سے باہر ہوا اور لہروں سے ڈرانا سکھاتے ہیں، اُن کا خیال ہے کہ وہ اپنے فرقے کو خطرہ سے بچا رہے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ اُس تمام سچائی کو جانتے ہیں جو ضروری ہے۔ اِس مفروضے پر عمل کرتے ہوئے وہ لوگوں کو سچائی کی اِس سطح سے آگے کچھ بھی سیکھنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِس لیے بھیڑوں کی حفاظت کی آڑ میں وہ اُن کے گرد ایک دیوار بنا دیتے ہیں، جو آسانی سے جیل کی دیوار میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

یقیناً کچھ لوگوں کو ''خوف'' مسیحی بننے کی ترغیب دے سکتا ہے۔ خوف لوگوں کو اپنے گرجا گھر کی رُکنیت چھوڑنے سے روکنے کے لیے بھی بہت موثر ہے۔ لیکن خوف غالب آنے والے پیدا نہیں کرتا۔ غالب آنے والے مسیحی راست باز ہیں جو ہوا اور لہروں سے نہیں ڈرتے اور پطرس کی طرح اُس میں سے گزرنے اور اُس پر چلنے کو تیار ہیں۔ غالب آنے والوں کی وضاحت کرنے کے لیے دُوسرا سب سے اہم عنصر یہ ہے کہ وہ معاف کرنے والے ہیں، جو یوبلی کے اُصول کو جانتے اور اُس کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم نے اِس کے بارے میں تیسرے باب کے آخر میں لکھا ہے اور اِس کی مزید وضاحت اپنی کتاب ''وقت کے بھید'' میں بیان کی ہے۔

فلپس کے اُٹھائے جانے (harpazo) کے متعلق بیان کیے گئے معنی

اعمال کی کتاب کے آٹھویں باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ کس طرح فلپس نے سامریہ میں خوش خبری کی منادی کی، رُوح اُسے حبشی خوجہ سے ملنے کے لیے جنگل میں لے گیا جو بغیر سمجھے یسعیاہ ۵۳ باب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ فلپس نے اُس نوشتے کے بارے میں اُس کو سمجھا دیا اور اُسے بپتسمہ دیا۔ اعمال ۸: ۳۹ اور ۴۰ آیات میں ہم پڑھتے ہیں:

> ''جب وہ پانی میں سے نکل کر اُوپر آئے تو خُداوند کا رُوح فلپس کو اُٹھا (یونانی: harpazo) لے گیا اور خوجہ نے اُسے پھر نہ دیکھا کیوں کہ وہ خوشی کرتا ہوا اپنی راہ چلا گیا۔ اور فلپس اشدود میں آ نکلا اور قیصریہ میں پہنچنے تک سب شہروں میں خوش خبری سناتا گیا۔''

فلپس کو اُٹھا لینے کے لیے یونانی کا وہی لفظ (harpazo) استعمال ہوا ہے جو ہم ا۔تھسلنیکیوں ۴: ۱۷ میں

دیکھتے ہیں۔ فلپس کو "اُٹھالیا گیا" لیکن اِس تناظر میں اُس نے زمین کو نہیں چھوڑا۔ اُسے وہی تجربہ ہوا جو شاگردوں کو اُس وقت ہوا جب وہ گلیل کی جھیل میں آ رہے تھے۔ فلپس نے فوراً اپنے آپ کو اشدود کے قریب پایا۔ پھر اُس نے وہاں سے قیصریہ تک تمام راستے میں خوش خبری کی منادی کی۔

یہ کہانی ایک نبوتی تمثیل بھی ہے۔ فلپس اور ستفنس اعمال ۶-۸ ابواب میں مسیح کے دو کاموں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ستفنس مسیح کے پہلے کام کی تصویر کشی کرتا ہے، جس میں اُسے مسیح کے گواہ کے طور پر شہید ہونے کے لیے بلایا گیا تھا۔ اُسے یہودیوں نے سنگسار کر دیا جو اِس نئے "طریق" سے اپنے مذہب کا دفاع کر رہے تھے جس کی وجہ سے ساؤل اُس کی موت پر راضی تھا (اعمال ۸:۱)۔

دُوسری طرف فلپس مسیح کے دُوسرے کام اور تمام قوموں میں کلام کی کامیاب منادی کی تصویر کشی کرتا ہے۔ فلپس نے اُٹھائے جانے (harpazo) کا تجربہ کیا۔ اُس نے بڑے موثر طور پر پہلے سامریوں اور پھر حبشی خوجہ کو منادی کی۔ وہاں سے کلام فلسطین کے قدیم شہر اشدود تک جاتا ہے۔ اشدود سے، فلپس پورے راستے قیصریہ تک منادی کرتا ہے۔ یہ وہ شہر تھا جسے ہیرودیس بادشاہ نے قیصر اوگوستس کے اعزاز میں بنایا تھا۔ فلسطین کے رومی گماشتوں (Procurators) کے گھر وہاں پر تھے اور اِس کے زیادہ تر شہری یونانی تھے۔ یوں یہ کہانی مسیح کی دُوسری آمد کے وقت غالب آنے والوں کی پیشین گوئی کرتی ہے، جو رُوح کے بھرپور مسح کے تحت کلام کی منادی کر کے تمام چیزوں کو مسیح کے قدموں کے نیچے لانے کے قابل ہیں۔

یہ کہانی نینوہ میں یوناہ کی موثر منادی سے مماثلت رکھتی ہے۔ دونوں کہانیاں کلامِ خُدا کے اِس دُنیا کی بادشاہتوں تک جانے اور یسوع مسیح کے جلال اور حاکمیت اور زمین پر حکمرانی کرنے کے اُس کے حق کو تسلیم کرنے کی پیشین گوئی کرتی ہیں۔ اِس کا ادراک عیدِ خیام میں ہوگا جو اِس وقت ہم پر ہے۔

بیٹے کے اُٹھائے جانے (harpazo) کے متعلق بیان کیے گئے معنی

مکاشفہ ۱۲:۱-۵ میں ہم پڑھتے ہیں:

"پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا یعنی ایک عورت نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی اور چاند اُس کے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں کا تاج اُس کے سر پر۔ وہ

حاملہ تھی اور دردِزہ میں چلاتی تھی اور بچہ جننے کی تکلیف میں تھی۔ پھر ایک اور نشان
آسمان پر دکھائی دیا یعنی ایک بڑا لال اژدھا اُس کے سات سر اور دس سینگ تھے۔ اور
اُس کے سروں پر سات تاج۔ اور اُس کی دُم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچ کر زمین
پر ڈال دیئے اور وہ اژدھا اُس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا جو جننے کو تھی تا کہ جب وہ
جنے تو اُس کے بچے کو نگل جائے۔ اور وہ بیٹا ("manchild" in the KJV)
جنی یعنی وہ لڑکا جو لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور اُس کا بچہ
یکایک خُدا اور اُس کے تخت کے پاس تک پہنچا (harpazo) دیا گیا۔''

یسوع مسیح کی پیدایش مکاشفہ بارہ باب میں بیان کیے گئے منظر کا اصل نمونہ ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو ہیرودیس بادشاہ (سرخ اژدھا) نے اُسے مارنے کی کوشش کی۔ ہیرودیس نسلاً نیم ادومی اور نیم یہودی تھا۔ ادوم کا مطلب ''سرخ'' ہے۔ لہٰذا ہیرودیس یسوع کے زمانے میں سرخ اژدھا کا مظہر تھا۔ مریم نے یسوع کو جنم دینے والی عورت کے کردار کو پورا کیا اور یقیناً یسوع پیشین گوئی میں بیان کیا گیا حقیقی ''بیٹا'' تھا۔

یسوع ''لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت'' کرے گا (۱۲:۵)۔ لیکن ہمارے موجودہ مطالعے کا سب سے اہم نکتہ یہ حقیقت ہے کہ پہنچائے (harpazo) جانے کی حقیقت آسمان پر اُس کے تخت پر چڑھنے کی تکمیل ہے۔ نیو امریکن اسٹینڈر بائبل میں لکھا ہے کہ وہ ''پہنچا دیا گیا''، لیکن اصل میں اِس لفظ کا مطلب ''لے لینا'' ہے۔ اسٹورنگ کونکورڈینس (Strong's Concordance) اِس کے معنی ''قبضہ کرنا'' بتاتی ہے۔ وائن ایکسپوزیٹری ڈکشنری (Vine's Expository Dictionary) میں اِس کے معنی ''چھیننا یا لے لینا'' ہیں۔ یہ لفظ ''haireomai'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''ووٹ کے ذریعے چننا، یا ''کسی عہدے کے لیے منتخب کرنا'' ہیں۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲:۱۳ میں پولس میں اِس لفظ کو استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے:

''لیکن تمھارے بارے میں اَے بھائیو! خُداوند کے پیارو ہر وقت خُدا کا شکر کرنا ہم پر
فرض ہے کیوں کہ خُدا نے تمھیں ابتدا ہی سے اِس لیے چن (haireomai) لیا تھا
کہ رُوح کے ذریعہ سے پاکیزہ بن کر اور حق پر ایمان لا کر نجات پاؤ۔''

دُوسرے لفظوں میں یہ لفظ اختیار کے درجے کے لیے خُدا کے چناؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ متی ۱۲:۱۸ میں اِسی لفظ کو

مختلف طرح سے بیان کیا گیا ہے، وہاں یسوع کے بارے میں کہا گیا ہے ”دیکھو یہ میرا خادم ہے جسے میں نے چنا“۔ یہ وہی مفہوم ہے جو مکاشفہ ۱۲:۵ میں ”harpazo“ کی اصطلاح کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ یسوع مسیح نے خُدا کا تخت لے لیا کیوں کہ وہ لوہے کے عصا سے تمام قوموں پر حکومت کرنے کے لیے چنا ہوا تھا۔ یعنی خُدا نے اُسے لے لیا یا اُسے تخت پر پہنچا دیا کیوں کہ وہی تمام قوموں پر حکومت کرنے کے لیے چنا یا منتخب کیا ہوا تھا۔

مکاشفہ بارھویں باب کی یہ پیشین گوئی خُدا کے بیٹوں کی پیدایش کی تصدیق کے لیے ایک نبوتی نمونہ بھی ہے، اِس کے بعد اُنھیں تخت پر چڑھ جانا ہے۔ ایسا سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ صعود لازمی ایسا ہونا چاہیے جس میں راست باز کشش ثقل کے مخالف زمین کی فضا سے باہر نکلیں گے اور چاند سے آگے ایک آسمانی سرزمین کا سفر کریں گے۔ اِس بات پر اصرار کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ وہ راست باز نظام شمسی کے اُس پار کسی دُوسرے سیارہ، ستارے یا آسمان پر جا رہے ہیں۔ آسمان بیرونی خلا میں زمین کا کوئی ٹکڑا نہیں جس پر قلعے اور چراہگاہیں ہوں گی، اور نہ ہی یہ کوئی بہت بڑا خلائی جہاز ہے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے۔

آسمان ایک جہت ہے نہ کہ استھان۔ ہمیں اِس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ رُوحانی چیزیں، رُوحانی مخلوقات اور رُوحانی مقامات ہماری سہ جہتی دُنیا کے برعکس ہیں۔ کلامِ مقدس آسمانی یا رُوحانی چیزوں کی تفہیم میں مدد فراہم کرنے کے لیے محض زمینی اصطلاحات میں لفظی تصاویر کھینچی گئیں ہیں۔

حقیقی اُٹھایا جانا تخت پر چڑھنا ہے، جو ایک اختیار کا درجہ ہے جس پر خُدا نے غالب آنے والوں کو اپنے خود مختارانہ انتخاب سے بلایا ہے۔ یہ قابلِ افسوس ہے کہ اُٹھائے جانے (harpazo) کو ایک ایسے جسمانی تصور کے ساتھ پیوست کر دیا گیا جس کے لیے ماہر علمِ الٰہیات کو ایک نیا لفظ ”rapture“ بنانے کی ضرورت پڑی۔ پچھلے ایک سو پچاس سالوں میں انسانوں کے نئے تصورات کو بیان کرنے کے لیے اصطلاحات ”چڑھ جانا“ یا ”لے لینا“ اب کافی نہیں تھیں۔ چناں چہ اُنھوں اِسے ”rapture“ کی اصطلاح میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ اگر چہ یہ نئی اصطلاح لاطینی لفظ ”raptus“ سے ماخوذ ہے جس کا لغوی معنیٰ ”چھین لینا“ ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ لفظ harpazo کی تعریف اسٹورنگ کونکوڈینس کی تعریف سے مماثل ہے۔ ہمیں لفظ ”rapture“ سے کسی طرح کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب انسانوں نے عیدِ خیام کی تفہیم کے بغیر اِس لفظ کی وضاحت کی۔

ہوااور بادلوں میں خُداوند کا استقبال

ا۔تھسلنیکیوں۴:۱۷میں لکھا ہے کہ جب ہم اُٹھائے جائیں گے تو ہم ''ہوا میں'' اُس کا استقبال کریں گے۔اِس کا مطلب بالائی فضا ہے یا زمین کے اُوپر؟ حقیقت یہ ہے کہ پولس اِس حوالے میں ''ہوا'' کی کسی بھی طرح سے تعریف نہیں کرتا۔کیوں کہ پولس کہتا ہے کہ ہم اُس کے ساتھ ''بادلوں پر اُٹھائے'' جائیں گے، عموماً یہاں مسیح کی آمد کو بالائی خلا سے آنے کے طور پر دکھایا گیا ہے۔یہ فرض کیا جاتا ہے کہ راست باز زمین سے کئی میل اُوپر کسی جگہ کرہِ قائمہ(stratosphere) میں اُس سے ملیں گے۔

یہاں جس یونانی لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ ''is aer'' ہے جس کے بارے میں اسٹرونگ کونکورڈینس بیان کرتی ہے''from aemi''(غیر شعوری طور پر سانس لینا، یعنی سانس لینا،تشبیہ یا پھونکنا)۔یہ لفظ اعمال۲۲:۲۳میں استعمال ہوا ہے:

''جب وہ چلاتے اور اپنے کپڑے پھینکتے اور خاک اُڑاتے (aer) تھے۔''

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ خاک بالائی فضا میں نہیں گئی تھی۔وہاں ہوا زمین سے محض چند فٹ اُوپر گئی تھی اور شاید خاک نے وہاں پر موجود ہر ایک کو ڈھانپ لیا تھا۔اِس تناظر میں aer کا مطلب زمین سے اُوپر ہے جہاں لوگ سانس لے سکتے ہیں،اِس کے برعکس کہ زیرِ زمین جہاں انسانوں کا دم گھٹتا ہے۔ا۔کرنتھیوں۹:۲۶ہمیں اِسی چیز کے بارے میں بتاتا ہے:

''پس میں بھی اِسی طرح دَوڑتا ہوں یعنی بے ٹھکانا نہیں۔میں اِسی طرح مکوں سے لڑتا ہوں یعنی اُس کی مانند نہیں جو ہوا(aer) کو مارتا ہے۔''

دُوسرے لفظوں میں پولس کہتا ہے کہ مسیح کی پیروی کرنے کی کوشش میں وہ محض ''ہوا کو مارتا'' ہے۔زمین کو مارنے کی تصویر ظاہر کرتی ہے کہ کوئی اُس ہوا کو شکست دے سکتا ہے جو با کسر کی پہنچ میں تھی۔یہ لفظ زمین سے چند میل اُوپر بالائی فضا کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا گیا تھا۔پولس ا۔کرنتھیوں۱۴:۹میں کہتا ہے کہ اگر لوگ غیر زبانیں بولتے ہیں جو سمجھی نہیں جاتیں تو وہ محض ہوا سے باتیں کرنے والے ٹھہرتے ہیں ہے۔یہ تمام مثالیں ظاہر کرتی

ہیں کہ ’’aer‘‘ زیرِ زمین کے برعکس زمین سے اُوپر کو ظاہر کرتا ہے۔

لیکن بادلوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ کیا یہ اِس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ ہم بالائی فضا میں مسیح سے ملیں گے؟

’’بادلوں‘‘ کے بارے میں پولس کا حوالہ اِس حقیقت سے وارد ہوتا ہے کہ موسیٰ کوہِ سینا پر بادل میں خُداوند سے ملنے گیا۔ بادل کئی چیزوں کی علامت ہیں۔ یہ لفظ خود یونانی لفظ ’’nephele‘‘ سے اَخذ کیا گیا ہے۔ اِس لفظ کا مادہ ’’nephos‘‘ ہے۔ Vine's Expository Dictionary اِس لفظ کے بارے میں یوں بیان کرتی ہے:

> ’’یہ آسمانوں کو ڈھانپنے والے بے شکل بادلوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اِس لیے یہ استعاراتی طور پر بڑی بھیڑ اور ایک ہجوم بھی ہے، جیسا عبرانیوں ۱۲:۱ میں بیان کیا گیا ہے۔‘‘

یونانی لفظ nephele کا مطلب فطری بادل ہو سکتا ہے لیکن بائبل اِس اصطلاح کو زیادہ تر علامتی طور پر استعمال کرتی ہے۔ عبرانیوں ۱۲:۱ میں اِس اصطلاح کا استعمال کیا گیا ہے ’’پس جب کہ گواہوں کا ایسا بڑا بادل (یعنی ایک بھیڑ) ہمیں گھیرے ہوئے ہے‘‘ جو عبرانیوں ۱۱ باب میں بیان کیے گئے پرانے عہد نامے کے غالب آنے والوں کی علامت ہیں۔ یسوع اپنے آنے کے دن کے بارے میں بات کرتے ہوئے بھی اِسی اصطلاح کو استعمال کرتا ہے ’آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے‘‘ (متی ۲۶:۶۴)۔ بہت سے لوگ اِس کی تشریح لفظی طور پر کرتے ہیں۔ تاہم جب ہم اِس حوالہ کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کریں تو علامتی تشریح مناسب محسوس ہوتی ہے:

> ’’یسوع نے اُس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اِس کے بعد تم اِبن آدم کو قادرِ مطلق (یونانی: dunamis، ’’قدرت، قوت، اختیار‘‘) کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے (یونانی: epi، ’’اُوپر، پر‘‘) دیکھو گے۔‘‘

یسوع صدرِ عدالت اور سردار کاہن کائفا سے بات کر رہا تھا جو اُسے کفر بکنے کے الزام میں سزا موت دینے والا تھا۔ کوئی یہ سوال پوچھ سکتا ہے کہ صدرِ عدالت کے یہ بے ایمان لوگ بعد میں کیسے مسیح کو ’’قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے‘‘ دیکھیں گے۔ ہم اعمال ۷:۵۵ سے یہ جانتے ہیں کہ ستفنس نے یسوع مسیح کو خُدا کی دہنی طرف جلال کے ساتھ کھڑے دیکھا لیکن یہ بات قابلِ اعتراض ہے کہ کیا اُن بے ایمانوں نے بھی ایسا ہی

نظارہ کیا ہوگا۔ یہ مناسب ہوگا کہ اِس کو متی ۲۶:۶۴ کی آیت کے آخری حصہ کے ساتھ ملایا جائے، جہاں اُس نے یہ بھی کہا کہ وہ اُسے ''آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔''

ہم اِس کی یہ تشریح کرتے ہیں کہ ابن آدم قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھا ہے جہاں سے وہ عیدِ خیام پر گواہوں کے ایک بڑے بادل کے ساتھ آ سکتا ہے۔ یہ ''آسمان کے بادل'' ہیں اور وہ اب علامتی طور پر آسمانی مقاموں میں اُس کے ساتھ بیٹھے ہیں، کیوں کہ پولس افسیوں ۲:۶ میں کہتا ہے،

''اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اُس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اُس کے ساتھ بٹھایا۔''

ایک طرح سے بادل غالب آنے والے ہیں جن میں اور جن پر مسیح آتا ہے۔ اُس کے تخت کا اختیار اِن ایمان داروں کو دیا گیا ہے۔ یسوع دراصل کائفا کو یہ کہہ رہا تھا کہ وہ اور اُس کی صدرِ عدالت کو معزول کر دیا جائے گا اور اُس کی جگہ ابنِ آدم اور اور اُس کے گواہوں کے بادل کو اختیار سونپا جائے گا۔

اِس کا آغاز پینتکست پر ہوا اور اِس کا اختتام خیموں کی عید کی تکمیل پر ہوگا۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب رُوح القدس اُن پر نازل ہوگا تو وہ ''قوت'' (dunamis) پائیں گے۔ چوں کہ پینتکست رُوح کا بیعانہ ہے اور خیموں کی عید اِس کی بھری پوری کی ضمانت ہے۔ ہم اعمال ۲ باب کے واقعات کو دیکھ کر اُس نمونے کو دیکھ سکتے ہیں جو ابھی باقی ہے۔ اگر بالا خانے میں شاگردوں (اور اُن کے بعد آنے والوں) کو ''قوت'' دی گئی، تو پھر اُس قوت کا ایک عظیم حصہ عیدِ خیام کی تکمیل پر بھی دیا جانا چاہیے۔

لہٰذا ایسا لگتا ہے کہ یسوع مسیح قادرِ مطلق کی دہنی طرف کھڑا پینتکست اور بالآخر عیدِ خیام کے تحت غالب آنے والوں کی قوت کا سر چشمہ ہے۔ اِس طرح وہ آسمان کے بادلوں پر آتا ہے۔ شاید یہ آسمان پر پورا نہیں اترتا جیسا کہ ہم تصور کر سکتے ہیں۔ یسوع مسیح اور پولس دونوں نے لفظوں کی علامتی تصاویر استعمال کیں اور اُنھیں ظاہری نہیں سمجھنا چاہیے۔ اُنھوں نے بادلوں کی بات کی تا کہ قاری کی توجہ موسیٰ کی طرف مبذول کی جا سکے، جو پہاڑ پر چڑھ کر بادلوں میں گیا، اور دُوسرا یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ بادشاہی گواہوں کے ایک بہت بڑے بادل پر قائم ہے۔

اگر یہ خُدا کی مرضی ہے کہ مسیح ظاہری بادل پر زمین پر آئے تو وہ اُسی پر آئے گا۔ اُس کے آنے کے طریقے کا انحصار اُسی پر ہے۔ لیکن مسیح کے ساتھ زمین پر حکمرانی اور بادشاہی کرنے کے اختیار کے لیے آسمان پر

ہونا ضروری نہیں۔ اِس اختیار کا مرکز آسمان لیکن حکمرانی کرنے کی جگہ ''زمین پر'' ہوگی (مکاشفہ ۵:۱۰)۔ اِس حکمرانی، اختیار اور قدرت کا مقصد اُس کی بادشاہی کی حدود کو وسعت دینا ہے جب تک کہ یہ پوری دُنیا میں نہ پھیل جائے۔

اِن مثالوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ فرض کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں کہ ہم مسیح سے ملنے کے لیے زمین کو چھوڑ کر اُوپری فضا میں اُسے ملیں گے۔ یقیناً سب سے پہلے مُردوں کو زندہ کیا جائے گا، اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زیرِ زمین کی بجائے ہوا میں ہوگا۔ وہ بادلوں پر گواہوں کی بھیڑ کے ساتھ آتا ہے نہ کہ بے ایمان سنہیڈرن کے حکمران کے ساتھ۔

ہمیں یقین ہے کہ گزشتہ زمانوں کے غالب آنے والے بادل عیدِ خیام کے شروع ہونے سے دو ہفتے پہلے نرسنگوں کی عید پر زمین سے اُوپر ہوا میں ہوں گے۔ یہ تصور کرنا نہایت معقول لگتا ہے کہ یہ جی اُٹھے غالب آنے والے اُس دن کے زندہ غالب آنے والوں کے ساتھ کسی نہ کسی طرح متحد ہوں گے۔ یوں تمام غالب آنے والے زمین کے اُوپر ''ہوا میں'' کھڑے ہوں گے۔ پھر ڈھائی ہفتوں کے بعد مقررہ وقت پر عیدِ خیام کے درمیان مسیح اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کرے گا اور وہ اُسے دیکھ کر تبدیل ہو جائیں گے، بالکل اُسی طرح جیسے موسیٰ کا چہرہ کوہِ سینا پر تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ لوگ جو تبدیل ہو گئے، وہ اُس کام کو ختم کر دیں گے جو پینتکست کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ پھر تمام قوموں کو خوش خبری کی منادی کرنے کے ارشادِ اعظم کا نئے سرے سے ایک عظیم مسح سے آغاز ہوگا جو اعمال ۲ باب میں کہا گیا تھا۔

ہم خُداوند کے ساتھ کہاں رہیں گے؟

آج کل چرچ کی تعلیمات میں اکثر ایک عجیب تضاد سننے کو ملتا ہے۔ ایک لمحے مبلغ آسمان کو ہمارے ابدی گھر کے طور پر بیان کرتا ہے، جب کہ دُوسرے ہی لمحے وہ ہزار سالہ بادشاہی میں زمین پر حکمرانی کرنے کی بات کرتا ہے۔ پولس ۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ اور ۱۸ میں ہمیں بتاتا ہے:

> ''۔۔۔اور اِس طرح (یونانی: houto، ''اِس طرح، اِس طریقے سے'') ہمیشہ خُداوند کے ساتھ رہیں گے۔ پس تم اِن باتوں سے ایک دُوسرے کو تسلی دیا کرو۔''

پولس کہتا ہے کہ اِس طرح ہم خُداوند کے ساتھ رہیں گے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ اِس طرح ہم ''جائیں

گے'' یا ''اُٹھائے جائیں'' گے۔ بالفاظ دیگر ہم اُس کی حضوری میں رہیں گے۔ ہم ہمیشہ اُس کے ساتھ رہیں گے۔ ہم اُس کی حضوری میں پاک ترین مقام میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ اُس کے ساتھ رہیں گے نہ کہ ہارون کاہن کی طرح سال میں ایک بار عارضی طور پر یہاں آئیں گے۔ اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ہم کیا کرتے یا کہاں جاتے ہیں، ہم اُس کے ساتھ ہوں گے کیوں کہ اُس کی حضوری مکمل طور پر ہم پر اور ہمارے اندر ہوگی۔ جب کبھی ہم اُس وقت سے آگے جائیں گے، اُس کی حضوری مکمل طور پر ہمارے اندر ایسے بسی ہوگی، جیسی یہ یسوع مسیح میں تھی جب وہ زمین پر آیا اور ضرورت مندوں کی خدمت کی۔

ہم بیرونی خلا میں نہیں رہیں گے جسے ''فضا'' کہا جاتا ہے۔ آسمانی حالات و کیفیات زمین پر وارد ہوں گے اور خاص طور پر غالب آنے والوں کا احاطہ کریں گے جو عیدِ خیام کو پورا کریں گے۔ وہ یسوع کی طرح کا بدن حاصل کریں گے جیسا اُس نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد حاصل کیا۔ اِس طرح متی ۵:۵ کی تکمیل ہوگی، وہاں لکھا ہوا ہے ''مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیوں کہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔'' مکاشفہ ۵:۱۰ میں لکھا ہے ''وہ زمین پر بادشاہی کرتے ہیں۔'' پطرس کہتا ہے کہ زمین اور اُس پر کے کام (کاروبار، ملازمت، کام) جل جائیں گے (۲۔ پطرس ۳:۱۰)۔ لیکن تین آیات کے بعد وہ کہتا ہے:

> ''لیکن اُس کے وعدہ کے موافق ہم نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے ہیں جن میں راست بازی بسی رہے گی۔'' (۲۔ پطرس ۳:۱۳)

اگر پطرس نے صرف آسمان یا آسمانوں پر جانے کی بات کی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان اب زمین کے وارث نہیں رہیں گے۔ تاہم وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ وعدہ ہمارے لیے آسمان پر بسنے کا ہے، یہاں تک کہ نئے آسمان پر بھی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ''نئی زمین'' بننے جا رہی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان ابھی تک فرق باقی رہے گا۔ لفظ ''نئے'' کا مطلب بناوٹ اور ساخت کے اعتبار سے ''نیا، نا مستعمل، تازہ'' ہے۔ مادے کے اعتبار سے اِس کا مطلب ''نئی قسم کا، بے مثال، نیا، اَن سنا'' ہے۔ نئی زمین اور نیا آسمان زمین میں کوئی نئی یا بے نظیر چیز ہوں گے۔

لازمی نہیں یہ کسی سیارہ کی طرف اشارہ ہو۔ پرانی زمین کے کام اور کاروبار کو خُدا کی مرضی اور اُس کی بادشاہی ظاہر کرنے کے لیے تبدیل کر دیا جائے گا۔ یہ زمین پر ایک نئی چیز ہوگی۔ خُدا کی شریعت کبھی اتنے وسیع پیمانے پر اتنے لمبے عرصے تک نافذ نہیں ہوئی کیوں کہ انسان اِس قدر بدعنوان تھے کہ وہ مسلسل اُس کے خلاف

بغاوت کرتے رہے۔ تاہم نئی زمین پر حقیقت میں ایک نیا ورلڈ آرڈر ہوگا، جسے انسان کبھی بھی قائم نہ کرسکا، یہ خُدا کی مرضی اور اُس کی سمجھ کے مطابق ہوگا۔ پرانا حکم الٰہی شریعت اور خُدا کے جلال کی آگ سے بھسم ہو جائے گا، اورنئی زمین کو اِس طرح ڈھانک لے گا جس طرح پانی سمندر کو ڈھانک لیتا ہے۔

کوہِ سینا میں خُدا زمین پر آیا۔ نئے عہد نامے میں مسیح زمین پر آیا۔ اور وہ پھر دوبارہ زمین پر آئے گا۔ ہر آمد ہمیشہ آسمان کی طرف سے ہے۔ ہر آمد اُس کے لوگوں کے لیے مسیح کی بڑھوتی کا سبب ہے۔ ایسا نہیں کہ ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں، بلکہ وہ زمین پر آتا ہے۔ اِس کی وجہ واضح ہے۔ وہ لوگوں کو نجات دینے اور اپنی راہوں کے بارے میں سکھانے کے لیے آیا۔ وہ عیدِ خیام کے ظہور میں آتا ہے تاکہ لوگ نہ صرف اُس کو دیکھنے کے وسیلے سے تبدیل ہوں، بلکہ اِس کے بدلے میں وہ زمین پر دُوسروں کی خدمت کریں، کلام کی منادی کریں اور ''نینوہ'' کو تبدیل کرسکیں۔

قدیم زمانے میں آسمان کی تصویر کشی بہ طور فضا کی جاتی رہی، اور اُن برسوں کے دوران انسانوں نے یہ ماننا شروع کر دیا کہ ستارے آسمان پر بسنے والے مقدس ہیں۔ قدیم مذاہب نے یہ سکھایا کہ نظر آنے والے سیارے دیوتا ہیں جو اپنے سیاروں کو آباد کرتے ہیں۔ ستاروں کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ منڈپ (canopy) کی مانند سیاروں سے مستوی ہیں۔ ہر ستارہ کا اپنا جلال ہے۔ اب ہم جانتے ہیں کہ ستاروں کا ''جلال'' اُن کے جسامت اور اُن کے فاصلے کے وسیلہ کیا گیا، اور ہم جانتے ہیں کہ وہ آسمانوں پر بسنے والے مقدس نہیں ہیں۔

آسمان ہم سے ایک قدم کی دُوری پر ہے۔ جب یسوع اپنے جی اُٹھنے کے بعد شاگردوں پر ظاہر ہوا، تو اُسے کائنات کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک لمبے سفر طے کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اُسے (جیسے حزقی ایل نے بیان کیا ہے) صرف اپنے کتانی لباس کو اُونی لباس میں تبدیل کرنا تھا۔ وہ بڑی آسانی سے رُوحانی دائرہِ اختیار سے جسمانی دائرہِ اختیار میں چلا جاتا۔ جب یسوع اپنے شاگردوں سے بات کرچکا تو اُس نے اپنا لباس تبدیل کیا اور آسمانی دائرہ اثر میں صعود فرما گیا۔ یہ صعود تھا اور اُسے ستاروں کے درمیان سے اُوپر جانے کی ضروت نہیں تھی۔

اِس طرح ہم یہ نتیجہ اَخذ کرسکتے ہیں کہ ہوا میں خُداوند سے ملنے کا مقصد یہ ہے کہ زندہ اور مردہ مقدسین اُسے زمین پر ملیں گے، لیکن زمین کے اندر نہیں اور نہ ہی خلا میں جہاں ہوا نہیں ہوتی۔ مُردوں کو عیدِ خیام کو

پورا کرنے کے لیے زندہ کیا جائے گا۔

موسیٰ کے زمانے میں کالب اور یشوع غالب آنے والے تھے۔خُدا نے اُن سے وعدہ کیا کہ وہ وعدے کی سرزمین میں داخل ہونے کے لیے زندہ رہیں گے۔اگر چہ اِس وعدے کی تکمیل کے لیے اُنھیں اڑتیس (۳۸) برس انتظار کرنا پڑا، اِس وعدے کے دوران خُدا نے اُن کو زندہ رکھا جب کہ باقی تمام نسل بیابان میں مر گئی۔ بیابانی کلیسیا کے مقابلہ میں ہمارے ساتھ اِس تکمیل کے لیے چالیس یوبلیوں کا عرصہ ہے۔ اِس عرصے کے دوران بہت سے غالب آنے والے زندہ ہوں گے اور بہت سے مر جائیں گے لیکن اُن سب کے ساتھ ایک جیسا وعدے ہی ہے۔ جب وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونے کا دن آئے گا تو وہ ضرور ہی ''ہوا میں'' زندہ کیے جائیں گے۔ اِسی لیے مُردوں کو پہلے زندہ کیا جائے گا۔عیدِ خیام کی تکمیل اور ہوا میں اُسے ملنے کے لیے تمام غالب آنے والوں کو لازمی زمین پر زندہ کیا جائے گا۔

پولس ہمیں بتاتا ہے کہ ''پس تم اِن باتوں سے ایک دُوسرے کو تسلی دیا کرو۔'' یہاں جس فعل کا ترجمہ ''تسلی'' کیا گیا ہے وہ parakleo ہے۔ اِس لفظ کے لغوی معنی کسی کو مدد، تسلی یا نصیحت کے لیے پکارنا ہے۔ اِس لفظ کا اسم parakletos یا ''تسلی دینے والا'' ہے۔ یہ لفظ اکثر دفاعی وکیل کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہے جسے عدالت میں کسی کی مدد کے لیے بلایا جاتا ہے کہ وہ اُس کا دفاع کرے۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ آسمان پر جانے کے بعد اُن کے لیے parakletos بھیجے گا۔ نیو امریکن اسٹینڈر بائبل یوحنا ۱۴:۲۶ میں اِس لفظ کا ترجمہ ''مددگار'' کرتی ہے:

> ''لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمھیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمھیں یاد دلائے گا۔''

دُوسرے لفظوں میں پولس ہمیں کہتا ہے کہ ہم اِن الفاظ سے دُوسروں کی مدد کریں اور اُن کو تسلی دیں، جیسے رُوح القدس ہماری مدد کرتا ہے اور ہمیں تسلی دیتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذو معنی لفظ ہے جس میں مسیح کی آمد ہمارے لیے رُوح القدس کے نئے مسح کو لائے گی تاکہ تمام اقوام کو سکھانے کے کام کی تکمیل ہو۔ اِس لیے اُمید سے بھرپور اِن الفاظ سے ایک دُوسرے کو ''تسلی'' دیا کرو کہ خُدا کیا کچھ کرے گا۔

کن کو لے لیا جائے گا اور کن کو چھوڑ دیا جائے گا؟

متی۲۴ باب میں یسوع نے اپنی دُوسری آمد کے بارے میں اپنا مشہور بیان دیا۔ ۳۷ سے ۴۱ آیات میں وہ شاگردوں سے کہتا ہے:

''جیسا نوح کے دِنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کے آنے کے وقت ہوگا۔ کیوں کہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور بیاہ شادی کرتے تھے اُس دن تک کہ نوح کشتی میں داخل ہوا۔ اور جب تک طوفان آ کر اُن سب کو بہا نہ لے گیا اُن کو خبر نہ ہوئی اُسی طرح ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔ اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے ایک لے لیا جائے گا اور دُوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔ دو عورتیں چکی پیستی ہوں گی۔ ایک لے لی جائے گی اور دُوسری چھوڑ دی جائے گی۔''

عام طور پر یہ سکھایا جاتا ہے کہ یسوع یہاں ''اُٹھائے جانے'' کا ذکر کر رہا ہے جس میں کلیسیا کو کچھ سالوں کے لیے اُٹھا لیا جائے گا جب کہ زمین پر ایک بہت بڑی مصیبت ہوگی۔ لیکن حقیقت میں یہ حوالہ اِس کے بالکل برعکس سکھاتا ہے۔ یہ نوح کے دنوں کی طرح ہوگا۔ لوگ حسب معمول اپنی زندگی بسر کر رہے ہوں گے اور خُدا کے منصوبے کو نہیں سمجھیں گے اور نہ ہی انبیا کے انتباہات پر یقین کریں گے۔ جیسے نوح کے دنوں کی طرح طوفان نے تمام ناراستوں کو زمین سے ختم کر دیا ''ویسا ہی ابن آدم کے آنے کے وقت ہوگا۔''

کس کو لے لیا جائے گا؟ کس کو زمین سے ختم کر دیا جائے گا؟ یقیناً نوح کے خاندان کو ختم نہیں کیا جائے گا، بلکہ وہ بدکار لوگ تھے جنھیں طوفان نے ختم کر دیا، نوح اور اُس کے خاندان کو زمین کا وارث ہونے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ ایسے ہی دوبارہ ہوگا۔ ایک کو لے لیا جائے گا اور دُوسرے کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ایک بار پھر شریروں کو زمین پر سے ختم کر دیا جائے گا، لیکن حلیم زمین کے وارث ہوں گے۔ امثال ۲: ۲۱-۲۲ میں ہمیں بتایا گیا ہے:

''کیوں کہ راست باز ملک (عبرانی: erets، ''زمین، ملک'') میں بسیں گے اور کامل (عبرانی: "yathar"، ''رہ جانے والے، بقیہ) اُس میں آباد رہیں گے۔ لیکن شریر زمین پر سے کاٹ ڈالے جائیں گے اور دغا باز اُس سے اُکھاڑ پھینکے جائیں گے۔''

ہمیں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ راست بازوں کو چھوڑ دیا جائے گا نہ کہ اُن کو زمین سے اُکھاڑ پھینکا جائے گا۔ مسیح دغا بازوں کو زمین پر سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے آ رہا ہے جن کو اُس نے بنایا ہے اور وہ پوری طرح زمین پر حکمرانی کرے گا۔ وہ ایک طوفان کی طرح آ رہا ہے لیکن اِس بار یہ رُوح القدس کا طوفان ہوگا جو زمین کو آگ کا بپتسمہ دے گا۔ پہلا طوفان زمین پر ہر بشر کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجا گیا (پیدایش ۶: ۱۷)۔ اِس طوفان کے بعد خُدا نے نوح اور اُس کے بیٹوں اور پوری زمین کے ساتھ ایک عہد باندھا اور کہا کہ وہ دوبارہ کبھی بھی زمین کو تباہ کرنے کے لیے پھر طوفان نہیں بھیجے گا (پیدایش ۹: ۹-۱۷)۔ پھر بعد میں خُدا نے حبقوق ۲: ۱۴ میں کہا:

''کیوں کہ جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خُداوند کے جلال کے عرفان سے معمور ہوگی۔''

دُوسرے لفظوں میں ایک دُوسرا طوفان ہوگا، لیکن اِس کا مقصد تباہ کرنا یا انسانوں کو ہلاک کرنا نہیں ہو گا۔ اِس کا مقصد آگ کے بپتسمہ کے وسیلے رُوح القدس کی معموری سے تمام ذی رُوح کو نیا جنم دینا ہے۔ جیسا کہ نوح کے دنوں میں ہوا، یہ دُوسرا طوفان دُنیا کو حیران کر دے گا۔ وہ لوگ جو موجودہ زمانے میں ناقابلِ اصلاح رہے اُنھیں حکمرانی اور اختیار سے ہٹا دیا جائے گا اور بالآخر زمین کے اُس حصے تک محدود کر دیا جائے گا جو خُدا کی بادشاہی سے باہر ہے۔ یہ وہ ''باہر کا اندھیرا'' ہے جس کا ذکر یسوع نے اپنی تمثیلوں میں کیا۔ لیکن یہ مستقل حالت نہیں ہوگی کیوں کہ بالآخر خُدا کی بادشاہی پوری دُنیا کو اِس طرح بھر دے گی جیسے پانی سمندر کو ڈھانپتا ہے۔ چوں کہ پانی پورے سمندر کو ڈھانپ لیتا ہے، اِس کا مطلب ہے کہ خُدا کا جلال پوری زمین کو ڈھانپنے جا رہا ہے۔

جیسے جیسے عیدِ خیام کا دَور قریب آ رہا ہے، خُدا کی آگ اتنی طاقت ور ہوگی کہ لوگوں کی اکثریت تبدیل ہو جائے گی اور اُس کے طریقوں کو سیکھنا شروع کر دے گی۔ تب یسعیاہ ۲: ۲-۴ کے الفاظ پورے ہوں گے:

''آخری دِنوں میں یوں ہوگا کہ
خُداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا
اور ٹیلوں سے بلند ہوگا
اور سب قومیں وہاں پہنچیں گی۔
بلکہ بہت سی اُمتیں آئیں گی اور کہیں گی

آ ؤ خُداوند کے پہاڑ پر چڑھیں یعنی یعقوب کے

خُدا کے گھر میں داخل ہوں

اور وہ اپنی راہیں ہم کو بتائے گا

اور ہم اُس کے راستوں پر چلیں گے

کیوں کہ شریعت صیون سے اور خُداوند کا کلام یروشلیم

سے صادر ہوگا۔

اور وہ قوموں کے درمیان عدالت کرے گا

اور بہت سی اُمتوں کو ڈانٹے گا

اور وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر پھالیں

اور اپنے بھالوں کو ہنسولے بنا ڈالیں گے

اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائے گی

اور وہ پھر کبھی جنگ کرنا نہ سیکھیں گے۔''

بدکاروں کو خارج کر دیا یا اُن کے گناہوں کی وجہ سے سزا دی جائے گی یا شاید آگ کے بپتسمے کے وسیلے وہ مسیح کی اَور آ جائیں گے۔ یہ عمل زمین کو پاک اور صاف کرے گا اور اِسے اُس کے پاؤں کی چوکی کے قابل بنائے گا (متی ۵:۳۵)۔

بلا شبہ پرانی ترتیب سے نئی ترتیب میں منتقلی کے ساتھ ''مصیبت'' بھی وابستہ ہے۔ پولس ہمیں ا۔تھسلنیکیوں ۵ باب میں بتاتا ہے کہ وہ رات کو چور کی طرح آئے گا۔ قدیم وقتوں میں رات کو چور کوئی نقب زن نہیں ہوتا تھا جو خاموشی سے گھر میں گھس کر زیورات چرا لے اور پھر بغیر نظر آئے رات کو چلا جائے۔ ہم مسیحیوں کو مشورہ دیں گے کہ وہ پولس کی نبوت کو اور زیادہ حقیقت پسندانہ طور پر جاننے کے لیے علی بابا اور چالیس چور کی کہانی کا مطالعہ کریں۔ چوروں کے ٹولے رات کو چھاپہ ماروں کی طرح سوئے ہوؤں پر آ پڑتے تھے۔ اِسی لیے ہم ا۔تھسلنیکیوں ۵:۲-۶ میں پڑھتے ہیں:

''اِس واسطے کہ تم آپ خوب جانتے ہوں کہ خُداوند کا دِن اِس طرح آنے والا ہے جس طرح رات کو چور آتا ہے۔ جس وقت لوگ کہتے ہوں گے کہ سلامتی اور اَمن ہے اُس

وقت اُن پر اِس طرح ناگہاں ہلاکت آئے گی جس طرح حاملہ کو درد لگتے ہیں اور وہ ہرگز نہ بچیں گے۔لیکن تم اَے بھائیو! تاریکی میں نہیں ہو کہ وہ دِن چور کی طرح تم پر آپڑے۔ کیوں کہ تم سب نور کے فرزند اور دِن کے فرزند ہوں۔ہم نہ رات کے ہیں نہ تاریکی کے۔پس اَوروں کی طرح سونہ رہیں بلکہ جاگتے اور ہوشیار رہیں۔''

پولس دُنیا کی تصویر کشی ایسے کرتا ہے جیسے وہ اندھیرے میں تسلی سے سوئے ہوئے ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ وہ محفوظ ہیں۔لیکن وہ اِس بات سے بے خبر ہیں کہ اُن پر اچانک تباہی آنے والی ہے ''جس طرح رات کو چور آتا ہے''۔وہ شہر تباہ ہونے والا ہے اور وہ شہر بابل ہے۔بابل اب کوئی حقیقی شہر نہیں جیسے یہ سالوں پہلے ہوتا تھا۔یہ اب موجودہ ورلڈ آرڈر کا نمائندہ ہے جو خُدا کی شریعت اور مسیح کی حکمرانی کے خلاف ہے۔وہ شہر خُدا کے ہاتھ سے پہاڑ پر سے کاٹے گئے پتھر سے تباہ ہو جائے گا اور پھر بابل کبھی بھی حکمرانی کو حاصل نہیں کرے گا کہ دُنیا کے لوگوں پر ظلم کرے۔

کب ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی؟

مکاشفہ ۱:۷ میں یوحنا ہمیں بتاتا ہے:

''دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی اور جنھوں نے اُسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھیں گے اور زمین پر کے سب قبیلے اُس کے سبب سے چھاتی پیٹیں گے۔بیشک۔آمین۔''

یہ محض ایک بیان ہے۔آیت ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ کب ہر کوئی اُسے دیکھے گا اور نہ ہی ہمیں اِس بارے میں بتایا گیا کہ کیسے ہر کوئی اُسے دیکھے گا۔ہمارے پاس اعمال ۳:۱۹-۲۱ میں پطرس کی گواہی ہے، جہاں وہ ''تازگی کے دنوں'' اور ''سب چیزوں کی بحالی'' کے بارے میں بات کرتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پطرس اِس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ مسیح کو لازمی اُس وقت تک آسمان پر رہنا چاہیے جب تک یہ وقت نہیں آتا:

''پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمھارے گناہ مٹائے جائیں اور اِس طرح خُداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں۔اور وہ اُس مسیح کو جو تمھارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب

چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خُدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔"

تازگی اور بحالی کے یہ اوقات تاریخ کے لمحات نہیں ہیں بلکہ آنے والے زمانوں کے طویل عرصے ہیں۔ اِن وقتوں کا آغاز مسیح کی آمدِ ثانی سے ہوگا جب غالب آنے والے عیدِ خیام کو پورا کریں گے۔ دراصل اِس عید کی تکمیل پاک ترین مقام میں جانے کا اختیار ہے، یہ تیسرے اور آخری پردے کو چاک کرنا ہے جو ہمیں خُدا سے جُدا کرتا اور اُس کے جلال کو چھپاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ درحقیقت خیموں کی عید میں آنا ہی واحد ذریعہ ہے جس سے لوگ مسیح کو اُس کے جلال میں دیکھیں گے۔

یہ وقت کے ایک عرصے میں ہوگا۔ ہم میں سے زیادہ تر لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جب یسوع آئے گا تو وہ فوراً سب کچھ کر دے گا۔ تمام شریر ہلاک کر دیئے جائیں گے اور راست بازوں کو آسمان پر لے جایا جائے گا۔ اِس سادہ سے تصور نے ہمیں عظیم ہزار سالہ سبت کی مکمل وضاحت کرنے سے روک دیا، جہاں خُدا زمین کو اپنی حکمرانی کے ماتحت آرام کے وقت میں لاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ غالب آنے والے صرف وہی ہوں گے جو مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے اور اِس ہزار سالہ دور کے آغاز میں عیدِ خیام کے آٹھویں دن جلال پائیں گے۔ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ باقی کلیسیا آٹھویں ہزار سالہ دَور کے آغاز میں عیدِ خیام کا تجربہ کرے گی۔ یہ سبت کے ہزار سال کے بعد کے ابتدائی دنوں میں ہوگا۔

مکاشفہ بیسویں باب میں اِن دو قیامتوں کے درمیان فرق اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تمام مسیحی ایک ہی وقت پر کاملیت میں داخل نہیں ہوں گے۔ یہ اِس بات پر سختی سے زور دیتا ہے کہ کلیسیا کو مسلسل راست بازی کی راہ کو سیکھنے اور اُس پر پروان چڑھنے کی ضرورت ہوگی جو فسح سے پینتکست اور عیدِ خیام تک جاتی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں وہ مسیحی جنھوں نے خُدا کے ساتھ اپنے تعلق میں محض خفیف سی ترقی کی ہے، وہ پاک ترین مقام میں اُس وقت تک خُدا کے جلال کو دیکھنے کے قابل نہیں ہوں گے جب تک وہ ہر اُس سبق کو نہیں سیکھ جائیں گے جن کے لیے ہر عید کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اُنھیں اِس بات کو کہتے ہوئے نکمے نوکر کی طرح کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ میں کیا کرتا ہوں، کیوں کہ جب یسوع آئے گا تو ہمیں بھی اُسی وقت جلالی بنا دیا جائے گا۔

تاہم بلاشبہ سب مسیح کو غالب آنے والوں میں دیکھیں گے کیوں کہ وہ زمین پر اُس کے کردار کو ظاہر

کریں گے اور اُس کے کام سرانجام دیں گے۔ یسوع نے کہا کہ وہ اُس سے بھی بڑے کام کریں گے (یوحنا ۱۴:۱۲)۔ حقیقی معنوں میں اُن غالب آنے والوں کی بلاہٹ مسیح کے لیے ''گواہوں کا بادل'' بننا ہے۔ ہم مکاشفہ ۱:۷ میں پڑھتے ہیں جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے ''دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی۔'' اگر ہم اُن گواہوں کے بادلوں کی غالب آنے والوں کے طور پر نشان دہی کرتے ہیں تو اِس آیت کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے وہ اپنے جلال کو صرف اُن گواہوں کے ذریعے ظاہر کرے گا۔

یسوع نے کہا نے اگر کسی نے اُسے دیکھا تو اُس نے باپ کو دیکھا۔ اِسی طرح جب آپ نے کامل جلالی غالب آنے والوں کو دیکھا تو آپ نے یسوع مسیح کو دیکھا۔

بادل صرف اُس کے جلال کو ظاہر ہی نہیں کرتا بلکہ یہ اُس کے جلال کو چھپاتا یا اُس پر پردہ بھی کرتا ہے۔ یاد رکھیں یسوع کا بدن وہ پردہ تھا جس نے خُدا کے جلال کو چھپا رکھا تھا جب وہ اِس زمین پر چلتا پھرتا تھا (عبرانیوں ۱۰:۲۰)۔ اِسی طرح غالب آنے والے جو اُس کا بدن ہیں وہ ایک پردہ بھی ہیں جو اُس کے جلال کو ڈھانپتا ہے۔ جب زمین کے باقی لوگ اُنھیں دیکھتے ہیں تو وہ مسیح کے بدن کو دیکھتے ہیں نہ کہ اُس کے جلال کو۔ وہ اُسے اُسی طرح ظاہر کرتے ہیں جیسے یسوع نے باپ کے جلال کو ظاہر کیا۔ یوحنا ۱۴:۸-۱۲ میں لکھا ہے:

> ''فلپس نے اُس سے کہا اَے خُداوند! باپ کو ہمیں دِکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا اَے فلپس! میں اِتنی مدت سے تمھارے ساتھ ہوں کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ تو کیوں کر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھا؟ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے؟ یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے۔ میرا یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں۔ نہیں تو میرے کاموں ہی کے سبب سے میرا یقین کرو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ اِن سے بھی بڑے کام کرے گا کیوں میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔''

باپ یسوع میں ظاہر ہوا تھا۔ یسوع نے فلپس پر واضح کیا کہ کوئی بھی باپ کو نہیں دیکھ سکتا، ماسوائے جیسا وہ مسیح میں ظاہر ہوا۔ اِسی طرح یسوع نے اِس اصول کا اطلاق شاگردوں پر بھی کیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ

ایک دن وہ اُس سے بھی بڑے کام کریں گے۔ اِس کا مطلب ہے کہ وہ بھی مسیح کو دُنیا پر ظاہر کریں گے کہ وہ اُن میں ہے۔ایسا لگتا ہے کہ صرف غالب آنے والے ہی آمد ثانی میں مسیح کو اُس کے جلال میں دیکھیں اور جانیں گے، دُوسرے مسیح کو گواہوں کے بادل کے پردے میں دیکھیں گے۔

اِسی طرح غالب آنے والے اُن لوگوں پر خُدا کے جلال کو ظاہر کریں گے اور چھپائیں گے جو ابھی تک خُدا کے جلال کو اُس کی پوری قدرت میں دیکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اِن غالب آنے والوں کا بدن ویسا ہی ہوگا جیسا مسیح کا اُس کے جی اُٹھنے کے بعد تھا۔ وہ دُوسرے لوگوں کے سامنے غیر معمولی حکمت اور کاموں کے ساتھ عام لوگوں کی طرح نظر آئیں گے۔ وہ بیرونی صحن میں اپنے ''اونی'' لباس میں ملبس دُوسروں پر خُدا کا جلال ظاہر کریں گے جیسا حزقی ایل کہتا ہے۔ دراصل حزقی ایل ۴۴: ۱۹اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ جب غالب آنے والے اُن لوگوں کی خدمت کرتے ہیں جو ابھی تک جسمانی بدن (بیرونی صحن) میں ہیں، تو اُنھیں لازماً پہلے اپنے ''کتانی'' لباس کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ یہ موسیٰ سے بھی مماثلت رکھتا ہے جس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر اُن کو تعلیم دی۔ اُسے اپنے چمک دار چہرے پر نقاب ڈالنے کی ضرورت تھی کیوں کہ اُس وقت تک لوگ خُدا کے جلال کو دیکھنے کے لیے کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔

یسوع مسیح کلام کی صورت میں ازل سے زمین پر موجود ہے۔ اُس نے سب چیزوں کو پیدا کیا، یوں وہ زمین کو کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر بھی یسوع نے کہا کہ اُس کا جانا ضرور ہے۔لیکن پھر اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ ہرگز اُن سے دست بردار نہ ہوگا اور نہ ہی اُنھیں چھوڑے گا (عبرانیوں ۱۳: ۵)۔ اُس نے اُنھیں یہ بھی کہا کہ وہ جاتا ہے تاکہ اُن کے لیے ''دُوسرا مددگار'' بھیجے (یوحنا ۱۴: ۱۶)۔ یہ اوسط درجے کے مسیحیوں کو تذبذب کا شکار کرسکتا ہے۔ کیا وہ یہاں ہے یا نہیں؟

ہمارا سوال یہ نہیں کہ وہ زمین پر ہے یا نہیں۔ ہمارا اصل سوال اُس کے ظہور سے متعلق ہے۔ اُس نے ابھی تک اپنے آپ کو زمین پر ظاہر نہیں کیا۔ وہ ابھی تک پردے کے پیچھے سے باہر نہیں آیا۔ وہ ابھی تک بادلوں سے چھپا ہوا ہے، کیوں کہ زمین ابھی تک اُس کا پورا جلال دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

اِس طرح مسیح کے آنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ واقعی زمین کو چھوڑ گیا۔ اُسے بادلوں نے ہماری نظروں سے اوجھل کر دیا تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو گواہوں کے بادلوں سے ڈھانپ لیا تاکہ کسی کو بھی اُسے دیکھنے کے لیے اُس کے بدن کو دیکھنا پڑے۔ تاہم یہ خُدا کا حتمی مقصد ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے پورے جلال میں زمین

پر ظاہر کرے۔ یہ مرحلہ وار ہوگا، جیسے باقی نسلِ انسانی بیرونی صحن سے پاک ترین مقام کا راستہ اختیار کرتی۔ غالب آنے والے وہ ہیں جو پہلے کامل پختگی میں آتے ہیں، لیکن یقیناً وہ اُن لوگوں میں شامل نہیں ہیں جو آخر میں اُس کے جلال کو دیکھیں گے۔

بالفاظ دیگر ہمارا ایمان ہے کہ یقیناً یسوع مسیح زمین پر اپنی موجودگی کو ظاہر کرے گا۔لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین پر رہنے والوں کی اکثریت اُس کو غالب آنے والوں کے پردے میں دیکھے گی جب تک وہ مسیح میں بالغ نہیں ہوجاتے اور خُدا کے جلال کو مکمل طور پر دیکھنے کے قابل نہیں ہوجاتے۔گواہوں کا بادل مسیح کا بدن ہوگا۔ جب کوئی شخص لباس پہن لیتا ہے تو ہم اُس شخص کے بدن کو دیکھنے کے بجائے اُس کے لباس کو دیکھتے ہیں۔ تاہم پھر بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اُس شخص کو دیکھا۔مسیح کے ساتھ بھی ایسے ہی ہے۔

کچھ ایسے ہیں جو اِن باتوں کو تسلیم کرتے ہیں،لیکن وہ یہ نتیجہ اَخذ کرتے ہیں کہ یسوع مسیح شخصی طور پر نہیں آئے گا بلکہ صرف اپنے راست بازوں اور کلیسیا کے ذریعے آئے گا۔دُوسرے یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح اب ایک شخصیت نہیں اِس لیے وہ اپنے بدن کا حصہ نہیں۔ ہمارے خیال میں یہ نظریات ہمیں اصل نکتے سے دُور لے جاتے ہیں۔ ہمارے نقطۂِ نظر سے یسوع مسیح ہمیشہ بنی نوع انسان سے ممتاز رہے گا۔سر اور بدن کو لازماً پیوست رہنا چاہیے،لیکن سر ہمیشہ سر رہتا ہے اور بدن ہمیشہ بدن رہتا ہے۔ یسوع مسیح اپنی دلہن سے سمبندھ کرے گا،لیکن پھر بھی وہ ایک بیوی اور شوہر کی طرح ایک دُوسرے سے الگ الگ رہیں گے۔

یسوع مسیح دوبارہ ایک منفرد شخصیت کے طور پر آرہا ہے۔تاہم یسوع ازل سے کلام کی ضرورت میں یہاں موجود ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے خُدا نے اپنے جلال کو بنی نوع انسان سے چھپالیا،کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہلاک ہوجائیں۔مسیح کے آنے کا مقصد جگہ کو تبدیل کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو رُوحانی جہت سے مادی کائنات کے وسیلہ ظاہر کرنا ہے۔یہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک ساری زمین اُس کے جلال سے معمور نہ ہوجائے۔

یہ اعمال ۳ باب کی پیشین گوئی کے اوقات ہیں جس میں سب چیزوں کی بحالی اور تازگی کا ذکر کیا گیا ہے۔آسمانوں کو لازماً اُس وقت تک مسیح کو قبول کرنا چاہیے۔ جب مسیح آتا ہے تو آسمان خود زمین پر آتا ہے، کیوں کہ جہاں وہ ہے وہیں آسمان ہے۔اُس کی موجودگی خود زمین کو آسمان میں بدل دیتی ہے۔ہم جانتے ہیں کہ بالآخر اُس کا جلال زمین کو ڈھانپ لے گا اور اُسے ایک نئی زمین بنادے گا جو آسمانی ہوگی۔لیکن یہ وقت کا

ایک عمل ہو گا، جیسے جیسے لوگ رُوحانیت میں بالغ اور مسیح میں پروان چڑھتے جائیں گے وہ اُس کی کامل حضوری میں آتے جائیں گے اور اُس کا جلال ظاہر کریں گے۔ اِس اعتبار سے مسیح کو لازماً اُس قلمرو یا رُوحانی دائرۂ اثر میں رہنا چاہیے جسے ''آسمان'' کہا جاتا ہے جب تک پوری زمین اُس کے جلال کو ظاہر نہ کرے۔ تب ہی تمام چیزیں مکمل طور پر تازہ اور بحال ہوں گی۔ تب ہی ہم صحیح معنوں میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مسیح زمین پر مکمل طور پر آیا ہے۔

نیا عہد نامہ اور پردہ کشائی

یسوع مسیح کی ذات کی پردہ کشائی ارتقا کے مراحل میں ہو رہی ہے۔ جب ہم زمین پر خُدا کے جلال کے ظاہر ہونے کی بات کرتے ہیں، تو اصل میں ہم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ خُدا کا جلال زمین پر زیادہ سے زیادہ منکشف ہو رہا ہے۔ جب خُدا کے جلال کو چھپانے کے لیے کوئی مزید پردہ نہیں ہو گا اور سب اُسے ویسے ہی دیکھیں گے جیسے وہ ہے اور پاک ترین مقام میں اپنے تخت پر بیٹھا ہے، تب اُس کا جلال پوری دُنیا کو معمور کر دے گا۔ پھر نئے عہد کے وعدے پورے ہو جائیں گے جو عبرانیوں ۸: ۱۰-۱۲:

''پھر خُدا وند فرماتا ہے کہ
جو عہد اسرائیل کے گھرانے سے اُن دنوں کے
بعد باندھوں گا وہ یہ ہے کہ
میں اپنے قانون اُن کے کے ذہن میں ڈالوں گا
اور اُن کے دلوں پر لکھوں گا
اور مَیں اُن کا خُدا ہوں گا
اور وہ میری اُمت ہوں گے۔
اور ہر شخص اپنے ہم وطن اور اپنی بھائی کو یہ تعلیم نہ
دے گا کہ تو خُدا وند کو پہچان
کیوں کہ چھوٹے سے بڑے تک سب مجھے جان لیں گے۔
اِس لیے کہ میں اُن کی ناراستیوں پر رحم کروں گا

اور اُن کے گناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔"

جب سب اُسے جان لیں گے، تو ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی اور خُدا کا جلال زمین کو اِس طرح ڈھانپ لے گا جس طرح پانی سمندر کو ڈھانپتا ہے۔ اِس کے بعد یسعیاہ ۴۵:۲۲-۲۵ میں بیان کی گئی پیشین گوئی پوری ہو جائے گی:

"اے انتہایِ زمین کے سب رہنے والو!
تم میری طرف متوجہ ہو اور نجات پاؤ
کیوں کہ میں خُدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔
میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔
کلامِ صدق میرے منہ سے نکلا ہے اور وہ
ٹلے گا نہیں
کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور جھکے گا اور ہر ایک زبان میری قسم کھائے گی۔
میرے حق میں ہر ایک کہے گا
کہ یقیناً خُداوند ہی میں راست بازی اور توانائی ہے۔
اُسی کے پاس وہ آئے گا اور سب جو اُس سے
بیزار تھے پشیمان ہوں گے۔
اسرائیل کی کل نسل خُداوند میں صادق ٹھہرے گی اور اُس پر فخر کرے گی۔"

پولس اِس سے مکمل متفق ہو کر اِن الفاظ کی صدا لگاتا ہے، وہ فلپیوں ۲:۱۰،۱۱ میں کہتا ہے:

"تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے۔
خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا۔ خواہ اُن کا
جو زمین کے نیچے ہیں۔
اور خُدا باپ کے جلال کے لیے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خُداوند ہے۔"

ایک بار پھر رسول مندرجہ بالا حوالے کے ساتھ متفق ہوتا ہے، اور رومیوں ۱۱:۲۶،۲۷ میں کہتا ہے،

"اور اِس صورت سے تمام اِسرائیل نجات پائے گا۔ چناں چہ لکھا ہے کہ

چھڑانے والا صیون سے نکلے گا
اور بے دینی کو یعقوب سے دفع کرے گا۔
اور اُن کے ساتھ میرا یہ (نیا) عہد ہو گا۔
جب کہ میں اُن کے گناہوں کو دُور کر دُوں گا۔''

چودہواں باب

بیٹے کی شریعت

تخلیق میں خُدا کا حتمی مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے بیٹوں کو اپنی شبیہ پر پیدا کرے۔ پیدائش ۱:۲۸ میں اُس کے حکم کے حقیقی معنی یہی تھے ''پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو''۔ اگر گناہ میں گرنے سے پہلے آدم کے بچے پیدا ہوتے تو وہ خُدا کی شبیہ پر پیدا ہوتے، کیوں کہ آدم خود خُدا کی شبیہ پر پیدا کیا گیا تھا۔ لیکن اِس کی بجائے اُس کے تمام بچے اُس وقت پیدا ہوئے جب اُس نے جلالی بدن کو کھو دیا۔ یوں اُس کی تمام نسل فانی، نفسانی اور غیر کامل پیدا ہوئی اور وہ اُس جلال سے خالی تھی جو کبھی آدم کی ذات کا حصہ تھا۔

اسرائیلی عید کے دن ہم پر اُس جلال کی بحالی کے نمونے کو ظاہر کرنے کے لیے ترتیب دیئے گئے، جس جلال سے آدم دُنیا کے گناہ میں گرنے سے پہلے لطف اندوز ہوتا تھا۔ عید کے دن اپنے آپ میں اختتام نہیں ہیں لیکن یہ اختتام کو ظاہر کرتے ہیں۔ عید کے دن ایک تدریجی نمونہ ہیں، غلامی اور گناہ کی گہرائیوں سے جلالی بدن اور خُدا کے فرزندوں کی جلالی آزادی تک کا سفر۔ یہ زمین سے آسمان تک کا سفر نہیں ہے، بلکہ زمین پر موت سے زندگی، بگاڑ سے پاکیزگی اور پہلے آدم کی شبیہ سے دُوسرے آدم کی شبیہ کا سفر ہے۔

یہ تخلیق کا وہ عظیم راز ہے جو تاریخ میں پوری دُنیا یہاں تک بہت سے راست بازوں سے بھی پوشیدہ ہے۔ خُدا یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ پورے منصوبے کو ایک ساتھ ہی ظاہر کر دیا جائے یہاں تک کہ اُن لوگوں پر بھی نہیں جو اُس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ایک تدریجی مکاشفہ تھا۔ سچائیاں اپنی ذات میں ابتدا سے ہی منکشف ہوتی رہیں لیکن خُدا نے فوری طور پر انسانوں کو اُس بات کی سمجھ نہ دی جو ظاہر ہو رہا تھا۔ اِس وجہ سے اُن سچائیوں کو تختیوں اور کتابوں میں لکھا جاتا رہا تاکہ آنے والی نسلیں مستقبل میں مناسب وقت پر اُن کے معنوں سے شناسا ہو سکیں۔ اِس لیے پولس عہد جدید میں کلسے کی کلیسیا کے نام لکھے گئے خط (۱:۲۶،۲۷) میں ہمیں خُدا کے عظیم بھید کے بارے میں بتاتا ہے۔

> ''یعنی اُس بھید (یونانی: musterion، ''پوشیدہ چیز، راز'') کی جو تمام زمانوں اور پشتوں سے پوشیدہ رہا لیکن اب اُس کے اُن مقدسوں پر ظاہر ہوا۔ جن پر خُدا نے

ظاہر کرنا چاہا کہ غیر قوموں (یونانی: ethnos، ''نسلی گروہ، اقوام'') میں اُس بھید کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح جو جلال کی اُمید ہے تم میں رہتا ہے۔''

خُدا کی شبیہ

یسوع مسیح باپ سے یعنی اُوپر سے پیدا ہوا جسے ''کنواری سے پیدا ہونا'' کہتے ہیں۔ عبرانیوں ۱:۳ ہمیں مسیح کی فطرت اور اُس کے کردار کے بارے میں بتاتا ہے:

''وہ اُس کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات (یونانی: hupostasis، ''وجود، ہستی'') کا نقش (یونانی: charakter، ''تصویر، صورت، شبیہ'') ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ وہ گناہوں کو دھو کر عالمِ بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔''

Vine's Expository Dictionary یونانی کے لفظ Charakter کے معنی کچھ اِس طرح سے بیان کرتی ہے:

''اولاً، اِس کے معنی کندہ کرنے یا کھودنے کا اوزار (charasoo، کاٹنا، جلی خط میں لکھنا، جو انگریزی میں کردار یا خصوصیت کے طور پر استعمال ہوتا ہے)۔ ثانیاً یہ کسی سکے یا مہر پر ایک نقش یا چھاپ ہے جس کی مدد سے وہ مہر یا چھاپ اُس چیز کا تاثر پیدا کرتی ہے جس کی وہ بنائی گئی ہے۔۔۔ خُدا کا بیٹا محض اُس کا نقش (His charakter) ہی نہیں بلکہ اُس کی ذات یا جوہر کا پرتو بھی ہے۔''

شاید کچھ لوگ انسان کے خُدا کے ساتھ تعلق کے بارے میں اور گہرے نکات پر بحث کر سکتے ہیں جب انسان آخر کار اُس کی شبیہ کو حاصل کر لیتا ہے۔ اگر چہ یوحنا خود اِس کو جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ ۱۔ یوحنا ۳:۲ میں وہ کہتا ہے:

''عزیزو! ہم اِس وقت خُدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیوں کہ

اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔''

یہ جاننا کافی ہے کہ یسوع مسیح اُوپر سے پیدا ہوا، اور وہ اپنے آسمانی باپ کی حقیقی شبیہ تھا، بہ طور مسیحی ہم بھی اُوپر سے پیدا ہوئے ہیں اور ہم بھی آسمانی شبیہ پر ہوں گے (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۴۹)۔ یسوع خُدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اُس کا پیٹ میں پڑنا، پیدایش، زندگی اور حقیقی جلال ہمیں اُس راستے کے بارے میں بتاتے ہیں جس کی پیروی ہمیں لازماً کرنی چاہیے۔ وہ راستہ پیدایش کے ساتھ شروع نہیں ہوتا بلکہ پیٹ میں پڑنے یا حاملہ ہونے سے شروع ہوتا ہے۔

اُوپر سے پیدا ہونا

یسوع نے یوحنا ۳:۳ میں نیکدیمس کو بتایا:

> ''یسوع نے جواب میں اُس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا (یونانی: gennethe anothen، ''اُوپر سے پیدا ہونا'') نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا۔''

اصطلاح ''نئے سرے سے پیدا ہونا'' جیسے اِس کا ترجمہ نیو امریکن اسٹینڈرڈ بائبل اور کنگ جیمز ورژن میں کیا گیا ہے، وہ یہاں ہمارے مقصد سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اِس کا ترجمہ ''اُوپر سے پیدا ہونا'' کرنا چاہیے، یعنی رُوح القدس کے وسیلے خُدا سے پیدا ہونا۔

یونانی لفظ gennethe اصل میں gennao سے اَخذ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بلنگر متی ۱:۲ کے نوٹس میں ہمیں بتاتے ہیں:

> ''پیدا کرنا۔ جننا (یونانی gennao): جب یہ لفظ باپ کے لیے استعمال ہوا تو اِس کے معنی 'پیدا کرنا یا تولید کرنا' ہے، اور جب یہ لفظ عورت کے لیے استعمال ہوا تو اِس کے معنی 'دُنیا میں لانا یا جنم دینا' ہے۔''

مرد پیدا کرتے اور عورتیں جنم دیتی ہیں۔ اِس لیے متی ۱:۲ میں جب ہم پڑھتے ہیں کہ ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا تو یہ واضح ہے کہ اصل میں ابرہام نے اضحاق کو پیدا نہیں کیا۔ ابرہام نے صرف اضحاق کو سارہ کے رحم میں پیدا کیا جسے بعد میں سارہ نے جنم دیا۔

متی ۱: ۲۰ میں خُداوند کے فرشتے نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ وہ مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈرے، اگرچہ وہ حاملہ تھی اور بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ اُس نے زنا کیا ہے۔ فرشتے نے اُسے بتایا کہ ''کیوں کہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ رُوح القدس کی قدرت سے ہے''۔ یہاں ''پیٹ میں ہے'' کے لیے جس یونانی لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ gennethen ہے جو gennao سے اَخذ ہے۔ یہ واضح ہے کہ یسوع مسیح اُس وقت تک بیت لحم میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لفظ پیدا ہونے کی بجائے پیٹ میں ہونے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ رُوح القدس نے باپ کے طور پر مریم کے اندر ایک مضغہ مضغہ (embryo) کو پیدا کیا۔

پس اِن سب باتوں کا ہمارے لیے کیا مطلب ہے؟ اِس کا یوحنا ۳:۳ پر کیسے اطلاق ہوتا ہے، جہاں یسوع نے نیکدیمس سے کہا کہ اُسے ''نئے سرے'' سے پیدا ہونا ضرور ہے؟ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جب رُوح القدس ہمارے اندر بستا ہے تو ہم اُوپر سے پیدا ہوتے ہیں۔ تکنیکی اعتبار سے ابھی ہماری پیدایش نہیں ہوئی۔ اصطلاح ''نئے سرے'' سے پیدا ہونا مکمل طور پر دُرست نہیں ہے، کیوں کہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم ابھی مکمل طور پر خُدا کی شبیہ پر بنائے جا چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس مضغہ نے ابھی تک مکمل صورت اختیار نہیں کی۔ یہ ابھی تک اپنے باپ کی شبیہ پر بننے کے عمل میں ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہونے کے متعلق تعلیم نے بہت سے لوگوں کو یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی زمینی زندگی کے حتمی مقصد تک پہنچ چکے ہیں اور اب آسمان پر جانے کے انتظار کے سوا کچھ کرنا باقی نہیں ہے۔ دریں اثنا اِس زمین پر مسیحیوں کا محض یہی مقصد ہے کہ وہ دُوسروں کو خوش خبری سنائیں اور اپنی موجودگی اور اپنی نعمتوں کے وسیلے اپنی کلیسیاؤں کی معاونت کریں۔

اِس کتاب کے بڑے اہداف میں سے ایک یہ ہے کہ اِس طرح کے تصورات کی بیخ کنی کی جائے اور لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اپنی حتمی منزل تک پہنچنے کے لیے اُنھیں لازمی اسرائیلی عید کے دنوں میں ظاہر کیے گئے ترقی کے مراحل میں سے گزرنا پڑے گا۔

دُوسرا لفظ جو یوحنا ۳:۳ میں استعمال کیا گیا ہے، اُس کی ہم نے ابھی تک وضاحت نہیں کی وہ لفظ anothen ہے، اِس کا ترجمہ ''دوبارہ'' کیا گیا ہے جیسا کہ ''دوبارہ پیدا ہونا'' Vine's Expository Dictionary اِس کے متعلق اِس طرح سے بیان کرتی ہے کہ ''یہ اُوپر یا نئے سرے کی طرف اشارہ کرتا ہے''۔ اگر یوحنا کا مطلب ''دوبارہ'' یا ''دُوسری دفعہ'' ہوتا تو وہ یونانی کا لفظ deuteros استعمال کر سکتا تھا،

جیسا اُس نے یوحنا۹: ۲۴ میں کیا:

''پس اُنھوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ (deuteros) بُلا کر کہا کہ خُدا کی تمجید کر۔ ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گناہ گار ہے۔''

اِس لیے ہم یہ نتیجہ اَخذ کرتے ہیں کہ یوحنا۳: ۳ نیکدیمس (اور ہمیں) یہ ہدایت کرتا ہے کہ ہمیں ''نئے سرے'' سے پیدا ہونے کی بجائے ''اُوپر سے پیدا ہونا'' چاہیے۔ ہمیں لازمی پہلے کام کو پہلے ہی کرنا چاہیے۔ اِس سے پہلے کے ہم جنم لے سکیں ہمیں لازمی پہلے پیدا ہونا چاہیے۔

عید کے دن حاملہ ہونے کو ظاہر کرتے ہیں

ایک عورت اپنے مہینے کے وسط میں حاملہ ہو سکتی ہے۔ اِس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ عیدِ فسح پہلے مہینے کے وسط میں آتی ہے۔ بار آور بیضہ اگلے کچھ دنوں میں رحم کی دیوار سے لگ سکتا ہے۔ اُس بار آوری کو فسح کے فوراً بعد ہلانے کی قربانی کے وسیلہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ نئی زندگی کی پیدایش کو مکمل کرتا ہے۔

سات ہفتوں کے بعد، پینتکست کے موقع پر نیا مضغہ اپنی انگلیاں اور انگشت پاؤں کو مکمل کر لیتا ہے اور اب وہ ایک چھوٹے بچہ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ وہ بچہ اپنی شکل اختیار کر چکا ہے۔

مہینوں بعد ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ کو نرسنگوں کی عید کے موقع پر بچے کی قوت سماعت پروان چڑھ جاتی ہے۔ کسی کو بھی لازمی نرسنگوں کی آواز سننی چاہیے۔

ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو یومِ کفارہ کے موقع پر بچے کے خون کی گردش اُس کی ماں سے الگ ہو جاتی ہے۔ اب بچہ اپنے خون کے سرخ خلیے خود بنا سکتا ہے۔

ساتویں مہینے کے وسط تک عیدِ خیام کے موقع پر، بچے کے پھیپھڑے اتنے نشوونما پا جاتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ کے باہر زندہ رہ سکتا ہے اور خود سے سانس لے سکتا ہے۔ اگر بچہ وقت سے پہلے پیدا ہوتا ہے تو بھی اُس کے زندہ رہنے کے حد درجہ امکان ہوتے ہیں۔ اِس لیے وہ لوگ جو عیدِ خیام پر پیدا ہوئے ہیں اُن کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہے جن کے رُوحانی پھیپھڑے قابلِ عمل ہو چکے ہیں۔ یعنی وہ اِس قدر بالغ ہو چکے ہیں کہ وہ رُوح القدس کے دم کی مکمل معموری کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

اِس کے باوجود ایک اور عید ہے جو شاید اِس منظر نامے پر صادق آتی ہے۔ یہ ''عیدِ تقدیس یا روشنیوں کی

عیدؔ'' ہے، جسے عام طور پر ''حنوکہ یا عیدِ تجدید'' کہا جاتا ہے۔ یہ موسیٰ کے زمانے سے بعد کی عید ہے جو ۱۶۵ ق م میں ہونے والے واقعات کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ یہ عید آٹھ دنوں پر مشتمل ہوتی جس کا آغاز کسلیو کے مہینے کی پچیسویں کو ہوتا جو عبرانی کیلنڈر کا نواں مہینہ ہے۔ Funk and wagnalls New Encyclopedia کی بارہویں جلد میں کچھ یوں مرقوم ہے:

''عیدِ تجدید ۱۶۵ ق م میں یہوداہ مکابی کے یروشلیم کی ہیکل کی دوبارہ تقدیس کی یاد میں منائی جاتی جسے شام اور فلسطین کے بادشاہ انطاکس اپفنیس چہارم نے ناپاک کیا۔ ۱۶۸ ق م میں گریگورین کیلنڈر کی پچیس تاریخ کو انطاکس کے حکم سے ہیکل کو زیوس دیوتا کی پرستش کے لیے وقف کر دیا گیا۔ وہاں زیوس کی قربان گاہ کو قائم کیا گیا۔ تین سال بعد جب یہوداہ مکابی نے دوبارہ یروشلیم پر قبضہ حاصل کیا تو اُس نے ہیکل کو صاف کیا اور اُس کی جگہ ایک نئی قربان گاہ بنائی۔ اِس کے بعد ہیکل کی آٹھ دن جاری رہنے والی عید کے ساتھ دوبارہ تقدیس کی گئی۔ تلمودی روایت کے مطابق دوبارہ تقدیس کے لیے سردار کاہن کا مہر شدہ خاص زیتون کا تیل لازمی تھا، وہاں صرف تیل کا ایک کوزہ گل دستیاب تھا لیکن وہ تھوڑی سی مقدار معجزانہ طور پر آٹھ دن تک جلتی رہی۔''

شاید روشنیوں کی یہ عید نو ماہ کے پیدایش کے دورانیہ کو نبوتی انداز میں مکمل کرتی ہے جہاں نوزائیدہ بچہ دن کی روشنی میں آتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اِس سے اُس نبوتی اطلاق کی طرف اشارہ کیا گیا ہو کہ کچھ لوگ پہلی قیامت میں عیدِ خیام کے موقع پر پیدا ہوں گے، جب کہ لوگوں کی اکثریت بعد میں مُردوں کی عمومی قیامت پر پیدا ہوگی۔ دُوسرے لفظوں میں کچھ لوگ عیدِ خیام پر تھوڑا جلد تیار ہوں گے لیکن راست بازوں کی بڑی اکثریت ہزار سال کے آخر میں خُدا کی موجودگی کی مکمل معموری میں آجائے گی۔

لٰہذا ہم یہ نتیجہ اَخذ کر سکتے ہیں کہ اسرائیلی عید کے دنوں کا مقصد مضغہ کی نشوونما سے لے کر پیدایش تک کی تصویر کشی کرنا ہے۔ چوں کہ عیدیں زمین پر رُوحانی ترقی کی راہ دکھانے کے لیے ترتیب دی گئی ہیں، اِس لیے ظاہر ہے کہ ایمان کے وسیلہ راست باز (فسح) ہونا نئی پیدایش نہیں ہے بلکہ ایک نیا حمل ہے جو بالآخر ہماری نئی پیدایش کا سبب بنے گا۔ یہ حاملہ ہونا رُوح القدس کے وسیلے سے ہے کیوں کہ خُدا ہمارا باپ ہے۔ اگرچہ ایک مضغہ پہلے پہل اپنے والدین کی طرح نہیں لگتا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے تو بچہ زیادہ سے زیادہ

اپنے باپ کی شبیہ پر ڈھلتا جاتا ہے۔ ہمارے مسیحی تجربے میں بھی یہ بالکل اُسی طرح ہے۔

ہماری رُوح کا خُدا سے سمبندھ

یونانی زبان میں رُوح کے لیے لفظ pseuche استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایک تانیثی لفظ ہے۔ اِس لیے جب خُدا نے انسان کو بنایا کہ وہ جیتی جان بنے تو اُس نے اِس اعتبار سے اُسے تانیثی بنایا کہ انسان نے خُدا کے پاک رُوح سے بارور ہونا تھا تا کہ مسیح جو ''جلال کی اُمید'' ہے وہ پیدا ہو۔ انسان کی رُوح خُدا کا رحم ہے جس کے وسیلے وہ زمین پر دوبارہ اپنے آپ کو پیدا کرتا ہے۔

جب ایک بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اُس میں ماں اور باپ دونوں کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ آدم ''زمین سے یعنی خاکی تھا'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۴۷)۔ لیکن خُدا رُوح ہے (یوحنا ۴: ۲۴)۔ رُوح ایک بچہ پیدا کرنے کے لیے کسی زمینی مخلوق سے کس طرح ملاپ کرسکتی ہے؟ کسی بھی طریقہ سے اِسے واضح نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم محض یہ جانتے ہیں کہ یہ پہلے سے ہی ہو چکا ہے اور اِس کا ظاہری ثبوت خود یسوع مسیح ہے۔ رُوح القدس نے ایک کنواری جس کا نام مریم تھا اُس پر سایہ ڈالا اور وہ حاملہ ہوئی اور اُس کے بیٹا پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے۔

اِسی طرح رُوح القدس ہماری رُوحوں پر بھی سایہ ڈالنا اور ہمارے اندر مسیح کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ہم خوش خبری کے وسیلے سے پیدا ہوئے ہیں (۱۔کرنتھیوں ۴: ۱۵)۔ یہ خُدا کا ایک بہت بڑا بھید ہے۔ یہ نہ صرف پوری دُنیا سے پوشیدہ ہے بلکہ یہ ہماری رُوحوں میں بھی ایک پوشیدہ کام ہے۔ یہ رُوح القدس اور ہماری رُوح، آسمان اور زمین، خُدا اور انسان اور مسیح اور اُس کی دُلہن کے درمیان ایک ارفع عقد ہے۔ اِس عقد کا مقصد ایک بچہ کو جنم دینا ہے۔

پولس رسول نے گلتیوں کی کلیسیا کو قائم کیا۔ وہ کلیسیا کے جنم کے دوران اپنے آپ کو بہ طور دایہ یا دیکھ بھال کرنے والے کے پیش کرتا ہے۔ وہ گلتیوں ۴: ۱۹ میں اِس طرح کہتا ہے ''اے میرے بچو! تمھاری طرف سے مجھے پھر جننے کے سے درد لگے ہیں۔ جب تک کہ مسیح تم میں صورت نہ پکڑ لے۔'' گلتیہ کے مسیحیوں نے یسوع مسیح کی سچائی کو قبول کر لیا تھا اور اِس کی ماہیت میں اُنھوں نے خُدا سے عقد کر لیا تھا۔ رُوح القدس نے مسیح کو اُن میں پیدا کرنے کے لیے اُن پر سایہ ڈالا اور اب مسیح اُن میں ''صورت'' پکڑ رہا تھا جیسے ہی وہ مسیح میں بالغ

ہو گئے تھے۔

اُن کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ وہ شریعت پر بھروسا کرتے ہوئے سچائی سے بھٹک گئے تھے، خاص طور پر ختنے کی شریعت پر اور اُنھوں نے راست بازی کے لیے اُسے لازمی قرار دے دیا تھا۔ پولس اُنھیں یاد دلاتا ہے کہ جسمانی ختنہ پرانے عہد اکا نشان تھا، جب کہ دل کا ختنہ نئے عہد کا نشان تھا۔ لہٰذا جسمانی ختنے پر اُن کا انحصار اِس بات کا نشان تھا کہ اُنھوں نے پرانے عہد پر بھروسا رکھنا شروع کر دیا ہے گویا وہ اُن کو بچا سکتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ اُن میں جڑ پکڑ تا ہے تو یہ برجستہ طور پر اُن کے اندر بچہ کی پیدایش کو ختم کر دے گا۔

جسمانی ختنہ پر زور دینے سے گلتیہ کی کلیسیا کو پرانے یروشلیم اور یہودیوں میں بے ایمانوں کے طور پر بھی جانا جا سکتا ہے۔ پولس واضح کرتا ہے کہ پرانا یروشلیم ہاجرہ تھی نہ کہ سارہ (گلتیوں ۴:۲۵)، اور اُس کا تعلق کوہِ سینا سے ہے جو عرب میں ہے اور ہاجرہ کی اولاد کی میراث ہے۔ خُدا نے اپنا نام پرانے یروشلیم سے جدا کر دیا، جیسے یرمیاہ ۷:۱۴ میں پیشین گوئی کی گئی تھی اور ایک دُوسرے نبی کی رُویا میں حزقی ایل ۱۰ اور ۱۱ باب میں دیکھا گیا۔ خُدا نے کہا کہ وہ اپنے نام کو یروشلیم سے جدا کر لے گا، جیسے اُس نے عیلی کاہن کے دنوں میں سیلا سے جُدا کیا۔ مکاشفہ ۳:۱۲ اور ۲۲:۴ ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ اب اُس نے اپنا نام اور نئے یروشلیم کا نام اُس ہیکل پر لکھا ہے جو اُس کا مقدِس ہے۔ وہ دوبارہ کبھی بھی پرانے یروشلیم میں ہیکل کے پہاڑ پر ایک مادی ہیکل میں جلال حاصل نہیں کرے گا۔

گلتیوں کے خط اور پولس کی اُن کے متعلق دل گیری سے ہم اِس بات کو سیکھتے ہیں کہ کلیسیا کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ بچے کے پیدا ہونے کو کھو دیں۔ اور یقیناً پولس کے خدشات دُرُست ثابت ہوئے کیوں کہ کلیسیا کی کسی بھی نسل نے ابھی تک بچہ کو جنم نہیں دیا۔

استثنا ۲۵:۵-۱۰ میں بیان کی گئی شریعت

بھائی سے اولاد پیدا کرنے کی بنیادی شریعت کا ذکر استثنا ۲۵ باب میں ہوا ہے۔ یہ بے اولاد بیوہ کے متعلق غیر معروف قانون ہے کہ کیسے اُس کے شوہر کا بھائی وارث کو پیدا کرے۔ استثنا ۲۵:۵-۱۰ میں ہم پڑھتے ہیں:

''اگر کئی بھائی مل کر ساتھ رہتے ہوں اور ایک اُن میں سے بے اولاد مر جائے تو اُس

مرحوم کی بیوی کسی اجنبی سے بیاہ نہ کرے بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس کے پاس جا کر اُسے اپنی بیوی بنالے اورشوہر کے بھائی کا جوحق ہے وہ اُس کے ساتھ ادا کرے۔اور اُس عورت کے جو پہلا بچہ ہووہ اِس آدمی کے مرحوم بھائی کے نام کا کہلائے تا کہ اُس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے۔اوراگر وہ آدمی اپنی بھاوج سے بیاہ کرنا نہ چاہے تو اُس کی بھاوج پھاٹک پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے میرا دیوراسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکارکرتا ہےاورمیرے ساتھ دیور کا حق ادا کرنانہیں چاہتا۔ تب اُس کے شہر کے بزرگ اُس آدمی کو بلوا کراُسے سمجھائیں اوراگر وہ اپنی بات پر قائم رہےاور کہے کہ مجھ کواُس سے بیاہ کرنا منظورنہیں۔تو اُس کی بھاوج بزرگوں کے سامنے اُس کے پاس جا کراُس کے پاؤں سے جوتی اُتارےاوراُس کے منہ پرتھوک دےاور یہ کہے کہ جوآدمی اپنے بھائی کا گھر آباد نہ کرے اُس سے ایسا ہی کیا جائے گا۔تب اسرائیلیوں میں اُس کا نام یہ پڑ جائے گا کہ یہ اُس شخص کا گھر ہےجس کی جوتی اُتاری گئی تھی۔''

اگرکوئی شخص بےاولاد مرجائے اوراُس کی میراث کے لیےاُس کا کوئی وارث نہ ہوتو اُس شخص کے بھائی کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے بھائی کی بیوی سے اُس کے نام پرایک وارث پیدا کرے۔اِس قانون کی ایک خاص ترتیب تھی جیسا ہم رُوت کی کہانی میں دیکھتے ہیں۔

رُوت کی کہانی

اِس کہانی میں الیملک اورنعومی یہوداہ سے موآب میں چلے گئے اورکال کی وجہ سے وہ اپنی زمین کو بیچنے پرمجبور ہوگئے کیوں کہ کال کی وجہ سے وہ مقروض ہو گئے تھے۔اگر وہ کسی بھی طرح سے اپنی زمین کوواپس لینے کے قابل نہ ہوتے تو وہ سال یوبلی تک کسی بھی صورت اُسے واپس نہیں لے سکتے تھے۔

الیملک کے دو بیٹے محلون اورکلیون تھے اوراُن دونوں نے موآبی عورتوں سے شادی کر لی۔محلون نے رُوت سے بیاہ کردیا جب کہ کلیون نے عرفہ سے بیاہ کرلیا۔پھروہ دونوں مرد مر گئے اور یہوداہ کی سرزمین میں زمین کوواپس لینے کے لیےاُن کا کوئی بھی وارث نہیں تھا۔محلون کا ایک قرابتی بوعز تھا جورُوت سے محبت کرتا اور

اُس سے قانونی طور پر بیاہ کرنا چاہتا تھا، لیکن یہ حق اُس کے ایک اور نزدیک کے قرابتی کا تھا۔ اُس نے رُوت ۱۲:۳، ۱۳ میں یہ بات اُس پر واضح کی:

''اور یہ سچ ہے کہ میں نزدیک کا قرابتی ہوں لیکن ایک اور بھی ہے جو قرابت میں مجھ سے زیادہ نزدیک ہے۔ اِس رات تو ٹھہری رہ اور صبح کو اگر وہ قرابت کا حق ادا کرنا چاہے تو خیر وہ قرابت کا حق ادا کرے اور اگر وہ تیرے ساتھ قرابت کا حق ادا کرنا نہ چاہے تو زندہ خُداوند کی قسم ہے میں تیرے ساتھ قرابت کا حق ادا کروں گا۔ صبح تک تو لیٹی رہ۔''

اِس کہانی میں بوعز نزدیک کے قرابتی جس کا پہلا حق تھا اُسے بلاتا ہے اور اُسے پوچھتا ہے کہ کیا وہ الیملک کی زمین کو چھڑانا چاہتا ہے۔ وہ اُن کی زمین کو چھڑانا چاہتا تھا لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ اُسے رُوت کے ساتھ شادی بھی کرنی پڑے گی تو اُس نے چھڑانے سے انکار کر دیا۔ یوسفیس اپنی کتاب Antiquities of the Jews, V, ix, 4 میں ہمیں بتاتا ہے:

''دوپہر کے قریب بوعز شہر کے پھاٹک پر گیا اور اُس نے بزرگوں کو جمع کیا اور جب اُس نے رُوت کو بلوایا تو اُس نے اُس نزدیک کے قرابتی کو بھی بلا لیا۔ جب وہ آیا تو بوعز نے اُسے کہا 'کیا تم الیملک اور اُس کے بیٹوں کی میراث کو چھڑوانا چاہتا ہے؟' اُس نے کہا کہ وہ چھڑانا چاہتا ہے۔ اُس نے بلکہ ویسا ہی کیا جیسا شریعت نے اُسے کرنے کی اجازت دی گئی تھی، کیوں کہ وہ نزدیک کا قرابتی تھا۔ پھر بوعز نے کہا 'تمہیں لازمی طور پر شریعت کے تمام تقاضوں کو یاد رکھنا پڑے گا اور تمہیں اُن سب کو پورا کرنا پڑے گا، کیوں کہ محلون کی بیوی بھی یہاں موجود ہے اگر تو اُس کے کھیت کو چھڑوانا چاہتا ہے تو تمہیں شریعت کے مطابق اُس کی بیوی سے بیاہ بھی کرنا پڑے گا۔ اُس شخص نے یہ عذر پیش کرتے ہوئے اِس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اُس کے بیوی اور بچے پہلے ہی ہیں۔ اُس نے کھیت اور محلون کی بیوی بوعز کو دے دیئے کیوں کہ وہ بھی اُس کا قرابتی تھا۔ پس بوعز نے بزرگوں کو گواہ بنایا اور اُس عورت نے شریعت کے مطابق اپنا جوتا اُتارا اور اُس مرد کے منہ پر تھوکا، جب یہ سارا معاملہ طے پا گیا تو بوعز نے رُوت سے بیاہ کر لیا اور ایک سال کے دوران اُن کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔''

یہ کہانی استثنا ۲۵ باب میں بیان کیے گئے لڑکے کی شریعت کی وضاحت کرتی ہے، جس کے متعلق ہم بات کر رہے ہیں۔ یہ ایک نبوتی شریعت ہے جس کے وسیلے لڑکے کو جنم دینا تھا۔ عبرانیوں ۲: ۱۱-۱۵ میں ہم پڑھتے ہیں کہ یسوع ہمارا بڑا بھائی ہے:

''اِس لیے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اِسی باعث وہ اُنھیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ چناں چہ وہ فرماتا ہے کہ تیرا نام میں اپنے بھائیوں سے بیان کروں گا۔ کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤں گا۔ اور پھر یہ کہ میں اُس پر بھروسا رکھوں گا اور پھر یہ کہ دیکھ میں اُن لڑکوں سمیت جنھیں خُدا نے مجھے دیا۔ پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک ہوا تا کہ موت کے وسیلہ سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے۔ اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے اُنہیں چھڑائے۔ کیوں کہ واقع میں وہ فرشتوں کا نہیں بلکہ ابرہام کی نسل کا ساتھ دیتا ہے۔ پس اُس کو سب باتوں میں اپنے بھائیوں کی مانند بننا لازم ہوا۔۔۔''

یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ یسوع مسیح ابرہام کی نسل کے طور پر آیا، تا کہ اُس کے پاس اسرائیل کے گھرانے کے اپنے بھائیوں کو چھڑانے کا شرعی حق موجود ہو۔ تاہم اِس سے بڑھ کر یسوع مسیح خون اور گوشت میں آیا نہ کہ فرشتوں کی مانند، تا کہ اُس کے پاس آدم سے لے کر تمام نبی نوع انسان کو چھڑانے کا بھی حق ہو۔ وہ اسرائیل اور خون اور گوشت والے تمام انسانوں کا نزدیک کا قرابتی ہے۔

مسیح کی شبیہ پر نسل کو پروان چڑھانا

یسوع بے اولاد مر گیا۔ یسوع نے شادی نہیں کی تھی اور نہ ہی اُس کی کوئی جسمانی اولاد تھی۔ اِس سے بھی اہم یہ کہ کلام کے مکمل ادراک میں اُس کی کوئی رُوحانی اولاد نہیں تھی۔ اِس وقت تک کوئی بھی مکمل رُوحانی پیدائش تک نہیں پہنچا تھا۔ عبرانیوں ۱۱ باب میں عہدِ عتیق کے مقدسین کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن وہ سب کے سب وعدے کو حاصل کیے بغیر ہی مر گئے جو کہ عیدِ خیام کی تکمیل اور لڑکوں کی جماعت کی پیدائش ہے۔

پس ہم یسوع کے بھائی ہیں اور ہمیں اپنے بڑے بھائی کی نسل کو آگے بڑھانے کے لیے بلایا گیا ہے،

تاکہ اُس کا نام اسرائیل سے مٹ نہ جائے اور وہ زمین پر اپنی میراث سے محروم نہ ہو جائے۔ اِس شریعت کے شخصی اطلاق میں ہماری رُوح ''عورت'' ہے جسے ''مسیح کو ہم میں'' پیدا کرنے کے لیے لازمی رُوح القدس کے سایہ کے نیچے آنا چاہیے۔ اور وہ مقدس تخم جو آپ کے اندر ہے خُدا کو آپ کا باپ بناتا ہے وہ کامل ہے اور گناہ کر ہی نہیں سکتا۔ ۱۔ یوحنا ۳:۹ میں لکھا ہے:

''جو کوئی خُدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا کیوں کہ اُس کا تخم اُس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیوں کہ خُدا سے پیدا ہوا ہے۔''

راست باز کے اندر مقدس تخم گناہ کر ہی نہیں سکتا، کیوں کہ وہ مسیح کی طرح ہے اور پہلا آدم اُس کا باپ نہیں ہے۔ یہ مقدس تخم آپ کی رُوح کے رحم میں ہے جو اُس وقت تک نشوونما پاتا اور بلوغت کی طرف بڑھتا ہے جب تک وہ مکمل پیدایش حاصل نہیں کر لیتا۔

یہ تخم حقیقت میں آپ ہیں۔ یہ تخم وہ ہے جو آپ بن رہے ہیں۔ یہ آپ کے جسمانی بدن نہیں۔ تتلی کے پروان چڑھنے سے اِس کی مثال دی جا سکتی ہے۔ اِس کا آغاز ایک لاروے سے ہوتا ہے جو اپنے پورے بدن کو اپنے سر کے علاوہ کویا (cocoon) کے اندر لپیٹ لیتا ہے جو جلد ہی بے جان ہو کر گر جاتا ہے۔ تاہم قلبِ ماہیت (metamorphosis) کے عمل سے یہ ایک زندہ تتلی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح ہمارے اندر ایک زندہ تخم موجود ہے جو ہمارے لیے ایک نئی مخلوق میں تبدیل ہونا ممکن بناتا ہے۔ یہاں تک کہ جس طرح تتلی کا تخم لاروا کے بدن میں ہوتا ہے، اُسی طرح بہ طور مسیحی ہمارے اندر مسیح کا تخم ہے۔ جب یہ قلبِ ماہیت مکمل ہو جائے گی اور پرانی انسانیت جاتی رہے گی تو ہم مسیح کی شبیہ میں ایک نئی مخلوق کے طور پر پیدا ہوں گے۔

پولس ہمارے بدن (لاروے) اور رُوحانی تخم (تتلی) کے درمیان فرق کرتا ہے جب وہ رومیوں ۷:۱۸-۲۰ میں بات کرتا ہے:

''کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔ چناں چہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں۔ پس اگر میں وہ کرتا ہوں جس کا ارادہ نہیں کرتا تو اُس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا

ہوا ہے۔''

پولس ہمارے اندر کے گناہ اور نیکی کے انسان کے درمیان فرق کرتا ہے۔ نیک خُدا سے پیدا ہوا ہے، اِس لیے یہ گناہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی گناہ کرنا چاہتا ہے۔لیکن اِس وقت اُن دونوں فطرتوں کے درمیان ایک باطنی جنگ ہورہی ہے،جس کی نمائندگی پہلے آدم (پرانے انسان) اور پچھلے آدم (نئے انسان) نے کی۔

دُنیا میں صرف دوطرح کے انسان ہیں یعنی آدم اور مسیح۔ پہلا مرنے کے لیے مقرر ہوا، جب کہ پچھلا ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے مقرر ہوا۔ یہ دونوں انسان ہمارے بدنوں میں ہیں۔ یہ دو بادشاہ ہیں جو دو بادشاہتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔اُن کو علامتی طور پر دو یروشلیموں میں پیش کیا گیا ہے یعنی پرانا اور نیا۔دُوسرا پہلے کی جگہ لے رہا ہے۔ وہ دونوں مختلف عہود یعنی پرانے اور نئے کے تحت عمل کرتے ہیں۔ پرانا عہد آدم کو راست رویے کی تعلیم دے کر اُس کی اصلاح کرنے کی کوشش کررہا ہے۔

نیا عہد آدم کو راست بازی کے منصب پر بحال کرنے میں پرانے عہد کی ناکامی کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ نئے عہد میں خُدا اپنے آپ سے اُس کام کا مطالبہ کرتا ہے جو آدم نہیں کرسکتا تھا۔ نئے عہد کے وسیلے وہ ہمارے اندر مسیح کو پیدا کرتا ہے اور ہم اُس زندہ بخش رُوح کا مظہر بن جاتے ہیں۔یہی بیٹا ہے۔ وہ مسیح ہے اور وہ ہم بھی ہیں۔

محاصل

ہم دیکھتے ہیں کہ ہم اب اپنے بڑے بھائی یسوع مسیح کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کررہے ہیں، جو ہمیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ استثنا ۲۵ باب میں شریعت ہم پر ظاہر کرتی ہے کہ اگر ہم نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو ہم اپنا جوتا کھودیں گے۔ دُوسرے لفظوں میں ہماری مسیحی چال میں خلل آجائے گا۔ پولس مسیحی زندگی کو ایک دوڑ سے تشبیہ دیتا ہے۔صرف ایک جوتے کے ساتھ دوڑنا بہت مشکل ہے کیوں کہ زندگی کا راستہ ہمیشہ نرم اور سرسبز نہیں ہوتا۔ راستے میں بہت سے پتھر اور کانٹے ہوتے ہیں۔اُس راستے میں تپتی ریت کے صحرا بھی ہوں گے۔محض ایک جوتے کے ساتھ یہ قطعی امکان نہیں کہ کوئی شخص دوڑ جیت جائے گا، ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ اختتامی نشان تک لنگڑاتے ہوئے آئے۔

بہ حیثیت مسیحی اگر ہماری توجہ خُدا کے عظیم بلاوے کا انعام جیتنے کے علاوہ کسی بھی اور چیز پر مرکوز ہے تو ہم

ایک جوتے کے ساتھ یا کھلے تسموں کے ساتھ دوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے اندر موجود مقدس تخم کو خُدا کے کلام کی صداقت سے پروان چڑھنے کی ضرورت ہے جو ہمارے اندر مسیح کی صورت کوڈھالے گا اور اُسے مکمل طور پر ہمارے اندر پیدا کرے گا۔اِس رُوحانی بارآوری کا نقشہ اسرائیل کے مصر سے وعدے کی سرزمین کے سفر میں دکھایا گیا ہے۔اِس نقشے پر بنیادی مقامات کو عید کے دنوں میں دکھایا گیا ہے۔ہر ایک مقام پر سیکھنے کے لیے خُدا کی طرف سے مقرر کی گئی بے شمار چیزیں موجود ہیں۔

جیسا ہم نے پہلے دیکھا مسیح میں اُس نے اپنے خون کے وسیلہ ہمیں مخلصی دلائی اور اُس کا خون پوری دُنیا کے لیے بہایا گیا۔مسیح کی آمدِ ثانی میں وہ اپنے بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے گا۔پہلی آمد میں اُس نے یہوداہ کے کام کو مکمل کیا اور دُوسری آمد میں وہ یوسف کے کام کو پورا کرے گا۔یہوداہ کے کام سے مراد مسیح کو بیت لحم میں داؤد کے گھرانے میں پیدا ہونا تھا۔اُسے دُنیا کے گناہ کو دُور کرنے کے لیے خُدا کے برہ کے طور پر مرنا تھا۔اُسے مردوں میں سے جی اُٹھنا تھا تا کہ وہ موت سے نکل کر جی اُٹھنے میں ہماری رہنمائی کر سکے۔

دُوسری طرف یوسف کا کام بالکل مختلف ہے۔یوسف ایک پھل دار فرزند تھا اور فرزندیت اُس کی آمدِ ثانی کا مقصد ہے۔وہ بہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کر رہا ہے(عبرانیوں ۲:۱۰)۔اُس کے آنے کی تصویر فاتحانہ کلام کے وسیلہ ظاہر کی گئی ہے جس کی پوشاک خون کی ڈبوئی ہوئی ہے۔یوں وہ دُوسرے کبوتر کی تکمیل ہے جسے خون میں ڈبو کر کھلے میدان میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

اُسے یوناہ کی پیشین گوئی کی تکمیل کے طور پر بھی دکھایا گیا ہے،جس کے نام کا مطلب ''فاختہ'' ہے۔اُس کہانی میں،کہانی کا دُوسرا حصہ ظاہر کرتا ہے کہ نینوہ کے لوگوں کو کلام سنایا جاتا ہے تا کہ توبہ اور تعلیم کے لیے خُدا کے تمام دشمنوں کو اُس کے قدموں کے نیچے لایا جائے۔اِسی وجہ سے جب مسیح گھوڑے پر بیٹھ کر آتا ہے تو اُسے بہ طور کلام دکھایا گیا ہے۔

مندرجہ بالا تمام باتوں کی وساطت سے ہم خُدا کے فرزندوں کی گناہ کی غلامی سے جلالی آزادی کے اپنے سفر کے تمام مقامات کے واضح راستے کو دیکھتے ہیں۔یہ پہلے موسیٰ کے تحت اور پھر یشوع (یسوع) کے تحت اسرائیل کا راستہ ہے۔اِس کی تفصیلات اسرائیلی عیدوں میں بیان کی گئی ہیں۔اِن اسرائیلی عیدوں کو سمجھے بغیر مسیح کی آمد کی حقیقت کو جاننا ناممکن ہے۔اُس کی دُوسری آمد کے متعلق یہ آج بھی صداقت پر مبنی ہیں جیسے یہ دو ہزار سال پہلے اُس کی پہلی آمد کے وقت تھے۔

یہ ایک بہت ہی شخصی تصویر ہے جسے صحائف نے اِس وجہ سے ہمارے لیے ترتیب دیا تا کہ ہمیں یہ دکھایا جا سکے کہ ہم نے کیسے اپنی وعدے کی سر زمین کی جانب بڑھتے ہوئے لافانیت اور پاکیز گی کی پختگی میں ترقی کرنی ہے۔ یہ واقعات یہ بھی نبوت کرتے ہیں کہ تاریخی سطح پر خُدا پوری دُنیا کے ساتھ بڑے تناظر میں کیا کر رہا ہے۔ یہ تصویر ہمیں تین درجات کے بارے میں دکھاتی ہے، فسح کا دَور جو تقریباً ختم ہو چکا ہے، پینتکست کا دَور جواب ختم ہو رہا ہے اور خیموں کا دور جواب شروع ہونے والا ہے۔

ہم دُعا گو ہیں اور ہمیں اُمید ہے کہ اِس کتاب نے قارئین کو اُس واضح اُمید کی رُویا کو سمجھنے میں مدد کی ہو گئی جو کلامِ مقدس میں بیان کی گئی ہے۔

مصنف کے بارے میں
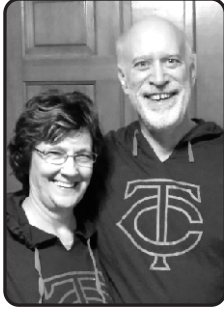
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا میں تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ کی ملاقات اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ہوئی ۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔ بعدازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں علمِ الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پر پوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء تک بہ طور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر

خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلامِ خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔اِس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔۱۹۹۳ءتک آپ اِس مطالعہ میں محور ہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں،لیکن آپ کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔آپ نے ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین،اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلامِ مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی،ٹرینیڈیڈ،فلپائن، نیوزی لینڈ،آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کے بارے میں

آپ 28 دسمبر 1984ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد آپ نے پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بطور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ ۲۰۲۲ء میں آپ نے یونیورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم۔فِل (اُردو) کی ڈگری مکمل کی۔ مارچ ۲۰۲۳ء میں آپ نے اسلام آباد سے اپنی پی ایچ ڈی (اردو) کی ڈگری کا بھی آغاز کر دیا۔

۲۰۰۶ء میں آپ نے اپنے مسیحی تعلیم کے سفر آغاز کیا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیئے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبیٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ مئی 2020ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ وننگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ میں بہ طور سینئر ایڈوائزر اور تحقیق اور بائبلی اعداد کی تدریس کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

جون 2005ء میں آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ 2009ء میں آپ کی مخصوصیت پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی۔ اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کیا۔

16 اکتوبر 2009 میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

2012 میں آپ نے وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ 2015 میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم ، بائبل سکول ، سنڈے سکول ،فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل بھی ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کی ترجمہ کردہ دیگر کتب

۱۔ایک سے پچاس تک اعداد کے بائبلی معانی

۲۔الٰہی محبت اور معافی

۳۔سب چیزوں کی بحالی

۴۔قیامت کا مقصد

۵۔خُدا کی بادشاہی

۶۔عالمگیر کفارے کی مختصر تاریخ

۷۔خُدا کے فرزند

۸۔غالب آنے والے کیسے بننا ہے؟

۹۔بیابان کا مقصد

۱۰۔آمد ثانی کے بھید

اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں کتاب ''آمدِ ثانی کے بھید'' اپنے مضمون کے اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ آمدِ ثانی کی ترتیب، اوقات اور واقعات کے بارے میں ہمارے ہاں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہی تعلیم دی گئی ہے جس کی وجہ سے ''آمدِ ثانی کے بھید'' کے مطالعے سے اجنبیت بھی محسوس ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک سنجیدہ قاری کے لیے یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے جو الٰہی منصوبے کی سمجھ کے دروازے کھولتا ہے اور مسیح یسوع کی پہچان میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر نعیم سلیم (پی۔ ایچ۔ ڈی)

اگرچہ خُداوند مسیح کی آمدِ ثانی کے موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، تاہم اِس پائے کی جامع اور تفصیلی کتاب اُردو زبان میں آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔ تحقیق و تصنیف کے ضمن میں ہمارے مقامی لکھاریوں کے لیے یہ کتاب ایک نمونے کی حیثیت رکھتی ہے۔

یونس عامر (چیف ایڈیٹر، ایم۔ آئی۔ کے)

یہ کتاب نا صرف مسیحی خدام کے لیے نہایت مفید اور رُوح پرور کتاب ہے بلکہ علمِ الٰہی کے طالب علموں، نوجوانوں بلکہ تمام کلیسیا کے لیے نہایت مفید اور معلوماتی ہے۔ کئی ایک باتیں اور پہلو جو شریعت میں موجود ہیں یا عہدِ عتیق کی دیگر کتب میں موجود ہیں عام طور پر عمومی مسیحیوں کے لیے مشکل ثابت ہوتے ہیں لیکن اِس کتاب کے مطالعے کے بعد ایسے پہلو نہایت دل چسپ اور آسان معلوم ہوتے ہیں

کامل ناصر (ایڈمنسٹریٹر فیتھ تھیولاجیکل سیمنری، گوجرانوالہ)

کتاب نہایت اہم نکات کو تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نئی اور گراں بہا معلومات بھی فراہم کرتی ہے، جیسے ایک ہی دن میں سورج گرہن اور چاند گرہن کا ہونا، عددی علوم کے ذریعے جسمانی اور رُوحانی پیدایش کو بیان کرنا اور اِس کے ساتھ ساتھ سائنسی معلومات کو بھی بیان کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی واقعہ اتفاقاً معلوم نہ ہو۔

ڈاکٹر لعزر پال (گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ)

یہ کتاب اپنے آپ میں ایک شان دار اور منفرد مواد کی بدولت اعلیٰ درجے کی حامل ہے۔ جس میں اُن بھیدوں سے پردہ اُٹھایا گیا ہے جن سے لوگ ابھی تک بے بہرہ ہیں اور یہ کتاب مسیحی علم الٰہیات کے سنجیدہ قارئین کے لیے بڑی ہی کار آمد کتاب ہے۔

ڈاکٹر فنی ایل رشید (لاہور بائبل انسٹیٹیوٹ، شیخوپورہ)

کتاب ''آمدِ ثانی کے بھید'' گنجینۂ گوہر ہے۔ یہ کتاب حامیانِ زبانِ اُردو اور متلاشیانِ حق کے لیے یکساں طور پر موثر ہے۔

پروفیسر شاہد صدیق گل (قائداعظم ڈویژنل پبلک کالج، گوجرانوالہ)

مصنف نے نہایت عمدہ انداز میں مسیح کی آمدِ ثانی کو کتابِ مقدس میں مندرج خزاں کی عیدوں اور عہدِ عتیق کے معروف کرداروں جن میں یعقوب، ایلیاہ، یوناہ اور یوسف اور تاریخی کتب (بالخصوص آستر کی کتاب) کے حوالہ جات سے مسیح کی آمدِ ثانی کو منسلک کر کے اِس راز کو افشاں کیا۔ نیز مصنف کی لسانیات اور تاریخ پر اعلیٰ قسم کی دسترس اور وسیع مطالعے کی مسلم الثبوت ہے۔

روبن جان (مریدکے)